

ماہنامہ خوفناک ڈائجسٹ

دلوں کو لرزائے والی
خوفناک اور سنسنی خیز کہانیاں

دسمبر 2013

RS:65



ماہ دسمبر 2013ء کے شمارے
لاہور / خوفناک ڈائجسٹ
دو توبہ نمبر کی جھلکیں

62	احساسِ ندامت
بھٹکتی روح	عائشہ ساحر فری
اسلام آباد	قمر قد نشاد رتوال
20	موت کی منزل
پرنس کریم	پشاور
پسندیدہ اشعار	خطوط
غزلیں	

کہانیوں کی صداقت ہر رنگ و شب سے ملتا رہتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیے جاتے ہیں جن سے حالات میں کمی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا انگریز، رائیٹر، ادارہ یا پبلشر ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشر ذمہ دار عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریڈی کنوڈ، لاہور)

ماہ دسمبر 2013ء کے شمارے
لاہور / خوفناک ڈائجسٹ
دو توبہ نمبر کی جھلکیں

118	حسین آتما
کامران شکیل	واہ کینٹ
152	کالی ڈائن
عدنان عاشق پریمر	گوجران
136	خونی مکھیاں
انعام علی خاں جنڈ	
144	خون آشام
کامران احمد	منڈی بہاؤ الدین
88	دیر توبہ
ساحل دُعا بخاری	بیسر پور
34	گل بانو پیری
زاہد اقبال انک	

کہانیوں کی صداقت ہر رنگ و شب سے ملتا رہتی ہے۔ ایسی تمام کہانیوں کے تمام واقعات قطعی طور پر تبدیل کر دیے جاتے ہیں جن سے حالات میں کمی پیدا ہونے کا امکان ہو جس کا انگریز، رائیٹر، ادارہ یا پبلشر ذمہ دار نہ ہوگا۔ (پبلشر ذمہ دار عالمگیر۔ پرنٹر: زاہد بشیر۔ ریڈی کنوڈ، لاہور)

سات ہلاکت خیز گناہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام سے ارشاد فرمایا: سات تباہ کن اور ہلاکت خیز گناہ سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ کون کون سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، جادو کرنا، جس جان کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، اسے ناحق قتل کرنا، جیم کا مال کھانا، سود کھانا، میدان جہاد سے فرار ہونا، پاک دامن خواتین پر زنا کی جہمت لگانا۔

شیطان کی اعانت سے بچو

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کے پاس ایک شخص کو لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ آپ نے حاضرین سے فرمایا اسے ڈانٹ ڈپٹ کرو۔ مسلمان اسے ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگے۔ کسی نے کہا تو نے اللہ کی فرمانبرداری کا خیال نہ کیا؟ کسی نے کہا تجھے اللہ کا خوف نہ آیا؟ جب ایک آدمی نے کہا اللہ تجھے رسوا کرے تو نبی کریمؐ نے اس کو روک دیا اور فرمایا: اسے بددعا نہیں دے کر اس کے خلاف شیطان کی اعانت نہ کرو اس کے بجائے اسے دعائیں دو، یوں کہو ابے اللہ اس کی بخشش فرما، ابے اللہ اس پر رحم فرما۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب یہ پوچھا گیا کہ سب سے افضل عمل کون سا ہے تو آپ نے فرمایا جب تیری موت آئے تو تیری زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تر ہو۔

ذکر اللہ تعالیٰ کی تمام عبادات کا خلاصہ ہے حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں: آسمان والے اہل زمین کے ان گھروں کو جن میں اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر ہوتا ہے ستاروں کی طرح چمکدار دیکھتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سب سے پہلے جنت میں وہ لوگ بلائے جائیں گے جو مصیبت و آرام کے وقت اللہ کی حمد کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کرو کہ لوگ مجنوں کہلانے لگیں۔ ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کسی آدمی کا کوئی عمل عذاب قبر سے زیادہ عذاب دینے والا نہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جسے مشغلہ اور دستور بنالیا جائے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ کے ذکر سے تو ہر وقت رطب اللسان رہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اللہ کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زعمہ اور مردہ کی سی ہے۔ ذکر کرنے والا زعمہ اور نہ کرنے والا مردہ۔

نوید سلیم - مرید والا فیصل آباد

پڑوسیوں کے حقوق

اصل میں ہمسایہ ہر وہ شخص ہے جو آپ کے دائیں بائیں اوپر نیچے چالیس گھر تک آس پاس رہتا ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بن لو چالیس گھر تک ہمسایہ ہوتا ہے اور جنت میں وہ شخص داخل نہیں ہوگا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے ڈرتا ہو۔ اسلام کی نظر میں ہمسائے کے حقوق کی بنیاد چار اصولوں پر ہے:

- ☆ انسان اپنے ہمسائے کو تکلیف نہ پہنچائے۔
- ☆ اس کو اس شخص سے بچائے جو اسے ایذا پہنچانا چاہتا ہو۔
- ☆ اس کے ساتھ اچھائی کا برتاؤ کرے۔
- ☆ اس کی بد مزاجی کا بردباری اور درگزر سے بدلہ لے۔

ایذا کی مختلف صورتیں ہیں۔ مثلاً زنا، چوری، گالی گلوچ، برا بھلا کہنا اور گند وغیرہ ڈالنا بھی ایذا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس عورتوں سے زنا اور دس آدمیوں کے مال کو چوری کرنے کو ہمسائے سے ایک مرتبہ زنا اور ایک مرتبہ چوری کو برابر قرار دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تین مرتبہ قسم اٹھا کر خدا کی قسم وہ شخص مؤمن نہیں ہو سکتا جس کا ہمسایہ اس کے شر سے اس میں نہ ہو اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر ہمسایہ مدد طلب کرے تو اس کی مدد کرو اور اگر قرض مانگے تو قرض دو محتاج ہو جائے تو مالی امداد کرو، بیمار ہو جائے تو علاج کراؤ اور مر جائے تو جنازے کے ساتھ قبرستان جاؤ اور اس کے بعد اس کے بچوں کی دیکھ بھال کرو۔ اسے کوئی اعزاز مل جائے تو جا کر مبارکباد دو، کسی مصیبت میں گرفتار ہو تو اظہار ہمدردی کرو۔

محمد عباس راحت و حافظ محمد اکبر عطاری۔ لسبیلہ

حضور کا گزر اوقات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی کبھی دو دن متواتر جو کی روٹی بھی سیر ہو کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہل خانہ نے کبھی بھی تین دن مسلسل گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بھر نہ کبھی دسٹر خوان کھانا تناول فرمایا اور نہ ہی چپاتی کھائی یہاں تک کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

بھکتی روح

--- تحریر: عائشہ سحر عرف فری - اسلام آباد ---

مجھے باہر نکالو میں بری طرح دراڑ میں پھنس چکی ہوں نہ اوپر جاسکتی ہوں نہ نیچے مجھے کھینچو۔ اس کی یہ بات سن کر ہمارے رونے سے کھڑے ہو گئے ہم اوپر کی طرف زور لگانے لگے لیکن وہ ایسی پھنسی ہوئی تھی کہ اوپر اٹھنے کا نام ہی نہ لے رہی اس کی چیخوں کی گونج بڑھتی جا رہی تھی اور پھر یہ دیکھ کر ہمارے دل کانپ کر رہ گئے کہ دراڑیں بند ہونے لگی تھیں اب خدا یا یہ کیا ہو گیا۔ میں نے رسہ چھوڑ دیا اور دراڑ کے دھانے پر کھڑا ہو گیا یہ نہیں سارہ میں نہیں مرنے نہیں دوں گا ایسا بھی بھی نہیں ہونے دوں گا اتنا کہہ کر میں نے اپنی دونوں ٹانگیں دراڑ میں رکھ دیں کہ دراڑ بند نہ ہو لیکن دوسرے ہی لمحے میں بھی چیخنے لگا۔ علی۔۔ علی۔ میری ٹانگیں۔ مجھے پکڑو مجھے اوپر کھینچو میری ٹانگیں ٹوٹ رہی ہیں علی نے میرے کندھے سے پکڑ لیا اور اوپر کی طرف کھینچنے لگا در سے میرا حال ہور ہوا تھا علی اپنی پوری طاقت آزار ہا تھا اور میں وہ کامیاب بھی ہو گیا اس نے مجھے باہر کھینچ لیا اور شکر ہے کہ ابھی میری ہڈیاں نہیں ٹوٹی تھیں لیکن ہم سارہ کو کھو چکے تھے اس کی پھنسی بند ہو چکی تھی دراڑ بند ہو چکی تھی زمین ہموار ہو چکی تھی وہ اندر ہی دب کر رہ گئی تھی۔ سارہ سارہ میں درد شدت کے باوجود اس کو پکارنے لگا کہ مجھے قہقہوں کی گونج سنائی دی۔ یہ آواز اوپر دھوئیں کے پھولے سے سنائی دے رہی تھی وہ ہمارے سامنے تھی۔ دھواں کا سفید ہیولہ انسانی روپ دھار چکا تھا۔ وہ ایک دوشیزہ تھی خوبصورت دوشیزہ۔ جو قہقہے لگائے جا رہی تھی اور ہم ڈرے ہوئے اس کو دیکھے جا رہے تھے۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

تم نے دیکھا تھا کتنا حیران کن منظر تھا وہ یوں تم لگتا تھا کہ جیسے کوئی قیامت برپا ہونے والی ہو۔ منٹوں۔ لمحوں میں ہر طرف سے گرد و غبار اٹھنے لگی تھی ہر طرف سے طوفان ابھرنے لگا تھا اور زمین یوں لرزنے لگی تھی کہ جیسے بہت بڑا زلزلہ آ گیا ہو اور صرف یہی نہیں بلکہ دلوں کو جھٹکا تو اس وقت لگا تھا جب زمین میں دراڑیں پڑنے لگیں تھیں۔ تم نے تو بھاگنے میں ایک منٹ کی دیر نہ کی تھی۔ میری بات سن کر علی سوچوں کی میت گہرائی سے باہر نکلتے ہوئے بولا۔

تم بزدل ہو ہاں بزدل میں نے تم کو دیکھ لیا ہے کہ تم میرے ساتھ نہیں چل سکتے کبھی بھی میرے ساتھ نہیں چل سکتے۔ گرد و غبار ہی تو تھی زمین کو جھٹکائی

لگا تھا ناں اور تم تم۔ جاؤ یا راب میرا دماغ نہ کھاؤ بہت ہو گیا۔ علی ایسے بولتا جانے لگا جیسے میں نے بہت بڑا دھوکہ کیا ہوا اسکے ساتھ۔ میں اس کا منہ ہی تکتا رہ گیا میں اس سے بہت کچھ کہتا تھا لیکن اس کی باتیں سن کر کچھ بھی نہ کہہ پایا اب البتہ اس کی باتوں پر میرے منہ سے خود بخود قہقہے ابھرنے لگے تھے اور میں مسلسل ہنسنے جانے لگا۔ مجھے یوں ہنستا ہوا دیکھ کر وہ حیرت بھری نظروں سے مجھے گھورتے ہوئے بولا۔

ایسے ہی ہنسنے جاؤ گے یا پھر کچھ منہ سے پھوٹو گے بھی۔ وہ پوری طرح میری طرف متوجہ تھا اور میں ہنسنے ہی جا رہا تھا۔

تیری باتیں سن کر ہنسی نہیں آئے گی تو اور کیا ہوگا

بتاؤ اور کیا کروں مجھے ڈر پوک کہہ رہے ہو مجھے بزدل کہہ رہے ہو۔ میں تمہیں اکیلا چھوڑ کر بھاگا تھا۔ یہی کہہ رہے ہوں تم۔ واہ کیا کہنے تمہارے حالانکہ تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تم نے خود ہی مجھے کہا تھا کہ حیدر بھاگو۔ سو میں بھاگ پڑا۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ تم میرے پیچھے بھاگے نہیں ہو وہاں ہی کھڑے رہے ہو۔ وہاں کے منظر کو مزید کریدنے کی کوشش کر رہے ہو میں تو یہی سمجھ رہا تھا کہ تم میرے پیچھے بھاگ رہے ہو۔ اور پھر اس تیز طوفان میں کچھ بھی تو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کچھ ہو رہا ہے بھاگتے وقت اس دیرانے میں بھرے پتوں کی آوازیں بھی ایسے سنائی دے رہی تھیں جیسے ہم دونوں ہی نہیں بلکہ ہمارے ساتھ ساتھ سینکڑوں ہزاروں لوگ بھاگ رہے ہوں۔ میری بات سن کر علی نے ایک گہری سانس لی اور پھر بولا۔

ہاں حیدر۔ وہ واقعی ایک خوفناک اور دل کو دہلا دینے والا منظر تھا۔ بہت ہی بھیانک منظر۔ اس کا مطلب ہے قاسم لوگوں نے جو کچھ کہا تھا سچ ہی کہا تھا ہم خواہ خواہ انکی باتوں کا مذاق اڑاتے رہے تھے ہم ان سے یہی کہتے رہے تھے ناں کہ یہ جدید دور ہے اس دور میں ایسی باتیں محض افسانے ہوتے ہیں لیکن یہاں پہنچ کر ہمیں یقین ہو گیا کہ نہیں یہ محض افسانہ نہیں ہے بلکہ آج کے اس دور میں بھی ابھی بھی وہ سب کچھ ہوتا ہے جو آج سے صدیوں سال پہلے ہوتا چلا آ رہا تھا۔ کچھ بھی جھوٹ نہیں ہے۔ لیکن ایسا منظر بتا کیوں۔ میں یہ جان کر رہی رہوں گا۔ میں یہ دیکھ کر ہی رہوں گا کہ وہاں ایسا کیا ہے۔ زمین کیوں جھٹکتی ہے۔ ہر طرف دراڑیں کیوں پڑنے لگ جاتی ہیں ہم مسلسل تین دنوں سے وہاں اس جگہ جا رہے ہیں اور ہر روز ہی ایسا ہوتا ہے ہر روز ہی یہ منظر دیکھنے کو ملتا ہے کچھ تو ہے وہاں جس وجہ سے یہ سب ہو رہا ہے کچھ لمحے ہی پر سکون گزرتے ہیں اور پھر یکدم ہر

طرف سے گردوغبار ابھرنے لگتا ہے زمین جھٹکتی ہے اور پھر اس میں دراڑیں۔ یار میں اس کی گہرائی میں اترنا چاہتا ہوں میں پوری طرح کھوج لگانا چاہتا ہوں۔ دیکھنا چاہتا ہوں ایسا کیوں ہوتا ہے۔ وہاں ایسا کیا ہے جس وجہ سے یہ سب ہو رہا ہے۔

دیکھ یار ان چکروں میں پڑنا چھوڑو۔ جو بھی ہو رہا ہے ہونے دو ہمیں اس سے کیا لینا دینا ہمیں بس اب واپس جانا ہے تین دن کے لیے آئے تھے سو تین دن ہو گئے ہیں۔ اب بس ایک لمحہ بھی ہم یہاں نہیں رکھیں گے۔ میں نے اپنا فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔ نہیں ہرگز نہیں تم جانا چاہتے ہو تو جاؤ میں نہیں جاؤں گا ہرگز نہیں جاؤں گا۔ یہ کیوں ہو رہا ہے میں اس راز کو جانوں گا اور ہر حال میں جانوں گا۔ کوئی میرے پاس ہوتا ہے یا نہیں مجھے اس بات سے کوئی غرض نہیں ہے۔ مجھے اس راز کو جاننا ہے بس۔

پاگل ہو گئے ہو بس تم۔ پوری طرح پاگل ان واقعات نے تمہیں پاگل کر دیا ہے تم اپنا ذہنی توازن کھو بیٹھے ہو۔ ہم یہاں صرف یہ دیکھنے آئے تھے کہ ہمارے دوستوں نے سچ کہا تھا یا پھر جھوٹ اس بات کی تحقیق کرنے آئے تھے مستقل رہائش رکھنے نہیں۔ چلو اب چلتے ہیں۔

میں نے کہا ناں کہ تم نے جانا ہے تو جاؤ میں نے ابھی نہیں جانا اور نہ ہی فی الحال میرا ابھی کوئی ارادہ ہے جانے کا تم نے تو تین بار یہ منظر دیکھا ہے اور تمہاری یہ حالت ہو گئی ہے کہ تمہارے چہرے کی رنگت پڑ گئی ہے آنکھوں میں خوف بھر گیا ہے اور دوست میں نے کئی بار یہ منظر دیکھا ہے اور جو جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے ہو تم رات کو گھوڑے سچ کرسو جایا کرتے تھے جبکہ میں رات کی تاریکی میں پھر اس جگہ چلا جاتا تھا اور دیکھنے لگتا تھا میں اس بات کی تہہ تک جانا چاہتا تھا تم نے صرف گردوغبار دیکھی ہے کاپٹی ہوئی زمین دیکھی ہے اور اس میں دراڑیں پڑتی

دیکھی ہیں جبکہ میں نے اس کے علاوہ بھی بہت کچھ دیکھا ہے وہ کچھ دیکھا ہے جس نے میرے قدموں کو روک رکھا ہے۔ پیٹھ میں ٹم کو بتاتا ہوں۔ علی نے اوپر نظریں اٹھا کر میری طرف دیکھتے ہوئے کہا میں نے دیکھا ہے کہ زمین پر پڑنے والی دراڑوں سے دھواں ابھرنے لگتا ہے سیاہ دھواں عجیب قسم کا وہ دھواں ہوتا ہے۔ پہلے وہ دھواں کسی سفید بادل کی طرح سفید ہوتا ہے پھر تھہرے بادل کی طرح سیاہ ہو جاتا ہے وہ دھواں اوپر ابھرتے ابھرتے ایک عکس میں ڈھل جاتا ہے ہاں۔ کسی لڑکی کا عکس فضا میں لہرائے لگتا ہے اس کے بال لہراتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ کئی ہوئی گردن دکھائی دیتی ہے۔ اس میں سے بہتا ہوا خون دکھائی دیتا ہے۔ علی کی بات سن کر میں چونک سا گیا۔

کیا کہا تم نے عکس۔ وہ بھی کسی لڑکی کا۔ اس کی گردن سے خون۔۔

ہاں۔ وہ گہری سانس لے کر بولا۔ پھر تو میں بھی رکوں گا تیرے ساتھ۔ کیونکہ اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ کوئی آسمانی آفت نہیں ہے بلکہ کوئی آسمانی چکر ہے کوئی جادو کا ٹھیل چل رہا ہے۔ وہ لوگ سچے سچے تم ہی جمونے تھے۔

ہاں شاید ایسا ہی ہے۔ نہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے۔ یہ آواز سن کر وہ دونوں ہی چونکے۔ آواز ان کو اپنے عقب سے سنائی دی تھی۔ ہم دونوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو پھر دیکھتے ہی رہ گئے۔ ہمارے سامنے ایک خوبصورت دو شیرہ کھڑی تھی۔ اس کے ہونٹوں پر حسین اور دلکش مسکراہٹ تیر رہی تھی اس کو یوں اپنے سامنے دیکھ کر ہم دونوں کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں کیونکہ اس دیرانے میں ایک حسین لڑکی موجود ہونا اور وہ بھی یکدم۔۔ ہماری نظریں اس پر ہی جمی ہوئی تھیں وہ دھیرے دھیرے ہم دونوں کی طرف بڑھتی آنے لگی۔ تم دونوں

ایک بے تکی سی بحث میں پڑے ہوئے ہو تم دونوں کے اندازے غلط ہیں یہاں کوئی بھی آسمانی چکر نہیں ہے اور نہ ہی کوئی جادو ہے۔ میں کافی دیر سے تم دونوں کی باتیں سن رہی تھی اور سوچ رہی تھی کہ تم دونوں ہی جاہل قسم کے انسان ہو یعنی پچھلے دور کے انسان۔ جو ایسی باتیں لیے بیٹھے ہو۔ وہ لبوں پر مسکراہٹ لیے بولتی جا رہی تھی۔

لیکن تم۔ تم کوئی ہو۔ بتاتی ہوں۔ بتاتی ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ نیچے زمین پر جھکی اور ایک چھوٹا سا پتھر اپنے ہاتھوں میں اٹھاتے اٹھایا۔ اور اس سے قبل کہ وہ کچھ کتنی علی بول پڑا۔

دیکھیں میڈم ہمیں تین دن ہو گئے ہیں یہاں آئے ہو لیکن ہم نے تم کو نہیں دیکھا یہاں تم یوں اچانک ہمارے سامنے آ گئی۔ وہ بھی ایک لمحہ سے قبل۔ ہم تک پہنچنے کے لیے کم از کم ایک لمبا قاصل چل کر آنا چاہیے تھا تم کو۔ علی نے ساتھ ہی اس کا پورا جائزہ لیا علی کی بات سن کر وہ ہنس دی۔

ہاں یقیناً تم نے اپنی سوچ کے مطابق سچ کہا ہے کہ میں یوں یکدم تم لوگوں کے سامنے آ گئی ہوں مجھے پہلے دور کھڑے ہو کر تم کو ظاہر کروانا چاہیے تھا کہ میں بھی یہاں موجود ہوں اور اگر یہی سوال میں تم سے کروں کہ تم لوگ کون ہو اور یہاں یکدم کیسے آ گئے میں خود بھی تو کئی دنوں سے یہاں ہوں میں نے بھی تو ایک بار بھی تم لوگوں کو یہاں نہیں دیکھا تو تمہارا کیا جواب ہوگا۔

کیا کیا مطلب ہے تمہارا۔ اس بار میں بول پڑا۔ ہم یہاں اچانک موجود نہیں ہیں میڈم بلکہ تین دن سے یہ خیمہ لگائے بیٹھے ہیں۔ میری بات سن کر اس نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر مسکرا دی۔

مجھے تو تمہارا لگا یا ہوا کوئی بھی خیمہ دکھائی نہیں دے رہا ہے۔

وہ۔ وہ میں نے ابھی کچھ دیر پہلے اکھاڑا ہے علی نے جواب دیا۔ وہ مسکرائی۔

چلو مان لیا کہ تم تین دن سے یہاں موجود ہو اور تم کو بھی یہ بات ماننا ہوگی کہ میں بھی ایک ہفتہ سے یہاں موجود ہوں لیکن میں یہاں ایسی نہ بھی میرے ساتھ میرے سامنے تھے لیکن اب میں ایسی رہ گئی ہوں نجانے وہ سب کہاں چلے گئے ہیں ان کو زمین نکل گئی ہے یا آسمان کھا گیا ہے کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی ہے ایک ایک کر کے سب ہی غائب ہوتے چلے گئے وہ سب مارے گئے ہیں یا پھر ہو سکتا ہے کسی درندے کے خونی دانتوں کا شکار ہو گئے ہیں۔ میں ان کو ڈھونڈتی پھرتی ہوں ایک ماہ پہلے ہم لوگ یہاں سیر کرنے آئے تھے لیکن میرے ساتھ واپس جانے کے لیے کوئی بھی زندہ نہیں بچا ہے ہو سکتا ہے سب ہی اس ویرانے میں ڈھانچوں کی شکلوں میں کہیں نہ کہیں پڑے ہوں صرف ایک میں بچی ہوں اور مجھے جانے کے لیے کوئی بھی راستہ دکھائی نہیں دیا ہے اور یہ سوچ کر میں رک گئی کہ جس طرح وہ لوگ مارے گئے ہیں اسی طرح میں بھی ایک دن یہاں پڑے پڑے ڈھانچہ بن جاؤں گی۔ لیکن آج جب تم لوگوں کو یہاں اچانک دیکھا تو زندگی کی کچھ برق دکھائی دی لیکن تم لوگ جو باتیں کر رہے تھے کہ جن بھوت جادو وغیرہ یہ سب جھوٹ ہے یہاں ایسا کچھ بھی نہیں ہے اور نہ ہی میں ان چیزوں کو مانتی ہوں ہمیں بھی یہاں آئے ہوئے اتنے دن بیت گئے ہیں ہم نے آج تک نہ تو زمین کو بھینٹے ہوئے دیکھا ہے کسی طوفان کو دیکھا ہے اور نہ ہی کسی طرف سے ہمیں کوئی جادو دکھائی دیا ہے۔ اتنا کہہ کر اس نے ایک نظر ہم دونوں کو دیکھا۔

یہ نہ تو کوئی بھوت ہے اور نہ ہی ہم خواہ مخواہ یوں خوفزدہ ہوئے بیٹھے بحث کر رہے ہیں ہم نے ایسا کچھ دیکھا ہے تو یہ سب کہہ رہے تھے اور ہمیں کیا خبر تھی کہ تم بھی ہماری باتیں سن رہی ہیں۔ لیکن مجھے تو ابھی تک

یقین نہیں آ رہا ہے کہ تم لڑکی ہو یوں لگتا ہے کہ تم کوئی۔ چڑیل بھوتی ہو جو یکدم یہاں چپک پڑی ہو جہاں تم کھڑی تھیں وہاں میں کی بار گیا ہوں اور ایک ایک چیز کو دیکھا ہے نہ تو تمہارا وہاں کوئی وجود تھا اور نہ ہی کوئی خیمہ وغیرہ اور رہی بات تمہارے دوستوں کی تو وہ بھی شاید میں نہ مانوں کیونکہ یہ جنگل نہیں ہے ویرانہ ہے یہاں درختوں کی بھر مار نہیں ہے۔ جھاڑیاں ہیں وہ بھی کہیں کہیں جھنڈ کی شکل میں دکھائی دے رہی ہیں پھر تم کیسے کہہ سکتی ہو کہ تم یہاں موجود تھی۔

نہ تو میں بھوتی ہوں نہ چڑیل میں نے جو کچھ کہا ہے وہ سب سچ ہے اگر یقین نہیں آتا تو یہ دیکھو اس نے پرس میں سے ایک کارڈ نکالا یہ میرا کارڈ ہے میں فلاں شہر کی ہوں فلاں علاقے کی ہوں ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے مان لیا۔ علی نے اس کے ہاتھ میں کارڈ دیکھتے ہوئے کہا۔

وہ بولی تو ہم بات کر رہے تھے اس واقعے کی جو تم لوگ بحث کر رہے تھے اور اگر یہ سچ ہے تو مجھے بھی یہ سب کچھ دکھاؤ تاکہ میں بھی جا کر اپنی دوستوں سے کہہ سکوں کہ میں نے جن بھوتوں کو دیکھا ہے پھرتی ہوئی زمین کو دیکھا ہے دھوئیں سے بننے والے لکس کو دیکھا ہے۔

ہاں ہاں کیوں نہیں۔ آؤ آؤ ہمارے ساتھ ہم تم کو دکھاتے ہیں۔ وہ منظر وہ سب کچھ جو ہم کہہ رہے تھے لیکن تم نے ہمیں اپنا نام نہیں بتایا۔ میں نے پوچھا۔

سارہ۔ سارہ نام ہے میرا۔ اور آپ کا۔ اس نے سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

میرا نام حیدر ہے اور یہ میرا دوست علی ہے۔ میں نے بھی اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہا۔

اوکے۔ ناموں کا تو پتہ چل گیا لیکن اب تم بھی کچھ بتاؤ کہ کیا تم بھی ہماری طرح یہاں سیر کرنے آئے تھے یا کچھ اور بات تھی کیونکہ یہ ویرانہ راہ

گزر تو نہیں ہے کہ یہاں آنا جانا لگ رہا ہے یہاں اسپیشلی آتا پڑتا ہے۔

ہاں تمہاری بات درست ہے۔ ہم بھی یہاں سیر کرنے آئے تھے بلکہ یوں کہہ لیں کہ ہم کو کسی نے بتایا کہ یہاں اس ویرانے میں انہوں نے چھ ماہ پہلے ایسا کچھ دیکھا تھا کہ زمین پھٹتی ہے اس میں ڈراڑیں پڑتی ہیں اور ان ڈراڑوں میں سے عجیب قسم کا دھواں اُبھرتا ہے اور وہ دھواں ایک عکس کا روپ دھار لیتا ہے اور پھر اڑتے اڑتے ہوئے وہ کہیں دور جا کر غائب ہو جاتا ہے ہم لوگ اس بات کی سچائی جاننے کے لیے یہاں آئے لیکن جو کچھ دیکھا سب کچھ سچ ثابت ہوا۔

حیرت والی بات ہے اتنا کچھ اس ویرانے میں ہوتا رہا اور ہم لوگ انجان رہے ہمیں ایسا کچھ نظر کیوں نہیں آتا حالانکہ میری خواہش رہی تھی کہ میں یہ سب دیکھوں لیکن آج تک میری یہ خواہش محض خواہش ہی رہی ہے ہو سکتا ہے کہ اب پوری ہو جائے۔

ہاں ہاں ہوئی ضرور پوری ہوگی اور پوری ہونے میں کوئی لمبا تم کو انتظار نہ کرنا ہوگا بلکہ چند لمحوں میں ہی پوری ہو جائے گی ہمارے وہاں پہنچنے کی دیر ہوگی اس کے بعد تمہاری خواہش پوری ہو جائے گی۔ وہ دیکھو سامنے۔ یکدم مجھے اپنے سامنے وہ گرد دکھائی دی جو ہم دونوں دوست تین دن سے دیکھتے چلے آ رہے تھے اس نے اس گرد کی طرف دیکھا۔

ہاہا۔ وہ کھلکھلا کر کہی۔ یہ تو گرد ہے عام سی گرد اس سے زیادہ تو ہم لوگ شہروں میں دیکھتے ہیں۔ اس نے علی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو مجھے اس کی اس بات پر غصہ آیا کہ اس کو عام سی گرد کہہ رہی ہے میں کچھ کہنا چاہ رہا تھا کہ علی بولا۔

ہاں یہ گرد ہے لیکن وہ نہیں جو ہم شہروں میں دیکھتے ہیں جو اپنے اندر ایک طوفان رکھتی ہے بلکہ اب مزید دیکھتی جانا تم کو وہ سب کچھ دکھائی دے گا جو ہم

تمہیں دکھانا چاہتے ہیں اور تم کو پھر ہماری باتوں پر یقین آ جائیگا۔ کچھ دیر میں زمین پر زلزلہ آئے گا اس کے بعد زمین پر دراڑیں پڑیں گی عجیب طرز کا دھواں اُٹھے گا اور اس میں ایک بیولہ دکھائی دے گا کسی لڑکی کا بیولہ۔

ابھی علی کہہ ہی رہا تھا کہ زمین کا ہینے لگی اس بار اس کی شدت پہلے کی نسبت تیز سی یہ سب دیکھ کر اس کے حسین چہرے پر بھی خوف کی پرچھائیاں نمایاں ہونے لگی خوف آنکھوں میں ابھرنے لگا وہ پوری طرح خوفزدہ سی سمی سی اس منظر کو دیکھ رہی تھی ابھی زلزلے کا زور ٹوٹا تھا کہ زمین پھٹنے لگی اس میں دراڑیں پڑنے لگیں۔ جو دھیرے دھیرے پھیلنے لگیں۔ ہماری نظریں ان دراڑوں کی طرف ہی تھیں وہ بھی پوری طرح ان دراڑوں کو دیکھنے کو چھوٹی۔ اور پھر وہ چیختے ہوئے بولی۔

وہ۔۔۔ وہ۔۔۔ وہ دیکھو۔ اس نے ہماری توجہ دراڑوں کے اندر دلائی۔ وہ دیکھو ٹھہری ہڈیاں۔ کوئی انسانی ڈھانچہ۔ ہم غور سے اندر دراڑوں کو دیکھنے لگے۔

ہاں واقعی۔ میں بری طرح چونکا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو دھواں اس میں سے نکلتا ہے جو عکس بنتا ہے وہ اسی ڈھانچہ کا ہے۔ لگتا ہے کسی نے اس لڑکی کو مار کر اس زمین میں دبایا ہوگا۔

ہاں بالکل ایسا ہی ہے۔ اور جو کچھ میں نے دیکھا ہے وہ سب ٹھیک ہے میں نے اس عکس میں دیکھا ہے کہ اس کی گردن کٹی ہوئی ہے اس میں سے خون بہہ رہا ہوتا ہے۔ ہمیں اس کو ڈھانچہ کو باہر نکالنا چاہیے اور اس کو شہر میں لے کر جانا چاہیے یہ ہمارے لیے ایک بہت اہم عمل ہوگا یہ سایہ ہمارے قبضہ میں آجائے گا اور پھر ہم اس سے ہر وہ کام لے سکیں گے جو ہم سوچیں گے۔ علی کی بات پر میں حیرانگی سے اس کی طرف دیکھنے لگا اس کی آنکھوں میں اب خوف نہ

رہا تھا اور یہی حال سارہ کا بھی تھا وہ بھی خوف سے باہر نکل چکی تھی اور پوری توجہ سے اس ڈھانچہ کو دیکھنے میں لگ گئی۔

علی ٹھیک کہتا ہے ہمیں ایسا ہی کرنا چاہیے کیونکہ اب ہمیں سمجھنے میں ایک بل کی بھی دیر نہیں لگی کہ یہ سب کیا تھا کیوں تھا میں اتنے دنوں سے یہاں موجود ہوں لیکن میرا دھیان اس طرف گیا ہی نہ تھا اگر میں نے یہ سب کچھ دیکھا ہوتا تو تم لوگوں کا بھی بھی مذاق نہ بنائی۔

لیکن اس میں اترے گا کون۔ درازیں اتنی چوڑی نہیں ہے کہ اس میں کوئی اتر کر اس ڈھانچہ کو باہر نکال سکے ہم صرف اس کو دیکھ سکتے ہیں چھوٹی نہیں نکال نہیں سکتے۔

لیکن ہمیں اس کو نکالنے میں کچھ تو کرنا ہوگا کوئی ترکیب نکالنا ہوگی۔ علی نے کہا اور پھر ہم سوچنے لگے اور ابھی ہم کچھ بھی سوچ نہ پائے تھے کہ وہ درازیں بند ہونے لگیں اور ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے زمین ہلنے کی طرح ہو گئی۔ بہت چھوٹی سی درازیں باقی رہ گئیں۔ یکدم وہ لڑکی بولی۔

دیکھو دیکھو۔ خون۔ ان تمام درازوں میں خون کیا کیا میں بھی چونکا اور غور سے درازوں کو دیکھنے لگا واقعی تمام درازیں خون کی لائین کھینچے ہوئے تھیں۔ یہ تو خونی درازیں ہیں۔ وہ درازیں بھی بند ہو گئیں خون غائب ہو گیا۔

یہ سب کیا ہے۔ میری سمجھ سے باہر ہے سارہ نے کہا تو علی بولا۔

میں اس کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہا ہوں اور جہاں تک میرا دل کہتا ہے اس لڑکی کو یہاں قفل کر کے پھینکا گیا ہے۔

بالکل ٹھیک کہا تم نے۔ سارہ نے علی کو دیکھتے ہوئے کہا تیل اس کی تہ تک پہنچ چکی ہوں اور میرا خیال ہے کہ جو میں کہنے والی ہوں اس میں کچھ بھی غلط

نہ ہوگا۔ ہماری طرح یہ لوگ بھی سیر کر رہے ہیں ویرانے میں آئے ہوں گی اور ان کے ہی کسی ساتھی نے اس کو مار دیا ہوگا یا پھر یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جس طرح میرے ساتھی ایک ایک کر کے غائب ہوئے ہیں اسی طرح یہ بھی۔

ہاں تمہاری بات میں وزن ہے۔ ایسا ہی ہوا ہوگا لیکن ہمیں اس کے ڈھانچے کو نکالنے کے لیے کچھ کرنا ہوگا۔ علی نے کہا۔ تو میں نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

بہت ہی مشکل کام ہے کیونکہ یہ درازیں اس سے زیادہ نہیں کھلتی جتنی کھلی تھیں۔ اور جتنی کھلی تھیں اس میں کوئی مستقل پہلی انسان ہی اتر سکتا ہے وہ بھی بڑی مشکل سے۔ اور اس کی گہرائی بھی پندرہ فٹ کے برابر ہے۔ یعنی ہمارے پاس پندرہ فٹ کی کوئی رسی ہونی چاہیے جو ہم اس کو باہر نکال سکیں یعنی وہ اس رسی کے ذریعے نیچے اترے اور پھر ہم اس کو کھینچ کر باہر نکالیں۔

ہاں یار یہ بات تو ٹھیک ہے۔ علی سوچتے ہوئے بولا۔

میں اس میں اتروں گی۔ سارہ یکدم بولی۔ کیا کیا تم۔ ہم دونوں ہی چونکے۔

ہاں میں۔ کیونکہ میں نے دیکھ لیا ہے کہ درازیں اتنی کھلی ہیں کہ میں اس میں آسانی سے نہ سہی لیکن اتر سکتی ہوں اور رہی بات رسی کی تو وہ بھی مل جائے گی آؤ میرے ساتھ میں نے اس پر رسی دیکھی تھی اس نے ایک دور دکھائی دینے والے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

وہ تو ٹھیک ہے۔ لیکن تم شاید یہ بات بھول رہی ہو کہ اس میں جان جانے کا بھی خطرہ ہے یہ دراز کوئی معمولی نہیں ہے کہ تم اس میں اتر سکو اور باہر آ سکو۔

ہاں جانتی ہوں کہ یہ کام آسان نہیں ہے لیکن کرنے سے کیا کچھ نہیں ہو سکتا اور پھر جہاں تک جان

جانے کا خطرہ ہے تو ویسے بھی میں اپنے طور پر گنوا چکی ہوں اگر تم لوگ مجھے دکھائی نہ دیتے تو میں تو یہی سمجھ بیٹھی تھی کہ کسی بھی وقت میری موت ہو سکتی ہے تم لوگ اس بات کو چھوڑو آؤ میرے ساتھ وہاں درخت سے رسی کو اتار کر لاتے ہیں اس نے علی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں چلو۔ ویسے میں تم کو مان گیا ہوں کہ بہادر لڑکی ہو۔ موت سے لڑنا جانتی ہو۔

یہ تو میں نہیں جانتی لیکن اتنا جانتی ہوں کہ اگر میں اس ڈھانچہ کو باہر لانے میں کامیاب ہوگی تو پھر ہم اس سے کوئی کام لے سکیں گے ہو سکتا ہے کہ اس لڑکی کا عکس ہمارے قبضے میں آجائے۔ اتنا کہہ کر وہ درخت کی طرف رخ کر کے چل دی اور علی بھی مجھ سے اجازت لے کر اس کے ساتھ چل دیا۔

اور میں ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھتا رہا۔ اس لڑکی باتیں میرے ذہن کو چھوڑنے لگی تھیں کہ وہ لڑکی ہو کر موت سے نہیں ڈرتی ہے اور ہم مرد ہو کر بھی موت کے خوف سے بھاگ پڑے تھے۔ مجھے اپنی مردانگی پر دکھ ہونے لگا اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ اب کچھ بھی ہو جائے میں موت سے کبھی بھی نہیں ڈروں گا مرنا تو ہے پھر ذرا کیا کیا۔ میں اسی جگہ بیٹھا ان دونوں کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا جو اپنی مخصوص رفتار سے چلتے جا رہے تھے لڑکی کے چلنے کا انداز بہت ہی دلکش تھا

ویرانے میں چلتی ہوئی ہوا سے اس کے بال بار بار لہرا رہے تھے جنہیں وہ بار بار سینے کی کوشش کر رہی تھی اور علی چلتے ہوئے بار بار اس کے حسین چہرے کو دیکھ کر باتیں کرتا جا رہا تھا۔ میں محسوس کرنے لگا تھا کہ جیسے مجھے اس سے پیار ہونے لگا ہو۔ اس کا پرکشش چہرہ ہی ایسا تھا کہ پہلی ہی نظر میں دیکھ کر اس سے پیار کا ہونا ضروری تھا۔ بہر حال یہ تو دل کا معاملہ تھا جو ابھی میں اس کو طویل نہیں کرنا چاہتا تھا میرا مقصد اس ڈھانچہ کو نکالنا تھا جو یقیناً اسی لڑکی کا تھا جو عکس بن کر باہر نکلتی تھی

بھٹکتی روح

اور پھر غائب ہو جاتی تھی۔ وہ دونوں رستے پہ س جا پہنچے تھے اور علی درخت پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا اور وہ اس کی مدد کر رہی تھی اس کا مطلب یہ تھا یہ رستہ درخت پر موجود تھا جسے وہ اتارنا چاہتے تھے علی پوری بہادری کا مظاہرہ کر رہا تھا جس میں وہ کامیاب بھی ہوا تھا وہ درخت پر چڑھ چکا تھا اور وہ لڑکی اوپر درخت کو دیکھے جا رہی تھی اور ساتھ ساتھ ہاتھوں سے اشارے بھی کر رہی تھی شاید وہ اس کو سمجھانے کی کوشش کر رہی تھی وہ جو بھی کر رہی تھی میں سن تو نہیں رہا تھا اس کے اشاروں سے محسوس کر رہا تھا اور اندازے لگا رہا تھا کہ ایسا کچھ ہو رہا ہے۔ علی نے نیچے رستہ لٹکایا اور اس کے ذریعے نیچے آ گیا اور ساتھ ہی اس نے رستہ کھول دیا اور اکٹھا کرنے کے بعد دونوں ہی واپسی کے لیے چل دیے۔ مجھے کچھ حوصلہ ہوا کہ اب کچھ نہ کچھ ہم لوگ کر سکیں گے لیکن ایک دکھ بھی تھا کہ اگر خدا خواستہ اس کو نیچے زمین میں دراڑ میں بھیجتے ہوئے اسے کچھ ہو گیا تو پھر۔۔۔ یہی سوچ کر میں کانپ بھی جاتا تھا۔

لو مجھے رستہ آ گیا۔ قریب پہنچتے ہی علی نے رستہ میری طرف پھینکتے ہوئے کہا۔ اب ہم اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے ہیں یا نہیں یہ اللہ ہی جانتا ہے۔ یہ کہتے وقت اس نے سارہ کی طرف دیکھا تو اس نے ایک سردی آہ بھری۔ اور بولی۔

ہاں جو اللہ کو منظور ہوگا وہی سہی ہوگا۔ اگر مجھے کچھ ہو گیا تو پھر ایک کام تم لوگوں کو کرنا ہوگا کہ میرے گھر والوں کو بتانا ہوگا کہ ان کی بیٹی بھی اس کے ساتھیوں کے سمیت مر گئی ہے۔ اس کی یہ بات سن کر ہم دونوں ہی کانپ کر رہ گئے بہت بڑی بات اس نے کہہ دی تھی۔ اب ہمیں انتظار تھا تو کب زمین پر درازیں پڑتی ہیں کب وہ ان میں جائے گی اور کب اس کو کھینچ کر باہر لائیں گے ہم پوری طرح پلیمان تیار کر رہے تھے مطمئن بھی تھے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ

کامیاب بھی ہو جائیں گے۔ وقت گزرتا جا رہا تھا اور ہم دونوں کو ہی پتہ تھا کہ دوبارہ کب زلزلہ آئے گا دن میں تین مرتبہ زلزلہ آتا تھا اور یہ منظر تین بار دہرایا جاتا تھا علی نے تین بار یہ منظر دیکھا تھا جب کہ میں نے صرف ایک بار ہی دیکھا تھا وہ بھی بارہ بجے جبکہ بقول علی کے ایک بار صبح سویرے یہ منظر دیکھا تھا پھر دن بارہ بجے اور پھر رات کے اندھیرے میں۔ اب رات کے اندھیرے میں یہ کام ہوتا تھا ہم نے لائٹ کو اچھی طرح چیک کر لیا تھا اور ہر کام کے لیے پوری تسلی کر رکھی تھی سارہ سے باتیں بھی ہو رہی تھیں۔

کچھ اپنے بارے میں بتائیں کہ شہر میں آپ کیا کرتی ہیں۔ میں نے سوال کر دیا۔ میں کالج میں پڑھتی ہوں اور میرے کچھ ساتھیوں نے یہاں آنے پر وگرام بنایا جن میں تین لڑکیاں اور لڑکے تھے خوب ہلکے کرتے رہے لیکن پھر ایک ایک کر کے صاب سے غائب ہونے لگے ہماری کوشش تھی کہ ہم سب ایک ہی ساتھ واپس جائیں گے چاہے اپنے ساتھیوں کی لائٹیں لے کر ہی کیوں نہ جائیں۔ بس یہی میری مختصر کہانی ہے۔ اور آپ

ہم دونوں ایک ہی آفس میں کام کرتے ہیں ہمارے ساتھیوں نے ایک دن ہمیں اس جگہ کی کہانی سنائی اور کہا کہ اس دیرانے میں ایک آتما رہتی ہے جو بھی وہاں جاتا ہے واپس زندہ نہیں آتا ہے اس کو کسی نے قتل کیا ہوا ہے اس کی روح بھٹکتی پھر رہی ہے اور جب وہ زمین کے اندر سے نکلتی ہے تو پہلے گردوغبار چھا جاتی ہے اس کے بعد ایک طوفان آتا ہے اور پھر زلزلہ آتا ہے زمین پھٹنے لگتی ہے اور وہ دھواں کی شکل میں باہر نکلتی ہے ہمیں ان کی باتوں پر یقین نہ آیا تھا کیونکہ ہم جانتے تھے کہ یہ محض کہانیاں تھیں ہیں ایسا کچھ بھی نہیں ہے لیکن انہوں نے جب ہمیں اس کی سچائی جاننے کے لیے یہاں کا ایڈریس

دیا تو ہم دونوں ہی چل دیے اور اب تمہارے سامنے ہیں بس یہی ہماری کہانی ہے۔

کہانی تو ہماری ایک ہی جیسی ہے۔ وہ گہری سانس لیتے ہوئے بولی۔ لیکن فرق اتنا ہے کہ میں سب کو مرنا چکی ہوں لیکن تم دونوں ابھی تک زندہ ہو گویا تم کو کچھ بھی نہیں ہوا ہے لیکن یقیناً اگر ان لوگوں کی کہانی سچ ہے تو تم لوگ بھی بچ کر نہیں جاؤ گے کیونکہ میرے ساتھیوں میں اب صرف میں ہی بچی ہوں ہو سکتا ہے کہ اسی آتما نے میرے ساتھیوں کو مار دیا ہو اور اب میری باری ہو اور میری باری کے بعد تم دونوں کی ہو۔ اس کی یہ بات سن کر ہمارے دلوں کو ایک جھٹکا سا لگا۔ لیکن ہم نے اس پر ظاہر نہ ہونے دیا کیونکہ اگر اس کو مرنے کا خوف نہ تھا تو پھر ہم اپنا خوف اس پر کیوں ظاہر کرتے۔

کھانا آج اس نے ہی تیار کیا تھا ہم نے دوبارہ خیمہ گاڑ دیا تاکہ آج کی رات کسی طرح یہاں بسر کر سکیں اور پھر صبح سویرے یہاں سے چلے جائیں لیکن اکیلے نہیں اس ڈھانچے کے ساتھ جو ہم نے نکالنے کا پورا پروگرام ترتیب دے دیا تھا۔

چلو جیسی اب کھانا کھا لو اس کے بعد وہاں چلتے ہیں تاکہ ہم وہ کام کر سکیں جو ہم نے سوچ رکھا ہے۔ سارہ نے کہا۔ تو ہم دونوں اس کے پاس ہی بیٹھ گئے اس نے ہمیں کھانا دیا۔ آج تین دن کے بعد کسی عورت کے ہاتھ کا کھانا کھا رہے تھے وہ واقعی بہت اچھا کھانا پکانا جانتی تھی۔ بہت ہی مزا آتا تھا کھانا کھانے کے بعد ہم لوگ اپنا سامان لیے اس جگہ کی طرف چل دیے کیونکہ اب اس منظر کے بیننے کا وقت ہونے والا تھا وہاں پہنچ کر ہم جگہ کا جائزہ لینے لگے جہاں ڈھانچہ دیکھا تھا اس کی نشاندہی کر لی۔ اور بیٹھ گئے کچھ ہی دیر میں گراؤ نے لگی ہم جان گئے کہ وہ باہر نکلنے والی ہے اور اس کا ڈھانچہ وہاں اندر پڑا رہ جائے گا۔ پھر یکدم وہی طوفان برپا ہو گیا۔ زلزلہ آنے

لگا ہم سب جھل لہجہ لے لے ایک دوسرے کو ہموارے مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا تاکہ گرنے سے ہمیں کوئی چوٹ نہ لگ جائے زلزلے کے دوران ہی زمین پھٹنے لگی اس میں دراڑیں پڑنے لگیں ہمارا تمام دھیان ان دراڑوں کی طرف ہی تھا نارنج ہم نے ہاتھ میں روشن کردی بھی دراڑیں کھلتی جانے لگی دھواں اڑنے کے بعد ایک ہیولہ کا روپ دھار کر ایک طرف کو چلا گیا۔

جلدی رسہ نیچے پھینکو۔ سارہ نے کہا تو میں نے جلدی سے رسہ نیچے دراڑ میں لٹکا دیا اور اس نے پھرتی سے نیچے رسے کو پکڑ کر چھلانگ لگادی اور نیچے اترنے لگی ہم نے اوپر سے رسہ کو مضبوطی سے تھام رکھا تھا وہ نیچے اترتی جا رہی تھی کہ یکدم اس کی پیچوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔

مجھے باہر نکالو میں بری طرح دراڑ میں پھنس چکی ہوں نہ اوپر جا سکتی ہوں نہ نیچے مجھے پھینکو اس کی یہ بات سن کر ہمارے رونگھے کھڑے ہو گئے ہم اوپر کی طرف زور لگانے لگے لیکن وہ ایسی پھنسی ہوئی تھی کہ اوپر اٹھنے کا نام ہی نہ لے رہی اس کی پیچوں کی گونج بڑھتی جا رہی تھی اور پھر یہ دیکھ کر ہمارے دل کانپ کر رہ گئے کہ دراڑیں بند ہونے لگی تھیں اف خدایا یہ کیا ہو گیا۔ میں نے رسہ چھوڑ دیا اور دراڑ کے دھانے پر کھڑا ہو گیا۔

نہیں سارہ میں تمہیں مرنے نہیں دوں گا ایسا کبھی بھی نہیں ہونے دوں گا اتنا کہہ کر میں نے اپنی دونوں ٹانگیں دراڑ میں رکھ دیں کہ دراڑ بند نہ ہو لیکن دوسرے ہی لمحے میں بھی چپٹنے لگا۔

علی۔ علی۔ میری ٹانگیں۔ مجھے پکڑو مجھے اوپر کھینچو میری ٹانگیں ٹوٹ رہی ہیں علی نے میرے کندھے سے پکڑ لیا اور اوپر کی طرف کھینچنے لگا درو سے میرا برا حال ہو رہا تھا علی اپنی پوزی طاقت آزمایا تھا اور میں وہ کامیاب بھی ہو گیا اس نے مجھے باہر کھینچ لیا

اور سرے پر کہ ابھی میری ہڈیاں نہیں ٹوٹی تھیں لیکن ہم سارہ کو کھینچتے تھے اس کی پیچیں بند ہو چکی تھیں دراڑ بند ہو چکی تھی زمین ہموار ہو چکی تھی وہ اندر ہی دب کر رہ گئی تھی۔

سارہ سارہ میں درد شدت کے باوجود اس کو پکارنے لگا کہ مجھے تمہیں کی گونج سنائی۔ یہ آواز اوپر دھویں کے ہولے سے سنائی دے رہی تھی وہ ہمارے سامنے تھی۔ دھواں کا سفید ہیولہ انسانی روپ دھار چکا تھا۔ وہ ایک دوشیزہ تھی خوبصورت دوشیزہ۔ جو قہقہے لگائے جا رہی تھی اور ہم ڈرے ہوئے اس کو دیکھتے جا رہے تھے۔

ک۔ ک۔ ک۔ کون ہو تم۔ علی نے بمشکل کہا۔ میں۔ میں ایک روح ہوں۔ ایک آتما ہوں آج میں نے اپنا بدلہ لے لیا ہے ان سب کو مار دیا ہے جنہوں نے مجھے مارا تھا۔ ہاں میں نے اپنا بدلہ لے لیا ہے اب مجھے سکون مل گیا ہے۔

ہم۔ ہم سمجھتے نہیں۔ میں نے درد سے بلبلاتے ہوئے کہا۔

ہاں تم کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے۔۔۔ لیکن میرے سمجھانے سے سب کچھ سمجھ جاؤ گے۔ مجھ سے وعدہ کرو کہ جیسا میں کہوں گی ویسا ہی کرو گے۔

ہاں ہاں وعدہ۔ علی جلدی سے بولا۔ وہ اپنی کہانی سناتے لگی۔

مجھے عاصم سے بہت ڈر لگتا تھا یہ کوئی اچھا انسان نہ تھا بدعاش ٹائپ کا انسان تھا میں کالج میں پڑھتی تھی سارہ ارم اور نورین میری کلاس فیلو تھیں یہ بھی میری طرح ان سے خوفزدہ رہتی تھیں۔ اور یہ بغیر کسی خوف کے جہاں چاہتا تھا ہمارا راستہ روک لیتا اس کی نظریں مجھ پر ہی تھیں یہ مجھے برا کرتا چاہتا تھا اور میں بھی یہ بات جانتی تھی کہ یہ مجھ سے کیا چاہتا ہے میں نے اس کے خوف سے کالج چھوڑ دیا۔ صرف کالج ہی نہ چھوڑا بلکہ گھر سے بھی باہر نکلتا چھوڑ دیا اس

کی وجہ عاصم کی وہ حرکت تھی جو میں برداشت نہ کر سکتی تھی اس نے سرعام مجھے راستے میں پکڑ لیا تھا اور میرے ساتھ ایسی حرکت کی تھی کہ دیکھنے والوں کے سر بھی شرم سے جھک گئے تھے میں نے بھی مرنا چاہا لیکن نہ مری شاید قسمت میں زندگی باقی تھی۔ عاصم کے ساتھ پانچ دوست اور بھی ہوتے تھے جو اس کے جیسے ہی تھے سب کی عادتیں ایک ہی جیسی تھیں۔ ایک روز سارہ ارم اور نورین میرے گھر آئیں۔ اور بولیں۔

بارتم نے خواہ خواہ کالج چھوڑ دیا ان لوگوں کی وجہ سے ہم بھی تو ہیں ابھی تک کالج جاتی ہیں۔ میں رو دی اور کہا۔

مہمیں سب پتہ ہے کہ اس نے راستہ میں میرے ساتھ کیا تھا میری عزت۔ انہوں نے مجھے دلا سہ دیا اور کہا۔

اب ایسا کچھ بھی نہیں ہوگا ان لوگوں کی ہم نے خوب خاطر کی ہے اب وہ بھی ہمارے راستے میں نہیں آئیں گے۔ بس کل تم نے کالج آنا ہے ہم تمہیں بہت مس کرتی ہیں۔ میں ان کی باتوں میں آگئی اور کالج جانے کی حامی بھری۔ دوسرے دن کالج جا چکی۔ وہ میرا ہی انتظار کر رہی تھیں بولیں۔

آج پڑھنا کیا ہے۔۔۔ آؤ تم کو ایک ایسا منظر دکھائیں کہ تم ہمیشہ یاد رکھو گی۔ میں نے کہا کون سا منظر۔ بولیں آؤ تو سہی۔

اتنا کہہ کر وہ مجھے ساتھ لیے کالج سے باہر نکل گئیں میرے دل میں بھی سنسن پیدا ہوا کہ میں دیکھوں تو سہی کہ یہ مجھے کیا دکھانا چاہتی ہیں ہم تینوں ایک رشتہ میں بیٹھیں رشتہ ایک انجان سے سفر کی طرف چل گیا اور یہ مجھے لے کر ایک گھر چلی گئیں۔ یہ تم مجھے کہاں لے آئی ہو میں نے ڈرے ہوئے کہا۔

اندرو آؤ۔ سارہ بولی ہمارے ہوتے ہوئے ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں نے سوچا کہ کبھی تو یہ ٹھیک ہیں میں اکیلی تھوڑی ہوں یہ خینوں بھی تو میرے ساتھ ہی ہیں۔ میں نے اپنا خوف ختم کر دیا۔ اور ان کے ساتھ اندر چلی گئی۔ لیکن اندر قدم رکھتے ہی جو منظر میں نے دیکھا میری سانسیں رکنے لگیں وہاں نہ صرف عاصم موجود تھا بلکہ اس کے پانچوں ساتھی بھی موجود تھے۔ مجھے دیکھتے ہی ان کے منہ سے قہقہے بلند ہوئے۔

لے آئی تم ہماری محبوبہ کو بہت پچھتی رہی ہے ہم سے۔ یہ آواز عاصم کی تھی۔

ہاں ہم اس کو لے آئی ہیں ہم نے تم سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا ہے لیکن اب تم لوگ اپنا وعدہ پورا کرو ہمیں اب کبھی بھی کچھ نہیں کہو گے۔ اسے ہم یہاں کیسے لے کر آئی ہیں یہ ہم ہی جانتی ہیں۔

ہاں ہاں ہمیں اپنا وعدہ یاد ہے تم جاؤ اور اب تمہیں کچھ بھی نہیں ہو تم نے ہماری بات مان لی ہمارے لیے انتہائی کافی ہے۔

باہر نکلتے وقت انہوں نے میری طرف دیکھنا بھی گوارہ نہ کیا میں سمجھ گئی کہ مجھے ایک چال کے تحت سب نے پھنسا ہوا ہے اور اب میں کیا کر سکتی تھی میں نے بھاگنا چاہا لیکن میرا بھاگنا فضول تھا کوئی بھی دروازہ کھل نہ سکا اور پھر وہ کچھ میرے ساتھ ہوا جس سے میں پچھتی آرہی تھی انہوں نے نہ صرف مجھے براد کیا بلکہ چھریوں چاقوؤں سے میرے جسم کو کاٹنے لگے بہت پیارا جسم ہے تمہارا لیکن آج کے بعد یہ پیارا نہیں رہے گا ایسا ہو جائے گا کہ اس کی ایک ایک ہڈی ہو جائے گی میں جیتی رہی روتی رہی تڑپتی رہی لیکن مجھے انہوں نے معاف نہیں کیا پھر پتہ نہیں میرے ساتھ کیا کچھ ہوتا رہا مجھے کچھ بھی پتہ نہیں پتہ اس وقت چلا جب میں نے اپنے آپ کو زمین میں دبا ہوا دیکھا میں پوری طرح کانپ کر رہ گئی میں نے محسوس کیا جیسے

ایک زلزلہ آگیا ہوا ایک طوفان آگیا ہو میری قبر کی مٹی ہواؤں میں اڑنے لگی میرا جسم تو اندر قبر میں رہا لیکن میری روح قبر سے باہر آگئی میں نے دیکھا کہ میں اس دیرانے میں موجودھی اور زمین کے لرزے سے اس پر دراڑیں پڑ گئی تھیں جو میرے دیکھتے ہی دیکھتے بند ہو گئیں۔ اور پھر ایسا ہی ہونے لگا جب مجھے باہر نکلنا ہوتا تو ایک زلزلہ آتا۔ زمین جھٹکتی میری روح زمین سے باہر نکلتی تھی اور میں ہوا میں اڑتی ہوئی شہر جا پہنچتی جہاں میرے قاتل موجود تھے۔ میں نے ایک ایک کر کے ان پانچوں کو ایسی ہی موت مارا جیسے انہوں نے مجھے مارا تھا جاتے ہی میں ان کا گلا کاٹ دیتی تھی اور پھر اسی خنجر سے ان کے جسموں کی بوئیاں بنانے لگ جاتی تھی ان کے جسم کے گوشت کا ایک ڈھیر کمرے میں لگ جاتا تھا اور مجھے دلی سکون ملتا تھا۔ اب میرا شکار عاصم تھا وہی وہ انسان تھا جس نے مجھے ان درندوں کے سامنے مجھے نوچنے کے لیے پھینکا تھا۔ وہ بھی مجھ لے گیا تھا وہ بہت ہی خوفزدہ تھا اس کو معلوم ہو گیا تھا کہ اس کے پانچ ساتھی مارے گئے ہیں اور ویسی ہی موت مرے ہیں جیسے انہوں نے میرے ساتھ کیا تھا۔ ان کے جسموں کے گوشت کا ایک ڈھیر ان کے کمرے میں پڑا ہوا ملتا تھا وہ سب کچھ جانتا تھا مجھے دیکھتے ہی اس کو حواس اڑ گئے۔

ت۔ ت۔ ت۔ تم۔ زندہ ہو۔ میرے منہ سے ایک قہقہہ بلند ہوا نہیں تم لوگوں نے مجھے زندہ چھوڑا ہی تھا اور جس جسم کے ٹکڑے کر دیئے جائیں وہ بھلا زندہ رہ پاتا ہے نہیں۔ میں تو تم جیسے لوگوں سے بدلہ لینے کے لیے اس جگہ سے نکل کر آتی ہوں جہاں تم نے مجھے دبا دیا تھا۔ میرے جسم کے ٹکڑوں کو دبا دیا تھا۔ تم کو سب کچھ یاد ہے ناں ہے کہ تم نے میرے ساتھ کیا کچھ کیا تھا مجھے براد کرنے کے بعد کیسی اذیت ناک موت دی تھی اور دیکھ لو میں نے بھی ویسی ہی موت

ان سب کو دی ہے جیسی مجھے دی گئی تھی اور اب تیری باری ہے تو ہی بس زندہ رہ گیا ہے اور بھلا تو کیسے زندہ رہ سکتا ہے میں بھلا نہیں کیسے زندہ رکھ سکتی ہوں۔ اتنا کہہ کر میں نے خنجر لہرایا تو وہ کانپ کر رہ گیا۔ اور چیختا ہوا بولا۔

نہیں نہیں تم مجھے نہیں مار سکتی۔ وہ ڈرے ہوئے انداز میں ادھر ادھر پاگلوں کی طرح بھاگنے لگا۔ جسے میں اپنے آپ کو بچانے کے لیے کمرے سے بھاگی تھی اور جس طرح میرے لیے سب دروازے بند تھے اس طرح میں نے بھی اس کے کمرے کے سب دروازوں کو بند کر دیا تھا اور چابیوں کا گچھا ہاتھ میں پکڑ رکھا تھا۔ وہ کبھی کچھ اور کبھی کچھ اٹھا کر مجھے مارتا لیکن ہر چیز میرے جسم سے پار ہو جاتی۔ اور میرے منہ سے قہقہے ابھرنے لگتے اور پھر میں نے اس کھیل کو ختم کر دیا اور اس کے پیٹ میں خنجر اتار دیا وہ نیچے گر گیا اس کے نیچے گرتے ہی میں نے اس کی گردن پر خنجر اتار دیا اس کی گردن کٹ کر ایک طرف سرک گئی میں نے اس کے جسم کے ٹکڑے کرنے شروع کر دیئے اور ویسا ہی گوشت کا ڈھیر لگا دیا جیسا میرا لگا تھا اس کے بعد مجھے کچھ سکون ملا تھا۔ لیکن ابھی تین چہرے میری نظروں کے سامنے تھے وہ ارم نورین اور سارہ کے تھے ان کی وجہ سے مجھے ذلت بھری موت ملی تھی انہوں نے اپنے آپ کو بچانے کے لیے ان کے ہاتھوں میرا شکار کر دیا تھا میں نے ان تینوں کو پکڑنا چاہا لیکن نبھانے کیا بات تھی کہ وہ میرے قابو نہیں آرہی تھیں میں خود حیران رہ گئی تھی کہ ان کو میں کیوں پکڑ نہیں سکتی۔ بعد میں پتہ چلا کہ انہوں نے ان لوگوں کی موت کو دیکھ کر اندازہ لگا لیا تھا کہ ان کو مارنے والا کوئی انسان نہیں ہے بلکہ کوئی جن بھوت ہے انہوں نے کسی سے تعویذ لے کر پہن لئے تھے وہ جان گئی تھی کہ انہوں نے ایک بھیا تک غلطی کی ہوئی ہے۔ کیونکہ اس واقعہ کے بعد انہوں نے مجھے کبھی بھی

نہ دیکھا تھا اس کا مطلب وہ سمجھ گئی تھی کہ یا تو مجھے انہوں نے مار دیا ہوگا یا پھر کسی دوسرے شہر میں بچ دیا گیا ہوگا۔

اب کچھ دن پہلے میں نے انہوں کو اس دیرانے میں دیکھا تو حیران رہ گئی۔ میں جب بھی قبر سے باہر نکلتی تو ان کا پیچھا شروع کر دیتی اور سب کچھ جان لیا کہ وہ اس گروپ میں اپنے محبوب ساتھیوں کے ساتھ آئی ہوئی ہیں۔ میں بھلا ان کے چہروں پر خوشی کیسے دیکھ سکتی تھی میں نے ایک ایک کر کے ان کے پیاروں کو مار ڈالا اور پھر ارم اور نورین کو بھی مار دیا لیکن سارہ بچ گئی اس نے اپنے گلے سے تعویذ نہ اتار تھا یہ اپنے تعویذ کی حفاظت پوری طرح کرتی تھی ایک لمحہ بھی تعویذ سے غافل نہ ہوتی تھی۔ اور آج یہ اپنی موت آپ ہی مر گئی ہے خود ہی زمین پر پھنسنے والی درازوں میں پھنس گئی ہے اس کو مارنا ہی نہیں پڑا ہے۔ وہ اپنی کہانی سنا کر چپ ہو گئی۔ اور اس کی کہانی سن کر ہم جہاں خوفزدہ تھے وہاں اس پر ترس بھی آنے لگا۔ اب تم نے اپنا وعدہ پورا کرنا ہے۔ وہ ہمیں دیکھتے ہوئے بولی۔

ہاں ہاں بولیں۔ ہمیں کیا کرنا ہوگا۔
تمہیں یہ جگہ کھود کر یہاں سے میری ہڈیوں کا ڈھانچہ نکالنا ہوگا اور پھر اس کو غسل دے کر دفن کرنا ہوگا۔

ہاں ہاں ہم یہ کام کریں گے ضرور کریں گے۔
ڈھانچہ تم لوگوں نے دیکھ لیا ہوگا کہ کہاں پڑا ہے کئی گہرائی میں پڑا ہوا ہے۔ یہ اس دیرانے میں ایک کنواں تھا وہ لوگ مجھے اس کنویں میں پھینک کر اوپر کچھ مٹی پھینک کر گئے تھے لیکن تیز ہواؤں نے اور اندھیوں نے اس کنویں کو بند کر دیا۔ اب تم کو کنویں کے برابر مٹی باہر نکالنا ہوگی۔ بس یہ کام تم نے کرنا ہے۔
لیکن ہمارے پاس تو کوئی بھی ہتھیار نہیں ہے

کہ ہم یہ کام کر سکیں۔ علی نے ڈرے ہوئے انداز میں کہا۔

یہ کام میں کر دوں گی۔ اتنا کہہ کر وہ ہواؤں میں اڑی اور غائب ہو گئی۔

یار بہت ہی دھمی کہانی ہے اس کی مجھے پورا یقین تھا کہ یہاں جو ڈھانچہ پڑا ہوا ہے اور جو منظر بیت رہے ہیں اس کے پیچھے ایک بہت بڑی کہانی ہے اور میرا انداز درست ثابت ہوا۔ علی نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے کہا۔

ہاں میرا بھی ایسا ہی خیال تھا۔ میں بھی جان گیا تھا لیکن دیکھو میری ٹانگ اس کا کیا حال ہو گیا ہے اس کے اوپر سے گوشت تک اتر گیا ہے جگہ جگہ سے خراشیں پڑی ہوئی ہیں۔ لیکن اتنا درد تو میں برداشت کر لوں گا لیکن اگر تم میری مدد نہ کرتے تو شاید میری دونوں ٹانگیں۔

ہاں یار ٹھیک کہا تو نے اگر میں ایسا کرنے میں کامیاب نہ ہوتا تو شاید تم کو ٹانگوں کے بغیر ہی گھر لے کر جانا پڑتا۔ لیکن جو ہوا بہتر ہوا۔ لیکن ایک بات تو بتاؤ۔ وہ سوچتے ہوئے بولا۔

ہاں پوچھو۔ میں نے کہا۔
سارہ ارم اور نورین نے اس کے ساتھ ایسا کیوں کیا۔

اپنی عزت بچانے کے لیے انہوں نے ایسا کیا لگتا ہے کہ انہوں نے ان تینوں کا عینا حرام کر رکھا تھا اس لیے وہ ان کی بات مان گئی کہ ان کی زندگی تو سکون سے گزرے۔

ہاں شاید تم ٹھیک کہتے ہو۔ علی نے کہا اور ابھی ہم باتیں کر رہے تھے اور تقریباً ایک گھنٹہ بعد وہ جب واپس آئی تو اس کے ہاتھوں میں قبر کھودنے والے تمام ہتھیار تھے ہم نے اسی وقت کنواں کھودنے کا کام شروع کر دیا لیکن یہ کوئی آسان کام نہ تھا بہت ہی مشکل کام تھا۔ ایک دن تو کیا پورا ایک ہفتہ لگ گیا

میں کنواں کھودتے ہوئے جب تھک جاتے تو آرام کرنے لگ جاتے اور سو جاتے تو وہ ہماری حفاظت کرتی۔ ایک ہفتہ بعد ہم نے اس کا ڈھانچہ باہر نکال لیا۔ میں علی کی مدد کرتا رہا تھا لیکن بیٹہ کرکڑا ہونے کی مدد مجھ میں بہت نہ تھی تین دن تک ایسا ہی رہا پھر کچھ کچھ چلنا شروع کیا تو میں نے کنواں کھودنے میں اس کی بھرپور مدد کی اور تب ہی ایک ہفتہ میں ہم دونوں کامیاب ہوئے تھے ہم نے اسی رے کو نیچے لٹکا رکھا تھا جس کے ذریعے ہم دونوں نیچے اترتے اور اوپر چڑھتے تھے ہم نے دیکھا کہ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

دیکھو میرے خوبصورت جسم کا کیا حال ہوا پڑا ہے لیکن ایسا تو ہوتا ہے مرنے کے بعد تم لوگ جتنی جلدی ہو سکتے اس کو نہلا دلا کر دفن کر دو میرا دل دنیا سے اٹھنے لگا ہے۔ اتنا کہہ کر وہ ایک طرف کوچل دی۔ ہم دونوں چلتے چلتے ان ندی پر گئے جہاں سے ہم دونوں پانی لاکر استعمال کیا کرتے تھے۔ وہاں پہنچ کر ہم نے اچھے طریقے سے دفن کو غسل دیا اور پھر جو چادریں ہم ساتھ لے کر آئے تھے جو ہمارے نیچے بچھانے اور اوپر لینے کے کام آتی تھیں اس میں ہم نے ڈھانچہ کو چھپایا اور اسے ہی لکھن کا نام دے دیا۔

اور پھر ایک جگہ ہم نے چھوٹی سے قبر کھودی اور دونوں نے ہی نماز جنازہ پڑھی اور اس ڈھانچہ کو ہم نے دفن کر دیا۔ ہمارا ایسا کرنا تھا کہ وہ ہمیں دکھائی دی وہ اوپر آسمانوں کی طرف جارہی تھی اس کی آنکھوں میں آنسو تھے ہاتھ وہ ہلارہی تھی اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لیے ہماری نظروں سے غائب ہو گئی صبح ہم اسی وقت پر وہاں پہنچے جس وقت گرد آہستی تھی زمین پھٹتی تھی زلزلہ آتا تھا آج ایسا کچھ بھی نہ ہوا نہ گرد آہستی نہ زلزلہ آیا نہ زمین پھٹی کچھ بھی نہ ہوا ہم سمجھ گئے کہ یہ سب کچھ اس کی بددعاں کر رہی تھی جو اب دفن ہونے کے بعد ہمیشہ کے لیے چلی گئی ہے اب ایسا بھی

نہیں ہوگا۔ ہم نے اپنا سامان باندھا اور واپس شہر کی طرف چل دیے۔ ہمارے سامنے ہمارا انتظار کرتے کرتے مایوس ہو چکے تھے لیکن جب ہمیں دیکھا تو ان کو یقین ہی نہ آیا کہ ہم دونوں زندہ ہیں۔ انہوں نے ہم سے سب کچھ پوچھا اور ہم نے سب کچھ بتا دیا اور کہا تم نے جو کچھ کہا تھا کچھ کچھ کہا تھا وہاں واقعی یہ سب کچھ ہم نے دیکھا ہے اور اب ایسا کوئی بھی منظر نہیں دیکھے گا کیونکہ جس وجہ سے یہ منظر بیتا تھا وہ ہم نے سلسلہ ہی ختم کر دیا ہے اور جب ساری بات بتائی تو اس نے کہا۔ ہاں یار ایسا ہی ہوا تھا یہ دوسرے شہر کا واقعہ ہے وہاں بوری بند لائیں لی تمہیں ان کے جسموں کو چھریوں سے کاٹ کر گوشت بنایا گیا تھا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ جھ آدی جن کی ایسی موت ہوتی تھی ان کی کسی سے کوئی دشمنی نہ تھی بلکہ اس جھلکی روح یہ سب کیا ہے۔ جیسا انسان کرتا ہے ویسا ہی اس کو بھگتنا پڑتا ہے۔

قارئین کرام کسی گلی میری کہانی اپنی رائے سے نوازے گا آپ کی حوصلہ افزائی سے میرا لکھنے کا شوق بڑھتا جا رہا ہے اور ایک طویل کہانی بھی شروع کر رکھی ہے جو جلد آپ کو پڑھنے کو ملے گی۔

- حیرت محبت کے پیارے تھے تو ہاتھ پھیلا دیا صدام
- ورنہ تو ہم اپنی زندگی کے لئے بھی غالب ست
- خوشیوں سے ناراض ہے میری زندگی
- پیار کی محتاج ہے میری زندگی
- میں بس لیتا ہوں لوگوں کو دکھانے کے لئے
- ورنہ درد کی کتاب ہے میری زندگی
- مجدد آخر جمال۔ ڈیرہ غازی خان
- دل لے گیا ہے میرا دم من تن چرا کر احسان
- شرما کے جو پلے ہیں سارا بدن چرا کر
- احسان خرم۔ مہنگا آباد



موت کی منزل

-- پرنس کریم - پشاور - قسط نمبر ۶

اس کا ماتھا زور سے دیوار سے ٹکرایا تو اس کے پاتھ سے خون رسنے لگا حیرت و خوف سے وہ شمتیا کے چہرے پر موجود سفاکی کو دیکھ رہی تھی جس نے چند لمبے لمبے اُسے زوردار دھکا دیا تھا وہ بے یقین سی تھی مگر سب کچھ سمجھ چکی تھی۔ شمتیا تم۔۔۔ اس نے یقینی کے سے انداز میں کہا۔ اسے اس کی گریبانک حقیقت پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ اب تک اسے شک کرنے والی کوئی اور نہیں اس کی اپنی ہی بہن ہے۔ ہاں میں سہما جسے تم بھی بند پا اور ابھی میکھنا کی آتما سمجھ رہی تھی وہ کوئی اور نہیں بلکہ میں ہوں میکھنا کی ہتھیا کرنے والی بھی میں ہوں نارائن بابا کو مارنے والی بھی میں ہوں بھولے ناتھ بابا کو مارنے والی بھی میں ہوں۔ تمہیں چلے کے ذریعے تصور میں جس لڑکی کی شبیہ نظر آ رہی تھی وہ بھی میں ہوں اور اب تمہیں جان سے مار ڈالنے والی بھی میں ہوں گی۔ تم کیا سمجھتی تھی کہ یوراج کھنا کو حاصل کر کے اس کی ساری جائیداد پر قبضہ جما کر بیٹھ جاؤ گی اور مجھے خبر تک نہ ہو گی تمہاری ایک ایک حرکت سے میں باخبر تھی اور جب تک میں زندہ رہوں گی یوراج کھنا کو کسی کانہ ہونے دوں گی کیونکہ یوراج کھنا اپنی پوری جائیداد سمیت صرف میرا ہے میرے ہوتے ہوئے تم یوراج کھنا کی جائیداد سمیت نہیں سکتی کئی کوشش کر ڈالیں میں نے کیا کیا جتن نہیں کئے میں نے کسی طرح یوراج کھنا مجھ پر فدا ہو جائے مگر وہ میکھنا سے پریم ہی اتنا کرتا تھا کہ کسی کی طرف دیکھنا بھی گوارا بھی نہیں کرتا آخر تھک ہار کر میں نے بھی کالا جادو میکھنا شروع کر دیا کہ اس طرح سے میکھنا کو مار کر میں یوراج کھنا سے دیواہ کر کے اس کی جائیداد پر مزے کروں گی اور اپنی ساری حسرتیں پوری کروں گی اس کے لیے میں نے نارائن بابا کو خرید لیا اور انہیں منہ مالکی رقم دیتی رہی اور وہ مجھے خطرناک سے خطرناک مل جاتے جاتے جسے کر کے میں کم وقت میں ہی زیادہ ہلکتیوں کی مالک بن گئی ایک دن تمہارے بارے میں نارائن بابا نے مجھے سب کچھ بتا دیا۔ تم سے میں نے تم پر نظر رکھنا شروع کر دیا مگر تم تو میرے لیے خطرہ بنتی جا رہی تھی اس لیے میں اب تمہاری دشمن بن کر تمہارے سامنے کھڑی ہوں میکھنا کا کانا تو میں نے اپنے رستے سے ہٹا لیا مگر تم اب باقی ہو اور تمہیں بھی راستے سے ہٹنا ہو گا سہما۔ شمتیا کہتی چلی گئی اور سہما چکراتے سر کے ساتھ اس کی باتیں منتی چلی گئی۔ ایک پابعدنی خیز اور خوفناک کہانی۔

یہ تم کیا کہہ رہی ہو تمہیں پتہ ہے کہ تم اپنے لیے کون سی راہ چن رہی ہو سہما نے رندھی ہوئی آواز میں کہا۔

اوہو۔ یہ وقت ان سب باتیں کرنے کا نہیں ہے دادا جی شمع کو یاد کر رہے تھے اور میں نے بہانہ بنا دیا تھا کہ وہ آفس سے آ رہی ہے ابھی راستے میں ہے میں گھر جا کر اسے لے جاؤں گا آپکے پاس کہ تب تک وہ بھی گھر پہنچ چکی ہوگی۔ یہ کہہ کر میں یہاں آ گیا اور اتفاق ہے کہ میرے آنے کے چند منٹ بعد ہی تم دونوں بھی آ گئیں۔ اس نے کہا تو شمع نے کچھ نا سمجھنے والے انداز میں اسے دیکھا۔

کیا مطلب دادا جی کہا نہیں اور میرا پوچھ رہے تھے۔ اس نے کچھ سمجھ نہ آنے والے انداز میں کہا۔



دادا جان ہسپتال میں ہیں ہارٹ ایک ہوا تھا اور۔۔۔
کیا۔۔۔ گھبرا گئی۔

ارے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے وہ بالکل ٹھیک ہیں تمہارا پوچھ رہے تھے تیش نے کہا۔
اوہ۔ دادا جی کو ہارٹ ایک۔ وہ رودی اور پھر تینوں چل دیے ہسپتال۔

کالیا ڈاکو کے مرنے کی خبر پورے ملک میں جنگل میں آگ کی طرح پھیل گئی سب لوگ حیران تھے کہ اتنے خطرناک ڈاکو کی ہتھیاء آخر کسی نے کی اور وہ بھی اتنے بھیاں یک طریقے سے اور اس کا سر بھی غائب تھا کنفرم تو کسی کو معلوم نہ تھا مگر سب لوگ یہیں سمجھ رہے تھے کہ شاید اس کے کسی دشمن نے اسے ختم کر دیا اس کے ساتھیوں سمیت جب دادا جی ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر آئے تو وہ بھی کالیا ڈاکو ہی کی باتیں کر رہے تھے پھر باتوں کا رخ بدل گیا تیش اب تو تم مکمل محفوظ اور آزاد ہوا اب کیا خیال ہے۔ سسما نے معنی خیز انداز میں تیش اور شیخ کو دیکھا تو وہ دونوں اس کا ذوق معنی انداز سمجھ گئے۔

کس بارے میں۔ تیش نے انجان بننے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا۔

زیادہ کا کا بننے کی ضرورت نہیں ہے میں تم دونوں کے سات پکھیر لے لینے کی بات کر رہی ہوں ویسے بھی اب وقت آ گیا ہے ملاپ کا اب تو تم دونوں کے درمیان کوئی رکاوٹ بھی نہیں ہے سسما نے شوخی سے کہا تو تیش بھی دل ہی دل میں بڑا خوش ہوا شیخ کا چہرہ خوشی سے سرخ ہو گیا۔
بھئی یہ تو بڑوں کی بات ہے ہم کیا کہہ سکتے ہیں تیش نے منہ پر ہاتھ رکھ کر شرمانے کی اداکاری کرتے ہوئے کہا تو سسما ہنس دی۔

زیادہ شب بننے کی ضرورت نہیں ہے مجھے پتہ ہے کہ تم یہ بات صرف منہ سے کہہ رہے ہو ورنہ دل ہی دل میں تو تمہارے لٹو پھوٹ رہے ہو ننگے وہ بھی موٹی چور کے کیوں بھا بھی اس نے شرارت سے پہلے تیش اور پھر شیخ کو دیکھ کر کہا تو وہ شرمانے لگا تیش نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور اس کے ساتھ بندہ برہنہ لگا
بھئی جب ایسی باتیں ہو رہی تھیں تو شرمانا بڑا تھا ناں شیخ نے بھی شوخی سے کہا لیکن ایک بات میں بھی کہہ دوں آپ سے جب تک میں کالا جادو نہ سیکھ لوں تب تک میں دیواہ نہیں کروں گی بھئی جب میں کالا جادو سیکھ لوں گی تو بالکل آپ کی طرح بن جاؤں گی جو چاہوں گی کروں گی جہاں دل چاہے گا غائب ہو کر ماڈر کونجنگ جاؤں گی ہر کسی سے مقابلہ کر سکوں گی سسما دیدی میرے تو مزے ہی مزے ہوں گے وہ نادانی سے کہتی چلی گئی اور اپنی دھن میں ایسی گن گئی کہ سسما کی آنکھوں میں آئے ہوئے آنسوؤں کو بھی نہ دیکھ سکی۔

اس طرح کی باتیں مت کرو شیخ تمہیں کیا پتہ کہ میں ہر وقت کس آگ میں جلتی رہتی ہوں اور تم کہتی ہو کہ میں مزے میں ہوں یہ کالا جادو بھی میں نے اس آگ کی پیش سے مجبور ہو کر سیکھا تھا اور اسے سیکھنے میں میں نے جتنی تکلیفیں جھیلیں ہیں اس کا تم تصور بھی نہیں کر سکتی اور تمہیں میں مزے میں دکھائی دیتی ہوں یہی تو دستور ہے دنیا کا شیخ کہ یہاں ہر انسان کو دوسرا مزے میں دکھائی دیتا ہے حالانکہ اسے پتہ نہیں ہوتا کہ اگلے بندے کے دل پر کتنے زخم ہیں اس سے آگے وہ کچھ نہ کہہ سکی اور رودی اس کے آنسو بھی جھلک پڑنے لگا بھی پریشان ہو گئی۔ ارے دیدی آپ تو رودی کیا میری بات آپ کو اتنی بری لگی میں سسما مانتی ہوں پلیز آپ مت روئیں۔ آپ کے رونے سے مجھے بھی تکلیف ہو رہی ہے شیخ نے اس کے آنسو پوچھتے ہوئے کہا تو سسما

نے خود پر قابو پایا اچھا سسما دیدی بتائیں مجھے کہ پتہ ہے یہ کالا جادو کی کارن سیکھا ایسی کیا مجبوری تھی آپ کی۔ شیخ نے پوچھا تو سسما نے آہستہ آہستہ اپنی روداد شروع سے آخر تک پوری کی پوری سنا دی آنسو ایک بار پھر لڑی در لڑی اس کی آنکھوں سے رواں تھے شیخ بھی اس کی رام کہانی سن کر آبدیدہ ہو گئی۔
اوہ۔۔۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اب آپ پورا ج کھنا کو حاصل کر سکتی ہیں۔ شیخ نے اس کی پوری کہانی سن کر اس سے پوچھا۔

مجھے نہیں پتہ کیونکہ اگر اس نے مجھے قبول کرنے سے انکار کر دیا شیخ تو پھر میں کیا کر یاؤں گی میرا کالا جادو بھی کچھ نہیں کر پائے گا تم کہتی ہو ناں کہ میں کالا جادو سیکھ کر جو چاہے کروں گی فرض کرو تیش کے دل سے تمہارے پریم ختم ہو گیا تو تم کیا کالے جادو کے ذریعے اس کے دل میں اپنا پریم پیدا کر سکو گی نہیں ناں تو پھر تمہیں کالا جادو سیکھنے کی ضرورت ہی کیا ہے کالا جادو تو وہ لوگ سیکھتے ہیں جو میری طرح بد نصیب ہوتے ہیں جو منزل کے انتہائی قریب پہنچ کر بھی خود کو منزل سے بہت دور سمجھتے ہیں۔ اور لا حاصل کی آگ میں یک طرفہ پریم میں جلتے رہتے ہیں تم تو خوش قسمت ہو کہ تیش کے دل میں تمہارا پریم موجود ہے اور وہ تمہارا ہونے جا رہا ہے اور تم بے خوف لڑی کالے جادو کے چکروں میں پڑ کر اس سے دور ہونا چاہتی ہو سسما کے لپچر پر شیخ خوفزدہ ہو گئی

نہیں نہیں میری تو بہ ہے میں تو تیش سے دور ہونے کا تصور بھی نہیں کر سکتی میں آئندہ سے کالے جادو کا نام بھی نہیں لوں گی اس نے ڈر کر کہا اور بھی دونوں ایک دوسرے کے گلے لگ گئیں۔
تھینک یو کہ تم نے میری بات مان لی سسما نے خوش ہو کر کہا۔
یو ویلکم۔ شیخ نے جواب میں کہا۔

اس کے بعد ہوا کچھ یوں کہ تیش اپنے گھر آگیا سسما سمیت ہمیشہ کے لیے ماتا جی اور سسما جی اس کے آنے سے بے حد خوش تھیں پھر سسما نے تیش اور شیخ کی شادی کی بت ماتا کے کان میں ڈالی اور پھر سب تیسرے دن ہی دادا جی کے پاس آگئے شیخ کا ہاتھ مانگنے دادا جی نے خوش خوشی شیخ کا رشتہ دینے کے لیے ہاں کر دی لیکن انہوں نے شادی کی بات بھی ساتھ ہی کر دی اور شیخ کی شادی ایک مہینے بعد طے پائی سب شادی کی تیاریوں میں ابھی سے لگ گئے سسما بند یاوالے معاملے کے سلسلے میں نارائن بابا کے پاس آگئی تھی موقع پا کر۔

تم بالکل بے فکر ہو جاؤ اب تمہیں چننا کرنے کی بالکل ضرورت نہیں میں کھانا کو مارنے کے بعد اسے ہمیشہ کے لیے فنا کر دیا۔

کیا سسما حیران رہ گئی۔ مگر بابا جی آپ کو کیسے پتہ چلا کہ وہ بندیا کی آتما ہی تھی۔ اس نے حیرت سے پوچھا۔

فنا ہونے سے پہلے میں نے اس سے سب کچھ اگلا لیا تھا میں کھانا کو اسی نے مارا تھا اور اس کے وہ پورا ج کھنا کو مارنے کے منصوبے بنائے تھے اور اسی سلسلے میں مجھ سے ملتی بھی تھی اس رات تم نے جولاڑی دیکھی تھی وہ بندیا کی آتما ہی تھی اس وقت تم نے مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا بھی تھا مگر میں نے تمہیں ناں دیا تھا کیونکہ وہ اس وقت غائب حالت میں موجود تھی اور مجھے منع کر رہی تھی کہ میں تمہیں اس کے بارے میں کچھ نہ

بتاؤں تمہاری خلقتیں چونکہ اس سے کم ہیں اس لیے تم اسے دیکھ نہ سکی مگر میں نے بھی موقع پا کر اسے فنا کر لیا کہ میں دیکھ رہا تھا کہ تم مجھ پر شک کر رہی ہو اور میری شاگرد مجھ پر شک کرے یہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔ بابائی نے کہا تو سسما بے حد خوش ہو گئی کہ اس کے راستے کا ایک اور کاٹنا بھی ہٹ چکا تھا اب میں کا لاجادو چھوڑ دوں گی کہ مجھے اب کالے جادو کی کوئی ضرورت نہیں رہی سسما نے خوشی سے سوچا۔

دیکھو سسما میں نے بندیا کی آتما کو فنا کر کے تمہارا راستہ صاف کر دیا ہے اب تمہیں بھی میرا ایک کام کرنا ہوگا۔

ہاں ہاں بابا بولے ناں مجھے تو خوشی ہو گئی کہ آپ کے کسی کام آسکوں سسما ہم تن گوش تھی میں بہت بوڑھا ہو گیا ہوں میری خلقتیں بھی آہستہ آہستہ کمزور ہو رہی ہیں مجھے اپنے لیے کچھ کرنا ہے اگر میں نے اپنے آپ کو امر نہ کیا تو میں دو مہینوں کے اندر اندر ختم ہو جاؤں گا اور میں نہیں چاہتا کہ میرا انت ہو جائے امر ہونے کے بارے میں میں نے شیطان آقا سے بات کی تھی انہوں نے مجھے بتایا تھا کہ مجھے ایک ایسی لڑکی کی بلی سے شیطان آقا کے بت کو نبھانا ہوگا جو پورن ماشی کی رات کو پیدا ہوئی ہو اور اس کے اندر پہلے سے ہی خاص قسم کی کچھ خلقتیں موجود ہوں اس کی بلی شیطان قبول کر لے گا لیکن اس سے پہلے مجھے چالیس راتوں کا جلد بھی کرنا ہوگا تب جا کر شیطان مجھ سے خوش ہو جائیگا اور مجھے امر ہونے کی خلقتیں دے دے گا پورن ماشی کی رات بہت سے بچے بچیاں پیدا ہوتے ہیں مگر جس لڑکی کی مجھے ضرورت ہے وہ ان لاکھوں میں سے ایک ہوتی ہے جو اپنے اندر ختم لیتے ہی خلقتیں ساتھ لاتے ہیں میں نے ایسی لڑکی کا نام وپتہ وغیرہ معلوم کر لیا ہے اور اسے تم ہی لاسکتی ہو میرے پاس یعنی میرا یہ کام تم با آسانی کر سکتی ہو نارائن بابا نے پر امید نظروں سے سسما کی طرف دیکھا۔

بابا میں آپ کا کام تو کر لوں گی مگر آپ یہ بتائیں کہ اسے آپ خود کیوں لے آتے حالانکہ آپ کی خلقتیں مجھ سے زیادہ ہیں اور تجربہ بھی سسما نے اپنے خیالات کا اظہار کیا تو نارائن بابا بولے یہ کام میں خود نہیں کر سکتا اس لیے تو تم سے کہہ رہا ہوں جس لڑکی کی میں تم سے بات کر رہا ہوں اس کے اندر چھپی ہوئی خلقتیں میری خلکتوں سے کہیں زیادہ ہیں جو میں چلے کے ذریعے قابو کر کے اپنے جسم کو دان کروں گا تو میں امر ہو جاؤں گا اس کی خلقتیں میرے جسم میں جا آئیں گی جب میں اس کی بلی پڑھا دوں گا پھر اس کی لاش پر چلے کروں گا چالیس راتوں کا زندہ حالت میں اگر میں نے سے چھو بھی لیا تو میں جل کر راکھ ہو جاؤں گا جنہیں اس لڑکی کی ہتھیا کرنی ہے اور اسے میرے پاس لانا ہوگا اور ہتھیا بھی اس کا گلا گھونٹ کر کرنی ہوگی کوئی بھی ایسا طریقہ نہیں اپنانا ہوگا کہ اس کے جسم کا خون ضائع ہو جائے اور ہاں اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ لڑکی کو اس کی خلکتوں میں ہرگز مت بتانا وہ اپنی خلکتوں سے ابھی تک بے خبر ہے اگر اسے پتہ چل گیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ مختلف چلے کر کے اپنی خلکتوں کو استعمال کرنا شروع کر دے پھر وہ میرے کسی کام کی نہیں رہے گی نارائن بابا نے پوری تفصیل سے آگاہ کر دیا۔ جو سسما نے بڑے غور سے سنی۔

ٹھیک ہے بابائی میں آپ کا یہ کام کر لوں گی بس آپ مجھے بتائیے کہ وہ لڑکی کون ہے تاکہ میں اس کا کام ام کر کے آپ کے پاس لے آؤں کیونکہ میں نہیں چاہتی کہ میرے گروجی کا انت ہو جائے سسما نے دل سے کہا مگر بابائی پتہ نہیں کیوں صاف بات کرنے سے گھبراہے تھے اس لیے پہلے تمہید باندھنا چاہتے تھے۔

دیکھو سسما تم میری خاص شاگرد ہو اور میں تم سے کئی بار کہہ چکا ہوں کہ کالے جادو کی وادی میں قدم رکھتے ہی انسان تمام رشتوں سے بیگانہ ہو جاتا ہے ہر طرح کا خوف ڈر گھن آنا ترس و رحم قسم کے جذبات بھی اپنے جیون سے نکال دینے چاہیے کیا تم ابھی تک ان سب باتوں پر قائم ہو باپا نے پوچھا۔

ہاں بابا لیکن اس وقت ان سب باتوں کا کیا مقصد سسما نے پوچھا کیونکہ بابا نے اسے ابھی تک تجسس میں رکھا ہوا تھا۔

سسما ایک بار امر ہو جاؤں پھر دیکھنا میں تمہیں بھی شکتی شالی والا بنا دوں گا۔ سسما نے جو پوچھا تھا اس کی جگہ غیر متوقع جواب پر وہ زچ سی ہوئی۔

آپ یہ سب باتیں چھوڑیں یہ بعد کی باتیں ہیں آپ مجھے یہ بتائیں کہ وہ لڑکی آخر ہے کون۔ سسما زچ ہوئی جا رہی تھی۔

وہ لڑکی کوئی اور نہیں تمہاری ہونے والی بھابھی شمع ہے جو پورن ماشی کی رات کو پیدا ہوئی۔ اور وہی ہے اپنے ساتھ خلقتیں لے کر آئی ہے جو مجھے امر کریں گی بابائی نے صاف صاف بات کہہ دی تو سسما پر تو جیسے آسانی بجلی آگئی۔۔

کیا۔ مارے حیرت و پریشانی کے اس کے منہ سے بس صرف اتنا ہی نکل سکا اور وہ بھٹی بھٹی آنکھوں سے بابا کا منہ دیکھتی رہ گئی اس کے چہرے پر ایک رنگ آ رہا تھا اور دوسرا چارہا تھا اس کا دماغ ماؤف سا ہونے لگا۔

سسما گھبرائی ہوئی وہاں سے گھر آگئی تیش کو ساتھ لے کر سیدھا شمع کے پاس جا پہنچی اس نے دونوں

کونارن بابا والی بات بتادی تو دونوں ششدر رہ گئے۔

اب کیا ہوگا۔ شمع نے خوف سے جھرجھری لے کر کہا۔

اور تم نے اس کینے بڑھے سے کیا کہا۔ تیش نے غصے سے پوچھا۔ اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ ابھی

جا کر نارن بابا کا گلا دبا دے وہ خون اگل رہا تھا۔

کہنا کیا تھا میں نے مار ڈالا اس کینے بڑھے کو۔ میری مدد کرتے کرتے میرا ہی دشمن بن گیا تھا وہ خود غرض کینہ اصل میں میری مدد نہیں کر رہا تھا بلکہ مجھے استعمال کر رہا تھا۔ اپنی غرض کو پورا کرنے کے لیے اور جب میں نے اس کی بات سے انکار کیا تو دھمکیاں دینے لگ گیا مگر میں نے بھی اس کا سر پھوڑ دیا۔ اور اس کو مار ڈالا۔ اب میں تم دونوں کا دیواہ ایک ہفتے میں کر کے تم دونوں کو جلد از جلد ہنی مون کے لیے بھیجتی ہوں کہیں ایسا نہ ہو جائے کہ وہ بڑھا پھر سے ہماری زندگیوں میں آجائے کیونکہ ایسے لوگوں کا کچھ پتہ نہیں چلتا انہیں مار بھی دو پھر بھی اپنی خلکتوں کے ذریعے سے زندہ ہو کر واپس آجاتے ہیں تم دونوں دیواہ کر کے لندن چلے جاؤ ہنی مون کے لیے۔ اور ایک مہینے سے پہلے بالکل بھی مت آنا اگر تمہارے آنے کے بعد بھی وہ

کھین سے نازل ہو گیا تو پھر مجھے مجبوراً شمع کو شکتی شالی والی بنا کر اس کے سامنے لانا ہوگا۔

اس نے کہا اور پھر انہوں نے دادا جی ماتا جی کو سسما کو اس بات پر راضی کر لیا اور مختلف قسم کے جھوٹ گھڑ کر شمع اور تیش کی شادی ایک ہفتے میں کرانے کا فیصلہ کر لیا واقعی انہوں نے ایک ہفتے کے اندر شمع اور تیش کی شادی دھوم دھام سے کر دی دادا جی نے اپنی ساری جائیداد تیش اور شمع کے نام کر دی حالانکہ تیش نے بہت منع کیا تھا مگر دادا جی نہ مانے تھے اور پھر وہ ہنی مون منانے لندن چلے گئے۔

میکھنا کی موت کے بعد یوراج کھانا کی زندگی کے سب رنگ ختم ہو چکے تھے اب وہ ہر وقت چپ چپ رہنے لگے تھے صبح آفس جاتے اور رات کو دیر سے آفس سے آکر خود کو کمرے میں بند کر لیتے کسی سے بات تک نہ کرتے اس کے باوجود اس کی طرف سے پریشان تھے وہ اسے بہت سمجھاتے مگر اس کی روشنی میں کچھ فرق نہ آیا سبھا آج پھر یوراج پبلز میں موجود تھی رشنا کے پاس لیکن میں۔۔۔

تم مجھ سے ملنے پھرے گھر پر آیا کر یہاں۔۔۔۔۔
اوہو۔۔۔ فضول باتیں مکر وہ میں تم سے ملنے تمہارے گھر آؤں یا یہاں یہ میرا مسئلہ ہے تم بس اچھی سہیلیوں کی طرح مجھے یہاں کی خبریں دیا کرو اور اس بات کی چٹا بالکل مت کرو کہ مجھے یہاں کوئی دیکھ لے گا۔ سبھا نے رشنا کی بات کاٹ کر کہا۔

کیوں تمہارے پاس جاؤ ہے اور تم اس وقت غائبی حالت میں ہو کہ تمہیں کوئی میرے علاوہ کوئی اور دیکھ نہیں سکتا۔ رشنا نے جمل کر کہا۔

ہاں یہی مجھ سبھا نے ہنس کر کہا۔ اچھا چھوڑو بتاؤ یوراج صاحب کی روٹین چینیج ہوئی یا نہیں۔ اور وہ جو میکھنا کی موت ہے پہلے جو پراسرار حرکتیں ہوئی تھیں یہاں وہ اب بھی ہوئی ہیں یا نہیں سبھا نے بے چینی سے سوالات کر ڈالے۔

تمہارے پہلے سوال کا جواب تو یہ ہے کہ یوراج صاحب کی روٹین وہی ہے اور دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ وہ پراسرار حرکتیں جو میکھنا کی بی کی انت سے پہلے ہو رہی تھیں وہ ان کی ہتھیا کے بعد بھی جاری تھیں مگر ایک ہفتہ پہلے وہ سب کچھ رک گیا تھا مگر دو دن بعد ہی وہی پراسرار حرکتیں پھر سے شروع ہوئیں اور یہ اس دن سے دوبارہ شروع ہوئی تھیں جب تم یوراج صاحب سے ملنے یہاں آئی تھی ان سے علیک سلک کرنے کے بعد تم تو چلی گئی تھی مگر تمہارے جاتے ہی یوراج پبلز میں پھر سے عجب و غریب اور پراسرار واقعات شروع ہو گئے جن کے کرنے والا دکھائی نہیں دیا رشنا نے کہا تو اس کی باتوں نے سبھا کو سوچ میں ڈال دی ایک ہفتہ پہلے پراسرار حرکات بند ہونے کا مطلب تو بندیا کے فنا ہو جانے سے سمجھ میں آتا ہے مگر دو دن بعد پھر سے پراسرار حرکات شروع ہو گئے اور وہ بھی تب سے جب میں یہاں آئی تھی یعنی بندیا کی آتما کے بعد اب پھر کون ہو سکتا ہے۔۔۔ لیکن اس کا کل آج بلکہ ابھی ہی نکل آئے گا رشنا نے کہا تو سبھا سوچوں کی گرداب سے نکل آئی۔

اچھا کیسے۔ سبھا نے حیرت سے پوچھا۔
بھئی بڑی بیگم صلابہ کے کہنے پر رامو کی تائمرک کو لے آئے ہیں وہ میکھنا کی بی کے کمرے میں بند ہو کر کوئی عمل وغیرہ کر رہا ہے جس سے معلوم ہو جائے گا کہ یہاں کس کی آتما ہے جس نے سب کی ناک میں دم کر رکھا ہے رشنا کی بات پر سبھا چونک پڑی۔

کیا۔ کیا نام ہے اس کا۔ سبھا نے خوف سے پوچھا کہ کہیں نارائن بابا ہی نہ ہو۔

اس کا نام۔۔۔ بھئی بڑا مشکل سا نام تھا اس کا ہاں یاد آیا مجھ نے اتھ بابا نام ہے اس کا رشنا نے ذہن پر زور دے کر کہا تو سبھا نے سکون کی سنس لے کر شکر یہ ادا کیا کہ نارائن بابا نہیں مگر پھر گہرائی کہیں میں اس کی گرفت میں نہ آ جاؤں۔ اس نے ڈر کر سوچا اچھا رشنا میں چلتی ہوں کل صبح تم سے تمہارے گھر میں ملوں گی

پرنام۔ سبھا نے غلٹ سے کہا اور وہاں سے کھسک آئی۔ رات اپنے چلے کی طاقت آزما کر اس نے تصور میں تجسس کے ہاتھوں مجبور ہو کر معلوم کرنا شروع کر دیا۔ کہ آخر بندیا کی آتما کے بعد اب یہ بی نصیب کون ہو سکتی ہے مگر سکریٹ پر اب بھی کسی لڑکی کا عکس نمایاں تھا جو صاف ہرگز نہ تھا اور وہ سمجھنے سے قاصر تھی کہ اب یہ کس لڑکی کی آتما ہے جو اس سے شکستوں سے بڑھ کر ہے۔ کہیں یہ میکھنا تو نہیں۔ ہاں یقیناً یہ میکھنا کی ہی آتما ہو سکتی ہے جو مرنے کے بعد بھی ابھی تک وہی جگہ رہی ہے اس نے یہ سوچ کر رو رہا تھا اور ہوا میں چھوٹک ماری تو اس کے تصور میں آئی سکریٹ میں چلی گئی صبح ہوتے ہی وہ رشنا کے گھر میں چلی گئی اور اس نے سوالات و جوابات کا سلسلہ شروع کر دیا۔

اچھا پھر۔۔۔ سبھا نے پوچھا۔

پھر ہونا کیا تھا مجھ نے ورد کو ایک گھنٹہ ہی گزر تھا کہ وہ چیخنے لگے وہ چیخ چیخ کر بیٹارے تھے کہ یہاں کوئی آتما ہے کسی لڑکی کی آتما یہ سب کو ختم کر دے گی اور اس کے بعد بابا کی ایک دلخراش چیخ شالی دی ہم سب بھاگ کر کمرے میں آئے وہاں دیکھا تو مجھ نے ناگہ بابا کی لاش پڑی ہوئی تھی جو خون میں لٹ پٹ تھی انکا گلگا نا گیا تھا اور ان کی آنکھیں ہائے رام ان کی پھٹی پھٹی آنکھوں میں موجود وحشت میں ابھی تک میں بھول نہیں پارہی۔ جو بھی سبھا یوراج پبلز میں بڑا ہی شکی شالی والا ہے رشنا نے معلومات فراہم کی تو سبھا پریشان ہوئی اور اسی پریشانی کے ساتھ گھر آ گئی اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے نارائن بابا کو بھی تو میں نے خود ہی مار دیا ہے اب میں کروں تو کیا کروں وہ یقیناً میکھنا ہے جو مرنے کے بعد بھی مجھے یوراج کھانا سے ملنے نہیں دے گی اب کیا کروں کیسے مقابلہ کروں اس کا۔ اسے کوئی راستہ سمجھائی نہیں دے رہا تھا پریشانی لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی ساتھ میں یوراج کھانا کی یاد الگ ستارہی تھی شام ہوتے ہی ان سے ملنے یوراج پبلز آ گئی رشنا سے ملنے کے بعد اسے پتہ چلا تھا کہ وہ آفس سے جلدی ہی آ گئے تھے آج ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی رشنا اس کے لیے چائے تیار کر رہی تھی جسے سبھا نے لے لیا۔ سبھا نے دروازے پر ناک کیا۔

آ جاؤ۔ یوراج کھانا نے کہا تو سبھا اندر چلی آئی یوراج کھانا اسے دیکھ کر تھوڑا حیران ہوئے اور سبھا تم۔

ہاں میں۔۔۔ میں آپ سے ملنے آئی ہوں کیسے ہیں آپ۔۔۔ اس نے پوچھا۔

بس دیکھ لو۔ انہوں نے سبھا سے چائے کا کپ لینے ہوئے دکھ بھرے انداز میں کہا۔

ہاں دیکھ رہی ہوں آپ کو اور بہت کچھ نوٹ بھی کر رہی ہوں سبھا نے بھی دکھ سے کہا تو یوراج کھانا کے ہونٹوں پر پشیمانی مسکراہٹ پھیل گئی۔

بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے کرسی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

نہیں میں کھڑی ہی ٹھیک ہوں دراصل۔۔۔ وہ کہتے کہتے رک گئی۔

ہاں کہو کچھ کہنا چاہتی ہو۔

آپ مجھے دوست سمجھتے ہیں ناں۔ سبھا نے پوچھا۔

ہاں سبھا میں اب بھی اپنا دوست سمجھتا ہوں اور تم اتنی اچھی ہو کہ میرا نہیں خیال کہ کسی کو بری لگ سکتی و تمہاری اچھائی کو دیکھ کر ہی میں نے تمہیں اپنا دوست بنایا تھا کہ تم مجھے بہت پسند ہو آج پہلی بار یوراج کھانا

جو وہ بات کہنے جا رہی تھی اس کے کہنے کے لیے اس کے پاس ہمت نہ رہی تھی یوراج کھنا اس کی جانب متوجہ تھے مگر بہادر شمشا کی بہادری یوراج کھنا کے سامنے پتہ نہیں کہاں بھاگ گئی تھی وہ ہر کسی سے بے دھڑک بات کر لیا کرتی تھی کہ لے لے جادو نے اسے بہت بہادر بنا دیا تھا مگر یوراج کھنا کے سامنے بہادری اڑن چھو ہو چکی تھی اور اس کی جگہ خوف نے لے لی تھی اسے اس بات کا بے تحاشہ ڈر تھا کہ اگر یوراج کھنا نے اس کے پریم کو ٹھکرا دیا تو پھر وہ کیا کرے گی وہ ہر کسی سے لڑ سکتی تھی مگر یوراج کھنا سے تو کبھی نہ لڑ سکتی تھی مگر اس نے سوچا کہ آج نادر موقع ہے مجھے گنوا نا نہیں چاہیے۔ کم از کم مرنے کے وقت دل میں یہ خواہش تو لے کر نہیں مروں گی کہ یوراج کھنا سے اظہار محبت ہی نہ کر سکی اسی سوچ نے اسے ہمت دی اس نے بولنے کے لیے لب کھولے۔

آج میں اس بات کا اعتراف کرتی ہوں یوراج صاحب کہ کہہ کم۔۔ میں نے آپ سے بے حد پریم کیا ہے۔ یکطرفہ پریم سچا پریم۔ وہ جذباتی ہو کر کہہ گئی۔ آنسو اس کے رخساروں کو بھگونے لگے یوراج کھنا اس کی بات پر چوکنے لگے تھے آپ۔۔ آپ میری رگوں میں خون کی طرح دوڑتے ہیں میں نے بل بل پوچھا ہے آپ کو حالانکہ مجھے پتہ بھی تھا کہ آپ راجا ہیں اور میں پر جا آپ آسمان ہیں اور میں زمین مگر پھر بھی پھر بھی میں خود کو روک نہ سکی اور آپ کو چاہنے لگی۔ آپ میری آشا بن گئے آپ کے پریم کی یکطرفہ آگ میرے سینے میں کئی مہینوں سے جل رہی ہے اور میں نے اس آگ پر قابو پانے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا مگر اسکی دوا تو صرف آپ کے پاس ہے۔ آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے میں آپ کی ملازمہ بن گئی حالانکہ مجھے پیسوں کی کوئی ضرورت نہ تھی مگر میں دل کے ہاتھوں مجبور تھی میکھنا کی زہر میں کبھی باتیں اور ان کا توہین آمیز رویہ میں نے صرف آپ کے لیے برداشت کیا کیا اب میرے دل کے حال کو سمجھ سکتے ہیں کیا آپ نے میرے یکطرفہ پریم کی تپش کو کبھی محسوس نہیں کیا۔ اس نے رندھی ہوئی آواز میں پوچھا۔ مگر یوراج کھنا کا لہجہ سپاٹ تھا جس سے اسے تکلیف ہوئی۔ خیر میں آج اپنی زندگی کا فیصلہ کرنے آئی ہوں اوزیہ فیصلہ آپ کریں گے میری زندگی اب آپ کے ہاتھوں میں ہے آپ یا تو مجھے اپنائیں یوراج کھنا یا پھر میرے پریم سے منہ موڑ کر مجھے ہمیشہ کے لیے مار ڈالیں اس نے آنسو پونچھتے ہوئے جوشیلے انداز میں کہا۔ تو یوراج کھنا بولے۔

پلیز تم ہی الحال چلی جاؤ یہاں سے اس کے جملے میں اکتاہٹ ویزاری موجود تھی سشما تپ اٹھی۔ کیا مطلب۔ یعنی آپ اس موضوع پر مجھ سے بات کرنا ہی نہیں چاہتے۔ کیا آپ کے سامنے میرے پریم کی کوئی اہمیت نہیں کیا میرے جذبے میں آپ کو جھوٹ دکھائی دے رہا ہے یا میں آپ سے پاپ کر رہی ہوں کیا میں انسان نہیں ہوں یوراج کھنا صاحب کیا مجھے پریم کرنے کا کوئی حق نہیں ہے یا پھر اظہار کرنے کا حق نہیں وہ تپ کر کہہ رہی تھی یوراج کھنا میں التجا کرتی ہوں آپ سے کہ مجھے اپنا لو میری تو زندگی کا مقصد آپ ہی ہوا اگر آپ ہی میرے نہیں تو پھر یہ زندگی مجھ پر بوجھ ہے آپ بے شک مجھے ساری عمر اپنی باندھی رکھ کر رکھنے کا آپ اگر کسی اور سے بھی شادی کرنا چاہتے ہوں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا مگر مجھے اپنی زندگی میں شامل کر لیجئے گا میں کم از کم آپ دیکھ دیکھ کر جی تو سکوں گی کم از کم اس بات کا احساس تو رہے گا کہ آپ مکمل طور پر ناسمجھ میرے توہے ناں۔ وہ رو کر کہہ رہی تھی التجا کر رہی تھی کہ یکطرفہ پریم کی آگ نے اسے یہ سب کرنے پر مجبور کر دیا تھا کتنا ہے بس کر دیا تھا۔ اسے یوراج کھنا پر اس کی التجا کا اثر ہوا کہ وہ کبھی دل سے کہہ رہی تھی مگر پھر بھی ان کا ذہن سشما کی باتوں سے ماؤف سا ہو رہا تھا کہ وہ میکھنا کے علاوہ فی الحال تو کسی

کے منہ سے اپنے لیے ستائشی جملے سکر سشما خوشی سے پھولے نہ سائی مگر یہ نہیں کیوں پھر دل اداس ہو گیا کاش میں آپ کی اس صاف گوئی کو کچھ اور نہ سمجھتی اس نے افسوس سے سوچا۔

میں آپ سے آج کچھ نہیں بلکہ بہت کچھ کہنے آئی ہوں پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ نے اپنا بہت برا حال بنالیا ہے آپ اگر اسی طرح کمرے میں بند رہیں گے تو میکھنا کو کبھی بھول نہ پائیں گے کیونکہ آپ کو اسے بھولنا ہوگا اور آپ کے اس طرح سے غم کرنے سے وہ زندہ ہو کر آپ کے پاس نہیں آئے گی۔ سشما کے اس طرح کہنے سے یوراج کھنا کے چہرے پر ناگوارائی کے جذبات ابھرنے لگے آپ نے مجھے دوست کہا ہے اس لیے آپ کو میری کوئی بھی بات بری نہیں لگنی چاہیے اور اگر آپ کو بری لگی میری بات تو پھر میں آپ سے اس بات کی اجازت چاہوں گی کہ میں اس وقت آپ سے ہر قسم کی بات کر سکتی ہوں اور اس بات کی ضمانت دینی ہوگی کہ آپ میری باتوں سے غصہ بھی نہیں کریں گے کیونکہ آج میں بہت کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ آپ سے سشما نے سر جھکا کر کہا تو یوراج کھنا تھوڑی دیر تو خاموش رہے پھر گویا ہوئے۔

ٹھیک ہے سشما تم آج جو کچھ کہنا چاہتی ہو کہہ لو نہیں پوری اجازت ہے اور اس بات کی بھی مجھ سے امید رکھو کہ میں غصہ نہیں ہوں گا۔ اس نے بڑے گل سے کہا تو سشما کو کچھ ڈھارس بندھی۔

یوراج کھنا میں نے آپ کے گھر میں جتنا بھی عرصہ گزارا اس میں میں نے دیکھا تھا کہ آپ میکھنا سے بہت پریم کرتے تھے اور انہیں بڑے چاہ سے بیاہ کر لائے تھے آپ ان کے دشوار کام ہر طرح سے خیال کرتے ان کی ہر بات آنکھیں بند کر کے مانتے انکے لاڈ اٹھاتے مگر ایک بات میں سچ کہوں گی کہ آپ کا پریم یکطرفہ تھا انہیں تو آپ سے اتنا پریم نہ تھا جتنا آپ کو تھا وہ تو آپ کے شیشوں کے برابر تھی مگر پھر بھی کبھی برابری پر نہ آتی تھی اور یہ بات آپ مجھ سے بھی زیادہ بہتر جانتے ہیں کہ میکھنا صرف اپنے بارے میں سوچتی تھی سشما نے کہا اور پھر خاموش ہو گئی۔ کہ میکھنا کے بارے میں کچھ اور کہنا اسے خود بھی اچھا نہیں لگ رہا تھا اس نے جو باتیں کی تھیں وہ سب سچ تھیں اور یوراج کھنا نے دل ہی دل میں اس کی باتوں کی تائید بھی کی تھی کہ میکھنا ایک خود غرض لڑکی تھی صرف اپنے بارے میں سوچنے والی شوہر اور ساس سر کی اسے کوئی خاص پرواہ نہیں تھی شادی سے پہلے وہ یوراج کھنا سے بڑے پیار کے دعوے کرتی تھی مگر شادی کے بعد وہ ایسی بدل گئی کہ اگر اس کے موڈ کے خلاف بات ہوتی تو وہ بھڑک جاتی اور کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتی یہ سب باتیں یوراج کھنا اس کی زندگی میں برداشت کرتا آ رہا تھا اور کبھی اس کے ساتھ جھگڑا نہ کیا تھا۔ مگر پھر بھی اسے سشما کے منہ سے یہ سب سننا بالکل نہ بھار ہا تھا۔

کیا آپ اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ میکھنا سے آپ کا پریم یکطرفہ تھا سشما نے پوچھا۔ تو یوراج کھنا پہلے تو کچھ دیر خاموش رہے پھر اعتراف کرتے ہوئے اثبات میں سر ہلادیا۔ اوہ پھر تو آپ نے یکطرفہ عشق کی اذیت بھی دیکھی ہوگی۔ سشما نے روح کو چھلنی کرنے والا دوسرا سوال کر ڈالا۔ تو یوراج کھنا کے چہرے پر کرب کے آثار دکھائی دئے۔۔

مگر یوراج کھنا آپ نے یکطرفہ پریم کی جتنی اذیت دیکھی ہوگی اس سے کئی زیادہ میں نے دیکھی ہے پل پل جلی ہوں میں اس آگ میں اور اب میں خاموش نہیں رہنا چاہتی ورنہ میں گھٹ گھٹ کر مر جاؤں گی۔ آج میں اعتراف کرتی ہوں کہ۔۔

وہ خاموش ہو گئی کہ اس کی آواز گھمبیر ہو گئی تھی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں اور گلہ خشک ہونے لگا اب

کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتے تھے اور سسما اسے ایسا کرنے پر مجبور کر رہی تھی۔

تم پلیز جاؤ ابھی میرے کمرے کا مطلب یہ ہرگز نہیں تھا جو تم مجھ کی میں ابھی آرام کرنا چاہتا ہوں تم سے پھر کروں گا اس موضوع پر بات ابھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تم پلیز جاؤ یوراج کھانا کھانے کنبیوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا تو سسما ان کے کمرے سے نکل آئی امید کی ایک کرن دل میں لے کر

سے ٹوٹ گیا دونوں کی توجہ گلاس کی طرف ہو گئی یوراج کھانا کھانا کے ٹوٹنے کو عامی بات سی سب سے نے اسے کوئی معمولی بات نہ سمجھی اس نے کمرے میں کسی کی موجودگی کو بھی محسوس کیا تھا یہ یقیناً میکھنا ہے جو ہمارے ملاپ پر ظاہر ہے خوش تو ہو گئی نہیں اس نے کوفت سے سوچا۔

آج کی رات سسما کچھ پرسکون تھی یوراج کھانا سے دل کا حال بیان کر کے اس کے دل کا بوجھ ہلکا ہو گیا تھا اور وہ بڑے مزے سے جلدی سو گئی نیند کی دہلی بھی اس پر بہت جلد مہربان ہو گئی مگر پھر ساری رات اس نے جاگ کر گزاری کہ جیسے ہی وہ سونے لگتی تو کوئی اس کا گلہ دہانا شروع کر دیتا اس کی سانسیں بند ہونے لگتیں تو وہ جاگ اٹھتی اور پھر کچھ نہ ہوتا ساری رات اس کے ساتھ ایسا ہی ہوتا رہا اس نے کمرے میں کسی اور کو محسوس کیا تھا یہ یقیناً میکھنا کا آتما تھی جو ساری رات مجھے تنگ کر رہی تھی جبکہ سسما دیدی مزے کی نیند سوئی رہی تھی کہ وہ ایسا کچھ بھی محسوس نہیں کر سکتی جو میں محسوس کرتی ہوں خیر کب تک تنگ کرے گی مجھے اس کا بھی کوئی بدلہ تو نکال ہی لوں گی کہی مرنے کے بعد پچھا نہیں چھوڑ رہی ساری رات اپنے ورد کے ذریعے اس سے بچتی آئی ہوں مگر میں بھی اس کا پکا بندوبست کروں گی صبح دیر سے اٹھنے کے بعد سسما نے غصے سے سوچا تھا چند دن بعد وہ یوراج کھانا سے ملنے پھر اس کے گھر چلی گئی وہ آج بھی آفس نہیں گئے تھے رشنا کے کہنے کے مطابق یوراج کھانا کے ماتا پانے یوراج کو سمجھانے کی خاطر اس کی پھوپھی کو بلوایا تھا جس سے یوراج کھانا بہت پیار کرتے ہیں اور وہ بھی یوراج کھانا سے مگروہ بھی یوراج کھانا کی اداسی کم کرنے میں ناکام رہی تھی سسما دھڑکتے دل کے ساتھ یوراج کھانا کے کمرے میں آئی۔ اس سے علیک سلک کرنے کے بعد ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگی وہ سوچ رہی تھی کہ یوراج کھانا خود ہی اس بات کی طرف آجائے گا جس کا جواب سننے کے لیے وہ آتی تھی مگر یوراج کھانا نے ایسی کوئی بات نہ کی تو وہ مایوس ہو کر جانے لگی سوچا پھر آجائے گی۔

سنو۔۔۔ یوراج کھانا نے اسے پکارا۔ تو وہ رک گئی جب سے پھوپھی آئی ہے تب سے سب میرے پیچھے پڑ گئے ہیں کہ میں دوسری شادی کروں یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ دوری شادی تو مجھے کرنا ہی ہوگی اس لیے تمہاری باتیں اور ان سب کی باتیں سننے کے بعد میں بہت سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے میں دوسری شادی کر لیتا ہوں وہ بھی تم سے۔ اس نے سپاٹ لہجے میں کہا اس کے لہجے میں چہرے پر آنکھوں میں پیار کا کوئی رنگ موجود نہ تھا مگر پھر بھی سسما کو تو جیسے اپنے کانوں پر یقین ہی نہ آیا وہ بے حد خوش ہونے لگی۔

کیا۔۔۔ کیا۔۔۔ ہاں سسما۔۔۔ تم نے ٹھیک کہا تھا کہ میں نے میکھنا سے یکطرفہ پریم کیا ہے مگر تم نے بھی تو یکطرفہ پریم کیا ہے مجھ سے اور یکطرفہ پریم کی اذیت اتنی میں نے نہیں دیکھی جتنی تم نے سہی ہے میں نے تم سے شادی کا فیصلہ تمہارے پریم کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا ہے کہ مجھے تمہارے پریم کی قدر ہے اور تمہارے جذبات کو محسوس کر سکتا ہوں مگر سسما میں تمہیں بھی سچا پریم نہیں دے پاؤں گا اور تم بھی مجھ سے ایسی کوئی امید نہیں رکھو گی یوراج کھانا نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں کہا۔

میرے لیے یہ بھی بہت بہت بڑی بات ہے کہ آپ مجھے اپنانے جا رہے ہیں وہ خوشی سے بولی کیونکہ وہ خوش تھی اور دل سے کہہ رہی تھی۔ اچانک سائینڈ بیل پر کھٹکھٹے کا گلاس سنگ مرمر کے فرش پر گر کر چھٹا کے

آج کا دن اس نے بے حد خوشی میں گزارا تھا اچلی کو بھی اپنی خوشی بتائی تو وہ بھی سسما کی خوشی میں کوش ہو کر پھول نہ سائی رات جب وہ بستر پر آئی تو سسما سوچ گئی اسے نیند نہیں آ رہی تھی بار بار اسے ساتھ ہی ہنس دیتی اور یوراج کھانا کی سوچوں میں کم ہو جاتی مگر اس کے دل میں میکھنا کی آتما کا خوف بھی موجود تھا جو ہر رات اسے تنگ کرتی تھی اور وہ اپنے ورد کے ذریعے اس کے نقصان سے بچی رہتی صبح ہوتے ہی کسی تانترک کے پاس جا کر اس محسوس میکھنا کی آتما کا بھی کچھ کروں گی چاہے مجھے کتنا ہی خطرناک جلد کیوں نہ کرنا پڑ جائے کسی پہنچے ہوئے تانترک بابا سے کچھ کر لوں گی اس نے سوچا پھر ہنستی مسکراتی ہوئی نیند کی دادیوں میں اتاری چلی گئی۔ رات کے دو بجے سسما بڑا کرٹھک گئی اسے کسی نے زور زور سے سمجھوڑا تھا اس نے حیرت و خوف سے ادھر ادھر دیکھا مگر کوئی نہ تھا سسما کی جانب دیکھا تو وہ سوری تھی اُدھ لگتا ہے وہ آگئی ہے۔ اس نے سوچا وہ تو ہر رات آتی تھی مگر سسما کو اتنا خوف محسوس نہ ہوتا تھا جتنا وہ آج ذرا رہی تھی کیونکہ اس نے یوراج پیل میں گلاس کے ٹوٹنے سے سمجھ لیا تھا کہ میکھنا کی آتما نہایت ہی غصے میں ہے مگروہ زرباب اپنا ورد پڑھنے لگی اور پھر لیٹ گئی وہ بڑھتی گئی بڑھتی گئی اور ایک بار پھر نیند کی آغوش میں چلی گئی اچانک کسی نے بیڈ کو زور سے ہلایا تو وہ اچھل کر بیڈ گئی بڑھتی گئی دیر تک ہلاتا تھا کپاس نے اپنی آنکھوں سے بیڈ کو ہلٹے ہوئے بھی دیکھ لیا تھا اس نے سسما کو دیکھا جو ہنوز ٹھوڑے سچ کر سوری تھی اسے حیرت ہوئی کہ

سسما نے بیڈ کو ہلٹے ہوئے محسوس ہی نہیں کیا شاید وہ نیند کی گولیاں لے کر سوتی ہوگی۔ اب سسما کو خوف کے مارے نیند نہیں آ رہی تھی اس کا بہت دل چاہا کہ سسما کو جگا کر سب کچھ بتا دے مگر ان دونوں میں پہلے والی اجنبیت ابھی تک برقرار تھی اور دوسرا اسے اس بات کا خدشہ بھی تھا کہ سسما کو جگا کر اسے میکھنا کی آتما کے بارے میں بتائے وہ دل ہی دل میں ورد پڑھتے ہوئے دوبارہ لیٹ گئی بہت دیر تک اسے نیند نہ آئی اور بہت دیر تک وہ اپنا ورد پڑھتی گئی اس نے ویسے ہی اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ اچانک اسے ایک زوردار جھٹکا لگا پورے جسم میں ایک کرنٹ سہلواڑا اس نے آنکھیں کھولنا چاہیں مگر اس کی آنکھیں کھل نہ رہی تھی اس نے خود کو حرکت دینی چاہی مگر پورا جسم بالکل تختہ ہو گیا تھا جیسے کسی نے اسے پوری طرح اپنے کنٹرول میں لے لیا ہو۔ ہوں۔۔۔ ہوں۔۔۔ اس کے منہ سے نکل رہا تھا میکھنا کی آتما اس پر غالب آ گئی تھی کیونکہ اس نے ورد پڑھنے میں غفلت بھرتی تھی اور جیسے ہی غفلت بھرتی آتما اس پر غالب آ گئی اس نے زبان بلائی چاہی مگر زبان تنگ تھی اسے اپنا گلہ دیتا ہوا محسوس ہوا اپنے گلے پر کسی کے ہاتھوں کا لمس محسوس کر رہی تھی وہ اس کا سانس رکنے لگا کہیں یہ رات میری آخری رات تو نہیں اس نے کرب کی حالت میں سوچا اور دل ہی دل میں چیخ چیخ کر پورے جوش کو جذبے سے اپنا ورد شروع کر دیا اپنا بھرپور دفاع کرنا شروع کر دیا تو ٹھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ اس کی زبان ٹھیک ہونے لگی۔ سش۔۔۔ جتا۔۔۔ دی دیدی۔۔۔ آ۔۔۔ سسما دیدی بڑی مشکل سے ٹھنی ٹھنی آواز میں سسما کو پکارا اس کی جانب گردن بھی نہ گھما سکتی تھی اس نے پھر سے دل ہی دل میں پتاورد پڑھنا شروع کر دیا تو بڑی دیر تو وہ تکلیف میں رہی پھر اچانک گرفت میں لینے والے کی گرفت کڑوڑ پڑتی گئی اور پھر حملہ

کرنے والے نے اس کو بالوں سے پکڑ کر زور سے کھینچ کر بیڈ سے نیچے گرادیاد وہ آزاد ہو گئی تھی تو خوف سے پاگلوں کی طرح کمرے سے بھاگ کھڑی ہوئی اور بیڑھوں کی طرف بھاگی وہ بیڑھیاں چڑھ کر چھت پر جانا چاہتی تھی تاکہ حصار بنا کر خود کو اس میں قید کر کے اپنا درد شروع کر دے پھر کوئی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے گا وہ پاگلوں کی طرح بیڑھیاں بھاگ بھاگ کر چڑھنے لگی وہ صبح تک خود کو محفوظ رکھنا چاہتی تھی اور مرنا تو فی الحال بالکل بھی نہیں چاہتی تھی۔ کیونکہ اب کہیں جا کر تو اس کی زندگی کا مقصد پورا ہونے جا رہا تھا اور وہ تھا یوراج کھنا کا حصول اور اسی وجہ سے اسے زندگی سے بے تحاشہ پیار ہو گیا تھا اور موت سے نفرت اس لیے موت سے ڈر بھی رہی تھی بیڑھیاں چڑھ کر وہ اور آئی ہی تھی کہ اچانک اسے کسی نے تیزی سے دھکا دے دیا اور پھر وہ بری طرح سے بیڑھوں پر پڑ کھڑی ہوئی نیچے کی طرف گرتی چلی گئی۔ آ۔ آ۔ آ۔ اس کے منہ سے زور کی چیخ تب نکلی تھی جب اس کا گھٹنا زور سے بیڑھ کی نوک سے ٹکرایا تھا اور پھر زمین پر وہ سر کے بل گر پڑی اس کا سر زور سے فرش سے ٹکرایا تھا اس کا سر پھٹ گیا تھا جس سے خون بہنے لگا اس کا سر مسلسل چکر رہا تھا بیڑھوں سے گرتے وقت اس کی چیخ سے ماتابی جاگ اٹھی تھی اس لیے وہ اٹھ کر کمرے سے نکلے گی بیڑھوں سے گرنے کے بعد سشما کو بہت سی چیونٹیں آئیں تھیں وہ محسوس کر رہی تھی کہ اسے بیڑھوں سے گرانے والا نیچے آ رہا ہے اسے بیڑھوں پر کسی کے اترنے کی چاپ صاف سنائی دے رہی تھی اب میکھنا کی آتما مجھے چھوڑے گی نہیں مار ڈالے گی یوراج آ جاؤ مجھے بچا لو وہ چکر آتے ہوئے سر کے ساتھ اپنے ساتھ ہی بڑبڑا رہی تھی خوف کی ایک سرد لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں سرایت کر گئی وہ خوف سے تھر تھرا پنے لگی آج اسے لگ رہا تھا کہ آج کی رات واقعی میں اس کی آخری رات ہے آج میکھنا کی آتما اس سے اپنا انتقام لے کر رہے گی وہ بے بسی سے زمین پر پڑی تھی اور بیڑھوں پر سے اترنے والی ہستی اب اس کے قریب آئی جا رہی تھی مگر سشما یوں بے بسی کی موت بھی مرنا نہیں چاہتی تھی اپنی زندگی کی آخری طاقت کو وہ آزمانا چاہتی تھی اس نے زیر لب درد چڑھنا شروع کر دیا اور اپنی پوری قوت لگا کر اٹھنے لگی تو اس کے پورے جسم میں درد کی جھیلیں اٹھنے لگی مگر وہ اس کی پروا کئے بغیر اٹھ کر کمرے کی جانب بڑھ گئی سشما کی ماتا جو دیوار کا سہارا لیتے ہوئے آہستہ آہستہ آ رہی تھی نے سشما کو خوفزدہ حالت میں کمرے کی جانب جاتا دیکھ لیا تھا مگر سشما نے اسے نہیں دیکھا تھا ماتا جی آہستہ آہستہ سشما کے کمرے کی جانب بڑھنے لگی سشما نے کمرے میں آتے ہی کمرے کا دروازہ بند کر دیا اور داب بھی اس کی زبان پر جاری تھا جس کی وجہ سے اس کی قوت آہستہ آہستہ کر کے بحال ہو رہی تھی وہ دروازے پر ٹیک لگائے آنکھیں بند کئے اپنا درد بڑھے جا رہی تھی اسے ڈر تھا کہ کہیں میکھنا دروازہ ہی نہ توڑ دے مگر اسے دروازہ توڑنے کی ضرورت قطعی نہ تھی کہ وہ کمرے میں پہلے سے ہی موجود تھی سشما کو کمرے میں کسی کے ٹھہلنے کی آہٹ محسوس ہو رہی تھی سشما ٹھٹک گئی یعنی وہ اندر آگئی ہے اس نے خوف سے سوچا اور ڈرتے ڈرتے آنکھیں کھولیں تو سامنے میکھنا کی روح تو نہ تھی البتہ اس کی بہن سشیا کھڑی تھی اس کے سامنے جو اسے ہی دیکھ رہی تھی سشما نے بہت کد دیکھا تو اس کا خوف کچھ کم ہوا۔

اوه۔ دیدی آپ جاگ گئی ہیں۔ وہ رودی اور لنگراتی ہوئی سشیا کے پاس آکر اس کے گلے لگ گئی سشیا دیدی وہ۔۔۔ وہ مجھے مار دے گی کم مجھے بہت ڈر لگ رہا ہے میں مرنا نہیں چاہتی۔ موت کا خوف اس پر پھر سے غالب آ گیا وہ کسی چھوٹی سی بچی کی طرح سشیا کے گلے لگ کر رو رہی تھی سشیا نے اچانک بڑی تیزی سے اسے خود سے جدا کر دیا تو سشما کو اس کی بے اعتنائی پر حیرت ہوئی سشیا نے اس کی آنکھوں میں

ایک غیر معمولی چمک دیکھی اچانک سشیا نے سشما کو نہایت سفاکی سے زوردار دھکا دیا تو وہ دیوار سے ٹکرائی اور اس کا ماتھا زور سے دیوار سے ٹکرایا تو اس کے ماتھے سے خون رسنے لگا حیرت و خوف سے وہ سشیا کے چہرے پر سو جو سفاکی کو دیکھ رہی تھی جس نے چند لمحے قبل اسے زوردار دھکا دیا تھا وہ بے یقین سی تھی مگر سب کچھ سمجھ چکی تھی۔۔۔

سشیا تم۔۔۔ اس نے یقینی کے سے انداز میں کہا۔ اسے اس کی کرناک حقیقت پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ اب تک اسے تنگ کرنے والی کوئی اور نہیں اس کی اپنی ہی بہن ہے۔

ہاں میں سشما سے تم بھی بندیا اور بھی میکھنا کی آتما سمجھ رہی تھی وہ کوئی اور نہیں بلکہ میں ہوں میکھنا کی ہتھکڑیاں کرنے والی بھی میں ہوں نارائن بابا کو مارنے والی بھی میں ہوں بھولے ناتھ بابا کو مارنے والی بھی میں ہوں۔ تمہیں جلے کے ذریعے قصور میں جس لڑکی کی شبیہ نظر آ رہی تھی وہ بھی میں ہوں اور اب تمہیں جان سے مار ڈالنے والی بھی میں ہوں گی۔

تم کیا سمجھتی تھی کہ یوراج کھنا کو حاصل کر کے اس کی ساری جائیداد پر قبضہ جما کر بیٹھ جاؤ گی اور مجھے خبر تک نہ ہو گی تمہاری ایک ایک حرکت سے میں باخبر تھی اور جب تک میں زندہ رہوں گی یوراج کھنا کو کسی کا نہ ہونے دوں گی کیونکہ یوراج کھنا اپنی پوری جائیداد سمیت صرف میرا ہے میرے ہوتے ہوئے تم یوراج کھنا کی جائیداد سمیت نہیں لے سکتی کوئی کوشش کر ڈالیں میں نے کیا کیا جتن نہیں کئے میں نے کسی طرح یوراج کھنا مجھ پر فدا ہو جائے مگر وہ میکھنا سے پریم ہی اتنا کرتا تھا کہ کسی کی طرف دیکھنا بھی گوارا بھی نہیں کرتا آخر تھک ہار کر میں نے بھی کالا جادو سیکھنا شروع کر دیا کہ اس طرح سے میکھنا کو مار کر میں یوراج کھنا سے دیواہ کر کے اس کی جائیداد پر مزے کروں گی اور اپنی ساری حسرتیں پوری کروں گی اس کے لیے میں نے نارائن بابا کو خرید لیا اور انہیں منہ مانی رقم دیتی رہی اور وہ مجھے خطرناک سے خطرناک عمل بتاتے جاتے جسے کر کے میں کم وقت میں ہی زیادہ شکتیوں کی مالک بن گئی ایک دن تمہارے بارے میں نارائن بابا نے مجھے سب کچھ بتا دیا۔ تم سے میں نے تم پر نظر رکھنا شروع کر دیا مگر تم تو میرے لیے خطرہ بنتی جا رہی تھی اس لیے میں اب تمہاری دشمن بن کر تمہارے سامنے کھڑی ہوں میکھنا کا کاٹنا تو میں نے اپنے رستے سے ہٹا لیا مگر تم اب باقی ہوا اور تمہیں بھی راستے سے ہٹا دیا ہو گا سشما۔ سشیا کہتی چلی گئی اور سشما چکراتے سر کے ساتھ اس کی باتیں سنتی چلی گئی۔ اس کے بعد کیا یہ سب جاننے کے لیے خوفناک ڈائجسٹ کا آئندہ شمارہ ضرور پڑھیں۔

دل سے جو اقرار ہوا تھا
سونا سونا پیار ہوا تھا
دل پہ کیا گزری جان من
محبت کا اظہار ہوا تھا
ہم تھے مسافر پیار کے راہی
دور تیرے بن جیتا دشوار ہوا تھا

چہرہ تیرا پھول کے جیسا
ہونٹوں سے بھی لال ہوا تھا
تیری آنکھ کا کاجل ایسا
جیسے کوئی تیرے دل کے پار ہوا تھا
ہم عاشق تھے تیری زلفوں کے
جب ہم کو تم سے پیار ہوا تھا

ناصر اعوان۔ طارق آباد۔ مظفر آباد

گل بانو پری

-- تحریر: زاہد اقبال -- انگ --

تم نے یہاں آکر بہت بڑی غلطی کی ہے تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جاسکتے اس شخص نے طوطوں کی طرف دیکھا تو انہوں نے میرے اوپر حملہ کر دیا طوطے میرے جسم کی بوٹیاں نوچنے لگے میں نے بچنے کی بہت کوشش کی مگر میں ناکام رہا وہ شخص وہاں کھڑا در زور سے ہنسنے لگا میرے پورے جسم سے خون نکلنے لگا جب میں نے غور سے دیکھا تو ایک طوطا وہاں پر ہی بیٹھا ہے وہ مجھے مارنے کی کوشش بھی نہیں کر رہا تھا میرے ذہن میں خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ وہی طوطا ہو جس میں مہاراجہ کی جان قید ہے میں فوراً اس طوطے کی طرف بھاگا اور جا کر اسے پکڑ لیا جیسے ہی طوطا میرے ہاتھ لگا تو دوسرے طوطے غائب ہو گئے وہ شخص جو تھوڑی دیر پہلے کھڑا ابس رہا تھا کہنے لگا۔ یہ طوطا میرے حوالے کر دو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا میں سمجھ گیا کہ یہی شخص مہاراجہ ہے وہ شخص میری منتیں کرنے لگا کہ میں اس کو طوطا دے دوں مگر میں نے اس کی ایک نہ مانی اور طوطے کی ایک ٹانگ توڑ دی جیسے ہی میں نے طوطے کی ٹانگ توڑی تو مہاراجہ کی ٹانگ بھی ٹوٹ گئی مہاراجہ میرے سامنے گڑ گڑانے لگا مگر مجھے مہاراجہ پر ترس نہ آیا۔ اور میں طوطے کی گردن توڑ دی اور مہاراجہ ختم ہو گیا مہاراجہ کے ختم ہوتے ہی پوری پہاڑی ہلنے لگی اور پتھر گرنے لگے میں فوراً وہاں سے بھاگا اور پہاڑی سے تاہر نکل آیا میرے پہاڑی سے باہر آتے ہی پوری پہاڑی زمین بوس ہو گئی اگر میں چند سیکنڈ بھی لیٹ ہو جاتا تو شاید اس پہاڑی کے نیچے آکر مر جاتا۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور وادی میں سے ہوتا ہوا جن کے پاس پہنچ گیا اور جن کو کہا کہ وہ مجھے واپس میری دنیا تک پہنچا دے میری بات سن کر جن نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم غائب ہو گئے۔ جن مجھے واپس میری دنیا میں چھوڑ کر چلا گیا۔ مہاراجہ کو تو میں ختم کر دیا تھا مگر گل بانو کی بمشکل جس کے پاؤں کی مٹی میں نے اٹھائی تھی وہ ابھی زندہ تھی میں نے قبرستان جا کر اس لڑکی کے پاؤں کی مٹی کو نکالا اور اپنے ساتھ اپنے گھر لے آیا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی

میں گہری تیند سو رہا تھا کہ اچانک سیل فون کی گھنٹی سے میری آنکھ کھل گئی جب میں کال اٹینڈ کرنے لگا تھا کہ اتنی دیر میں کال بند ہو گئی مجھے یہ دیکھ کر حیرانگی ہوئی کہ ثاقب مجھے گیارہ دفعہ کال کر چکا تھا میں تیند کی وجہ سے مجھے پتہ ہی نہیں چلا ابھی میں اپنے سیل فون کو دیکھ ہی رہا تھا کہ ایک بار پھر سیل فون کی گھنٹی بجی ثاقب کی کال دیکھ کر میں نے فوراً کال

او کے کی اور کہا۔
یار خیریت تو ہے تاں اتنی صبح صبح کال کیوں کر رہے تھے تو اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا یار خیریت ہے تم پہلے یہ بتاؤ کہ تم نے آج کال کیوں نہیں جاتا کیا میں نے فوراً جواب دیا۔
ہاں یار کال جاتا ہے۔
وہ بولا یار دس بجیا۔ دس بجے کاس کر میں فوراً

بستر سے اترامیر نے ذہن میں خیال کیا کہ کل رات بہت دیر سونے کی وجہ سے میری آنکھ جلدی نہ کھل سکی بہر حال میں نے ثاقب سے کہا۔
یار میں ابھی کچھ دیر میں تیار ہو کر کالج کے لیے نکلتا ہوں بس تم میرا انتظار کرو۔
ٹھیک ہے جلدی کرنا تم تیار ہو جاؤ میں خود ہی تمہارے پاس آ جاتا ہوں۔ ثاقب نے کہا اور ساتھ ہی فون بند کر دیا۔

میں جلدی سے تیار ہو کر باہر نکلنے لگا کہ باہر ڈور بیل بجی میں نے جا کر دروازہ کھولا تو ثاقب میرے سامنے کھڑا تھا میں نے کہا۔ ایک منٹ میں اپنی بائیک نکال لوں پھر کالج چلتے ہیں

ثاقب اور میری دوستی بچپن سے تھی ثاقب میرے گھر سے تھوڑا ہی دور رہتا تھا بچپن سے ہی میں اور ثاقب اکٹھے ہی سکول جاتے تھے اور جب ہم دونوں نے کالج جو ان کیا تو پھر بھی ہماری روشنی یہی رہی میرا گھر چونکہ ثاقب کے راستے میں آتا تھا اس لیے وہ پہلے میرے پاس آتا پھر ہم دونوں اکٹھے کالج جاتے ثاقب کے علاوہ مظہر اور اعجاز بھی میرے دوست تھے وہ بھی ہمارے ہی گاؤں کے تھے لیکن وہ ثاقب اور میرے گھر سے تھوڑے فاصلے پر تھے اس لیے ان سے ملاقات کالج میں ہی ہوتی تھی مظہر ہم تینوں دوستوں سے عمر میں بڑا تھا اعجاز ثاقب اور مجھ سے بڑا تھا جبکہ میں اور ثاقب ہم عمر تھے مظہر اور اعجاز سے میری دوستی سکول ٹائم سے تھی مظہر چونکہ ہم سب سے بڑا تھا اس لیے وہ ساتھ ساتھ میں نہیں گائیڈ بھی کرتا رہتا تھا وہ ہم تینوں کو کبھی کسی بری محفل یا لڑائی جھگڑوں سے دور ہی رکھتا تھا اسی وجہ سے ہم بھی مظہر کو اپنے بڑے بھائی کا درجہ دیتے تھے اور جس کام سے مظہر ہمیں منع کرتا تھا وہ کام ہم نہیں کرتے تھے۔

مظہر کے والد ایک بزنس مین تھے وہ اکثر بزنس کے سلسلے میں گھر سے دور ہی رہتے تھے جبکہ مظہر کی

والدہ اس دنیا فانی سے جا چکی تھی مظہر کی ایک ہی بہن تھی جو اس سے بڑی تھی اس کی بھی شادی ہو چکی تھی اس لیے مظہر زیادہ تر گھر میں اکیلا ہی رہتا تھا ان دنوں بھی مظہر کے والد ایک بزنس مٹنگ کے سلسلے میں ملک سے باہر گئے ہوئے تھے اور تقریباً ایک ماہ بعد ان کی واپسی تھی اس لیے مظہر زیادہ وقت ہم دوستوں کے ساتھ گزارتا تھا مظہر کو بھی اکیلا رہنا بہت عجیب لگتا تھا لیکن جب وہ ہمارے ساتھ ہوتا تو بہت خوش خوش رہتا اور اسے اپنے والد کی کمی بھی اتنی محسوس نہیں ہوتی تھی گرمیوں کا موسم تھا اور ہلکی ہلکی بارش بھی ہوتی تھی جس کی وجہ سے موسم بہت خوشگوار ہو گیا تھا ہمارے گاؤں میں ایک نہر گزر کر جاتی تھی عمو ہم شام کے وقت اس نہر کے کنارے بیٹھے رہتے اور کپ شپ لگاتے رہتے آج بھی ہم رات گئے تک اس نہر کے کنارے بیٹھے رہے جب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے جسم سے ٹکراتے تو جہت ہی سکون ملتا دوسری طرف لہلہاتے کھیت دیکھ کر آنکھوں کی پیاس بھی بجھ جاتی شام کے وقت جب سورج پہاڑوں کے پیچھے غروب ہوتا تو دل کو بھاجانے والا منظر پیش کرتا۔

کافی دیر ہم وہاں بیٹھے رہے اور جب اندھیرا ہونے لگا تو ہم نے واپس اپنے اپنے گھر جانے کا فیصلہ کر لیا ہم وہاں سے اٹھے اور پھر اپنے اپنے گھر آ گئے مجھے بہت بھوک لگ رہی تھی میں نے جلدی سے کھانا کھایا۔ اور اپنے کمرے میں چلا گیا تھوڑی دیر پڑھنے کے بعد میں نے فیصلہ کیا کہ آج چھت پر جا کر سوؤں گا کیونکہ موسم بھی بہت خوشگوار تھا میں چھت پر آ گیا اور بستر پر لیٹ گیا ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی میں نے ساتھ ساتھ میزک بھی لگا دیا اور انجوائے کرنے لگا۔ رات گئے تک میں میزک سنتا رہا اسی لیے مجھے سونے میں بہت دیر ہو گئی اور صبح جلدی آنکھ نہ کھل سکی۔

میں نے اپنی بائیک نکالی پھر ثاقب اور میں

بائیک پر بیٹھ کر کالج کی طرف چل پڑے تھوڑی ہی مسافت کے بعد ہم کالج پہنچ گئے میں نے ثاقب کو بائیک سے اترنے کو کہا اور خود بائیک پارک کرنے لگا ہم دونوں پیکچر اینڈ کرنے کے لیے کلاس روم میں چلے گئے پیکچر ختم ہونے کے بعد ہم کٹھن پر آ گئے تھوڑی دیر بعد مظہر اور اعجاز بھی آ گئے مظہر مجھ سے بولا۔

لیٹ آنے کی کوئی وجہ۔
میں نے کہا کل رات بہت دیر سے سونے کی وجہ سے صبح میری آنکھ جلدی نہ کھل سکی جس وجہ سے میں لیٹ ہو گیا اور ثاقب کو میرا انتظار کرنا پڑا اور ساتھ ہی میں نے ویٹر کو چائے لانے کے لیے اشارہ کیا اور تھوڑی دیر میں چائے لے کر آ گیا ہم سب نے مل کر چائے پی کر کپ شپ لگائی اور پھر ہم وہاں سے باہر نکلے اور پیکچر اینڈ کرنے کے لیے دوبارہ کلاس روم میں چلے گئے۔

کالج سے واپسی پر میں نے اپنی بائیک نکالی اور ثاقب کو بائیک پر بیٹھنے کا اشارہ کیا مظہر اور اعجاز سے ہم نے اجازت لی اور اپنے گھر واپس آ گئے شام کے وقت ہم کافی دیر تک کپ لگاتے رہے پھر جب رات کا اندھیرا ہوا ہم سب نے اپنے اپنے گھر جانے کا فیصلہ کر لیا رات کو میں گھر کی چھت پر بیٹھا چاند کو دیکھ رہا تھا جو بہت ہی خوبصورت لگ رہا تھا موسم بھی بہت خوشگوار تھا لیکن نجانے کیوں مجھے نیند نہیں آرہی تھی میرا ذہن سوچوں میں گم تھا اور میری نظر اس چاند پر جم گئی کہ اچانک میرے کان کے پردوں سے پائل کی آواز عکسوں کی پہلے میں نے اتنی توجہ نہ دی لیکن جب دو تین دفعہ مجھے آواز سنائی دی تو میں اپنے بستر سے اٹھا اور چھت سے نیچے کی طرف دیکھنے لگا لیکن مجھے کافی دور تک کوئی دکھائی نہیں دیا مگر پائل کی آواز مسلسل آرہی تھی میں آواز سن کر بہت حیران تھا کہ یہ کون ہو سکتا ہے پھر تھوڑی دیر بعد آواز آنا بند ہو گئی

میں دوبارہ اپنے بستر پر آ کر لیٹ گیا کافی دیر گزر گئی لیکن پائل کی آواز مجھے دوبارہ سنائی نہیں دی مجھے آہستہ آہستہ نیند آنے لگی اور میں سو گیا ابھی میں نیند کی لپیٹ میں آیا ہی تھا کہ پائل کی آواز سے میری آنکھ پھر کھل گئی پہلے تو میں سمجھا کہ یہ میرا وہم ہے لیکن جب میں نے غور سے سنا تو واقعی پائل کی آواز سنائی دے رہی تھی میں پھر سے اپنے بستر سے اتر اور چھت سے نیچے کی طرف دیکھنے لگا۔

اس بار میں نے ایک نہایت ہی خوبصورت لڑکی کو راستے پر جاتے ہوئے دیکھا میں نے اسے دیکھ کر سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ کوئی مسافر ہو اور کسی کے گھر مہمان آئی ہو لیکن جب میں نے گھڑی پر نگاہ ڈالی تو رات کے دو بج رہے تھے پہلے تو میں ڈر گیا اور سوچنے لگا کہ اتنی رات گئے ایک ایسی لڑکی بے خوف و خطر کس طرح گھوم سکتی ہے میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ وہ لڑکی میری طرف دیکھنے لگی میں نے جب اس کی طرف نگاہ ڈوری تو اس کا حسن و جمال دیکھ کر میں حیران رہ گیا کیونکہ اس سے پہلے میں نے اتنی خوبصورت لڑکی کبھی نہیں دیکھی تھی پہلے تو اس کی طرف دیکھتا رہا پھر جب غور کیا تو پتہ چلا کہ وہ لڑکی مجھے ہی دکھ رہی ہے پھر وہ لڑکی میز کی طرف دیکھ کر مسکرائی اور تیزی سے پیچھے ہٹتی اور تیز تیز چلنے لگی میں مسلسل اس لڑکی کی طرف دیکھ رہا تھا اور میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ نظروں سے اوجھل ہو گئی میں واپس اپنے بستر پر آ کر لیٹ گیا اور اس لڑکی کے بارے میں سوچنے لگا اور سوچتے سوچتے ہی میں نا جانے کب آنکھ لگی اور سو گیا۔

ثاقب کی کٹھن بچپن میں ہی اس کے چچا کے گھر طے ہوئی تھی ثاقب بھی اپنے چاچا کی بیٹی کرن سے بہت پیار کرتا تھا کرن بھی بچپن سے ہی ثاقب کو بہت چاہتی تھی ثاقب کا ایک بھائی اور ایک بہن تھی جو ثاقب سے بڑی تھی اور اس کی شادی اپنے ہی

خاندان میں گئی تھی جبکہ اس کے بھائی کی مفتی بھی اس کے بڑے چاچا کے گھر ہوئی تھی ان دنوں ثاقب کے گھر کیلئے حالات کو دیکھ کر اس کے چاچا نے مفتی توڑ دی تھی اور شادی سے انکار کر دیا تھا ثاقب اور کرن کیونکہ بچپن سے ہی ایک دوسرے سے پیار کرتے تھے تو انہیں اپنے گھر والوں کی انکاری پر بہت غصہ آیا پہلے تو ثاقب نے اپنے چاچا کو بہت سمجھانے کی کوشش کی لیکن جب وہ نہ مانے تو ثاقب نے اپنی ماں سے بات کی اور ان کو چاچا سے بات کرنے پر راضی کر لیا ثاقب کی ماں نے ثاقب کے کہنے پر کرن کے گھر والوں سے بات کی مگر کرن کا والد نہ مانا کرن کے والد کا کہنا تھا۔

جس وقت ہم نے یہ رشتہ طے کیا تھا اس وقت آپ کی مالی حیثیت مجھ سے زیادہ اچھی تھی لیکن آج کل آپ کی اتنی حیثیت نہیں رہی کہ میں اپنی بیٹی کا رشتہ آپ کو دے سکوں میں اپنی بیٹی کو ایسے گھر میں ہرگز نہیں بھیج سکتا جہاں لوگ خود گھٹ گھٹ کر زندگی بسر کرتے ہوں ثاقب کی والدہ نے کرن کے والد کو بہت سمجھانے کی کوشش کی لیکن کرن کا والد نہ مانا تو ثاقب کی والدہ واپس اپنے گھر آگئی والدہ کے گھر داخل ہوتے ہی ثاقب نے بڑی بے تابانی سے پوچھا تو ثاقب کی والدہ نے کہا۔

کرن کو بھول جاؤ۔ کیوں ماں کیوں۔ وہ روئے والے انداز میں بولا اور اس کے چہرے پر غصہ کے آثار بھی نمایاں تھے بتائیں مجھے کہ کرن کے باپ نے کیا کچھ کہا پہلے تو ثاقب کی والدہ چپ رہی لیکن جب ثاقب نے بہت اصرار کیا تو والدہ نے کہا۔

ہماری حیثیت اتنی نہیں کہ ہم تمہارے چاچا کے ہاں رشتہ کر سکیں اتنی بات کہہ کر ثاقب کی والدہ چپ ہوگئی ثاقب والدہ کی بات سن کر آگے سے باہر ہو گیا : سب اس نے کرن کو یہ بات بتائی تو کرن نے تڑپتے

ہوئے کہا۔

دیکھو ثاقب میں تم سے کچھ نہیں چاہتی بس اسٹا چاہتی ہوں کہ میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں کرن کی بات سن کر ثاقب کو کچھ تسلی ہوئی وہ بولا۔

پھر اللہ پر بھروسہ رکھو اللہ پاک جو بھی کرے گا بہتر ہی کرے گا۔

ثاقب میں بہت پریشان ہوں کہ اب کیا ہوگا مجھے تو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا ہے۔

ثاقب بولا۔ سب ٹھیک ہو جائے گا۔ بس اچھے وقت کا انتظار کرو۔

میں نے اپنا سیل فون نکالا اور ثاقب کو کال کرنے لگا لیکن جب میں نے ثاقب کا نمبر ڈائل کیا تو اس کا نمبر بند جا رہا تھا میں نے دوبارہ نمبر ڈال دیا لیکن اس کا فون بند ہی ملا میں سوچنے لگا کہ سیل کیوں بند جا رہا ہے اس نے اگر فون بند بھی کرنا ہو تو مجھے ضرور بتا دیتا ہے یا کوئی میسج کر دیتا ہے میرے ذہن میں طرح طرح کے خیالات آنے لگے کہ کہیں ثاقب نے کوئی ایسا ویسا کام تو نہیں کر دیا۔ میں نے فوراً اپنی بانٹ نکالی اور اس کے گھر کی طرف چل دیا جب میں ثاقب کے گھر پہنچا تو مجھے پتہ چلا کہ ثاقب تو ہسپتال میں ایڈمٹ ہے تو یہ بات سن کر جیسے میرے پاؤں سے زمین نکل گئی میں نے ثاقب کے گھر والوں سے پتہ لیا اور ہسپتال چلا گیا۔ راستے میں میں نے مظہر اور اعجاز کو بھی ثاقب کے بارے میں بتایا اور ہدایت کی کہ وہ بھی جلدی سے ہسپتال پہنچ جائیں اس کے بعد میں نے کال بند کر دی اور تھوڑی دیر میں ہسپتال پہنچ گیا ہسپتال پہنچ کر میں نے ثاقب کے گھر والوں سے ثاقب کی طبیعت کے بارے میں پوچھا تو پتہ چلا کہ ثاقب ابھی تک بے ہوش ہے میں نے ثاقب کے گھر والوں سے پوچھنا چاہا کہ اس کو کیا ہے مگر جب اس کے گھر والوں کی حالت دیکھی

تو میں نے پوچھنا مناسب نہ سمجھا اور ایک سائیڈ پر جا کر بیٹھ گیا میرے ذہن میں ایک ہی خیال بار بار آ رہا تھا کہ کہیں ثاقب نے کرن کی خاطر کوئی ایسا پلٹا کام تو نہیں کر دیا۔

میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ مظہر اور اعجاز بھی ہسپتال پہنچ گئے اور مجھ سے ثاقب کے بارے میں پوچھنے لگے میں نے ان کو بتایا کہ ثاقب کے بارے میں مجھے ابھی تک کچھ بھی معلوم نہیں ہو رہا کہ اس کے ساتھ کیا واقعہ ہوا ہے بس اتنا معلوم ہے کہ وہ ابھی تک بے ہوش ہے جب مظہر بولا۔

تم کو کیسے معلوم ہوا کہ وہ ہسپتال میں ہے میں نے کہا میں نے صبح اس کا فون کیا تھا لیکن اس کا فون مسلسل بند جا رہا تھا میں نے کئی بار کوشش کی لیکن اس کا فون بند ہی ملتا رہا مجھے پریشانی ہوئی میں اس کے گھر چلا گیا وہاں جا کر پتہ چلا کہ ثاقب ہسپتال میں ایڈمٹ ہے میں نے اس وقت یہی مناسب سمجھا کہ تم دونوں کو بھی اطلاع کر دوں ہم ڈاکٹر کی بات سن کر فوراً وہاں سے اٹھے اور سیدھے ثاقب کے روم میں چلے گئے اور ڈاکٹر سے کہا۔

ڈاکٹر اب کیسی طبیعت ہے مریض کی۔ ڈاکٹر بولا اب اس کی حالت خطرے سے باہر ہے فکر کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے دو تین دن تک وہ ہسپتال سے بھی ڈسچارج ہو جائے گا۔

ہم کافی دیر تک وہاں بیٹھے رہے پھر شام کو ہم واپس آ گئے رات کو میں کافی دیر تک ثاقب کے بارے میں سوچتا رہا اس لیے مجھے نیند بہت دیر سے آئی جب میں صبح اٹھا تو تیار ہو کر سب سے پہلے ثاقب کو دیکھنے کے لیے ہسپتال جا پہنچا وہ ہوش میں تھا لیکن بات طریقے سے نہ کر رہا تھا میں جو بھی بات ثاقب سے پوچھتا وہ جواب نہ دیتا اور بیٹھے بیٹھے اس کا جسم کاٹنے لگتا۔ ایسا لگتا تھا کہ جیسے ثاقب بہت خوفزدہ ہو میں ثاقب کی یہ حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوا کہ اس

کو اچانک کیا ہو گیا ہے میں کافی دیر تک ثاقب کے پاس بیٹھا رہا مظہر اور اعجاز بھی وہاں آ گئے مظہر کی بھی لاکھ کوشش تھی کہ ثاقب کی طرح ان سے بات کرے لیکن ایسا نہیں ہو رہا تھا ہم اتنے اس بارے میں ڈاکٹر سے پوچھا۔ تو وہ بولا۔

اس کے ذہن میں کوئی بات ضرور ہے جس وجہ سے یہ خوفزدہ ہے باقی وہ بالکل ٹھیک ہے اور آج اس کو ڈسچارج کر دیا جائیگا۔ اور پھر ہم اس کو لے کر گھر آ گئے دوسرے دن ہم سب اس کے گھر گئے ہم نے کئی دفعہ اس سے پوچھنے کی کوشش کی۔

یاد رہے ہمیں بتاؤ کہ تمہیں کیا پریشانی ہے تم اتنے زیادہ خوفزدہ کیوں رہتے ہو اگر کوئی بات ہے تو ہم سے خمیر کرو آخر ہم تمہارے دوست ہیں جب تک تم اپنے دل کی بات خمیر نہیں کرو گے تو تمہارے دل کا بوجھ ہلکا نہیں ہوگا۔

مگر ثاقب نہ مانا ہم جب بھی کچھ پوچھنے کی کوشش کرتے تو وہ ہمیں منع کر دیتا اور کہتا۔ مجھے آپ کو کسی بھی بات کا جواب نہیں دینا۔ تم میں سے کوئی میری حالت کے بارے میں پوچھنے کی کوشش نہیں کرے گا۔

میرے لاکھ سمجھانے پر جب اس نے ہمیں کچھ نہ بتایا تو ہم نے اپنی دوستی کا واسطہ دیا تو ثاقب ہمیں بتانے پر مجبور ہو گیا۔ یار بڑی مشکل سے میں اس کی یادوں کو بھلانے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن ایک تم ہو کہ بات کو سمجھتے ہی نہیں ہو اور جب بھی اس نے ہمیں کچھ بتانے کی کوشش کی اس کا جسم کانپ اٹھتا اور ڈر کے مارے اس کا جسم پسینہ پسینہ ہو جاتا پھر ثاقب نے دل پر پتھر رکھ کر تمام حقیقت ہمیں سنا دی۔ اس نے کہا۔

جب شام کو میں تم دوستوں سے گپ شپ لگا کر گھر کی طرف آیا۔ اور سونے کے لیے اپنے میں گیا تو کافی دیر تک مجھے نیند نہیں آئی میں کمرے سے نکلا اور چھت پر چلا گیا اور چار پائی پر لیٹ گیا اور اپنی پرانی

میاؤں میں کھو گیا کہ اچانک مجھے ایک زوردار چیخ سنائی دی جسے سن کر میں ڈر سا گیا اور میرے ماتھے پر پسینہ آ گیا میں اپنے بستر سے اٹھا اور چھت پر کھڑا ہو کر دائیں بائیں دیکھنے لگا پھر اچانک مجھے ایک خوبصورت لڑکی نظر آئی جس کے کندھوں پر ایک نوجوان بے ہوش کے عالم میں پڑا ہوا تھا وہ لڑکی جو جوان کو اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے تیز تیز قدموں سے چل رہی تھی میں نے لڑکی کی طرف دیکھ کر آواز لگائی اور کہا۔

تم کون ہو اور اتنی رات گئے اس نوجوان کو کہاں لے کر جا رہی ہو تو اس لڑکی نے میری ایک نسنی بلکہ تیزی سے چلنے لگنے میں بھاگتا ہوا ٹھہرتے باہر نکلا اور اس لڑکی کے پیچھے چلنے لگا میں نے سمجھا کہ شاید وہ لڑکی کسی مشکل میں ہے مجھے اس کی مدد کرنا چاہیے مگر وہ لڑکی جنگل کی طرف جا رہی تھی میں بھی اس کے پیچھے تیز تیز قدموں سے چلنے لگا کافی دور جا کر وہ لڑکی جنگل میں جا کر ایک دریاں جگہ پر رکی اور اس لڑکی نے نوجوان کو کندھوں سے نیچے اتار کر نیچے زمین پر لٹا دیا۔

اس لڑکی نے ابھی تک مجھے نہیں دیکھا تھا جہاں وہ لڑکی رکی میں بھی وہاں سے کچھ دور رک گیا میری نظر میں اس پر ہی جمی ہوئی تھیں میں دیکھنا چاہتا تھا کہ وہ لڑکی اب کیا کرتی ہے پھر اچانک ہی اس لڑکی نے اپنا منہ کھولا تو اس کے منہ سے بڑے بڑے دانت نمودار ہوئے لڑکی کے دانت دیکھ کر میں ڈر سا گیا پھر اس لڑکی نے اپنے نوکیلے دانت نوجوان کی گریو میں گاڑ دئے اور نوجوان کے جسم کا خون پینا شروع کر دیا جب اس لڑکی نے نوجوان کے جسم کا سارا خون پی لیا اور اٹھ کر کھڑی ہو گئی تو میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ لڑکی بہت ہی بھیاں تک شکل اختیار کر گئی اس کا چہرہ دیکھ کر میرا جسم کانپنے لگا اس کی آنکھیں انکارے کی طرح سرخ ہو رہی تھیں اور اس کی ناک آگے کی

طرف بڑھی ہوئی تھی اور اس کے ہاتھ پاؤں بھی بہت ہی بھیاں تک تھے اور ہاتھ پاؤں کی ناخن بہت بڑے تھے ایسا لگتا تھا جیسے کوئی تیز دھار تیز ہوا اور اس کے جسم پر بال ہی بال تھے اس کے سر کے بال بھی بہت لمبے تھے جس کی وجہ سے اس کے بال اس کے چہرے پر بھی آ رہے تھے میں یہ سب دیکھ کر سمجھ گیا کہ یہ کوئی انسان نہیں ہے بلکہ کوئی چڑیل ہے اس چڑیل نے اپنے ہاتھ نوجوان کے دل پر رکھے اور نوجوان کا دل نکال کر باہر لے آئی اور پھر وہ چڑیل آرام سے بیٹھ کر اسے کھانے کی دل کھالینے کے بعد اس چڑیل نے اپنے تیز دھار ناخنوں سے نوجوان کی گردن دھڑ سے الگ کر دی اور پھر اس چڑیل نے آہستہ آہستہ اس نوجوان کا گوشت کھانا شروع کر دیا اور میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ نوجوان کا سارا گوشت کھا گئی وہ چڑیل گوشت کھا کر ہڈیاں ایک سائیز پر پھینک رہی تھی۔

یہ سب دیکھ کر میرا جسم ساکن ہو گیا پھر جب مجھے کچھ ہوش آیا تو چڑیل کو دیکھ کر میں منہ سے ایک چیخ نکلی میری چیخ سن کر چڑیل نے میری طرف دیکھا اور پاس پری ہوئی ہڈیاں میری طرف پھینکیں تو میں ڈر کے مارے وہاں سے بھاگ نکلا وہ چڑیل بھی میرے پیچھے بھاگنے لگی اس چڑیل نے مجھے پکڑنے کی بہت کوشش کی مگر میں اس کے ہاتھ نہ آیا بھاگتے بھاگتے جنگل سے باہر آ گیا اس کے بعد کیا ہو مجھے کچھ بھی یاد نہیں ہے جب مجھے ہوش آیا تو میں ہسپتال میں موجود تھا۔

یہاں تا قیام کی سنائی ہوئی داستان سن کر ہم سب ہی ڈر گئے اور ہمارا جسم کانپنے لگا وہ بھی سارا واقعہ سن کر بہت زیادہ ڈرنے لگا میں نے ہمت کر کے پانی کا گلاس اٹھایا اور تا قیام کو پینے کے لیے دے دیا پانی پینے کے بعد تا قیام کچھ ہوش میں آیا پھر ہم نے تا قیام کو کھلی دی اور کہا۔

اب تم کو ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے جو ہونا تھا

سو ہو گیا۔ ہم دوست تمہارے ساتھ ہیں جو کچھ ہوگا ہم دیکھ لیں گے۔

ہماری تسلی سے اس نے نہ صرف اپنے گھر والوں کو بلکہ گاؤں والوں کو بھی یہ سارا واقعہ سنا دیا۔ لوگوں کو اس کی بات پر یقین نہیں آیا مگر ہم دوستوں کو اس کی باتوں پر یقین آ گیا کیونکہ ہم جانتے تھے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا ہم دوستوں نے مل کر یہ طے کیا کہ اب ہم اپنا زیادہ وقت تا قیام کے ساتھ گزاریں گے تاکہ اس کے ذہن میں یہ واقعہ بار بار نہ آئے۔ اسی طرح کافی دن گزر گئے اور تا قیام اب پہلے سے بہتر ہو گیا تھا۔

ایک شام جب میں چھت پر بیٹھا تھا تو میں نے محسوس کیا کہ جیسے ابھی ابھی کوئی میرے پاس سے گزرا ہو پہلے تو میں تھوڑا گھبرا گیا پھر میں نے سوچا کہ ہو سکتا ہے کہ یہ میرا وہم ہو میں اپنے خیالوں میں کھو گیا کہ اچانک مجھے پائل کی آواز آنے لگی میں پائل کی آواز سن کر چونک گیا کیونکہ آج سے کئی دن پہلے بھی میں نے اسی طرح کی پائل کی آواز سنی تھی اور آج جب دوبارہ پائل کی آواز میں نے سنی تو میں فوراً اٹھا اور دائیں بائیں دیکھنے لگا لیکن مجھے کوئی بھی دکھائی نہیں دیا جس نے یوں محسوس کیا جس طرح ابھی ابھی میرے پاس سے کوئی گزرا ہو پھر اچانک میرے سامنے وہی لڑکی نمودار ہوئی جسے میں نے کافی دن پہلے دیکھا تھا میں نے جب اس لڑکی سے پوچھا کہ تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہی ہو تو وہ لڑکی وہاں سے بھاگ گئی اور میرے دیکھتے ہی دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو گئی میں اپنے بستر پر لیٹ کر سوچنے لگا کہ یہ لڑکی کون ہو سکتی ہے اور یہ مجھ سے کیا چاہتی ہے میں کافی دریاں سوچوں میں کم رہا آخر کار جب وہ لڑکی دوبارہ مجھے نظر نہیں آئی تو میں سو گیا۔

صبح جب میں کالج پہنچا تو میں نے اپنے دوستوں کو اس لڑکی کے بارے میں بتایا مگر میرے

دوستوں کو میری بات پر یقین نہ آیا وہ میری بات کو مذاق سمجھنے لگے اور کہنے لگے۔

یار پہلے تا قیام کو کوئی لڑکی دکھائی دی تھی اور اب تمہیں بھی لڑکی دکھائی دینے لگی میں نے جب ان کو سمجھانے کی کوشش کی تو وہ نہ مانے تو میں غصے سے ان کے پاس سے اٹھا اور لکچر اینڈ کرنے کے بعد سیدھا گھر واپس آ گیا۔ رات کو میں جلدی ہی سو گیا کیونکہ کچھلی رات بھی میری نیند پوری نہیں ہوئی تھی ابھی میں گہری نیند میں تھا تو میں نے محسوس کیا کہ جیسے میرے پاؤں کے نزدیک کوئی بیٹھا ہوا ہے جب میں نے اس طرح محسوس کیا تو فوراً میری آنکھ کھل گئی میں نے جب دیکھا تو وہی لڑکی جس کو میں پہلے دو دفعہ دیکھ چکا ہوں وہ میرے پاؤں کے نزدیک بیٹھی ہے تو میرے پاؤں سے جیسے زمین ہی نکل گئی اور سوچنے لگا کہ یہ لڑکی یہاں میرے بستر پر کیسے پہنچ گئی میں نے گھبراتے ہوئے اس لڑکی سے پوچھا۔

ت۔۔۔ ت۔۔۔ تم یہاں کیسے پہنچی۔ میری بات سن کر اس لڑکی نے فوراً میری طرف دیکھا جیسے ہی اس لڑکی نے میری طرف دیکھا تو میں اس کی خوبصورتی میں کھو گیا اور سب کچھ بھول گیا میں صرف اس کا چہرہ ہی دیکھتا رہا اس کا چہرہ اتنا خوبصورت تھا کہ میں بیان نہیں کر سکتا اس کی آنکھیں گلابی اور بڑی بڑی تھیں جو اس کے حسن میں مزید اضافہ کر رہی تھیں اس کے سر کے بال بڑے بڑے تھے جب ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کے جھونکے اس کے سر کے بالوں سے ٹکراتے اور اس کے چہرے پر پڑتے تو ایسا محسوس ہوتا کہ جیسے کوئی چاند بادلوں میں چھپنے کی کوشش کر رہا ہو اس کے ریشم جیسے نرم و ملائم جسم پر نیلے رنگ کے کپڑے اس کے حسن میں اضافہ کر رہے تھے۔

میری نظر جب اس کی آنکھوں پر پڑی تو وہ لڑکی بھی میری آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر دیکھنے لگی اور ساتھ ساتھ اس کے نرم و ملائم گلابی ہونٹوں پر

ٹھوڑی ٹھوڑی مسکراہٹ آنے لگی میں کافی دیر تک اس لڑکی کے حسن میں کھویا رہا پھر اچانک میں نے اس لڑکی سے پوچھا۔
کون ہو تم۔

میں گل بانو ہوں اس نے مسکراتے ہوئے کہا
تم یہاں کیا کر رہی ہو۔
میں تم سے ملنے کے لیے یہاں آئی ہوں
مجھے ملنے آئی ہو۔ لیکن میں کسی بھی گل بانو کو نہیں جانتا۔

ہاں میں جانتی ہوں کہ تم مجھے نہیں جانتے مگر میں تمہیں بہت اچھی طرح سے جانتی ہوں۔ دیکھو میری بات غور سے سنو میں کئی عرصہ سے تم سے بات کرنے کی کوشش کر رہی تھی مگر میری کبھی بہت ہی نہیں ہوئی تھی آج بڑی مشکل سے میں نے تم سے بات کرنے کی ہمت کی ہے میں نے گل بانو سے کہا۔
تم نے مجھ سے کیا بات کرنی تھی۔

وہ بولی میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں اور تمہارے بغیر رہ نہیں سکتی۔ اتنی بات کرنے کے بعد وہ اٹھی اور تیزی سے بھاگتے بھاگتے چھت سے نیچے چلی گئی میں اس کو چھت سے نیچے اترتا ہوا دیکھتا رہا اس کو اس طرح جلاتے ہوئے دیکھ کر میں حیران سا رہ گیا اور میرا دم مار چکا گیا۔ کیونکہ جس طرح گل بانو کو اس طرح چھت سے اتری اس کی جگہ اگر میں ہوتا تو یقیناً میرے جسم کا کوئی اعضا ضرور ختم ہو جاتا یا میرا کوئی اور نقصان ہو جاتا میں یہی سوچتا رہا کہ چھت سے نیچے گل بانو اتنی جلدی اتری کیسے میں نے جب دوبارہ گل بانو کی طرف دیکھا تو وہ میری آنکھوں سے ابھل ہو گئی تھی میں پریشانی کے عالم میں اپنے بستر پر دوبارہ آ گیا اور اس لڑکی کے بارے میں سوچنے لگا پھر میرے ذہن میں ثاقب کی سنائی ہوئی داستان آئی اور میں سوچنے پر مجبور ہو گیا پھر میرے ذہن میں خیال آیا کہ کہیں گل بانو ہی تو وہ لڑکی نہیں ہے کیا جس کو

ثاقب نے نو جوان کا گوشت کھاتے دیکھا تھا یہ بات میرے ذہن میں آتے ہی مجھے جھٹکا سا لگا اور میں بہت گھبرا گیا۔ کیونکہ گل بانو کو یوں چھت سے بھاگتے دیکھ کر ہی میں سمجھ گیا تھا کہ یہ کوئی انسان نہیں ہو سکتی ثاقب نے جس طرح بتایا تھا اس لڑکی کے بارے میں تو گل بانو بھی مجھے ویسی ہی لگ رہی تھی مگر بات کی طے تک پہنچنے کے لیے مجھے گل بانو کا پیچھا کرنے پڑے گا۔

انہی سوچوں میں گم میں رات گئے تک بیٹھا رہا۔

ثاقب نے بھائی کی شادی طے ہو گئی تھی جب میں نے ثاقب سے پوچھا کہ اچانک تمہارے گھر والوں نے شادی اتنی جلدی کرنے کا فیصلہ کیوں کیا تو ثاقب نے مجھے بتایا کہ میرے بھائی کا سر آج بہت سخت بیمار ہے اور اس کی بیماری دن بدن بڑھتی ہی جا رہی ہے اس لیے اس نے جلدی شادی کرنے کا فیصلہ کیا ہے اچانک شادی کا سن کر ثاقب نے مجھے کہا۔

یار آج کل میں بہت مصروف ہوں اور اتنے تھوڑے وقت میں گھر کے تمام کام کرج کر دوانے میرے ذمہ ہیں۔

میں نے کہا یار تم اتنے پریشان نہ ہو ہم تمام دوست تمہارے ساتھ ہیں۔

ہاں یہ تو ہے اس نے کہا۔

اور پھر ہم سب دوست اکٹھے ہو گئے اور اس کا ہاتھ بٹانے لگے ثاقب ہم کو یوں کام کرتا دیکھ کر بہت خوش تھا اور ہم نے چند ہی دنوں میں سارے کام ختم کر لیے ثاقب کے بھائی کی شادی بھی اس کے بڑے چاچا کی بیٹی سے ہو رہی تھی پہلے تو ثاقب کے گھر والے بھی اچانک شادی کا سن کر بہت پریشان ہوئے مگر ہم سب نے جب اتنے جلدی کام ختم کر لیے تو ثاقب کے گھر والوں کو بھی تسلی ہو گئی اور

ثاقب کے بھائی کی شادی بڑی سادگی سے ہو گئی شادی ختم ہونے کے بعد ہم دوستوں نے ثاقب سے اجازت مانگی اور اپنے اپنے گھر واپس آ گئے ثاقب نے ہمارا شکریہ ادا کیا دو دن بعد جب ثاقب کا ج آ گیا تو میں نے ثاقب سے کہا۔

یار کیا تم مجھے اس لڑکی کے بارے میں کچھ بتا سکتے ہو جس کو تم نے نو جوان کا گوشت کھاتے ہوئے دیکھا تھا میری بات سن کر ثاقب نے حیرانگی سے مجھے دیکھا اور کہا۔

خیر تو ہے تم کیوں اس لڑکی کے بارے میں پوچھ رہے ہو۔

میں نے کہا۔ بس ویسے ہی۔

وہ بولا چھوڑ دیا اس لڑکی کو میں پرانی باتوں کو یاد نہیں کرنا چاہتا پہلے ہی میں بڑی مشکل سے ان یادوں سے پیچھا چھڑایا ہے ثاقب کی یہ بات سن کر میں خاموش ہو گیا اور میں نے مزید گفتگو نہیں کی۔

رات کو جب میں اپنے کمرے میں گیا تو گل بانو کو دیکھ کر میں حیران رہ گیا کہ وہ میرے کمرے میں چھپی کیٹے۔ میرا کمرہ تو صبح سے لاک تھا میں یہی سوچ رہا تھا کہ گل بانو نے مجھے پکارا۔ مجھے ایک بار پھر جھٹکا لگا۔ میں نے کہا۔

تم میرا نام کیسے جانتی ہو۔

میں نے صرف تمہارا نام ہی جانتی ہوں بلکہ تمہاری ہر ایک چیز کو جانتی ہوں چھٹی میں تم سے واقف ہوں اتنے شاد تم خود بھی واقف نہیں ہو گل بانو کی اس بات پر میرا سر چکر ا گیا اور میں اس کو دیکھنے لگا گل بانو نے کہا۔

دیکھو میں نے تم سے پہلے بھی کہا تھا کہ میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں اور اب پھر کہہ رہی ہوں کہ میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں اور کرنی رہوں گی میں تم سے آج سے نہیں بلکہ کافی عرصہ سے پیار کرتی آ رہی ہوں اور ہر وقت میں تمہارے آس پاس ہی

رہتی ہوں۔

گل بانو کی تمام باتیں سن کر میں حیران رہ گیا اور میرے ذہن میں خیال آیا کہ اکثر میں بھی اس طرح محسوس کرتا تھا کہ جیسے میرے آس پاس کوئی ہے اور کبھی کبھی تو ایسا بھی محسوس ہوتا تھا کہ جیسے کسی نے مجھے چھوا ہو لیکن میں نے کبھی اس پر توجہ نہیں دی تھی کہ جو کچھ میں محسوس کرتا ہوں وہ گل بانو کی وجہ سے ہی محسوس کرتا ہوں میں نے گل بانو سے کہا۔ تم مجھے انسان نہیں لگتی ہو۔

ہاں میں انسان نہیں ہوں۔ وہ تیزی سے بولی لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ ایک انسان سے میں بہت پیار کرتی ہوں بس ایک بار تم بھی مجھ سے یہ کہہ دو کہ تم بھی مجھ سے پیار کرتے ہو تو میں ساری زندگی تمہاری غلام بن کر رہوں گی اور تمہاری ہر ایک خواہش کو پورا کروں گی مجھے گل بانوں کی باتیں سن کر بہت غصہ آیا اور میں نے کہا۔

میں کسی سے بھی پیار نہیں کرتا اور نہ ہی کرنے کی ضرورت ہے میں نے آج تک کسی انسان سے پیار نہیں کیا پھر تم سے پیار۔ میں نے کبھی سوچ بھی نہیں سکتا اور پھر میں نے کہا خدا کے لیے میرا پیچھا چھوڑ دو اور مجھے تنہا چھوڑ دو میری یہ بات سن کر وہ اٹھی اور دیوار کے پار باہر غائب ہو گئی۔

صبح جب میں کالج جانے لگا مجھے پتہ چلا کہ میرے محلے میں چاچا رفیق کا بیٹا تمام کل رات سے غائب ہے تم کی عمر پچودہ سال کی تھی اور وہ ابھی سکول پڑھ رہا تھا میں نے چاچا رفیق سے نعیم کے بارے میں پوچھا تو وہ بولا۔

وہ اپنے کمرے میں سویا ہوا تھا اور کمرہ بھی بند تھا مگر جب صبح دیکھا تو نعیم کمرے میں نہیں تھا میں نے نعیم کے دوستوں سے پوچھا تو انہوں نے بھی یہی بتایا کہ کل شام کے بعد نعیم کو ہم نے نہیں دیکھا میں نے چاچا رفیق کی ساری باتیں سن لیں کہ ایک آدمی نعیم

گل بانو پری

کے غائب ہونے کی خبر سن کر آیا اور اس نے بتایا کہ کل رات کو بس جب اپنے کام سے لیٹ ہونے کی وجہ سے گھر دیر سے آ رہا تھا تو میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان کسی انجان لڑکی کے ساتھ جنگل میں جا رہا تھا میں نے جب غور کیا تو یہ چلا کہ یہ تو ہمارے ہی گاؤں کا لڑکا نعیم ہے نعیم کو دیکھ کر میں نے اسے آواز دی کہ نعیم تم اس انجان لڑکی کے ساتھ جنگل میں کیا کر رہے ہو اور اتنی رات گئے کہاں جا رہے ہو مگر نعیم نے میری آواز نہ سنی میں نے نعیم کو بعد میں کافی آوازیں دیں مگر اس نے میری کسی آواز کو بھی نہیں سنا اور تھوڑے فاصلے پر جا کر نعیم اور وہ لڑکی میری نظروں سے اوجھل ہو گئے اور میں اپنے گھر واپس آ گیا۔

جب آج صبح میں نے سنا کہ نعیم کل رات سے غائب ہے تو آپ کو بتانے آ گیا اس شخص کی باتیں سن کر جیسے میرے پاؤں سے زمین نکل گئی کیونکہ میرے پرچھے پر جب اس شخص نے اس لڑکی کا حلیہ بتایا تو وہ حلیہ تو گل بانو جیسا تھا گل بانو کا خیال ذہن میں یہ خیال آیا کہ غائب نے بھی جس لڑکی کو دیکھا تھا وہ کہیں گل بانو ہی تو نہیں تھی تمام باتیں میرے ذہن میں جب آئیں تو میرا دماغ چلا گیا۔ میں نے گاؤں والوں کو بتایا کہ مجھ سے کچھ عرصہ پہلے غائب نے بھی ایک لڑکی کو دیکھا تھا جو جنگل کی طرف نو جوان کو لے کر جا رہی تھی اور جنگل میں لے جا کر اس لڑکی نے آپ سب کو یہ واقعہ سنایا تھا تو کسی نے بھی غائب کی بات پر یقین نہیں کیا تھا اگر اس وقت غائب کی بات کا آپ لوگ یقین کر لیتے تو شاید آج آپ کو یہ وقت نہ دیکھنا پڑتا میری باتیں سن کر گاؤں والے سوچ میں پڑ گئے گاؤں والوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ نعیم کو ڈھونڈنے کے لیے جنگل میں جائیں گے تو میں بھی گاؤں والوں کے ساتھ جنگل کی طرف چل دیا سارا دن گاؤں والے نعیم کو جنگل میں ڈھونڈتے رہے مگر نعیم کہیں نہ ملا تو گاؤں والے مایوس ہو کر واپس آ گئے گاؤں

والوں نے پولیس کو اطلاع دے دی پولیس والے بھی نعیم کو تلاش کرنے کے لیے نکل پڑے پولیس نے بہت چھان بین کی مگر نعیم کا کچھ پتہ نہ چل سکا۔

اس بات کو کافی دن بیت گئے تھے گاؤں میں سے کسی نے دوبارہ گل بانو کو نہیں دیکھا اور نہ ہی گل بانو مجھے نظر آئی میں نے جب گل بانو کے بارے میں سوچا کہ وہ نعیم کو کہیں لے کر گئی ہے میرے ذہن میں طرح طرح کے خیال آنے لگے میں نے جب سوچا کہ کہیں گل بانو نے نعیم کا گوشت بھی کھا تو نہیں لیا تو یہ بات میرے ذہن میں آتے ہی میرا جسم ساکن ہو گیا انہی سوچوں میں کم تھا کہ میں نے محسوس کیا جیسے میرے آس پاس کوئی ہے پھر مجھے ہلکی ہلکی پائل کی آواز سنائی دی میں پائل کی آواز سن کر چونک گیا اور اٹھ کر باہر دیکھنے لگا تو میری نظر گل بانو پر پڑی میں نے جب دیکھا کہ گل بانو نے تو اپنے کندھے پر ایک نو جوان کو اٹھایا ہوا ہے اور وہ نو جوان بے ہوشی کے عالم میں ہے اور گل بانو جنگل کی طرف جا رہی ہے تو میرے ذہن میں خیال آیا کہ آج میں دیکھتا ہوں کہ گل بانو نو جوان کو کہاں لے کر جاتی ہے میں بغیر کچھ سوچے سمجھے گھر سے نکلا اور اس کا پیچھا کرنے لگا گل بانو مجھ سے کافی فاصلہ پر جا رہی تھی تو میں بھی تیز تیز قدموں سے اس کے پیچھے چلنے لگا مگر گل بانو تک پہنچ نہ سکا کیونکہ گل بانو جنگل میں جا کر کہیں غائب ہو گئی تھی میں مایوس ہو کر اپنے گھر واپس آ گیا۔

جب صبح ہوئی تو میرے کانوں میں یہ خبر پڑی کہ کل رات کو ایک اور نو جوان غائب ہو گیا ہے یہ واقعہ کافی دنوں کے بعد ہوا تھا میری بات تو یہی تھی کہ اس نو جوان کی عمر بھی انیس سال ہی تھی اور پہلے بھی جو نو جوان غائب ہو گیا تھا اس کی عمر بھی انیس سال ہی تھی بہر حال میں نے اپنے گاؤں کے کسی فرد سے بھی اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ کل رات کو میں نے اس نو جوان کو گل بانو کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تھا

کیونکہ میری بات سن کر شاید گاؤں والے خوفزدہ ہو جاتے مجھے گل بانو پر بہت غصہ آ رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ گل بانو ایسا کیوں کر رہی ہے۔

رات کو جب گل بانو کو میں نے دیکھا تو میں گل بانو کو دیکھتے ہی آپے سے باہر ہو گیا جب میں نے دیکھا کہ گل بانو تو ایک اور نو جوان کو اپنے کندھے پر اٹھائے ہوئے ہے میں نے گل بانو کو غصے سے پوچھا

تم کیوں نو جوان لڑکوں کو اپنے ساتھ لے جاتی ہو اور ان کا کیا کرتی ہو۔

گل بانو بولی۔ میں صرف نو جوانوں کو اپنے ساتھ لے کر جاتی ہوں اور ایک غار میں لے جا کر انہیں چھوڑ آتی ہوں اور میں اس کام کے لیے کسی کی غلام ہوں اگر میں نو جوانوں کو لے کر غار میں نہ جاؤں تو میرا مہاراجہ مجھے بہت اذیتیں دیتا ہے میں نے گل بانو سے کہا۔

تم ان نو جوانوں کے ساتھ کیا کچھ کرتی ہو۔

وہ بولی۔ میں غار میں نو جوانوں کو چھوڑ کر واپس آ جاتی ہوں اس کے بعد وہ نو جوان کہاں جاتے ہیں مجھے کچھ نہیں معلوم اتنی بات کہہ کر گل بانو نے اس نو جوان کو اٹھایا اور غائب ہو گئی۔

صبح ہوئی تو میں اپنے دوستوں کو گل بانو کے بارے میں بتایا تو وہ ڈر گئے لیکن میں نے انہیں حوصلہ دیا کہ تم لوگوں کو کچھ نہیں ہوگا۔

ہمارے گاؤں سے تقریباً پندرہ نو جوان اب تک غائب ہو چکے تھے جس کی وجہ سے گاؤں والے بہت پریشان تھے گل بانو نے جتنے بھی نو جوانوں کو اٹھایا تھا ان کی عمریں انیس بیس سال تک تھیں جب یہ بات میرے ذہن میں آئی میں نے سوچا کہ میری اور غائب کی عمر بھی بیس سال سے تھوڑی ہی کم ہے یہ بات میرے ذہن میں آتے ہی میں کانپ اٹھا کہ کہیں گل بانو مجھے اور غائب کو بھی۔

گاؤں میں سے نو جوانوں کے غائب ہونے کا مجھے بہت دکھ تھا میں نے سوچا کہ اگر گل بانو کو ختم کر دیا جائے تو گاؤں میں نو جوانوں کا قتل بند ہو جائے گا۔ مگر جب میں نے دیکھا کہ گل بانو تو کوئی انسان نہیں ہے جس کو میں اتنی آسانی سے مار دوں گا گل بانو کے پاس تو بہت سی طاقتیں ہیں اور میرے پاس تو ایک ہی طاقت نہیں ہے کہ میں اس کو چھو بھی سکوں خیر میں نے اس کو مارنے کے لیے اپنے گاؤں سے تھوڑے فاصلہ پر رہنے والے باباجی سے مشورہ لیا اور باباجی کو تمام حقیقت سے آگاہ کیا۔ مجھے باباجی نے کہا۔

اس لڑکی مجھے پتہ ہے مگر وہ لڑکی بہت طاقتور ہے اس کو مارنے کے لیے پہلے طاقتیں حاصل کرنا ہوں گی اور اس کے لیے چل کرنا ہوگا مگر بیٹا چلہ ایک ٹانگ پر کھڑا ہو کر کرنا ہے اور مجھ میں اب اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں یہ چل کر سکوں جو بھی چلہ مکمل کر لے گا تو اس میں اتنی طاقتیں آ جائیں گی کہ اس لڑکی کو کیا اس کے ساتھ ملے ہوئے ہر شخص کو ختم کیا جاسکتا ہے۔

باباجی کے باتیں سن کر میرے دل کو کچھ تسلی ہوئی اور میں نے کہا۔ باباجی کیا میں بھی یہ چلہ کر سکتا ہوں۔

باباجی نے کہا۔ ہاں بیٹا تم بھی کر سکتے ہو مگر یہ چلہ کرنا اتنا آسان کام نہیں ہے جتنا تم سمجھ رہے ہو۔ یہ بہت مشکل کام ہوتا ہے۔

ہاں جانتا ہوں باباجی مگر میں گاؤں والوں کے لیے چلہ تو کیا کچھ بھی کر سکتا ہوں۔ میرا حوصلہ دیکھ کر باباجی نے کہا۔

بیٹا مجھے تمہارے جذبے سے خوشی ہوئی ہے مگر اس چلے کے دوران تمہاری جان بھی جاسکتی ہے۔ ان کی اس بات پر میں تھوڑا سا ڈر گیا مگر پھر میں نے ہمت کی اور کہا۔

باباجی آپ مجھے چلہ لکھ دیں میں اپنی پوری طاقت سے چلہ مکمل کرنے میں لگا دوں گا چاہے کچھ

بھی ہو جائے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے میری باتیں سن کر باباجی نے مجھے چلہ کرنے کے لیے اور کہا

دیکھو بیٹا یہ چلہ تمہیں سات دن تک کرنا ہوگا اور کسی پرانے قبرستان میں ایک ٹانگ پر کھڑے ہو کر کرنا ہوگا چلے کے دوران مجھے ہر طرح سے روکا جائے گا اور بہت ڈرایا بھی جائے گا اور جب تک تمہارا چلہ مکمل نہیں ہوگا تمہاری جان کو ہمیشہ خطرہ رہے گا پھر باباجی نے کہا۔

یاد رکھنا اگر چلے کے دوران تمہارا پاؤں غلطی سے بھی زمین پر لگ گیا تو تمہاری عمر تھک موت یقینی ہے اور ہاں ایک خاص بات یہ ہے کہ چلے سے پہلے تم جو حصار بناؤ گے اس کے اندر کوئی بھی طاقت تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی تمام طاقتیں تمہیں حصار سے باہر ہی ڈرائیں گی تم نے ایک قدم بھی حصار سے باہر نکالا تو تمہاری موت یقینی ہو جائے گی اور تمہیں کوئی نہیں بچا سکے گا میں بھی نہیں

باباجی کی تمام باتیں سن کر پہلے تو میرے دل میں یہ خیال آیا کہ میں یہ چلہ ہرگز نہیں کروں گا مگر گاؤں والوں کا خیال میرے ذہن میں آتے ہی میں نے باباجی سے کہا آپ مجھے چلہ لکھ دیں میں چلہ مکمل کرنے کی پوری کوشش کروں گا میری بات سن کر باباجی نے مجھے چلہ لکھ کر دیا میرے اندر آگ لگی ہوئی تھی اور میرا دم پھٹا جا رہا تھا کیونکہ گل بانو کی شکل سے بھی مجھے ڈر لگنے لگا تھا۔ میرے ذہن میں یہی بات تھی کہ میں چلہ سے جلد گل بانو کو ختم کروں میں نے باباجی سے کہا۔

باباجی کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ میں پہلے گل بانو کو ختم کر سکوں کیونکہ ہو سکتا ہے گل بانو مجھے چلہ کرنے سے پہلے ہی ختم کر دے میری بات سن کر باباجی نے کہا۔

بیٹا گل بانو کو قابو کرنا کوئی مشکل تو نہیں ہے۔

میں نے کہا کس طرح میں گل بانو کو اپنے قابو میں لے سکتا ہوں۔

میری بات سن کر وہ بولے بیٹا جب گل بانو کسی نوجوان کو اپنے ساتھ لے کر جنگل کی طرف جاتی ہے تو تم اس کا پیچھا کر کے اس جگہ تک پہنچ جاؤ جہاں وہ نوجوان رکھتی ہے اس جگہ سے تم نے اس لڑکی کے پاؤں کی مٹی حاصل کرنی ہے پھر اس مٹی کو کسی لال رنگ کے پڑے میں ڈال کر کسی پرانے قبرستان میں دو قبروں کے درمیان تین فٹ کا گہرا گڑھا کاگو اس میں دفن کرنی ہے اور مٹی کو دفن کرتے وقت جو سبق میں تم کو دے رہا ہوں وہ بھی کرنا ہے جب تک وہ مٹی تمہارے پاس رہے گی وہ لڑکی تمہارے قبضے میں رہے گی جب وہ مٹی حاصل کر لے گی تو تمہیں نہیں چھوڑے گی بیٹا یہ کام بھی اتنا آسان نہیں ہے اس کے لیے تم کسی بڑی مشکل میں بھی پڑ سکتے ہو۔

میں گل بانو کو قابو کرنے کے لیے کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں اس لیے میں نے گل بانو کے پاؤں کی مٹی حاصل کرنے کے لیے گل بانو کا انتظار کروں گا۔ میں ان سے اجازت لے کر گھر آ گیا۔ میں اب کچھ مطمئن تھا۔

کئی دن گزر گئے تھے ہمارے گاؤں سے کوئی نوجوان غائب نہیں ہوا تھا میں نے گل بانو کا بہت انتظار کیا مگر گل بانو مجھے کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی آج رات کو گل بانو میرے پاس آئی تو گل بانو کو دیکھ کر مجھے بہت غصہ آیا وہ بولی۔

دیکھو مجھے پتہ چلا ہے کہ تم نے مجھے ختم کرنے کے لیے باباجی سے چلہ لیا ہے۔

میں نے کہا۔ ہاں میں نے ایسا ہی کیا ہے جب تک تم کو ختم نہیں کروں گا مجھے سکون نہیں ملے گا میری بات سن کر گل بانو کہنے لگی۔

اگر تم میرے لیے ہی چلہ کرنا چاہتے ہو تو میں تمہارے سامنے ہوں تم مجھے اچھی مار دو میں تمہارے

ہاتھوں سے مر کر بہت خوشی محسوس کروں گا مگر تم یہ چلہ ہرگز نہیں کرو کیونکہ اگر مہاراجہ کو پتہ چل گیا کہ تم چلہ کر رہے ہو تو وہ تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا اور میں بھی بھی ایسا نہیں چاہتی کہ تم میرے سامنے مر جاؤ مگر میرے ذہن پر جیسے دنوں سوار تھا اس لئے میں نے کہا گل بانو میں یہ چلہ ضرور کروں گا چاہے اس میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے میری بات سن کر ایک بار پھر سے گل بانو نے مجھے کہا۔

تم کو میں کیسے سمجھاؤں کہ تمہاری جان کو کتنا خطرہ ہے اگر میں یہ چلہ نہ کروں تو مجھے کچھ نہیں ہوگا گل بانو نے مجھے بہت سمجھایا مگر میں نے اس کی ایک نہ سنی گل بانو جب تھک گئی تو میرے پاس آ کر بیٹھ گئی اور میرا ہاتھ چھونے لگی تو مجھے بہت ہی سکون ملا اور میں بالکل ٹھنڈا ہو گیا گل بانو نے مجھ سے کہا۔ مہاراجہ نے آج مجھے تمہیں یہاں سے لانے کے لیے بھیجا ہے میں نے بہت کوشش کی ہے کہ میں تمہیں نہیں لائی مگر جب مہاراجہ نے مجھ سے کہا دیکھو گل بانو اگر تم یہ کام نہیں کرو گی تو کوئی اور کر لے گا تو میں مان گئی گل بانو کی بات سن کر مجھے جھٹکا لگا اور میں گھبرا کر گل بانو سے کہا۔

گل بانو۔۔۔ ت۔۔۔ ت۔۔۔ تم مجھے بھی اپنے ساتھ لے جاؤ گی۔

میری بات سن کر گل بانو کہنے لگی تم پریشان مت ہو جب تک میں زندہ ہوں تمہیں میں تو کیا کوئی بھی نہیں لے جا سکتا کیونکہ میں تم سے بہت پیار کرتی ہوں اور اپنے سامنے میں تمہیں مرتا ہوا کیسے دیکھ سکتی ہوں اتنی بات کر کے گل بانو میرے پاس سے ابھی اور واپس چلی گئی۔

میں کافی دیر گل بانو کے بارے میں سوچتا رہا نہانے کیوں مجھے اس کی باتیں سنی گئے تھے لیکن جب میرے ذہن میں نوجوانوں کا خیال آتا تو میں آپے سے باہر ہو جاتا اگلے دن پھر گل بانو میرے

پاس آئی تو گل بانو کی حالت دیکھ کر میں گھبرا گیا گل بانو کے چہرے پر زخموں کے نشان تھے اور وہ ڈری ہوئی لگ رہی تھی میں نے کہا۔

یہ تمہیں کیا ہوا ہے تمہاری یہ حالت کس نے کی ہے میری بات سن کر گل بانو نے میری طرف دیکھا اور ایک گہری سانس لے کر کہا۔

مہاراجہ نے میری یہ حالت کی ہے گل جب میں کوئی بھی نوجوان کو لے کر نہیں گئی تو مہاراجہ نے مجھے بہت اذیتیں دیں گل بانو کی بات سن کر مجھے گل بانو پر ترس آ گیا پھر گل بانو بولی۔

مجھے آج پھر مہاراجہ تمہیں لانے کو کہا ہے کیونکہ مہاراجہ تمہارا گوشت کھالے گا تو تمہاری طاقتیں بھی اس کے اندر آ جائیں گی۔ جب میں نے تمہیں مہاراجہ کے پاس لے کر نہ جانے کو کہا تو وہ آگ بگولہ ہو گیا اور مجھے مارنے لگا لیکن تم پریشان مت ہونا میں تمہیں اپنے ساتھ لے کر نہیں جاؤں گی پہلے تو میں گل بانو کی باتیں سن کر بہت گھبرا گیا تھا مگر پھر بہت کر کے گل بانو سے کہا۔

اگر تم مجھے آج نہ لے کر گئی تو مہاراجہ تمہارے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔

وہ مجھے اذیتیں دینے کے بعد ہمیشہ کے لیے قید کر لے گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ تمہیں اذیتیں دے دے کر مار دے گا۔

ہاں۔ وہ ایسا ہی کرے گا کیونکہ اس کے اندر ترس نام کی کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ وہ بہت سخت دل ہے مگر اپنے پیار کو بچانے کے لیے میں اپنی جان بھی دے سکتی ہوں۔

میں نے کہا گل بانو اگر مہاراجہ تمہیں قید کر لے تو کوئی اور تو یہ کام کرے گا کہ نہیں۔ میری بات سن کر وہ بولی۔

اگر اس نے مجھے قید کر لیا تو پھر وہ کسی کو بھی اس

کام میں لگا دے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ کسی بھی بھوت کو انسانی شکل میں یہاں بھیج دے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ میری ہی شکل میں کسی کو بھیج دے۔ اس کی باتیں سن کر میں ڈر سا گیا۔ اور کہا۔

مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ جو نو جوانوں کو اٹھا کر لئے جاتا ہے وہ تم نہیں کوئی اور ہے۔ مجھے کوئی خاص بات بتا سکتی ہو جس سے میں جان سکوں کہ وہ تم نہیں کوئی اور ہے۔ میری بات سن کر گل بانو نے مجھے غور سے دیکھا اور بولی۔

تم ایسا کیوں پوچھ رہے ہو۔ میں نے کہا دیکھو گل بانو نجانے کیوں مجھے ایسا لگنے لگا ہے کہ مجھے بھی تم سے پیار ہونے لگا ہے میری بات سن کر وہ بہت خوش ہوئی اور سسکادی۔ اور پھر کہنے لگی۔

مجھے یہ بات سننے کے لیے نجانے کتنا عرصہ انتظار کرنا پڑا ہے میں تمہیں بتا نہیں سکتی تمہاری یہ بات سن کر میرے پورے بدن کا درد ختم ہو گیا ہے اب اگر میں بھی جاؤں تو مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے وہ بولتی رہی اور میں سننا رہا۔ پھر اچانک گل بانو کہنے لگی۔

اگر مہاراجہ نے تمہیں ذرا بھی نقصان پہنچانے کی کوشش کی تو میں مہاراجہ سے نکر جاؤں گی چاہے اس میں میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔ اب تم نے جو پوچھا ہے میں اس کا جواب دے دوں کہ تم جانتے ہو کہ جب میں تمہارے پاس آتی ہوں تو تم کو محسوس ہوتا ہے کہ تمہارے پاس کوئی ہے تم دیکھ نہیں سکتے لیکن محسوس کرتے ہو۔

ہاں ہاں۔ میں نے جلدی سے کہا۔ اب اگر میرے علاوہ میری شکل کا کوئی بھی آئے گا تو تم کو اس طرح محسوس نہیں ہوگا جس طرح اب محسوس کرتے ہو تو تم مجھے لینا کہ وہ گل بانو نہیں ہے گل بانو کے روپ میں کوئی اور ہے اور پھر اس نے ایک انگوٹھی مجھے دی اور کہا۔

تمہیں جب بھی میری ضرورت ہو تو تم اس انگوٹھی کو رگڑنا میں جہاں نہیں بھی ہوئی تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی۔ اور اگر تمہارے پاس نہ پہنچ سکی تو تم سمجھ لینا کہ مہاراجہ نے مجھے یا تو قید کر لیا ہے یا پر مار دیا ہے۔

میں نے کہا گل بانو تم مجھ سے ایک وعدہ کرو کہ تم آج کے بعد کسی بھی انسان کو اٹھا کر نہیں لے جاؤ گی۔ میری یہ بات سن کر پہلے تو وہ کسی سوچ میں پڑ گئی پھر بولی۔

میں آئندہ تمہارے گاہل تو کیا کسی بھی نو جوان کو مہاراجہ کے پاس لے کر نہیں جاؤں گی مگر ایک بات یاد رکھنا مہاراجہ کسی اور کو اس کام کے لیے مقرر کر دے گا تب میں بھی کچھ نہ کر سکوں گی ان کو منع کرنے کے تمہیں چلہ کر کے طاقتیں حاصل کرنا پڑیں گی۔

گل بانو کی باتیں سن کر میرے دل میں اس نے اپنی اور جگہ بنائی۔ مجھے اس سے پیار ہوتا ہی چلا گیا۔ اور جب بھی مجھے اس کی یاد آتی میں انگوٹھی کو رگڑتا تو گل بانو میرے پاس آ جاتی۔

گل بانو نے مجھے مہاراجہ کے بارے میں کافی معلومات فراہم کر دیں کئی دن گزر گئے ہمارے گاؤں میں کوئی نو جوان غائب نہیں ہوا گاؤں والے پہلے نو جوانوں کے غائب ہونے سے بہت ڈر گئے تھے مگر آہستہ آہستہ گاؤں والوں کے دل سے ڈر نکل گیا۔

اعجاز کے بھائی کی شادی پر اعجاز نے ہمیں سیشلی انوائٹ کیا شام کو میں اعجاز کے بھائی کی شادی کے فنکشن مکے لیے تیار ہو کر نکلا اور رات گئے تک ہاں ہی رہا جب فنکشن ختم ہوا تو میں نے اعجاز سے اجازت لی اور اسے گھر کی طرف چل پڑا رات کافی ہو چکی تھی مگر چاند کی روشنی سے راستہ صاف دکھائی دے رہا تھا تھوڑے فاصلے پر جب میری نظر سامنے پڑی تو مجھے ایک لڑکی دکھائی دی جس نے اپنے کندھوں پر ایک نو جوان تھا جو بے ہوش تھا گل بانو کو

دیکھ کر مجھے جھٹکا لگا مگر جب میرے ذہن میں خیال آیا کہ مجھے تو گل بانو کی آمد کا محسوس ہی نہیں ہوا پھر جب میں نے دیکھا کہ گل بانو تیزی سے جنگل کی طرف جا رہی ہے تو میں بھی گل بانو کا پیچھا کرنے لگا گل بانو جنگل میں داخل ہو گئی جنگل میں ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا اور عجیب قسم کا سناٹا پھیلا ہوا تھا میں کافی دیر تک اندھیرے میں گل بانو کا پیچھا کرتا رہا۔

گل بانو جنگل سے نکل کر پہاڑ کی طرف چل پڑی اور پہاڑ میں موجود غار میں داخل ہو گئی میں بھی فوراً غار میں بغیر کچھ سوچے سمجھے صس گیا غار میں کافی دور جا کر ایک روشنی پر میری نظر پڑی گل بانو جب اس روشنی کے پاس گئی تو میری نظر اس کے کندھوں پر موجود نو جوان پر پڑی نو جوان کو دیکھ کر میرا جسم ساکن ہو گیا اور میرے جسم جیسے جان ہی نکل گئی تھی

کیونکہ وہ نو جوان کوئی اور نہیں میرا دوست ثابت تھا گل بانو نے ثابت کو اپنے کندھوں سے اتارا اور ایک چیل پر لٹا دیا گل بانو ثابت کو لٹا کر دوسری طرف موجود کمرے میں صس گئی میں نے فوراً ہی موقع پا کر اس کے پاؤں کی مٹی اٹھالی اور اپنے رومال میں باندھ کر جیب میں رکھ لی میری نظر ثابت پر پڑی جو بے ہوشی کے عالم میں پڑا ہوا تھا میں نے ثابت کو واپس یہاں سے لے جانے کے لیے اٹھالیا۔

اور وہاں سے بھاگنے لگا جیسے ہی میں ثابت کو اٹھا کر اٹھا گا تو میری نظر سمجھ کی طرح دیکھائی دینے والے ایک شخص اور گل بانو پر پڑی جو میری طرف ہی آ رہے تھے مگر میں ان کی نظروں سے بچ گیا میں نے فوراً ثابت کو اسی جگہ واپس لٹا دیا اور خود وہاں ہی چھپ گیا۔

گل بانو ثابت کے پاس آئی اور جب اس نے اپنا منہ کھولا تو اس کے بڑے بڑے دانت مجھے دکھائی دیئے جنہیں دیکھ کر میں ڈر گیا۔ گل بانو نے اپنے دانت ثابت کی گردن میں گاڑ دیئے جس سے

گل بانو پر

ثاقب کا جسم تڑپنے لگا گل بانو نے ثاقب کے جسم کا خون پنا شروع کر دیا جب گل بانو نے اس کے جسم کا تمام خون لی لیا تو اس کی شکل تبدیل ہونے لگی اور میرے دیکھتے ہی دیکھتے گل بانو کی شکل بہت ہی ڈروائی ہو گئی اس کا چہرہ ایسا ہو گیا۔ جیسے اس کے چہرہ پر کسی نے تیزاب ڈال کر اس کا چہرہ جلادیا ہوا اس کی ناک آگے کی طرف بڑی ہوئی تھی اور اس کے دانت اس کے منہ سے باہر نکل رہے تھے اس کے بال ہکھرے ہوئے تھے اور اس کے ہاتھ پاؤں بھی عجیب و غریب قسم کے ہو گئے تھے اور ہاتھوں کے ناخن بہت بڑے تھے ناخنوں کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا کہ جیسے کوئی تیز دھار خنجر ہو۔

گل بانو کی بھیا تک شکل دیکھ کر میں بہت خوفزدہ ہو گیا اس کی زبان سے ثاقب کے خون کے قطرے ابھی تک ٹپک رہے تھے مجھے یہ سب کچھ دیکھ کر بہت غصہ آ رہا تھا اور میرا دل چاہ رہا تھا کہ میں اٹھ کر گل بانو اور اس کی ریچھ نہ شخص کو ختم کر دوں مگر میرے پاس اتنی طاقت نہیں تھی کہ میں ان کا مقابلہ کر سکوں خون پینے کے بعد ریچھ نہ شخص اور گل بانو پھر سے اندر کمرے میں چلے گئے میری آنکھوں کے سامنے ثاقب کی لاش پڑی تھی اور میں ثاقب کی لاش کو دیکھ رہا تھا میرے اندر آگ لگی ہوئی تھی تھوڑی ہی دیر بعد جب گل بانو آئی تو اس نے اپنے کپڑے بدلے ہوئے تھے۔

میری نظر جب گل بانو پر پڑی تو اس کے ہاتھ میں چھریاں ٹوکے تھے پھر میں نے اندر سے آئے ہوئے ایک اور شخص کو دیکھا جس کا رنگ سیاہ تھا اس کی آنکھیں سرخ تھیں اور ایسا لگ رہا تھا جیسے وہ آنکھوں سے آگ برسا رہا ہو اور اس کا جسم بالکل ریچھ کی مانند تھا میرے دیکھتے ہی دیکھتے گل بانو نے چھریاں ایک سائڈ پر رکھیں اور ٹوکا اٹھا کر ثاقب کی گردن پر مار دیا اور ثاقب کی گردن کو دھڑ سے الگ کر دیا پھر گل بانو

آہستہ آہستہ ثاقب کے جسم کو ٹکڑوں کی شکل میں علیحدہ کرنے لگی وہ ثاقب کے جسم کے ٹکڑے ریچھ نما شخص کو دیتی اور ریچھ نما شخص ان ٹکڑوں کو چھوٹے چھوٹے پیس بنا کر ایک برتن میں ڈال دیتا۔ تھوڑی ہی دیر میں ثاقب کے جسم کو ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا گیا گل بانو اور ریچھ نما شخص نے کھانا شروع کر دیا۔

یہ سب دیکھ کر میرے جسم سے جیسے روح ہی نکل گئی اور میری بہت جواب دے گی میں نے سب کچھ دیکھ کر اللہ کو یاد کیا اور سوچنے لگا کہ ایک دفعہ یہاں سے نکل جاؤں تو چلے ضرور کروں گا اور طاقتیں حاصل کر کے ان سب کو تباہ کر دوں گا۔ میرے سامنے گل بانو اور ریچھ نما شخص نے ثاقب کے جسم کے آدھے ٹکڑوں کو کھالیا۔ اور آدھے ٹکڑوں کو ایک برتن میں ڈال کر ایک طرف رکھ دیا میری آنکھوں کے سامنے ثاقب کی گردن پڑی تھی جسے دیکھ کر مجھے گل بانو پر بہت غصہ آ رہا تھا اور میں سوچ رہا تھا کہ اس کو جلد سے جلد مار دوں گا۔

میں انہی سوچوں میں تھا کہ ریچھ نما شخص نے ثاقب کی گردن کو اٹھایا اور تیز دھار چھری لے کر اس کے منہ میں ڈالی اور کانٹے لگا پھر ثاقب کی زبان کاٹ کر اس کو بھی برتن میں ڈال دیا اسی طرح اس ریچھ نما شخص نے ثاقب کے سر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ریچھ نما شخص نے آدھے پیچے ہوئے گوشت کو دوسری طرف رکھی ہوئی مشین میں ڈالا تو گوشت کا رس نکلنے لگا پھر گل بانو اور ریچھ نما شخص نے وہ رس لپی لیا مجھ سے یہ سب کچھ برداشت نہ ہو سکا اور میرا دل خراب ہونے لگی وجہ سے مجھے قہے آگئی بہت کنزول کرنے کے باوجود بھی میری آواز ریچھ نما شخص کے کانوں تک پہنچ گئی جیسے ہی ریچھ نما شخص نے دائیں بائیں دیکھا تو میں ان کی نظروں سے بچ نہ سکا ریچھ نما شخص نے مجھے دیکھ لیا وہ بہت خوش ہوا اور میری طرف بڑھنے لگا میں بہت ڈر گیا تھا مگر ریچھ نما شخص نے آکر فوراً میری

گردن سے اتنے زور کے ساتھ پکڑا کہ میری سانسیں جیسے تھم گئیں گل بانو نے ریچھ نما شخص سے کہا۔

وہ اسے بھی جلدی سے پھیل پر لٹا دے تاکہ میں اس کا بھی خون پی سکوں مگر ریچھ نما شخص نے مجھے اپنے کندھوں پر اٹھایا اور دو واڑہ کھول کر باہر آ گیا۔ باہر ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا مجھے کچھ بھی نظر نہیں آ رہا تھا کہ ریچھ نما شخص مجھے کہاں لے کر جا رہا ہے اتنے میں میں نے ایسا محسوس کیا جیسے میں بہت تیزی کے ساتھ کئی بلندی سے گر رہا ہوں پھر جب میں زور سے نیچے گرا تو میرا پورا جسم جیسے ٹوٹ گیا۔

میں پھیلے تو کافی دیر بعد سے چلا تار یا مگر جب تھوڑا تھوڑا درد ختم ہوا تو میں نے ادھر ادھر دیکھا مگر ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا میں سمجھ گیا کہ ریچھ نما شخص نے مجھے کہیں پھینک دیا ہے جہاں سے میں باہر نہ آ سکوں میں بہت بڑی مشکل میں پھنس چکا تھا میں نے اللہ سے دعا مانگی کہ مجھے اس مشکل سے نکال دے۔ باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا تو میں تھکے مار کر بیٹھ گیا اور سوچنے لگا کہ یہاں سے کس طرح باہر نکلوں میں سوچوں میں گم تھا کہ میں نے ایسا محسوس کیا کہ جیسے میرے پاس کوئی ہے مگر مجھے کوئی بھی دکھائی نہیں دے رہا تھا جب مجھے میں بار ایسا محسوس ہوا میں نے گھبرا کر پوچھا۔

کون۔ کون ہے۔
تمہاری گل بانو۔ مجھے آواز سنائی دی۔
گل بانو کا نام سن کر مجھے جیسے آگ لگ گئی کیونکہ مجھے پہلے ہی گل بانو پر بہت غصہ آیا ہوا تھا میں نے گل بانو سے کہا۔

تم یہاں کیا کرنے آئی ہو اگر میرے پاس طاقت ہوتی تو میں تمہیں ابھی مار دیتا۔ مگر افسوس نہیں کر سکتا۔

میں جانتی ہوں کہ اس وقت تم کو میرے بہت غصہ ہے مگر تمہیں حقیقت کا کچھ بھی پتہ نہیں۔

تم کچھ بھی نہیں جانتے ہو۔

میں نے غصہ سے کہا مجھے اب تمہاری صفائی میں کچھ بھی سننے کی ضرورت نہیں ہے جو کچھ میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ میں بھی نہیں بھول سکتا گل بانو میں تمہاری باتوں میں آکر بہت بڑی غلطی کی مگر میں جب یہاں سے نکل گیا تو تم کو اور اس ریچھ نما شخص کو میں ہرگز نہیں چھوڑوں گا میری تمام باتیں سن کر گل بانو نے کہا۔

دیکھو تم نے جو کچھ بھی دیکھا ہے وہ سب سچ ہے مگر وہ میں نہیں میری کوئی ہمشکل ہے جس کو مہاراجہ نے تمہیں یہاں لانے کے لیے بھیجا تھا مہاراجہ کو علم تھا کہ تم اس لڑکی کے پیچھے یہاں تک ضرور آؤ گے اور جب تم یہاں آؤ گے تو وہ تمہیں قید کر لے گا اس کے بعد تمہیں مار کر تمہاری طاقتیں حاصل کر لے گا۔ پھر گل بانو نے کہا۔

تمہارے پاس اگر میں ہوتی تو تم کو محسوس ضرور ہوتا میں تو خود یہاں قید ہوں تمہارے پاس میری انگوٹھی بھی ہے تم اس کو روکو تو میں خود تمہارے سامنے آ جاؤں گی۔

گل بانو کے کہنے پر میں نے فوراً انگوٹھی نکالی اور روکنے لگا تو گل بانو میرے سامنے آگئی اس کے سامنے آتے ہی جہاں میں قید تھا تھوڑی تھوڑی روشنی ہو گئی مگر جب میں نے گل بانو کی طرف دیکھا تو حیران رہ گیا کہ اس کے چہرے اور اس کے جسم پر جگہ جگہ مضمون کے نشان تھے اور اس کے سر کے بال بھی جملے ہوئے تھے اس کی رنگت بھی پیلی پڑی ہوئی تھی اور پیڑے بھی جگہ جگہ سے ہٹے ہوئے تھے ایسا لگ رہا تھا جیسے اس پر بہت ظلم کیا گیا ہو میں نے گل بانو سے اس کی حالت کے بارے میں پوچھا تو گل بانو کہنے لگی۔

جب مہاراجہ نے مجھے کہا کہ میں تمہیں یہاں لے آؤں اور قید کروں تو میں نے انکار کر دیا مہاراجہ

نے تمہیں یہاں لانے کے لیے مجھے بہت اذیتیں دیں مگر جب میں نہ مانی تو اس نے مجھے قید کر لیا مگر خدا نے میری سن لی اور ریچھ نما شخص نے تمہیں بھی اسی جگہ قید کیا جہاں میں قید تھی اس کی ایک اور وجہ یہ بھی ہے کہ تمہارے ذہن میں میرے بارے میں جو غلط فہمی تھی وہ بھی دور ہو گئی ہے گل بانو کی باتوں پر نہ جانے کیوں مجھے یقین آ گیا اور میں نے گل بانو کو کہا۔

مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم قید میں ہو اور جو کچھ میں نے دیکھا اگر تم بھی میری جگہ ہوتی تو یہی سوچتی میں نے گل بانو اپنے پاس بلایا اور گل بانو کا سر اپنی گود میں رکھ لیا۔ میں نے گل بانو سے کہا۔ کوئی ایسا طریقہ نکالو کہ میں یہاں سے باہر نکل سکوں گل بانو نے میری بات سن کر کہا۔

میں تمہیں صرف واپس غار تک پہنچا سکتی ہوں اس سے آگے نہیں گل بانو کی بات سن کر میری جان میں جان آگئی میں نے کہا۔

ٹھیک ہے لیکن تم کس طرح یہاں سے آزاد ہو سکتی ہو۔ وہ بولی۔
اگر تم کسی طرح ریچھ نما شخص کو آگ لگا دو تو اس کے ساتھ ساتھ اس کی طاقتیں بھی ختم ہو جائیں گی اور جب اس کی طاقتیں ختم ہو جائیں گی تو میری طاقت اپنی بڑھ جائے گی کہ میں یہاں سے باہر نکل سکوں گی اگر میں اس غار سے باہر نکل گئی تو مہاراجہ میرا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔

میں نے گل بانو سے کہا۔ مجھے اس قید سے نکال کر غار تک پہنچاؤ۔ تو میں ریچھ نما شخص کو مارنے کی پوری کوشش کروں گا میری بات سن کر گل بانو مسکرانے لگی پھر گل بانو نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے غار سے باہر پہنچا دیا اس کے بعد وہ واپس اس قید خانے میں چلی گئی میں نے غار سے باہر نکلنے کے لیے راستہ تلاش کرنا شروع کیا کافی فاصلہ پر مجھے تھوڑی روشنی دکھائی دی میں روشنی کی طرف چل پڑا مگر وہاں کوئی نہیں تھا

میں نے راستہ تلاش کرنے کی بہت کوشش کی مگر اندھیرے کی وجہ سے مجھے راستہ دکھائی نہ دیا اور مایوس ہ کر میں بیٹھ گیا۔

ابھی میں بیٹھا ہی تھا کہ ریچھ نما شخص مجھے اپنی طرف آتے ہوئے دکھائی دیا میں فوراً ہی وہاں چھپ گیا اور ریچھ نما شخص میرے پاس سے گزرتا ہوا آگے بڑھ گیا میں نے اس کا پیچھا کیا اور اس کمرے تک پہنچ گیا ریچھ نما شخص کمرے میں گیا تو وہاں پر موجود گوشت کھانے لگا مجھے پہلے ہی ریچھ نما شخص پر بہت غصہ تھا کمرے کے ایک کونے میں ایک برتن کے نیچے آگ جل رہی تھی جب میری نظر آگ پر پڑی تو میرے ذہن میں بہت خیال آئے چنانچہ میں نے ہمت کر کے اس آگ میں سے ایک جلتی ہوئی لکڑی نکالی اور ریچھ نما شخص کو بانوں کو لگا دی۔

ریچھ نما شخص کو آگ جلنے کی دیر تھی کہ وہ آگ بجھانے کے لیے دائیں بائیں بھاگنے لگا جب وہ آگ کے نزدیک پہنچا تو میں نے بہت ہی تیزی سے پھاگ کر ریچھ نما شخص کو آگ میں دکھا دیا وہ بار بار ریچھ نما شخص نے آگ سے بچنے کی بہت کوشش کی مگر میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ جل گیا ریچھ نما شخص کے جلتے ہی میں نے انگوٹھی کو گڑا تو تھوڑی دیر ہی میں گل بانو میرے سامنے آگئی میں نے گل بانو سے کہا۔

گل بانو جلدی سے مجھے یہاں سے باہر نکالو یہ نہ ہو کہ ہم کسی اور بڑی مصیبت میں پھنس جائیں میری بات سنتے ہی گل بانو نے میرا ہاتھ پکڑا اور کچھ پڑھا تو ہم دونوں غار سے غائب ہو کر جنگل میں پہنچ گئے جنگل میں پہنچتے ہی میں نے خدا کا شکر ادا کیا پھر گل بانو نے مجھے کہا۔

تم جلد سے جلد چلے کرنے کی تیاری کرو۔ میں نے فوراً ہی جیب میں ہاتھ ڈالا اور دیکھنے لگا کہ جس لڑکی کی مٹی میں نے اٹھائی تھی وہ میرے پاس ہی موجود تھی گل بانو بولی اس مٹی کو سنبھال کر رکھنا کیونکہ وہ

تم سے ہر حال میں یہ مٹی حاصل کرنے کی کوشش کرے گی جب تک میں یہ مٹی اس چیل کے اوپر نہ پھینک دوں گا تو وہ چیل بھی ختم نہ ہوگی مگر مٹی کو پہلے جس طرح باجی نے بتایا تھا قن کرنا پڑے گا گل بانو کی باتیں سن کر میرا حوصلہ بلند ہوا میں نے کہا ٹھیک ہے میں ایسا ہی کروں گا۔ وہ بولی۔

میں اب چلتی ہوں یہ نہ ہو کہ مہاراجہ کو میرا علم ہو جائے اور میں کسی مصیبت میں پھنس جاؤں اور ہاں جب تک تمہارا چلہ مکمل نہیں ہو جاتا میں تمہارے پاس ہی رہوں گی اور اگر کوئی تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گا تو میں اس کو زندہ نہیں چھوڑوں گی اتنی بات کہہ کر وہ وہاں سے چلی گئی اور میں واپس گھر آ گیا۔ گاؤں والوں کو میں نے بتایا۔

میں تمام بری طاقتوں کو ختم کرنے کے لیے چلہ کمرے جا رہا ہوں اور جب چلہ کروں گا تو مجھے بہت سی طاقتیں مل جائیں گی میری بات سن کر گاؤں والے بہت خوش ہوئے میں گھر آیا اور رات ہونے کا انتظار کرتے لگا۔

رات کے وقت میں اپنے گھر سے نکلا اور چلہ کرنے قبرستان چلا گیا قبرستان تک پہنچنے میں مجھے کوئی زیادہ دشواری نہیں ہوئی ایک دو دفعہ تو میں ڈر بھی گیا تھا مگر ہمت کر کے آگے بڑھتا رہا میں نے گل بانو کی ہمشکل لڑکی کے پاؤں کی مٹی کو لال پٹڑے میں ڈال کر قبرستان میں تین فٹ گہرا گڑھا لگا کر دفن کر دیا اور پھر اپنا حصار بنانے لگا ابھی میں نے چلہ شروع نہیں کیا تھا کہ گل بانو میرے سامنے آئی اور کہنے لگی۔

مہاراجہ تم کو ہر طرح سے چلہ کرنے سے روکنے پر مجبور کرے گا مگر تم نے کسی کی باتوں میں نہیں آنا چاہے میں ہی کیوں نہ کہوں اتنی بات کر کے گل بانو واپس چلی گئی۔ میں لیک ٹانگ پر کھڑا ہو گیا اور بابائی نے مجھے جو سبق دیا تھا وہ پڑھنا شروع کر دیا چلہ شروع ہوتے ہی مجھے ریچھ نما شخص اپنی طرف

آتا ہوا دکھائی دیا اس کو دیکھ کر میں حیران رہ گیا کیونکہ میں نے خود اس کو آگ میں چلا دیا تھا پھر وہ زندہ کیسے بچ گیا۔ وہ میرے پاس آ کر رک گیا۔ اور کہنے لگا۔

تم یہ چلہ چھوڑ دو میں تم کو کچھ نہیں کہوں گا لیکن تم نے اگر چلہ نہ چھوڑا تو میں تمہیں مار دوں گا میں نے اس کی باتوں پر کوئی توجہ نہ دی اور اپنا چلہ کرتا رہا۔ مجھے بہت طاقتوں نے ڈرایا مگر میں اپنی جگہ ثابت قدم رہا جب صبح ہوئی تو تمام طاقتیں غائب ہو گئی میں نے خدا کا شکر ادا کیا دن کے وقت میں نے اپنی جیب سے انگوٹھی نکال کر گڑی تو گل بانو میرے سامنے آئی اور کہنے لگی۔

تم نے مجھے کیوں بلایا ہے۔ میں نے کہا میں نے تم سے بات کرنی تھی اس لیے تمہیں یہاں بلایا میری بات سن کر گل بانو کہنے لگی۔ دیکھو جب تک تمہارا چلہ مکمل نہیں ہوتا تم مجھے نہیں بلاؤ گے اگر تم نے مجھے اس کے بعد بلایا تو میں اور تم دونوں کسی مصیبت میں پھنس جائیں گے کیونکہ مہاراجہ کو میری ہر ایک حرکت کا پتہ ہے اس لیے گل بانو مجھے منع کر رہی ہوں۔

پھر اتنا کہہ کر گل بانو چلی گئی۔ دوسری رات جو نہیں میں نے چلہ شروع کیا تو ایک چیل میرے سامنے آئی اور مجھے ڈرانے لگی اس چیل نے مجھے اپنے سبق سے غافل کرنے کی بہت کوشش کی مگر چیل کی طرف میں نے توجہ ہی نہیں دی تو وہ چیل واپس چلی گئی پھر مجھے ایک بہت ہی بھیاں ک شکل کا شخص اپنی طرف آتا ہوا دکھائی دیا جسے دیکھ کر میں ڈر گیا وہ شخص میرے حصار کے قریب پہنچ کر رک گیا اور غصے سے چلانے لگا۔

اے لڑکے تو یہ چلہ چھوڑ دے تو بہت فائدے میں رہے گا اور میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا۔

پہلے تو میں اس کی باتیں سنتا رہا بعد میں نے اپنا سبق پڑھنا شروع کر دیا۔ اس نے دیکھا کہ میں اس

کی بات نہیں مان رہا ہوں تو اس نے منہ میں کچھ پڑھا اور پھونک ماری تو میرے حصار کے باہر چاروں طرف بہت سے ڈراؤنی شکلوں والے آدمی جمع ہو گئے اور مجھے ڈرانے لگے پہلے تو میں ان کی شکلیں دیکھ کر ڈر گیا مگر جب وہ غائب نہ ہوئے تو میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تھوڑی ہی دیر میں صبح کی آواز ان کی آواز میرے کانوں میں پڑی تو میں نے آنکھیں کھول دیں میں نے دیکھا کہ میرے آس پاس کوئی بھی نہ تھا اسی طرح میرا چلہ مکمل ہونے میں آج آخری دن تھا اس کے بعد مجھے طاقتیں مل جانی تھیں جن کے ہوتے ہوئے میں تمام بری طاقتوں کا مقابلہ کر سکتا تھا۔

رات کے وقت میں نے جب چلہ شروع کیا تو ایک کالا شخص جس کا قد بھی کافی لمبا تھا اور شکل بھی بہت ہی ڈراؤنی تھی اور اس کی آنکھیں بالکل سرخ تھیں جس طرح وہ شخص آگ پر سار ہا ہوا وہ شخص جب میرے حصار کے پاس پہنچا تو زور سے چلایا۔ اس کی آواز سن کر میں لرز کر رہ گیا لیکن میں نے اپنا سبق نہیں پڑھنا چھوڑا اس شخص نے کہا۔

اے لڑکے تو نے چلہ لڑکے اچھا نہیں کیا اگر تو اب بھی اپنا چلہ نہیں چھوڑا تو تمہاری حفاظت کا ذمہ میں لیتا ہوں میں تو میں ہرگز زندہ نہیں چھوڑوں گا جب میں نے اس کی کسی بات کا جواب نہ دیا تو اس نے غصے سے کہا ٹھیک ہے تو ایسے نہیں مانے گا اس نے اتنی بات کہہ کر کچھ پڑھا اور پھونک ماری تو میرے حصار کے چاروں طرف آگ لگ گئی آگ کی پیش سے میرا پورا جسم جلنے لگا اور درد سے میرا برا حال ہونے لگا ایک دفعہ تو میرا پاؤں بھی جلن کی وجہ سے زمین پر لگنے والا تھا مگر بہت کنٹرول کر کے میں نے خود کو سنبھال لیا۔ اس نے مجھے کہا۔

ابھی بھی تمہارے پاس وقت ہے ورنہ میں تمہیں مار دوں گا جب میں نے اس کی ایک نہ سنی تو

اس شخص نے پھر سے کچھ پڑھا اور پھونک ماری تو میرے حصار میں لگے درخت کو آگ لگ گئی جیسے ہی درخت کو آگ لگی تو میرا ہاتھ بھی آگ کی وجہ سے جل گیا میرا پورا جسم آگ کی پیش سے جلنے لگا مگر میں اپنی جگہ پر ثابت قدم رہا۔ پھر تھوڑی دیر بعد آگ ختم ہوئی۔ مگر میرے جسم سے جلن ختم نہ ہوئی پھر تھوڑی دیر بعد مجھے نما شخص نمودار ہوا اور مجھے کہنے لگا میں حصار سے باہر آ جاؤں ورنہ میرے ساتھ وہ بہت برا سلوک کرے گا۔

میں اپنا سبق پڑھتا رہا پھر اس شخص نے دوبارہ کچھ پڑھ کر قبرستان کی طرف پھونک ماری تو قبرستان میں موجود تمام قبریں پھٹ گئیں اور قبروں سے مردے باہر نکلنے لگے اور میرے حصار کے چاروں طرف آگے اور مجھے ڈرانے لگے کافی دیر تک مردے مجھے اپنے چلے سے غافل کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے تھے مگر جب میں ان کے شعلے میں نہ آیا تو وہ واپس قبروں میں چلے گئے۔

اس دفعہ وہ شخص بہت غصے میں آ گیا اس شخص نے اس دفعہ بھی کچھ پڑھا اور آسمان کی طرف دیکھ کر پھونک ماری تو بہت تیز بارش ہونے لگی جب بارش کے قطرے میرے جسم پر پڑتے تو ایسا محسوس ہوتا جیسے میرے اوپر کسی نے ابلتا ہوا پانی چھینک دیا ہو میں نے جب دیکھا تو حیران رہ گیا کہ وہ بارش اگلنے ہوئے خون کی تھی میرے جسم پر جب بھی اگلنے ہوئے خون کے قطرے گرتے تو میرا گوشت تک سڑ جاتا خون کی بارش سے میرا پورا جسم اپنی جگہ ساکن ہو گیا۔ اور ایسا محسوس ہونے لگا کہ جیسے میں زمین پر گرنے والا ہوں۔ اور میرے گرتے ہی میری تمام محنت ضائع ہو جائے گی اور میں موت کے منہ میں چلا جاؤں گا ایک یا دفعہ تو میں زمین پر بھی گرا مگر میں نے اپنا پاؤں زمین پر نہیں لگنے دیا۔

میری حالت دیکھ کر حصار سے باہر کھڑے

ہوئے شخص بہت زور زور سے ہنس رہے تھے اور ساتھ ساتھ کہہ رہے تھے کہ اب تمہیں ہم سے کون بچائے گا درد سے میرا جسم بالکل ٹوٹ گیا تھا اور میری ہمت جواب دے گئی تھی اچانک ہی میرے کانوں کے پردوں میں بابائی کی آواز سنائی دی بابائی کہنے لگے بیٹا تھوڑی ہی دیر میں تمہارا چلہ ختم ہونے والا ہے ہمت کرو اور اپنا سبق جاری رکھو بابائی آواز سن کر مجھے کچھ آسرا ہوا میں نے بہت ہمت کر کے اپنا سبق تیز تیز پڑھنا شروع کر دیا تھوڑی ہی دیر بعد صبح کی آذان ہونے لگی۔

اذان ہوتے ہی وہ شخص غائب ہو گیا مگر میرے جسم میں اتنی طاقت نہیں تھی کہ میں وہاں سے اپنے گاؤں جاسکوں میں اپنے حصار سے باہر نکلا اور اپنے پیروں پر کھڑا ہونے لگا مگر میری ایک ٹانگ بالکل حرکت کرنا چھوڑ گئی تھی کیونکہ ایک جگہ ٹانگ کو رکھ کر میری رگوں کا خون جم گیا تھا میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور اپنے گاؤں کی طرف چل پڑا راستے میں مجھے گل بانو ملی ہیں نے گل بانو کو دیکھا تو گل بانو کی یہ بات سن کر میرے جسم میں جیسے جان آگئی مگر گل بانو مجھے بہت پریشان لگ رہی تھی میں نے پوچھا۔

گل بانو کیا بات ہے تم کیوں اتنی پریشان ہو میری بات سن کر گل بانو کہنے لگی۔

چلہ تو تم نے ختم کر لیا ہے لیکن تم مہاراجہ کو نہیں جانتے وہ بہت ہی خطرناک اور بہت ہی طاقتور آدمی ہے وہ تمہیں مارنے کی ہر ممکن کوشش کرے گا مگر میں تمہیں مارتا ہوا دیکھ نہیں سکتی گل بانو کی بات سن کر میں نے کہا۔

دیکھو گل بانو کتنی مشکلوں سے چلہ کیا ہے یہ میں جانتا ہوں کہ میں اس چلہ کو کرنے میں کس قدر اذیت سے گزارا ہوں اور اب میں جانتا ہوں کہ میں مہاراجہ کو ختم کر سکوں گا۔ تم اب فکر نہ کرو۔

مجھے تمہاری ہی تو فکر لگی ہوئی ہے وہ اداس لہجے

میں ہوئی تو میں نے اس کو تسلی دی تو وہ چلی گئی میں گاؤں جانے کے بجائے سیدھا بابائی کے پاس چلا گیا۔ بابائی مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے۔

بیٹا تم نے بہت تکلیف اور مشکلوں کا سامنا کیا ہے اس کے لیے تمہیں ضرور درد دیتا ہوں بابائی باتیں سن کر میں بہت خوش ہوا میرے جسم سے ابھی تک درد اور جلن کا احساس ختم نہیں ہوا تھا میں نے جب بابائی کو ساری حقیقت بتائی تو وہ کہنے لگے۔

بیٹا اگر تم اتنی ہمت نہ کرتے تو وہ تمام چیزیں تمہیں مار دیتیں۔ اور پھر انہوں نے کچھ پڑھ کر نمبرے اوپر پھونک ماری تو میرے جسم کا تمام درد اور جلن ختم ہو گئی۔ اور میں پہلے کی طرح ہو گیا پھر میں نے بابائی سے کہا۔

بابائی مجھے کیسے پتہ چلے گا کہ مجھ میں کون کون سی طاقتیں آئی ہیں میری بات سن کر وہ مسکرانے لگے اور بولے۔

بیٹا تم میں اب اتنی طاقتیں آگئی ہیں تو سوچ بھی نہیں سکتا۔ وہ سامنے درخت کو کہو کہ اس کو آگ لگ جائے دیکھنا پھر۔

میں نے فوراً درخت کی طرف دیکھ کر کہا آگ لگ چلہ تو درخت کو آگ لگ گئی اور تھوڑی دیر میں درخت جل کر راکھ ہو گیا۔ پھر ایک پتھر کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ پھٹ جا تو میرا ایسا کہنا تھا کہ پتھر پھٹ گیا۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ میں اپنی طاقتیں دیکھ کر بہت خوش ہوا اور پھر میں نے بابائی سے اجازت لی اور اپنے گاؤں آ گیا۔

جب گاؤں پہنچا تو گاؤں والے مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے سارا گاؤں جمع ہو گیا اور مجھ سے کہنے لگے کہ بیٹا کیا تم نے چلہ کر لیا ہے جب میں نے گاؤں والوں کو بتایا کہ میں نے چلہ مکمل کر لیا ہے اور مجھے بہت سی طاقتیں مل گئیں تو میری بات سن کر

گل بانو پری

خونفاک ڈائجسٹ 55

دسمبر 2013

گاؤں کے ایک بزرگ نے پوچھا۔ بیٹا تم کو کیا طاقتیں ملی ہیں ہمیں بھی تو پتہ چلے یہ بات سن کر میں نے گاؤں والوں کو ایک طرف آنے کا اشارہ کیا تو گاؤں والے ایک طرف ہو گئے میں نے ایک بڑے سے درخت کی طرف دیکھا اور کہا۔

جل جاؤ فوراً ہی درخت کو آگ لگ گئی اور وہ درخت تھوڑی ہی دیر میں جل کر راکھ بن گیا پھر میں نے ایک بڑے سے پتھر کی طرف دیکھ کر کہا۔

پھٹ جاؤ تو وہ بڑا پتھر پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا میری یہ طاقتیں دیکھ کر پہلے تو گاؤں والے بہت حیران ہوئے پھر جب میں نے ان سے وعدہ لیا کہ میں اپنے گاؤں کے ہر نوجوان کا بدلہ لوں گا تو میری بات سن کر گاؤں والوں کے دل میں خوشی کی لہر دوڑ گئی میں نے گاؤں والوں سے اجازت لی اور اپنے گھر آ گیا۔

مظہر اور اعجاز میرے پاس آ گئے انہوں نے مجھ سے چلہ کے بارے میں پوچھا تو میں نے انہیں ساری تفصیل بتائی جسے سن کر وہ بہت خوفزدہ ہو گئے اور جب میں نے ان کو ثاقب کے بارے میں بتایا تو ان کو بہت دکھ ہوا مگر میں نے ان سے کہا۔

میں اپنے دوست ثاقب کی موت کا بدلہ ضرور لوں گا میں نے مظہر اور اعجاز سے کہا مجھے اس وقت سخت نیند آرہی ہے اور تھکاوٹ بھی بہت زیادہ ہو رہی ہے مجھے کچھ دیر سونا ہے وہ دونوں ہی چلے گئے مظہر اور اعجاز کے جانے کے بعد میں نے گل بانو کو بلایا اور اس سے مہاراجہ کے بارے میں پوچھنے لگا گل بانو نے کہا۔

میں تمہیں مہاراجہ تک ضرور پہنچا دوں گی مگر اس کام کے لیے تمہیں میرے ساتھ جانا پڑے گا میں نے گل بانو سے کہا۔

ٹھیک ہے تم مجھے مہاراجہ تک پہنچا دو۔

اتنی بات گل بانو سے کر کے میں نے گل بانو سے کہا مجھے بہت سخت نیند آرہی ہے میں سونے لگا ہوں صبح تمہارے ساتھ مہاراجہ کو ختم کرنے کے لیے جاؤں گا وہ چلی گئی۔

صبح میرے جاگنے سے پہلے ہی گل بانو میرے گھر پہنچ گئی تھی تھوڑی دیر کے بعد میں اور گل بانو جنگل کی طرف چل پڑے گل بانو مجھ سے تھوڑے فاصلہ پر چلنے لگی جبکہ میں اس کے پیچھے پیچھے جنگل کی طرف چلنے لگا گل بانو اس لیے آگے چل رہی تھی کہ کہیں مہاراجہ پاس کا کوئی چیلہ ہمیں دیکھ نہ لے اگر انہوں نے مجھے گل بانو کے ساتھ دیکھ لیا تو میں اور گل بانو دونوں کی مشکل میں پھنس سکتے تھے تھوڑا دور جا کر اچانک میرے سامنے سے ریچھ نما شخص نمودار ہوا ریچھ نما شخص نے غصے سے میری طرف دیکھا پہلے تو میں اس کا چہرہ دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا مگر دوسرے ہی لمحہ میں مقابلہ کرنے کے لیے تیار ہو گیا اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا۔

میں آج تم کو زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ اس وقت تم حصار میں تھے جس وجہ سے بچ گئے مگر آج نہیں بچ سکتے میرے دیکھتے ہی دیکھتے ریچھ نما شخص نے منہ سے آگ برسانا شروع کر دی جیسے ہی ریچھ نما شخص نے میرے اوپر آگ برسانا شروع کی تو میں فوراً ایک بڑے پھر کے پیچھے چھپ گیا مگر میرا بیاں ہاتھ آگ کی زد میں آ گیا جس سے میرے پورے بازو میں جلن ہونے لگی ریچھ نما شخص نے میرے چاروں طرف آگ لگادی تھی آگ برسانے کے ساتھ ساتھ وہ زور زور سے کہہ رہا تھا کہ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا۔ میں کافی دیر تک اس پھر کے پیچھے چھپا رہا اور موقع پا کر میں نے اس کی طرف دیکھا اور کہا۔

آگ لگ جا تو ریچھ نما شخص کو فوراً آگ لگ گئی وہ آگ لگنے کے بعد چیخا ہوا ادھر ادھر بھاگتا رہا مگر

مجھے اس پر زرا بھی ترس نہ آیا۔ اور وہ جل کر ختم ہو گیا اس کے ختم ہوتے ہی میں نے ادھر ادھر دیکھا مجھے گل بانو کہیں بھی نظر نہیں آئی میں نے اس کو آوازیں دیں تو دور سے ان کی آواز مجھے سنائی دی وہ کہہ رہی تھی۔

میں اس ریچھ نما شخص کو دیکھ کر دوڑ چلی گئی تھی تاکہ اسے نظر نہ آسکون اگر میں پہلے اسے نظر آجاتی تو وہ مجھے مار دیتا گل بانو کے کہنے پر میں نے دوبارہ آگے بڑھنا شروع کر دیا راستے میں بہت ساری چڑیلوں اور جنوں نے میرا راستہ روکنے کی کوشش کی مگر میں نے اس کو جلادیا کافی دور رہ کر گل بانو ایک جگہ رک گئی اور کہنے لگی۔

میں یہاں سے ایک قدم بھی آگے نہیں جاسکتی کیونکہ اس سے آگے مہاراجہ نے اپنا حصار بنا رکھا ہے اگر میں نے اس کے اندر پاؤں رکھا تو میں جل جاؤں گی پھر گل بانو نے کہا۔

سامنے پہاڑوں کے درمیان ایک وادی ہے اس وادی میں مہاراجہ رہتا ہے اس سے زیادہ میں کچھ بھی نہیں جانتی گل بانو کی بات سن کر میں نے گل بانو سے کہا۔

ٹھیک ہے میں اس سے آگے خود ہی چلا جاتا ہوں گل بانو بولی۔

مہاراجہ بہت طاقتور ہے وہ تمہیں نقصان پہنچانے کی ہر ممکن کوشش کرے گا اس کے لیے تم بہت محتاط رہنا جس میں یہاں ہی تمہارا انتظار کروں گی میں نے گل بانو سے اجازت لی اور آگے بڑھ گیا۔ ابھی میں کچھ ہی دور گیا تھا کہ مجھے ایک جھٹکا لگا اور میں مین پر گر گیا بڑی مشکل سے میں نے خود کو سنبھالا اور چلتے چلتے وادی کے نزدیک پہنچ گیا۔

وہ وادی بہت ہی خوبصورت تھی اتنی خوبصورت کہ میں بیان نہیں کر سکتا وادی پہاڑوں کے درمیان تھی اور چاروں طرف سے پانی کے چشمے بہہ رہے تھے پھر میں وادی میں داخل ہو گیا وادی میں موجود

مکانوں کو دیکھ کر ایسا لگتا تھا جیسے یہ مکان ہیرے کے بنے ہوئے ہیں وادی سے گزرتے ہوئے مجھے وہاں کوئی بھی نظر نہیں آیا ساری وادی ویران تھی پھر میری نگاہ ایک غار پر پڑی تو میں غار کی طرف چل پڑا غار کے نزدیک پہنچ کر میں نے دیکھا تو مجھے ایک شخص نظر آیا۔ میں اس شخص کے پیچھے جانے لگا وہ شخص غار میں جاتے ہی کہیں غائب ہو گیا۔

میں کافی دیر اس غار میں پھرتا رہا لیکن وہ شخص مجھے کہیں بھی نظر نہ آیا۔ غار میں بہت دور نکل چکا تھا کہ میری نظر گل بانو کی بمشکل لڑکی پر پڑی تو اس وقت بھی اپنے کندھوں پر کچھ اٹھائے ہوئے جا رہی تھی میں نے اس لڑکی کا پیچھا کیا اور جہاں وہ لگی تھی میں بھی اس کے پیچھے پیچھے چلتا گیا پھر وہ لڑکی ایک جگہ رکی اور ایک کمرے میں داخل ہوئی میں نے کمرے میں دیکھا تو حیران رہ گیا کہ کمرے میں تقریباً سو کے قریب انسانی گردنیں لٹک رہی تھیں اور ان گردنوں کے درمیان ایک کالے رنگ کا شخص بیٹھا ہوا تھا وہ لڑکی اس شخص کے پاس گئی اور اسے کچھ کہنے لگی تو اس شخص نے لڑکی کو مارنا شروع کر دیا اور پھر کچھ پڑھ کر اس لڑکی پر پھونکا تو وہ تڑپنے لگی پھر وہ شخص غصے سے اٹھا اور ایک بت کے سامنے جا کر بیٹھ گیا اور اس سے باتیں کرنے لگا اس بت نے اس شخص کو کہا۔

وہ اور دس نوجوانوں کی گردنیں یہاں لائے اس کے بعد وہ بہت طاقتور ہو جائیگا یہ سب کچھ سن کر میں سمجھ گیا کہ یہی مہاراجہ ہے میں بہت گھبرا گیا اور سوچنے لگا کہ اس کو ختم کرنے کے لیے کیا کیا جائے میں سوچ رہا تھا کہ وہ لڑکی جس پر شخص نے کچھ پڑھ کر پھونکا تھا اس کے پیٹ سے ایک اور انسانی گردن نکل آئی گردن نکلنے ہی وہ شخص اٹھا اور اس نے گردن اٹھا کر پانی گردنوں کے ساتھ لگا دی گردن لٹکانے کے بعد وہ شخص لڑکی کو کہنے لگا۔

میں نے تم کو کتنی مرتبہ کہا ہے کہ تم لوگوں نے گردن کو نہیں کھانا مگر میرے منع کرنے کے باوجود بھی تم ایسا ہی کرتی ہو پھر اس شخص نے غصے سے اس لڑکی کو کہا اگلی بار مجھے نو گردنیں چاہیے وہ بھی ان نوجوانوں کی جو بیس سال سے کم عمر ہوں گوشت بے شک تم کھا لینا۔ مگر گردن نہیں کھانی اتنی بات کر کے اس شخص نے لڑکی کو کہا۔

دفع ہو جاؤ اور جلد سے جلد گردنیں لے کر آؤ اس کی بات سن کر وہ لڑکی باہر نکل گئی اور غائب ہو گئی میں کافی دیر تک اس شخص کو دیکھتا رہا مگر مجھے کچھ سمجھ نہیں آئی کہ میں اس کو کس طرح ماروں میں اس کمرے سے باہر آ گیا اور آگے چلتے لگا تو مجھے غار کا دروازہ نظر آیا میں غار سے باہر نکلا تو میرے سامنے ایک اور وادی آگئی یہ وادی پہلی وادی سے مختلف تھی میں پہلے سوچنے لگا کہ شاید اس وادی میں مجھے مہاراجہ کو مارنے کے لیے کچھ نہ پھل جائے میں اس وادی کی طرف چل دیا اس وادی میں بھی بہت خوبصورت گھر بنے ہوئے تھے میں وادی میں چلتا گیا۔

میری نظر ایک پرانی حویلی پر پڑی پہلے تو میں اس حویلی کو دیکھتا رہا پھر میں نے اس حویلی کے اندر جانے کا فیصلہ کر لیا جیسے ہی میں حویلی میں داخل ہوا تو مجھے عجیب سا خوف محسوس ہونے لگا حویلی میں ایک عجیب قسم کا سانا چھایا ہوا تھا پھر میری نظر اس حویلی پر موجود ایک خوبصورت جسم پر پڑی جو بالکل انسانی روپ میں تھا میں کافی دیر اس جسم کو دیکھتا رہا اور جب میں نے اس جسم کو چھو کر دیکھا تو مجھے زور دار جھٹکا لگا میں فوراً ہی پیچھے ہٹ گیا میرے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی۔ میں نے سوچا کہ اس حویلی سے باہر نکل کر دوبارہ غار کی طرف چلا جاؤں۔ جب میں حویلی سے نکلنے ہی والا تھا کہ مجھے اس جسم سے آواز سنائی دی۔

رکوں میں یہ آواز سن کر چونک گیا اور مجھے کو پھر سے دیکھنے لگا ایک بارت پھر مجھے جسے سے آواز سانی دی۔

ڈرومت میں تم کو کچھ نہیں کہوں گا میں کوئی جن نہیں بلکہ تمہاری طرح کا انسان ہوں میں جسے کو دیکھنے لگا کہ پھر سے مجھے آواز آئی مجھے معلوم ہے کہ تم یہاں کیوں آئے ہو تم مہاراجہ کو ختم کرنے آئے ہو جسے کی بات سن کر میں حیران رہ گیا اور سوچنے لگا کہ اسے کیسے پتہ چلا کہ میں مہاراجہ کو ختم کرنے کے لیے آیا ہوں پھر مجھے سے آواز آئی وہ کہنے لگا۔

میں بھی کافی عرصہ پہلے مہاراجہ کو ختم کرنے آیا تھا مگر اس مہاراجہ کو ختم نہ کر سکا تو اس نے مجھے قید کر لیا اس وادی میں موجود تمام مخلوق کو مہاراجہ یا تو ختم کر چکا ہے یا پھر قید کر لیا ہوا ہے اگر آج تم مجھے نہ چھوڑتے تو میں بھی ابھی تم سے بات نہ کرتا۔

میں نے کہا۔ مہاراجہ کو ختم کرنے کے لیے کیا کرنا ہوگا۔ مجسمہ بولا۔

یہاں سے سات سمندر پار ہیرے کی وادی ہے اس وادی سے تقریباً پچاس کلومیٹر کے فاصلہ پر ایک کالے رنگ کی پہاڑی ہے اس پہاڑی میں ایک طوطا ہے اور مہاراجہ کی جان اس طوطے میں ہے اگر تم اس طوطے کو حاصل کر لو تو مہاراجہ خود بخود تمہارے قبضے میں آجایگا طوطے کے ارد گرد کی جن اور چڑیلوں اس کی حفاظت کے لیے موجود ہیں جو تمہیں ہر طرح سے موکے کی کوشش کریں گے۔

میں مجھے کی باتیں سن کر اس حوصلے سے باہر نکل آیا اور سوچنے لگا کہ سات سمندر پار کیسے جایا جائے میں نے اپنی جیب سے انگوٹھی نکال کر گڑی تو گل بانو میرے پاس آگئی میں نے گل بانو سے کہا میں طوطے کو مارنا چاہتا ہوں کیسے ماروں۔

وہ بولی میں تم کو مشورہ دے سکتی ہوں آگے تمہارا کام ہے۔

ہاں ہاں بتاؤ۔ میں نے کہا تو وہ بولی۔

مجھ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ میں آگے جاسکوں لیکن جب تم اس وادی سے باہر نکلو گے تو آگے جا کر تمہارے سامنے خون کا دریا آئے گا جس میں انسانی شکل کی گردنیں تیر رہی ہوں گی جب تم ان گردنوں کو باہر نکالو گے تو ان گردنوں کے ساتھ دھڑ بھی لگ جائیں گے اور وہ کسی انسانی شکل میں تمہارے سامنے آجائیں گے تم ان کو جہاں بھی کہو گے وہ تمہیں وہاں لے جائیں گے میں نے وجہ پوچھی کہ وہ انسانی گردنوں والے شخص جو دریا میں ہوں گے وہ کون ہیں میری بات سن کر گل بانو نے کہا۔

وہ سب مسلمان جن ہیں جن کو مہاراجہ نے قید کر رکھا ہے اور ایک تم ہی ہو جو انہیں آزاد کروا سکتے ہو اتنی بات کر کے گل بانو بھی چلی گئی میں وادی سے نکل کر آگے چلتا رہا اور کافی فاصلہ پر جا کر مجھے خون کا دریا نظر آیا گل بانو نے جو بات بتائی تھی اسی طرح میں نے خون کے دریا میں سے ایک گردن کو نکالا تو وہ بالکل انسانی شکل میں آگیا مگر وہ انسان نہیں تھا جن تھا جن نے مجھے کہا۔

میں تمہارا بہت شکر گزار ہوں کہ تم نے مجھے یہاں سے آزاد کر لیا اسی طرح میں نے دریا میں قید سارے جنوں کو آزاد کر دیا تمام جنوں نے میرا شکریہ ادا کیا پھر میں نے ایک بزرگ جن سے کہا۔

آپ مجھے سات سمندر پار اس کالی پہاڑی تک پہنچادیں جہاں مہاراجہ نے طوطے میں اپنی جان ڈالی ہوئی ہے میں وہ طوطا حاصل کر کے مہاراجہ کو ختم کرنا چاہتا ہوں۔

میری بات سن کر بزرگ جن نے کہا۔

میں تمہیں وہاں تک پہنچا دیتا ہوں پھر اس جن نے میرا ہاتھ پکڑا اور کچھ پڑھا تو ہم وہاں سے غائب ہو گئے اور ہیرے کی وادی میں پہنچ گئے ہیرے کی وادی سے تھوڑا آگے جا کر جن ایک جگہ کھڑا ہو گیا۔

میں نے رکنے کی وجہ پوچھی تو وہ بولا۔ میں اس سے آگے نہیں جاسکتا اگر میں آگے گیا تو ختم ہو جاؤں گا کیونکہ آگے مہاراجہ کا علاقہ شروع ہو جاتا ہے میں نے جن سے کہا۔

تم یہاں پر ہی میرا انتظار کرو میں وہ طوطا لے کر آتا ہوں پھر تم مجھے واپس میری دنیا میں چھوڑ دینا اس کے بعد تم سب آزاد ہو۔

جن نے کہا ٹھیک ہے میں یہاں ہی آپ کا انتظار کروں گا انتہیات کر کے میں آگے کی طرف چلنے لگا میری نظر کالی پہاڑی پر پڑی پس جلدی سے پہاڑی کی طرف چلنے لگا تھوڑی دیر بعد رات کا اندھیرا چھانے لگا میں چلنے چلنے اس پہاڑی کے پاس پہنچ گیا جیسے ہی میں پہاڑی کے اندر داخل ہونے لگا تو ایک چڑیل نے میرے اوپر حملہ کر دیا میں نے اس سے بچ لپکا کر کے اسے ختم کر دیا اس کے علاوہ اور بھی کئی جنوں اور چڑیلوں نے مجھے روکنے کی کوشش کی مگر میں نے سب کو جلا دیا میری نظر طوطے پر پڑی مگر جب میں نے دائیں بائیں دیکھا تو وہاں تین طوطے اور بھی تھے سب دیکھ کر میرا دماغ چکر اٹھا مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کس طوطے میں مہاراجہ کی جان ہے۔ اچانک سے میرے سامنے وہی کالا شخص آگیا جس کو میں نے غار میں دیکھا تھا اس شخص نے مجھے کہا کہ تم نے یہاں آکر بہت بڑی غلطی کی ہے تم یہاں سے زندہ واپس نہیں جاسکتے اس شخص نے طوطوں کی طرف دیکھا تو انہوں نے میرے اوپر حملہ کر دیا طوطے میرے جسم کی ہونیاں نوچنے لگے میں نے بچنے کی بہت کوشش کی مگر میں ناکام رہا۔

وہ شخص وہاں کھڑا زور زور سے ہنسنے لگا میرے پورے جسم سے خون نکلنے لگا جب میں نے غور سے دیکھا تو ایک طوطا وہاں پر ہی بیٹھا ہے وہ مجھے مارنے کی کوشش بھی نہیں کر رہا تھا میرے ذہن میں خیال آیا کہ ہو سکتا ہے یہ وہی طوطا ہو جس میں مہاراجہ کی جان

قید ہے میں فوراً اس طوطے کی طرف بھاگا اور جا کر اسے پکڑ لیا جیسے ہی طوطا میرے ہاتھ لگا تو دوسرے طوطے غائب ہو گئے وہ شخص جو تھوڑی دیر پہلے کھڑا تھا اب رہا تھا کہنے لگا۔

یہ طوطا میرے حوالے کر دو میں تمہیں کچھ نہیں کہوں گا میں سمجھ گیا کہ یہی شخص مہاراجہ ہے وہ شخص میری منتیں کرنے لگا کہ میں اس کو طوطا دے دوں مگر میں نے اس کی ایک نہ مانی اور طوطے کی ایک ٹانگ توڑ دی جیسے ہی میں نے طوطے کی ٹانگ توڑی تو مہاراجہ کی ٹانگ بھی ٹوٹ گئی۔

مہاراجہ میرے سامنے گر گزرا نے لگا مگر مجھے مہاراجہ پر ترس نہ آیا۔ اور میں طوطے کی گردن توڑ دی اور مہاراجہ ختم ہو گیا مہاراجہ کے ختم ہوتے ہی پوری پہاڑی ہلنے لگی اور پھر گرنے لگے میں فوراً وہاں سے بھاگا اور پہاڑی سے تار نکل آیا میرے پہاڑی سے باہر آتے ہی پوری پہاڑی زمین بوس ہو گئی اگر میں چند سیکنڈ بھی لیٹ ہو جاتا تو شاید اس پہاڑی کے نیچے آکر مر جاتا۔ میں نے خدا کا شکر ادا کیا اور وادی میں سے ہوتا ہوا جن کے پاس پہنچ گیا اور جن کو کہا۔

وہ مجھے واپس میری دنیا تک پہنچا دے میری بات سن کر جن نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم غائب ہو گئے۔ جنم مجھے واپس میری دنیا میں چھوڑ کر چلا گیا۔ مہاراجہ کو تو میں ختم کر دیا تھا مگر گل بانو کی ہمشکل جس کے پاؤں کی مٹی میں نے اٹھائی تھی وہ ابھی زندہ تھی میں نے قبرستان جا کر اس لڑکی کے پاؤں کی مٹی کو نکالا اور اپنے ساتھ اپنے گھر لے آیا تھوڑی ہی دیر میں گل بانو میرے پاس آگئی۔ میں نے کہا۔

میں نے مہاراجہ کو ختم کر دیا ہے۔ میری بات سن کر وہ بہت خوش ہوئی میں نے کہا میں اب مٹی کا کیا کروں گل بانو بولی۔

جب تک مٹی تمہارے پاس ہے وہ لڑکی تمہارا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتی مہاراجہ کو تم نے ختم کر دیا مگر اس

لڑکی کو ختم کرنا بہت ہی ضروری ہے ورنہ وہ لڑکی تمہیں نقصان پہنچانے کی کوشش کرے گی میں نے گل بانو سے کہا۔

گل بانو تم مجھے اس لڑکی تک پہنچا دو تاکہ میں اسے بھی ختم کر سکوں گل بانو نے کہا۔

ٹھیک ہے میں اسے یہاں لانے کی کوشش کرتی ہوں اتنی بات کہہ کر گل بانو غائب ہو گئی شام کے وقت گل بانو کی بمشکل لڑکی میرے پاس آئی اس کا چہرہ بہت ہی بھیا تک تھا وہ مجھے غصہ سے کہنے لگی تم یہ مٹی میرے حوالے کر دو ورنہ میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی میں نے جیب سے مٹی نکالنا چاہی مگر جیسے ہی اس نے میری طرف دیکھا تو وہ مٹی میرے ہاتھ سے گر گئی اس لڑکی نے مجھے مارنے کی بہت کوشش کی مگر میں بچ گیا تھوڑی ہی دیر بعد گل بانو بھی وہاں آ گئی اس لڑکی کو دیکھ کر کہا۔

میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گی اگر تم نے اس لڑکے کو کوئی نقصان پہنچایا تو اس لڑکی نے گل بانو سے کہا۔

اگر یہ مٹی میرے حوالے کر دے تو میں اسے کچھ نہیں کہوں گی۔

میں نے کہا میں یہ مٹی ہرگز اس کو نہیں دوں گا چاہے کچھ بھی ہو جائے۔

میرا ایسا کہنا تھا کہ اس لڑکی نے مجھ پر پتھر برسانا شروع کر دیے گل بانو کو یہ سب دیکھ کر بہت غصہ آیا اس نے اس کو بالوں سے پکڑ لیا اور مارنے لگی کافی دیر تک وہ دونوں آپس میں لڑتی رہیں اور دونوں کے جسموں سے خون جاری ہو گیا تھا پھر اس لڑکی نے گل بانو کو اٹھا کر در پھینک دیا اس لڑکی نے کچھ پڑھا تو اس کے ہاتھ میں ایک تیز دھار خنجر آ گیا اس نے تیزی سے وہ خنجر گل بانو کے پیٹ میں گاڑ دیا جس سے گل بانو گر گئی اور اس کے پیٹ سے خون جاری ہو گیا۔ گل بانو کی یہ حالت دیکھ کر میں بھاگتا ہوا گل

بانو کے پاس گیا گل بانو درد سے تڑپ رہی تھی اس کی سانسیں اٹھڑی ہوئی تھیں ایسا لگتا تھا جیسے وہ تھوڑی ہی دیر میں ختم ہو جائے گی مجھے گل بانو کی یہ حالت دیکھ کر بہت غصہ آیا اور میں نے فوراً مٹی اٹھا کر اس لڑکی اوپر پھینک دی مٹی پڑتے ہی اس لڑکی کو آگ لگ گئی اور میرے دیکھتے ہی دیکھتے وہ ختم ہو گئی۔

میں فوراً گل بانو کے پاس پہنچا اور دیکھا گل بانو اپنے آخری سانس لے رہی تھی گل بانو نے مجھے کہا۔

میں نے بہت سے نوجوانوں کو گمراہ کر کے مہاراجہ کے پاس پہنچایا تھا جس وجہ سے تم نے مہاراجہ کو ختم کرنے کے لیے اتنی تکالیف کا سامنا کیا ہے میں بہت ہی گنہگار ہوں میں خدا سے توبہ کرتی ہوں اگر ہو سکے تو تم بھی مجھے معاف کر دینا میں نے کہا۔

تم کون سا اپنی خوشی سے یہ سب کرتی رہی تھی اگر تم یہ کام نہ کرتی تو کوئی اور کر لیتا۔ میری بات سن کر اس نے ایک گہری سانس لی اور کہا۔

ہاں واقعی سچ کہتے ہو میں نے یہ سب کچھ اپنی خوشی کے لیے نہیں کیا تھا مجبور ہو کر کرتی رہی ہوں اگر میں یہ کام نہ کرتی تو وہ کسی اور سے یہ کام کروا لیتا تم بہت ہی اچھے انسان ہو اگر آج تم نہ ہوتے تو نجانے میں اور کتنے گناہ کرتی لیکن تمہاری وجہ سے میں سیدھی راہ پر آ گئی ہوں اتنی بات کر کے گل بانو ختم ہو گئی۔ اس کی موت پر میری آنکھوں میں آنسوؤں کا سلسلہ جاری ہو گیا کیونکہ مجھے اس سے پیار ہو گیا تھا وہ بہت ہی خوبصورت تھی بہت ہی پیاری تھی اس کا جلتا ہوا جسم میرے سامنے تھا جو دھیرے دھیرے ختم ہو جا رہا تھا۔ میں ٹوٹے ہوئے دل کے ساتھ گھر آ گیا۔

دوسرے دن جب میں گھر سے باہر نکلا اور گاؤں والوں کو بلایا تو گاؤں والے مجھے دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے پھر میں نے گاؤں والوں کو کہا۔ میں نے سب کو ختم کر دیا ہے۔

گاؤں والوں کے چہروں پر رونق آ گئی ان کو

یقین ہی نہیں ہو رہا تھا کہ میں ایسا کر گزر رہا ہوں۔ تب ایک عورت بولی۔

واقعی بی بی ناتم نے اس چڑیل کو ختم کر دیا ہے۔ ہاں اماں میں نے صرف اس چڑیل کو ہی ختم نہیں کیا ہے بلکہ ان سب کو بھی مار دیا ہے جو اس چڑیل سے یہ کام کرواتے تھے اب ہمارے گاؤں میں کوئی بھی نوجوان غائب نہیں ہوگا اور کسی بھی گمراہے روئے کی آواز نہیں آئے گی میری بات سن کر ان سب نے سکون کا سانس لیا اور پھر سب گاؤں والوں نے مجھے بہت سی دعائیں دیں۔

آج پیکچر اینڈنگ کرنے کے بعد جب میں مظہر اور اعجاز کے ساتھ لکھنئیں پر بیٹھا چائے پی رہا تھا تو ثاقب کی یاد آ گئی ہم دوستوں نے ثاقب کی مٹی کو بہت محسوس کیا مگر ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ ایک دفعہ جو اس دنیا سے چلا جاتا ہے تو پھر واپس نہیں آتا۔ ہمارا وہ دوست بھی ہم سے ہمیشہ کے لیے اس دنیا سے چلا گیا تھا اب ہمارے پاس اس کی یادوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا۔ وہ تھا اور اس کی یادیں تھیں۔

کچھ عرصہ بعد ہمارے سالانہ پیریز ہو گئے اور ہم سب اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو گئے میری بھی شادی ہو گئی اور آج ماشاء اللہ میرے تین بچے ہیں جب بھی میرے ذہن میں پرانی یادیں آتی ہیں تو میرا جسم ایک بار لرز جاتا ہے لیکن خوشی کی بات یہ بھی کہ کافی عرصہ سے ہمارے گاؤں میں کوئی اور ایسا واقعہ دوبارہ نہیں ہوا تھا سب گاؤں والوں کو پتہ چل گیا تھا کہ میں نے ان سے جو کچھ کہا تھا سب سچ کہا تھا اب ہر کوئی اپنی زندگی جی رہا ہے کسی کو بھی کسی چڑیل کا خوف نہیں ہے۔

آج عرصہ بعد مجھے گل بانو کا خیال آیا تو میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے کیونکہ مجھے بھی گل بانو سے پیار ہو گیا تھا لیکن میں کچھ نہیں کر سکتا تھا لیکن جب پرانی یادوں میں کھوجاتا ہوں تو مجھے بہت

اچھا لگتا ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے گل بانو میرے آس پاس ہی نہیں ہو سکی نے سچ کہا ہے۔ کسی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ وہی ہوتا ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ کیسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے ضرور مجھے نوازے گا۔ میں آپ کی رائے کا منتظر ہوں گا۔

- ۱۔ اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو نہ جانے کس محفل میں زندگی کی شام ہو جائے
- ۲۔ عرو دراز۔ کندیاں خاص
- ۳۔ کون چھو کر انہیں گزرا ہے کہ کھلے جاتے ہیں اتنے سرشار تو پہلے نہ تھے ہونٹوں کے گلاب
- ۴۔ محمد اسحاق انجم۔ لکھن پور
- ۵۔ وہ پتھر ہے تو ہمارا بھی یہ بڑبڑی ہے کہ جسے ہمارے لب چھو جائیں وہ پتھر بول اٹھتے ہیں
- ۶۔ رابی۔ منڈی بہاؤ الدین
- ۷۔ تیرا پیار جسے ساری عمر نصیب ہو گا وہ شخص میری نظر میں سب سے خوش نصیب ہو گا
- ۸۔ ربیعہ ارشد۔ منڈی بہاؤ الدین
- ۹۔ چہرہ تو چمپا لیا ہے اب آنکھیں بھی چمپا لوفنا ہم دل میں اتر جاتے ہیں آنکھوں کے راستے
- ۱۰۔ ربیعہ ارشد۔ منڈی بہاؤ الدین
- ۱۱۔ سدا رہی ہونٹوں پہ آخری دم تک دیکھا نہ تو نے ہونٹوں پہ تیرے پیام تھے
- ۱۲۔ اے ڈی کنول۔ ساکھڑ
- ۱۳۔ تم بن مسکرا کر دیکھنا تو کسی تیری خاطر خوشیاں بھی لہا دیں گے
- ۱۴۔ اے ڈی کنول۔ کچھرو
- ۱۵۔ زمین کے آستانوں سے فلک کے چاند تاروں تک کوئی اہل وفا ڈھونڈو اگر ہم بے وفا ہیں تو
- ۱۶۔ اے سانجی۔ سیت پور
- ۱۷۔ نقیب لمحہ بہ لمحہ ہے وقت کی آواز نہ اب بہار کس آسمان کا انتظار کرو
- ۱۸۔ واجد گیلوی۔ کراچی

احساسِ ندامت

-- تحریر: قلم نشاد۔ رتوال۔ فتح جنگ۔

احزم اور احسن حیرت زدہ نگاہوں سے تلوار کو دیکھنے لگے ڈھانے نے دوسرا گولہ پھینکا لیکن تلوار سے ٹکراتے ہی وہ بھی غائب ہو گیا۔ احزم پھرئی سے آگے بڑھا اور ڈھانچے کی ہڈیوں کا سرا بنادیا۔ ڈھانچے کا حال دیکھ کر رنجیت غصے سے چیخ اٹھا احزم رنجیت سے مقابلہ کرنے کے لیے آگے بڑھا تو رنجیت نے اسے اٹھا کر دیوار پر دے مارا احسن نے احزم کا یہ حال دیکھا تو وہ تڑپ اٹھا اور آگے بڑھ کر رنجیت کو ٹانگ سے پکڑ لیا اور اوپر اچھال دیا۔ رنجیت اڑتا ہوا نیچے آگرا تو احسن نے اس پر کموں کی بارش کر دی لیکن اگلے ہی لمحے رنجیت نے احسن کو دور پھینک دیا۔ رنجیت دیکھنے میں تو کافی کمزور تھا لیکن اس کے کمزور بازوؤں میں بے انتہا طاقت تھی رنجیت غصے سے غراتا ہوا احسن کی طرف بڑھا اور اس کے بالوں سے پکڑ کر اس کا سر زور زور سے عمار کی دیواروں پر مارنے لگا۔ احسن کی درد بھری چیخیں وہاں گونجنے لگیں احزم اٹھا اور تلوار مضبوطی سے پکڑ لی۔ خبیث چھوڑو اسے اور مجھ سے مقابلہ کرو احزم نے چیخ کر کہا۔ مجھے خبیث کہا تو نے رنجیت غصے سے کانپتے ہوئے بولا اور ہوا کے جھوکے کی تیزی کی طرح احزم کی طرف بڑھا لیکن اگلے ہی لمحے احزم نے بھاگتے ہوئے تلوار رنجیت کے سینے میں اتار دی رنجیت کی بھیانک اور کرہناک چیخیں وہاں گونجنے لگیں اس کے سینے سے گندہ سیاہ خون بہہ بہہ کر زمین کو گندہ کر رہا تھا۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

احزم بھی دروازہ بند کر کے اس کے پیچھے چلے لگا۔

ناراض ہو مجھ سے احزم نے پوچھا۔

نہیں وہ بے زاری سے بولی

پھر تمہارا موڈ کیوں آف ہے۔ احزم نے

جیرا گئی سے پوچھا۔

تمہیں اس سے مطلب عطار یہ کہتی ہوئی اندر

کی طرف بڑھ گئی احزم اس کے اس رویے پر حیران

ہو رہا تھا آج سے پہلے عطار یہ نے بھی احزم سے

اس طرح بات نہیں کی تھی۔

عطار یہ بیٹا کون ہے عطار یہ کی ماما نے عطار یہ

کو تیزی سے کمرے میں جاتے ہوئے دیکھا تو

پوچھا۔

عطار یہ لان میں اداس بیٹھی ہوئی تھی پریشانی اس کے چہرے پر نمایاں تھی وہ دنیا و جہاں سے بے خبر کسی گہری سوچ میں گم سم تھی بھی اس کا خوبصورت چہرہ مسکرا اٹھتا تو کبھی مرجھا جاتا آنکھوں میں خوف اتر آتا پھر نجانے کیا سوچ کر اس کے چہرے کے ساتھ ساتھ آنکھیں بھی مسکرا اٹھتیں وہ اپنی دنیا میں مست تھی کہ دروازے کی تیل بجی وہ چونک کر اٹھی دروازہ کھولا تو سامنے احزم کھڑا تھا احزم کو دیکھ کر اسے ذرہ بھی خوشی نہ ہوئی۔ ہائے سنگین تر جی کیسی ہو۔ احزم نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

ٹھیک ہوں وہ ننگی سے کہتی ہوئی چل دی

خونفاک ڈائجسٹ 62

دسمبر 2013

احساسِ ندامت

خونفاک ڈائجسٹ 63

دسمبر 2013

آپ خود ہی دیکھ لیں۔ عطار یہ تیزی سے کہتی ہوئی اپنے کمرے میں کھس گئی یہ نہیں اس لڑکی کو آج کل کیا ہو گیا ہے سیدھے منہ بات ہی نہیں کرتی عطار یہ کی ماما بڑا نہیں اور باہر ان میں آئیں اتر م کو حیران پریشان کھڑا دیکھ کر وہ گھبرا گئیں۔

کر تپ اٹھا وہ تیزی کے ساتھ چلا ہوا اس کی طرف بڑھا وہ سر جھکائے بیٹھی تھی احسن نے کھانٹتے ہوئے اسے اپنی طرف متوجہ کیا اس نے سر اٹھا کر اوپر دیکھا اس کے رخساروں پر آنسوؤں کی ایک لڑی تھی احسن کا دل چاہا کہ وہ اس کے آنسو اپنے ہاتھوں میں جذب کر لے لیکن وہ لوگوں کے سامنے خود کو تماشہ نہیں بنانا چاہتا تھا اس لڑکی نے جب ایک اجنبی شخص کو اپنے سامنے کھڑا دیکھا تو وہ گھبرا سی گئی اس نے جلدی سے اپنے آنسو دوپٹے میں جذب کر لے۔

باز وچھڑا کر بھاگنے کے انداز میں پارک سے نکل گئی
احسن وہاں ہی کھڑا تھا میرا نام بھی احسن ہے میں
اتنی آسانی سے تمہارا پیچھا چھوڑنے والا نہیں ہوں
تمہارے دل کا حال ضرور جان کر رہوں گا احسن
بڑبڑایا آج تو وارثی اس تمہارا کو میرے۔ احسن کا
موبائل بجا ہیلا احسن نے کال ریسروکی ابو میں ایک
دوست کے ساتھ ہوں بس ابو میں دس منٹ میں
آتا ہوں احسن نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا اور اپنی
موٹر بائیک پر بیٹھ کر گھر کی طرف چل دیا۔

مگتیر کو بھولتی جا رہی ہے وہ دھیرے دھیرے میری محبت میں پاگل ہو رہی ہے ہر وقت میرے ہی بارے میں سوچتی رہتی ہے میں اکثر دن کو بھی غائب ہو کر اس کے پاس رہتا ہوں وہ ہر وقت گہری سوچوں میں ڈوبی رہتی ہے اکاش بھوت نے بتایا۔ یہ تو بہت اچھی بات ہے بس تو جتنا جلدی ہو سکے اس لڑکی کو یہاں لے آ اور اس بات کا خیال رکھنا کہ وہ لڑکی اپنی مرضی سے یہاں آئے اور ہاں اس لڑکی پر اپنا طلسم مت چھوڑنا ورنہ وہ لڑکی میرے لیے بیکار ہو جائے گی اور میرا چلہ بھی ناکام ہو جائے گا میں یہ بھی برداشت نہیں کر سکتا کیونکہ اس چلے میں میری برسوں کی محنت شامل ہے میں نے اس چلے کا مکمل حاصل کرنے کے لیے چندہ سال لگائے ہیں اور تم تو جانتے ہو کہ میں ہار کبھی بھی صورت میں برداشت نہیں کروں گا۔ وہ غضبناک ہو کر بولا۔

آپ بے فکر رہیں میں اس لڑکی پر اپنا طلسم نہیں چھوڑوں گا اسے تو یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ میں ایک بھوت ہوں وہ تو سمجھتی ہے کہ میں پرستان کا شہزادہ ہوں اور پرستان سے خاص اسے ملنے آتا ہوں مجھے یقین ہے کہ وہ بہت جلد میرے پیار کے جادو میں پاگل ہو کر یہاں آجائے گی اکاش بھوت نے بتایا تو رنجیت جادوگر کے خوفناک چہرے پر ایک بھیا نک مسکراہٹ پھیل گئی۔

اچھا اب تم جاؤ یہاں سے اگر تم نے کوئی غلطی کی تو تمہیں اس کی بہت ہی بھیا نک سزا ملے گی ہر کام بہت سوچ سمجھ کر کرنا رنجیت جادوگر نے کہا تو اکاش بھوت سر جھکا کر غائب ہو گیا۔ جبکہ رنجیت جادوگر چلہ میں مصروف ہو گیا۔ اسے اپنے ارگرد سفید دھواں اڑتا ہوا نظر آ رہا تھا رنجیت بہت خوش ہو رہا تھا کیونکہ وہ اسی دھواں کو ہی قابو کرنے کے لیے چلہ کر رہا تھا وہ دھواں کافی دیر تک رنجیت

جادوگر کے گرد چکر لگاتا رہا پھر غائب ہو گیا۔

عطاریہ اور احزم آپس میں کزن بھی ہیں اور مگتیر بھی دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت محبت کرتے ہیں دونوں ہی اک دوسرے کے بغیر جینے کا تصور بھی نہیں کر سکتے ہیں احزم تو اپنی جان سے بھی زیادہ عطاریہ کو چاہتا ہے عطاریہ اکثر احزم سے ناراض ہو جاتی ہے کیونکہ احزم آفس کے کام کی وجہ سے عطاریہ کے گھر نہیں آتا تو وہ اس سے ناراض ہو جاتی ہے لیکن اس دفعہ اس کے ناراض ہونے کی وجہ کچھ اور ہی تھی اس کی زندگی میں کوئی اور آگیا تھا احزم کو دیکھ کر اسے ذرہ بھی خوشی نہیں ہوئی تھی احزم سے وہ بے پناہ محبت کرتی تھی اسے اپنے آپ سے بھی زیادہ چاہتی تھی لیکن اس نے شہزادے کو دیکھا تو وہ اس کی دیوانی ہو گئی تھی اس کے دل سے احزم کا پیار نکل گیا تھا اس شہزادے نے اسے اپنا نام شہزادہ بتایا تھا وہ بہت ہی خوبصورت تھا اس کی بڑی بڑی کالی سیاہ آنکھیں سفید رنگ اور لمبا قد تھا اس کی آنکھوں میں ایک عجیب سی براسرار کشش تھی جو ہر دیکھنے والے کو اپنے حجر میں جکڑ لیتی تھی وہ رات کے اندھیرے میں آتا اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ساری رات باتیں کرتے رہتے صبح ہوتے ہی وہ چلا جاتا اس کی اصل حقیقت کیا تھی عطاریہ یہ نہیں جانتی تھی وہ اصل میں شہزادہ نہیں بلکہ اکاش بھوت تھا جو رنجیت جادوگر کے کہنے پر ایسا کر رہا تھا عطاریہ کو شہزادے کے روپ میں ملتا تھا تا کہ اسے اپنے پیار کے جال میں پھنسا کر رنجیت کے پاس لے آئے رنجیت ایک ایسا چلہ کرنا چاہتا تھا جس سے وہ دنیا کا طاقتور جادوگر بن جائے اس چلے کے لیے اسے پانچ ایسی لڑکیوں کی ضرورت تھی جو چاند کی چودھویں کو پیدا ہوئی تھیں اور وہ لڑکیاں اپنی مرضی سے وہاں آئیں چار لڑکیوں کو اکاش بھوت پہلے ہی

رنجیت کے حوالے کر چکا تھا رنجیت نے ان لڑکیوں کو ایک تہہ خانے میں قید کر رکھا تھا اب آخری لڑکی یعنی انہیں اب عطاریہ کی ضرورت تھی جس میں وہ کافی حد تک کامیاب بھی ہو گئے تھے رنجیت اگر چلہ کر کے ان لڑکیوں کا خون پی لے تو وہ جادوگروں کا سب سے بڑا جادوگر بن جائے۔

احزم کی دو بہنیں تھیں ایک سامعہ اور دوسری ساریہ احزم دونوں سے بے پناہ پیار کرتا تھا وہ تینوں ہی ماما بابا کے لاڈلے ہیں لیکن اس کی بہن سامعہ نے انہیں بہت بڑا دکھ دیا اور وہ کسی لڑکے کے ساتھ گھر سے بھاگ گئی سامعہ کے جانے کے بعد وہ سب ٹوٹ کر رہ گئے اس موقع پر عطاریہ نے انہیں حوصلہ دیا کیونکہ وہ احزم کی کزن ہے وہ ہر روز احزم کے گھر آتی تھی اور انہیں حوصلہ دیتی احزم اور عطاریہ محبت کرتے تھے ان کی محبت کسی سے چھپی نہ تھی ان کی محبت سے ان کے ماں باپ بھی واقف تھے اس لیے ان کی مگتیر کی گھر آتی تھی جبکہ سامعہ تو اب ان کی زندگیوں سے نکل چکی تھی۔ جبکہ احسن احزم کا دوست ہے دونوں کی ملاقات آفس میں ہوئی تھی جس دن احزم آفس میں انٹرویو دینے کے لیے گیا تھا اس دن احسن بھی انٹرویو دینے کے لیے وہاں آیا تھا دونوں کی ٹکرائ ہوئی تھی اور پھر دوستی ہوئی دونوں کو ہی اس وقت خوشی ہوئی جب دونوں کو ہی نوکری مل گئی اور یوں دونوں کی دوستی مزید گہری ہو گئی احزم نے اپنے بارے میں احسن کو سب کچھ بتا دیا تھا ایک دن احسن پارک میں گیا تو ایک لڑکی کو وہاں خاموش بیٹھا ہوا دیکھا وہ اسے بہت پیاری لگی وہ لڑکی وہاں روزانہ آتی احسن بھی روز اسے دیکھنے کے لیے پارک میں چلا جاتا وہ اس لڑکی کو خاموش اور پریشان دیکھتا تو اس کا دل تڑپ اٹھتا کیونکہ اسے اس لڑکی سے محبت ہو گئی تھی وہ روزانہ ہی یہ فیصلہ کر کے آتا کہ آج وہ ضرور اس لڑکی سے بات

کرے گا لیکن نجانے کیوں اس کا پریشان چہرہ دیکھ کر وہ بھی دکھی ہو جاتا اور اسے بات کیے بغیر ہی گھر واپس آ جاتا لیکن آج اس نے اس لڑکی سے بات کرنے کی کوشش کی لیکن وہ لڑکی وہاں سے چلی گئی احسن نے بھی دل میں پکارا وہ کر لیا تھا کہ وہ اس کے دل کا راز ضرور جان کر رہے گا۔

عطاریہ کا ریٹ پر کشن پر گم سم بیٹھی ہوئی تھی وہ ہر چیز سے لائق کسی گہری سوچ میں گم تھی میں احزم کو کیسے بتاؤں کہ میری زندگی میں کوئی اور آگیا ہے میرے دل میں اب احزم کی بجائے اس کا پیار بس گیا ہے میرا دل اب صرف شہزاد ہی کا عاشق ہے میں اب احزم کو سب کچھ بتا دوں گی میں اسے کسی دھوکے میں نہیں رکھوں گی عطاریہ پریشانی سے سوچے جا رہی تھی اچانک ہی کمرے میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلنے لگی تو عطاریہ خوش ہو گئی خوشی سے اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا جو پریشانی اور اداسی تھوڑی دیر پہلے اس کے چہرے پر چھائی ہوئی تھی وہ غائب ہو چکی تھی اس کے لبوں پر گہری مسکراہٹ نقش کر رہی تھی جیسے اسے دنیا وہاں کی سب سے بڑی خوشی مل گئی ہو اچانک ہی اس کے کمرے میں ایک شعلہ سا بھڑکا اور اس شعلے نے شہزادے کی شکل اختیار کر لی۔ عطاریہ اسے اسے سامنے دیکھ کر مدھوش سی ہو گئی اس کی کالی سیاہ جھیلی گہری آنکھوں میں ایک براسرار سی چمک تھی عطاریہ ہر چیز سے بے خبر اس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہی تھی اور وہ بھی اس کی آنکھوں میں دیکھے جا رہا تھا شہزادے نے اپنے خوبصورت ہاتھ اس کی آنکھوں کے سامنے لہرائے تو عطاریہ مدھوش کی دینا میں واپس آ گئی۔

شہزادہ تم آگئے میں کب سے تمہارا انتظار کر رہی تھی تم جانتے بھی ہو کہ میں تمہارے بن گئی اداں ہو جاتی ہوں پھر بھی تم آنے میں دیر کر دیتے

ہو وہ خفا سی ہو کر بولی۔

سواری عطار یہ مجھے ایک بہت ہی ضروری کام پڑ گیا تھا جس وجہ سے آنے میں دیر ہو گئی اب آئندہ ایسا نہیں ہوگا میں جانتا ہوں کہ تم میرے بغیر اداس ہو جاتی ہو لیکن میری مجبوری ہے میں جب تک اندھیرا نہ پھیل جائے میں نہیں آسکتا اس نے مایوسی سے کہا۔

اچھا چھوڑو یار اس بات کو آؤ بیٹھو باتیں کرتے ہیں عطار یہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شہزاد بھی اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

عطار یہ میں تمہیں اپنی دنیا دکھانا چاہتا ہوں میری دنیا بہت خوبصورت ہے یہاں مجھے تم سے چھپ کر ملنا پڑتا ہے وہاں تو ہمیں کھلی آزادی ہوگی ہم جہاں چاہیں گے بیٹھ کر باتیں کر سکتے ہیں وہاں ہمیں کوئی بچی روکنے والا نہیں ہوگا کیا تم میرے ساتھ چلو گی شہزاد نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

ہاں کیوں نہیں میں تمہارے ساتھ ضرور چلوں گی لیکن ابھی نہیں عطار یہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عطار یہ تم نے اپنے منکتر سے بات کی تھی شہزاد نے پوچھا۔ عطار یہ پریشان ہو گئی۔

نہیں میں نے اس سے بات نہیں کی تھی مجھے اس سے نفرت ہے میرا اس سے بات کرنے کو بالکل بھی دل نہیں کرتا ہے لیکن میں کل اس سے ضرور بات کروں گی اور اس کو منگنی کی انگوٹھی بھی واپس کر دوں گی مجھے اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے میری زندگی اب تم ہو میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی عطار یہ نے جذباتی لہجے میں کہا۔

لیکن عطار یہ پہلے تو تم احزم سے ہی محبت کرتی تھی ناں اب تمہیں اس سے اتنی نفرت کیوں ہو گئی ہے شہزاد نے شکوہ کرتے ہوئے کہا۔ ہاں شہزاد یہ سچ ہے کہ میں احزم سے محبت

کرتی تھی لیکن جب میں نے تمہیں دیکھا تو میں سچے دل سے تمہیں چاہنے لگی اب میرا دل صرف تمہارا ہے میرے دل میں صرف تمہارے لیے ہی محبت ہے میں تمہارے علاوہ کسی کا تصور بھی نہیں کر سکتی عطار یہ بے قرار ہو کر بولی۔

عطار یہ مجھے تمہاری محبت پر پورا یقین ہے۔ تمہارے دل میں صرف میرے لیے پیار ہے یہ سچائی تمہاری باتوں سے ہی نہیں تمہاری آنکھوں میں بھی نظر آتی ہے شہزاد نے کہا تو عطار یہ ہلکھلا کر ہنسنے لگی۔

احزم آفس میں خاموش بیٹھا ہوا تھا اس کا دل آج کام کرنے کو بالکل بھی نہیں کر رہا تھا اس کا دھیان صرف عطار یہ کی طرف تھا عطار یہ کے کہنے ہوئے الفاظ بار بار اسے اپنے کانوں میں سنائی دے رہے تھے احسن نے احزم کو خاموش دیکھتے اس کے پاس آ گیا اور اس کے سامنے کرسی پر بیٹھ گیا۔ مگر احزم کو کچھ ہوش نہ تھا۔

احزم تم ٹھیک تو ہونا۔۔ احسن کی بات پر احزم چونکا۔ ہاں میں ٹھیک ہوں۔۔ احزم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

لیکن مجھے تو تمہاری طبیعت بالکل بھی ٹھیک نہیں لگ رہی ہے۔۔ احسن نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

یار یہ سب تمہارا وہم ہے میں ٹھیک ہوں احزم نے سامنے بڑی فائل بند کرتے ہوئے کہا۔

یار یہ سب میرا وہم نہیں ہے تمہاری یہ مسکراہٹ بالکل بھی تمہارے چہرے کا ساتھ نہیں دے رہی ہے اگر کوئی پریشانی ہے تو مجھ سے شیئر کرو ہو سکتا ہے تمہاری پریشانی کا حل میرے پاس ہو احسن نے احزم کے ہاتھ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔

یار احسن میری منکتر مجھ سے ناراض ہو گئی ہے کل اس کے گھر گیا تھا لیکن اس نے بات ہی نہیں کی احزم نے پریشانی سے بتایا۔

تو اس میں پریشان ہونے والی کیا بات ہے اسے منالوا احسن نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

پر کیسے احزم نے پوچھا۔ تم ایسا کرو کہ اسے فون کر کے گھر سے باہر بلا لو اور منالوا احسن نے مشورہ دیا۔

یار کہتے تو تم ٹھیک ہو۔ احزم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اور ہاں جاتے ہوئے سرخ گلاب کا پھول بھی ساتھ لے جانا میں نے سنا ہے کہ لڑکیوں کو سرخ گلاب بہت پسند ہیں احسن نے دوستانہ انداز میں کہا تو احزم ہنس دیا۔

اچھا تو بتا تمہاری بات ہوئی اس سے احزم نے تجس سے پوچھا۔

ہاں یار بات کی تھی اس سے لیکن اس نے میری کسی بھی بات کا جواب نہیں دیا۔ اور چلی گئی احسن نے بتایا۔

احسن کیا واقعی تم اس سے محبت کرتے ہو احزم نے پوچھا۔

اس کے لیے بے قراری اس کے لیے تڑپ اس کے بارے میں سوچنا یہ محبت نہیں تو اور کیا ہے میں واقعی اسے دل و جان سے چاہتا ہوں اس کی معصوم صورت ہر وقت میرے دل پر چھائی رہتی ہے اس کی آنکھوں میں آنسو مجھے تجسس میں ڈال دیتے ہیں مجھے ایسا لگتا ہے کہ ضرور اس کو کوئی ایسی پریشانی ہے جو اسے اندر ہی اندر کھائے جا رہی ہے وہ منہ سے تو کچھ نہیں کہتی لیکن اس کی آنکھوں میں جتنے آنسو بتاتے ہیں کہ اسے کوئی گہرا غم ہے احسن نے سچے دل سے کہا۔

یار احسن تم بہت پاگل ہو تمہیں تو یہ تک نہیں

پتہ کہ وہ کون ہے اس کا نام کیا ہے اس کا تعلق کہاں سے ہے اور تم اس کے پیچھے پاگلوں کی طرح پھر رہے ہو ہو سکتا ہے وہ شادی شدہ ہو احزم نے اندازہ لگاتے ہوئے کہا۔

احسن کچھ پریشان سا ہو گیا ہاں یار کہتے تو تم ٹھیک ہی لیکن مجھے لگتا ہے کہ وہ شادی شدہ نہیں ہے اگر وہ شادی شدہ ہوتی تو اس کے ساتھ اس کا شوہر بھی آتا لیکن میں اسے ہمیشہ اکیلا ہی دیکھا ہے وہ ہر وقت کھوٹی کھوٹی رہتی ہے نجانے اس کے دل میں کیا درد ہے کہ وہ ارد گرد سے بے خیر اپنے ہی خیالوں میں گم رہتی ہے احسن نے فکر مندی سے کہا۔ احسن تم اسے اپنے دل کا حال بتا دو یہ نہ ہو کہ اسے کوئی اور لے جائے اور تو دیکھتا ہی رہ جائے احزم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں یہ تو میں نے سوچا ہی نہیں۔۔ احسن نے سنجیدگی سے کہا۔

تو اب سوچ لو احزم نے کندھے اچکا کر کہا۔ لیکن ایک مسئلہ ہے ناں یار۔ احسن نے پریشانی سے کہا۔

وہ کیا احزم نے حیران ہو کر پوچھا۔

یار مجھے ڈر ہے کہ اگر اسے میری بات بری لگے اور وہ شور مچا کر لوگوں کو اکٹھا کر لے میری تو مفت میں ہی پٹائی ہو جائے گی ناں۔ احسن نے برا منہ بنا کر کہا تو احزم قہقہے لگا کر ہنسنے لگا۔

یار میری جان پر بنی ہوئی ہے اور تو ہنس رہا ہے احسن نے غصے سے کہا۔

یار ایسے کاموں میں پٹائی تو ہوتی رہتی ہے تمہیں پریشان ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

تو تمہارا کیا خیال ہے میں پٹائی کروالوں احسن نے احزم کی بات کاٹ کر کہا۔

میرے کہنے کا یہ مطلب نہیں تھا احزم نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

تو پھر تمہارا کیا مطلب تھا احسن نے گھورتے ہوئے کہا۔

میرا مطلب یہ ہے کہ اگر ایسی ویسی نوبت آئی تو تم بھاگ آنا ویسے بھی تم گھوڑے کی طرح تیز بھاگتے ہو احزم نے ہنستے ہوئے کہا۔ تو احسن نے اسے گھورا۔

یار آسان حل بتانا احسن نے بے تابی سے کہا تو احزم سنجیدہ ہو گیا۔

یار جیسا کہ تم بتا رہے تھے کہ وہ بہت معصوم لڑکی ہے ہر وقت اداس اور کھوئی کھوئی سی رہتی ہے پھر وہ ایسا نہیں کرے گی۔ احزم نے کہا تو احسن خوش ہو گیا۔

یار جب یارک پہنچا ہوں تو ابو کی کال آ جاتی ہے کہ تم ابھی تک گھر کیوں نہیں آئے جلدی سے گھر پہنچو ابوائے غصے میں کہتے ہیں کہ میری جیسے جان ہی نکل جاتی ہے۔

احسن کی اس بات پر احزم قہقہے لگا کر ہنسنے لگا پارک میں جاتے ہی موبائل آف کر لیا کروناں احزم نے ہنستے ہوئے کہا۔

آئندہ ایسا ہی کروں گا احسن نے مسکرا کر کہا۔

اچھا اب جا اپنا کام کرو اور مجھے بھی اپنا کام کرنے دو احزم نے سامنے پڑی فائل کو کھولتے ہوئے کہا تو احسن وہاں سے جانے کے لیے اٹھ کھڑا ہوا اور ہاں سن اگر پٹائی ہوئی ناں تو مجھے کال کر دینا میں تمہیں ہسپتال پہنچا دوں گا احزم نے ایک انداز سے کہا تو احسن نے اسے گھور کر دیکھا جبکہ احزم فائل کی طرف متوجہ ہو گیا۔

ہا ہا ہا۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ غار میں رنجیت جادوگر کے قہقہے گونج رہے تھے وہ بہت خوش نظر آ رہا تھا میں بہت طاقتور ہو گیا ہوں میری شیطانی طاقتوں میں اضافہ ہو گیا ہے اب جو بھی میرا مقابلہ کرنے

آنے گا میں اسے ایسی موت ماروں گا کہ آئندہ کوئی بھی میری طرف دیکھنے کی جرات نہیں کرے گا۔ رنجیت جادوگر خوشی سے جھوٹے جارہا تھا اچانک ہی وہاں آکاش بھوت نمودار ہوا۔ آؤ آؤ آکاش بھوت کیا خبر لائے ہو رنجیت نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

آقا آپ کے لیے ایک بہت ہی اچھی خبر ہے آکاش بھوت نے سر جھکا کر کہا۔

تو جلدی بتا رنجیت جادوگر نے بے تابی سے کہا آقا وہ لڑکی مان گئی ہے وہ میرے ساتھ یہاں آنے کو تیار ہو گئی ہے وہ میرے پیار میں مکمل طور پر پھنس چکی ہے اور مجھے کہہ رہی تھی کہ میں اب صرف تمہاری ہوں تم مجھے جہاں بھی لے کر جاؤ گے میں تمہارے ساتھ چلنے کو تیار ہوں آکاش بھوت نے تفصیل سے بتایا۔

ہا ہا ہا۔۔۔ ہا ہا ہا۔۔۔ آکاش بھوت اچ تم نے میرا دل خوش کر دیا ہے کیونکہ آج تم جو بھی مالک کے میں تمہیں دوں گا میں آج بہت خوش ہوں کیونکہ مجھے دو خوشیاں ملی ہیں رنجیت جادوگر نے قہقہہ کر کہا۔

آقا ایک خوشی کی خبر تو میں نے آپ کو دی ہے دوسری خوشی کی خبر کیا ہے آکاش بھوت نے پوچھا۔

آکاش میں سفید دھوئیں کو قابو کر لیا ہے وہ دھواں بہت بڑی طاقت ہے اس دھوئیں کو جس نے بھی قابو کرنے کی کوشش کی تو اس دھوئیں نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا لیکن آج میں اسے قابو کرنے میں کامیاب ہو گیا ہوں جادوگر نے بتایا۔

کیا یہ دھواں مجھ سے بھی زیادہ طاقت ور ہے آکاش بھوت نے پوچھا۔

ہاں آکاش یہ دھواں تم سے بھی زیادہ طاقت رکھتا ہے رنجیت جادوگر نے مسکرا کر کہا۔

یہ دھواں کیا کچھ کر سکتا ہے آکاش بھوت نے تجسس سے کہا۔

یہ بہت بڑی تباہی پھیل سکتا ہے زمین کی تہہ میں چلا جاتا ہے ہوائیں اڑتے جادوگروں کو یہ لمحوں میں پکڑ سکتا ہے اور اگر میں اس دھوئیں کے اندر چلا جاؤں تو کوئی بھی جادوگر مجھے نہیں مار سکتا۔ اور نہ ہی مجھے دیکھ سکتا ہے اگر کوئی منتر کے ذریعے مجھے دیکھنے کی کوشش کرے تو بھی مجھے نہیں دیکھ پائے گا رنجیت جادوگر نے تفصیل سے بتایا۔

اسی خوشی میں آپ مجھے انسانی خون پلا دیں آکاش بھوت نے فرمائش کی۔

ہا ہا ہا۔۔۔ رنجیت نے قہقہہ لگایا اور اپنے پاس پڑا خون کا پیالہ آکاش بھوت کی طرف بڑھایا آکاش بھوت نے جلدی سے پیالہ پکڑا اور خون پینے لگا اس نے سارا خون ایک ہی سانس میں ختم کر لیا آکاش بھوت تیرے پاس صرف ایک دن کا ٹائم ہے اگر تو اس لڑکی کو یہاں لاسکتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ اگلا آنے والا دن تمہاری زندگی کا آخری دن ہوگا۔ تم آج رات اس لڑکی کو یہاں لے آنا میں چاہتا ہوں کہ اس لڑکی کے آنے کے بعد میں چلے شروع کروں رنجیت نے آکاش بھوت کو دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے آقا میں آج رات ہی اس لڑکی کو یہاں آؤں گا آکاش بھوت نے کہا اور وہاں سے غائب ہو گیا۔

گھر پہنچتے ہی احزم نے عطاریہ کو فون کر دیا عطاریہ جو اب وقت چھت پر دونوں گھنٹوں کے گرد لپٹے ہوئے بیٹھی تھی احزم کی کال دیکھ کر اس کے چہرے پر غصہ آ گیا۔

بیٹو۔ اس نے نہ چاہتے ہوئے کال ریسیو کی دل سے تیرا خیال جدا تو نہیں کیا رکھا جو تجھے یاد برا تو نہیں کیا۔ اسے زندگی ہم سے ہیں لوگ ناراض کس لیے ہم نے کبھی کسی کو خفا تو نہیں کیا

احزم نے شعر گنگنایا۔

شٹ اپ۔ عطاریہ نے غصے سے کہا۔

تیری سادگی میں اتنا سنگار ہے تیرا سنگار کیا ہوگا تیرے غصے میں اتنا پیار ہے تیرا پیار کیا ہوگا احزم نے ایک انداز سے شعر کہا احزم اگر تم نے اور بکواس کی تو میں فون بند کر دوں گی عطاریہ نے غصے سے دھمکی دیتے ہوئے کہا۔

عطاریہ میں تم سے ملنا چاہتا ہوں۔ احزم نے سنجیدہ ہو کر کہا۔

ہاں میں بھی تم سے ملنا چاہتی ہوں میں تم سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتی ہوں عطاریہ نے اکتا کر کہا۔

اچھا تو پھر تم تیار ہو جاؤ میں ابھی آتا ہوں کہیں باہر چل کر بات کرتے ہیں احزم نے خوشی سے کہا۔ ٹھیک ہے۔ عطاریہ نے یہ کہہ کر فون بند کر دیا احزم خوشی سے اٹھا اور تیار ہونے لگا بلیک پیٹ اور پینک کلر کی شرٹ پہن کر دوپٹا شوم سے باہر نکلا اور شٹے کے سامنے کھڑا ہو کر کھسی کرنے لگا اسی لمحے احزم کی بہن ساریہ کمرے میں داخل ہوئی اور دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی احزم نے شٹے میں اسے دیکھ لیا تھا اور وہ اب پرفیوم لگانے میں مصروف تھا

بھیا۔ آج آپ بہت خوش دکھائی دے رہے ہیں کہاں جانے کا ارادہ ہے۔

تمہیں کیوں بتاؤں احزم نے شوخی سے کہا یقیناً بھابھی سے ملنے جا رہے ہو گے۔ ساریہ نے کہا تو احزم نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا اور چلتا ہوا ساریہ کے پاس آ گیا ساریہ اب بھی دروازے سے ٹیک لگائے کھڑی تھی۔

بہت عقل مند ہو گئی ہو احزم نے اسے گہری نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

تو آپ کا مطلب ہے کہ میں پہلے عقل مند

نہیں تھی ساریہ اکثر کربولی۔

ہاں بالکل احزم نے کہا اور جلدی سے باہر نکل گیا۔ جبکہ ساریہ اسے جاتا ہوا دیکھ رہی تھی احزم موٹر سائیکل پر بیٹھ گیا اور عطار یہ کہ گھر کی طرف چل دیا ارے عطار یہ کہاں جا رہی ہو عطار یہ کی ماما نے اسے باہر جاتے ہوئے دیکھا تو پوچھا۔

ماما میں اپنی دوست وردہ کے گھر جا رہی ہوں بس آدھے گھنٹے میں واپس آ جاؤں گی عطار یہ نے کہا اور گھر سے باہر نکل گئی تھوڑی دیر بعد احزم بھی وہاں آ گیا۔

چلو احزم نے کہا۔ اور عطار یہ کچھ بھی کہے بغیر اس کے ساتھ موٹر سائیکل پر بیٹھ گئی۔ اور احزم نے موٹر سائیکل آگے بڑھا دی۔

وہ دونوں اس وقت سمندر کنارے کھڑے تھے وہاں اور بھی بہت سے لوگ ادھر ادھر ٹھہر رہے تھے احزم عطار یہ نے کچھ کہنے کے لیے منہ کھولا۔ یہ لو عطار یہ احزم نے ہاتھ میں پکڑا سرخ گلاب کا پھول عطار یہ کی طرف بڑھایا احزم اسے اپنے پاس ہی رکھوا اور میری بات غور سے سنو۔ عطار یہ نے بے دلی سے کہا۔

بولو۔ احزم نے مختصر کہا۔

میں تم سے شادی نہیں کر سکتی۔ عطار یہ نے کہا تو احزم کا مسکراتا ہوا چہرہ ایک دم اداں ہو گیا۔

کیا۔ مگر کیوں۔ احزم نے چیختے ہوئے کہا۔ دیکھو احزم میں تم سے جھوٹ نہیں بولوں گی میری زندگی میں کوئی اور آ گیا ہے میں اسے بہت چاہتی ہوں وہ میری زندگی ہے عطار یہ نے سب کچھ سچ کہہ دیا عطار یہ کی بات سن کر احزم کو یوں لگا جیسے اس کے پاؤں کے نیچے سے زمین کھینچ لی گئی ہو اس کا دل ٹوٹ سا گیا ہو کچھ دیر وہ اسی کیفیت میں مبتلا رہا۔

عطار یہ تم نے مجھ سے بے وفائی کیوں کی۔

احزم مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے تمہارا دل ٹوٹا لیکن دل پر تو کسی کا اختیار نہیں ہوتا ناں میں نے بھی جب اسے دیکھا تو میرا دل اس پر عاشق ہو گیا عطار یہ نے بتایا۔

عطار یہ مجھے تمہاری باتوں سے بہت دکھ ہوا ہے میں تو تم سے اپنے آپ سے بھی بڑھ کر محبت کرتا ہوں آخر میری محبت میں کوئی کی رہ گئی تھی جو تم اس کی دیوانی ہو گئی ہو۔

پتہ نہیں۔ لیکن مجھے معاف کر دینا میں دل کے ہاتھوں بہت مجبور ہوں میں اس کی محبت میں بہت آگے نکل چکی ہوں میری واپسی ناممکن ہے اگر تم مجھ سے سچی محبت کرتے ہو تو تمہیں میرا ساتھ دینا ہوگا میری بات ماننا ہوگی عطار یہ نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

مجھے کیا کرنا ہوگا۔ احزم نے پوچھا۔

تم شادی سے انکار کر دو اگر میں نے انکار کیا تو ماما مجھے مار ڈالیں گی عطار یہ نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔

مجھ سے نفرت کی عجب راہ نکالی اس نے ہنستا ہنستا دل کر دیا خالی اس نے میرے گھر کی روایت سے وہ خوب واقف تھا جدائی مانگ لی بن کر سوالی اس نے عطار یہ تم ہمارے گھر کے حالات تو جانتی ہوناں میں انکار کیسے کر سکتا ہوں ماما کی حالت بہت خراب رہتی ہے وہ پہلے ہی سامعہ کی وجہ سے اتنا بڑا دکھ برداشت کر چکی ہیں اگر میں نے انکار کر دیا تو وہ کیا سوچیں گی نہیں عطار یہ نہیں میں ان سے یہ بات کبھی نہیں کہوں گا کیونکہ میں اپنی ماں کو کھونا نہیں چاہتا ہوں اگر میرے انکار کی وجہ سے انہیں کچھ ہو گیا تو میں خود کو بھی بھی معاف نہیں کر پاؤں گا۔ احزم نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

پلیز احزم میری خاطر۔۔۔۔۔ عطار یہ اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے بولی۔

پلیز عطار یہ مجھے مجبور مت کرو تم خود ہی انکار کر دو ناں احزم نے دو ٹوک جواب دیا احزم تمہیں اپنی محبت کی قسم عطار یہ نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

ٹھیک ہے عطار یہ تم مجھے منگنی کی انگلی واپس کر دو میں ماما کو منالوں گا لیکن میں ابھی ان سے یہ بات نہیں کروں گا کیونکہ ان کی طبیعت خراب ہے جب وہ ٹھیک ہو جائیں گی تو میں ان سے بات کر لوں گا احزم نے بے دلی سے کہا۔

تھینک یو سوچ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گی عطار یہ نے خوشی سے کہا اور انگلی اتار کر احزم کے حوالے کر دی عطار یہ میں آج سے تمہارا منگیتر نہیں بلکہ تمہارا دوست ہوں احزم نے زبردستی مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں احزم تم ٹھیک کہتے ہو آج سے ہم اچھے دوست ہیں عطار یہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کون ہے وہ جس سے تمہیں محبت ہو گئی ہے احزم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

چھوڑو یہ عطار یہ نے مختصر کہا۔

میں جیلس ہونے لگا ہوں پلیز بتا دو ناں کہ وہ کون ہے احزم نے ضدی لہجے میں کہا۔

احزم وہ پرستان کا شہزادہ ہے وہ روزانہ پرستان سے مجھے ملنے آتا ہے اس کا نام شہزادہ ہے وہ رات کو شعلہ بن کر میرے کمرے میں آتا ہے اور پھر ہم ساری رات باتیں کرتے رہتے ہیں وہ میرا بہت دیوانہ ہے وہ کہتا ہے کہ تم میری زندگی ہو میں یہاں سے گزر رہا تھا کہ تمہیں دیکھا تو تمہارا عاشق بن گیا یہ الفاظ اس نے پہلی ملاقات میں کہے تھے میں بھی دھیرے دھیرے اس کے پیار میں پگھل ہو گئی میں اگر اسے نہ دیکھوں تو میرا دل بے چین سا ہو جاتا

ہے عطار یہ نے بتایا۔

عطار یہ تم اس کے بارے میں کیا جانتی ہو احزم نے پوچھا۔

بس یہی کہ وہ شہزادہ ہے اور مجھ سے پیار کرتا ہے اور مجھے اپنی دینا دکھانا چاہتا ہے عطار یہ نے بتایا۔

عطار یہ مجھے تمہاری بہت فکر ہے مجھے لگتا ہے کہ شہزاد کی اصل حقیقت کچھ اور ہے احزم نے پریشانی سے کہا۔

احزم فکر مند ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے اگر اس کی حقیقت کچھ اور ہو تو وہ مجھے کب کا مار چکا ہوتا۔ عطار یہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اچھا عطار یہ یہ تو لے لو احزم نے وہ پھول دوبارہ عطار یہ کی طرف بڑھایا۔ عطار یہ نے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ پھول اس سے لے لیا۔

اچھا احزم اب مجھے گھر چھوڑ دو میں ماما سے کہہ کر آتی تھی کہ میں آدھے گھنٹے میں واپس آ جاؤں گی عطار یہ موٹر سائیکل کی طرف بڑھی اور پھر احزم اسے گھر چھوڑنے کے بعد سیدھا اپنے گھر آ گیا۔ اور اپنے کمرے میں گھس گیا۔ اور دروازہ بند کر لیا

اس کا دل عجیب کیفیت کا شکار ہو چکا تھا رہ رہ کر اسے عطار یہ کی بے وفائی یاد آرہی تھی عطار یہ کی یہ باتیں اس کا دل تڑپانے لگیں تھیں۔ وہ کھڑکی کے پاس اگیا اور کھڑکی کھول کر وہاں ہی کھڑا ہو گیا وہ جتنا عطار یہ کو بھلائے کی کوشش کر رہا تھا وہ اتنا ہی اسے یاد آرہی تھی عطار یہ تم نے میرے ساتھ ایسا کیوں کیا ہم نے کیا کیا سننے دیکھے تھے ایک دوسرے کے ساتھ جینے مرنے کی قسمیں کھائی تھیں تمہارے وہ وعدے کہاں گئے احزم اپنے بالوں کو نوچتے ہوئے چلا یا تھوڑی دیر بعد وہ اپنے بیڈ پر آ گیا اور بچکے کے نیچے سے عطار یہ کی ہنسی مسکرائی ہوئی تصویر نکالی اور اپنے ہاتھوں میں لے کر بیٹھ گیا

عطار یہ تم بہت ظالم ہو تم نے میرا دل توڑا ہے احزم
بڑا بڑا اس کے آنسو قطار در قطار آنکھوں سے نکل کر
تصویر پر گرنے لگے عطار یہ تمہاری محبت میرے دل
میں ہمیشہ رہے گی میں تمہیں کبھی بھی بھلا نہیں سکتا
اور مجھے یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن تم ضرور میرے
پاس لوٹ کر آؤ گی۔

یہ آرزو نہیں کہ کسی کو سناں ہم
نہ تمنا کی کہ کسی کو رولاں ہم
پر جس سے دعا رب سے ہماری
کہ جس کو جتنا یاد کرتے ہیں اس کو اتنا یاد آئیں ہم۔
احسن پارک میں پہنچا تو وہ مخصوص بیچ پر پہنچی
ہوئی تھی احسن دھیرے دھیرے چلتا ہوا بیچ کے
قریب پہنچا۔

ایک سیڑی - کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں
احسن نے پوچھا تو اس لڑکی نے سر اٹھا کر دیکھا اس
کی بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں آنسوؤں سے بھری
ہوئی تھیں کیا میں یہاں بیٹھ سکتا ہوں احسن نے
دوبارہ پوچھا۔ اس نے سر جھکا لیا۔

جی آپ بیٹھ سکتے ہیں اس لڑکی نے آہستہ سے
کہا احسن بیٹھ گیا تھوڑی دیر تک ان کے درمیان
خاموشی چھا کر رہی۔

تم نے کل میری باتوں کا جواب نہیں دیا تھا
احسن نے پوچھا۔

آپ مجھ سے یہ سب کیوں پوچھ رہے
ہیں اس نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

یونکہ مجھے تم سے محبت ہو چکی ہے احسن کے
منہ سے اچانک نکلا۔

کیا وہ حیران ہو کر بولی۔

ہاں یہ سچ ہے میں نے جب سے تمہیں دیکھا
ہے مجھے تم سے محبت ہو گئی ہے میرا دل مروت
تمہارے لیے بے قرار رہتا ہے ہر وقت تمہاری یاد

آتی رہتی ہے تمہارے لیے اپنے دل میں تڑپ
محسوس کی ہے میں نے احسن نے اس کی آنکھوں
میں بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

آپ تو میرے بارے میں کچھ بھی
نہیں جانتے پھر آپ کو مجھ سے محبت کیسے ہو گئی اس
نے پوچھا۔

یہ میرے دل کا فیصلہ ہے اور میرا دل جو فیصلہ
کرتا ہے میں اس پر کبھی بھی شرمندہ نہیں ہوتا احسن
نے مسکراتے ہوئے کہا آپ ابھی میرے ماضی کے
بارے میں کچھ بھی نہیں جانتے وہ بے دلی سے
بولی۔

تو تم بتاؤ ناں احسن نے مختصر کہا۔

اگر میں تمہیں اپنے بارے میں بتاتا تو تمہیں
مجھ سے نفرت ہو جائے گی کیونکہ میں تو صرف نفرت
کے قابل ہوں میں تمہیں اپنے بارے میں ضرور
بتاؤں گی تاکہ تمہارے دل میں میرا پیرا نکل جائے
اس نے گہری سانس لے کر کہا۔

میری زندگی میں تم آنے والی واحد لڑکی ہو۔
جس سے مجھے محبت ہوئی ہے میرے دل سے تمہاری
محبت کبھی نہیں نکل سکتی تم بولو احسن نے محبت بھرے
لہجے میں کہا۔ اس نے اسے گہری نظروں سے
دیکھا۔ اور پھر بولی۔

میرا ماضی بہت ہی بھیا تک ہے بلکہ یہ کہنا
درست ہوگا کہ مینے خود اپنے ماضی کو بھیا تک بنا دیا
میرا نام سامعہ ہے میرا ایک بھائی تھا اور ہم دو بہنیں
تھیں ماما پاپا ہم سے بہت پیار کرتے تھے ماما پاپا ہم
پر بہت اعتبار کرتے تھے لیکن میں نے ان کے اعتبار
کو تار تار کر دیا کالج میں مجھے ایک لڑکے سے محبت
ہو گئی تھی وہ بہت خوبصورت تھا اس نے جب مجھ
سے محبت کا اظہار کیا تو میں بہت خوش ہو گئی میں خود کو
دنیا کی خوش قسمت لڑکی تصور کرنے لگی جس سے
میں نے محبت کی تھی اس نے بھی مجھ سے محبت کی یہ

سوچ کر میں جیسے ہوا میں اڑنے لگی لیکن مجھے کیا پتہ
تھا کہ وہ مجھ سے محبت نہیں دھوکہ کر رہا ہے دن
گزر رہے ہیں اس کی محبت کے جال میں اس
قدر الجھن ہو گئی کہ مجھے اس کے علاوہ کچھ بھی اچھا نہ لگتا
کسی کی بات بھی اچھی نہ لگتی تھی آخر کا ایک دن
بہت کر کے میں نے ماما سے بات کی میری بات سن
کر انہیں مجھ پر بہت غصہ آیا ماما نے مجھے سمجھایا کہ
میں اس سے دور رہوں لیکن میری آنکھوں پر اس کی
محبت کا پردہ پڑا ہوا تھا ایک دن ماما نے مجھے ایک
بری خبر سنائی کہ آگے جتنے تمہارے رشتے کے لیے
کچھ لوگ تمہیں دیکھنے کے لیے آ رہے ہیں میں
چاہتی ہوں کہ تمہاری شادی جلد سے جلد کروں
میں نے ماما کو بہت سمجھایا لیکن نہ ماما اپنے موقف
سے ہٹنے کو تیار تھیں اور نہ میں روز روز کی اس تکرار
سے تنگ آ کر میں نے فرار کا سوچ لیا اسی سوچ پر عمل
کرتے ہوئے میں گھر سے بھاگ آئی اپنے ماں
باپ بہن بھائی کی بود بای کی دلدل میں چھوڑ آئی تھی تو
میں کیسے خوش رہ سکتی تھی مجھے اسی رات اس کی اصل
حقیقت معلوم ہو گئی وہ مجھے ایک گھر میں لے آیا اس
نے کہا تھا ہم صبح نکاح کر لیں گے ابھی ہم کمرے
میں داخل ہوئے تھے کہ عشاء کا موبائل بج اٹھا عشاء نے
مجھے کہا کہ تم بیٹھو میں ابھی فون سن کر آتا ہوں یہ کہہ
کر عشاء باہر چلا گیا عشاء نے مجھے اس دن ڈر کیوں لگ
رہا تھا دل بہت گھبرا رہا تھا میں بھی اٹھ کر باہر آ گئی
عشاء باہر لان میں کھڑا کسی سے باتیں کرنے میں
مصروف تھا میں اس کے پیچھے جا کر کھڑی ہو گئی عشاء کو
میری موجودگی کا بالکل بھی احساس نہ ہوا میں اس کی
باتیں سن کر کانپ کر رہ گئی وہ کہہ رہا تھا کہ میں اس
لڑکی کو لے آیا ہوں وہ بہت اچھا نا اچھی سے بچھلی دفعہ
بھی میں نے جولڑکی تمہیں دی تھی تم نے مجھے اس کی
بہت کم قیمت دی تھی اب کی بار پچاس ہزار سے کم
نہیں لوں گا اچھا ٹھیک ہے میں کل اس لڑکی کو

تمہارے پاس لے آؤں گا یہ کہہ کر عشاء نے فون بند
کر دیا جب وہ پیچھے مڑا تو مجھے دیکھ کر وہ گھبرا گیا لیکن
پھر وہ مسکرایا۔

تم نے سب سن لیا ہے عشاء نے پوچھا۔
ہاں عشر میں نے سب سن لیا ہے تم مجھے پینا
چاہتے ہو ناں لیکن میں تمہاری یہ خواہش کبھی بھی
پوری نہیں ہونے دوں گی یہ کہہ کر میں باہر کی طرف
لپکی تو عشر نے مجھے بازو سے پکڑ لیا۔

حباب تم یہاں سے نہیں جاسکتی عشر نے کہا
اور مجھے ٹھنسنے ہوئے کمرے میں لے آیا۔

پلیز عشر مجھے چھوڑ دو میں تمہاری خاطر اپنے
گھر سے بھاگ کر آئی ہوں ہم کل صبح نکاح کر لیں
گے میں نے روتے ہوئے کہا۔

میں تم سے شادی نہیں کر سکتا عشر نے کہا
مگر کیوں میں نے روتے ہوئے پوچھا۔

کیونکہ جولڑکی آج میری خاطر اپنے گھر
والوں کو دھوکہ دے کر آئی ہے وہ کل کسی اور کی خاطر
مجھے بھی چھوڑ کر جاسکتی ہے عشر نے دلفظوں میں
مجھے میری اوقات یاد دلادی۔

نہیں عشر میں تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤں گی
میں نے اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

کل تم تیار رہنا میں تمہیں لینے آؤں گا یہ کہہ کر
وہ کمرے سے باہر چلا گیا اور مجھے کمرے میں بند
کر گیا اس لمحے مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا یہ میری
زندگی کی سب سے بڑی غلطی تھی میں کتنی بے وفا
ہو گئی تھی اپنے ماں باپ اور بھائی جو مجھ سے سب
سے زیادہ محبت کرتا تھا ان کو میں پر باد کر کے آئی تھی
میرے ساتھ جو کچھ ہونے والا تھا اس کی میں خود
قصور وار تھی۔ عشر کی اصلیت سامنے آت ہی مجھے
اس سے شدید نفرت ہو گئی اور اپنے آپ سے بھی
مجھے رہ رہ کر اپنے فیصلہ پر ندامت ہو رہی تھی اگر
میں اپنی ماں کی بات مان لیتی تو آج اس حال

میں نہ ہوتی دوسرے دن عشر آیا اور مجھے کھانا دے کر چلا گیا اس نے مجھ سے کوئی بھی نہیں کی اور نہ ہی میں نے اس سے بات کرنا مناسب سمجھی تیسرے دن مجھے کمرے سے باہر قدموں کی آواز سنائی دی میں دروازے کے پیچھے چھپ گئی جیسے ہی عشر نے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا میں نے اسے زور سے دھکا دے دیا اور وہ لڑکھڑاتا ہوا گر پڑا اس کا سر شیشے کے میز سے ٹکرایا تو اس کے سر سے خون بہنے لگا وہ درد کی شدت سے چیخ اٹھا اس کے سر سے خون بہت تیزی سے بہہ رہا تھا اس کو ترپتا ہوا دیکھ کر میرا دل خوش ہو گیا تھوڑی دیر بعد بہت زیادہ خون بہنے کی وجہ سے وہ مر گیا اور میں وہاں سے بھاگ آئی اب میں گھر تو نہیں جاسکتی تھی اور جاتی بھی کیسے مجھے پورا یقین تھا کہ اب میرے گھر والے مجھے بھی قبول نہیں کریں گے اب میرے پاس صرف ایک ہی راستہ بچا تھا اور وہ تھا موت۔ مجھے زندہ رہنے کا کوئی حق نہیں تھا مجھے جیسی اولاد کو تو مر جانا چاہیے تھا یہ سوچ کر میں ایک گہری کھائی میں کودنے لگی تو ایک بزرگ بابا نے مجھے پکڑ لیا وہ چہرے سے نیک لگ رہے تھے وہ مجھے لے کر اپنے گھر آگئے انہوں نے مجھ سے خودکشی کرنے کی وجہ پوچھی تو میں نے تمام بات انہیں بتادی میری تمام بات سن کر انہوں نے کہا بیٹا ایک غلطی تو تم نے کردی ہے لیکن دوسری غلطی بھی مت کرنا کیونکہ خودکشی حرام ہے تم اللہ سے معافی مانگ لو وہ تمہیں معاف کر دے گا اس کے پاس تو توبہ کر دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں ان کی باتیں میرے دل میں اترتی چلی گئیں میں ان کے پاس رہنے لگی وہ بہت نیک بزرگ ہیں لوگ ان کے پاس ہر وقت آتے رہتے تھے میں نے اللہ سے معافی تو مانگ لی لیکن ماں باپ سے معافی آج تک نہیں مانگ سکی مجھے میرے فیصلہ پر آج بھی بہت ندامت ہے مجھے گھر سے بھاگے ہوئے ایک

سال ہو چکا ہے لیکن میں آج تک خود کو معاف نہیں کر سکی ہوں میں نے بہت کوشش کی کہ گھر لوٹ جاؤں لیکن میرے اٹھتے قدم خود بخود رک جاتے ہیں کیونکہ ان کا سامنا کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے کئی بار سوچا کہ گھر لوٹ جاؤں اور ماں کے قدموں میں گر کر کہوں ماں مجھے معاف کر دو میں اپنی عزت بچالائی ہوں لیکن مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ میں ان کے پاس جاؤں اپنی کہانی سنا کر وہ خاموش ہوگی اس کی کہانی سننے کے بعد احسن کو اس سے اور بھی ہمدردی ہوگی اس کی داستان بہت دکھ بھری تھی۔

اب تو آپ کے دل میں میرے لیے محبت نہیں نفرت ہی ہوئی ہوگی۔ کیونکہ مجھ جیسی لڑکیاں صرف نفرت کے ہی قابل ہیں آج مجھے اس بات کا شدت سے احساس ہو گیا ہے کہ جو لڑکیاں اپنے ماں باپ کو دوسروں کے سامنے پر باد کر کے جاتی ہیں وہ خود سارے جہاں میں برباد ہو جاتی ہیں سامعہ نے غمزہ لہجے میں کہا۔ اس کا خوبصورت چہرہ آنسوؤں سے بھیگا ہوا تھا وہ بار بار ان آنسوؤں کو اپنے ہاتھوں میں جذب کر رہی تھیں آنسو تھے کہ رکے کا نام نہیں لے رہے تھے۔

مجھے اس بات کا دکھ ضرور ہے کہ تم نے یہ قدم اٹھایا اگر تم یہ سوچ لیتی کہ تمہارے جانے کے بعد یہ لوگ تمہارے ماں باپ کا جینا حرام کر دیں گے اور وہ کسی سے نظریں بھی نہیں ملا پائیں گے تو تم یہ قدم بھی نہیں اٹھا لی احسن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

آپ ٹھیک کہتے ہیں لیکن میری آنکھوں اور دل پر محبت کا پردہ پڑا ہوا تھا محبت کے علاوہ میرے دل سے سب احساس مر چکے تھے سامعہ روتے ہوئے بولی۔

مجھے اس بات کی بہت خوشی ہے کہ تمہیں اپنی

غلطی کا احساس ہو گیا ہے میرے دل میں تمہارے لیے اب بھی محبت ہے میں تمہیں سہارا دینا چاہتا ہوں تمہیں اتنی محبت دوں گا کہ تم پچھلے سارے غم بھول جاؤں گی احسن نے محبت بھرے لہجے میں کہا۔

آپ کا نام کیا ہے سامعہ نے پوچھا۔ احسن۔ احسن نے مختصر کہا۔

احسن صاحب مجھے محبت نے ہی یہاں تک پہنچایا ہے اب مجھے کس پر بھی بھروسہ نہیں ہے سامعہ نے غمی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

لیکن میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ میں تمہیں تمہارے ماں باپ تک پہنچا دوں گا اور انہیں اتنا مجبور کر دوں گا کہ تمہیں وہ معاف کر دیں گے احسن نے اس کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

چچ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

ہاں۔ تم مجھے اپنے گھر کا ایڈریس دے دو۔ سامعہ نے اس کو اپنا ایڈریس دے دیا۔ اور احسن نے اس کو اس بزرگ کے گھر چھوڑا اور اپنے گھر کی طرف چل دیا۔ اس نے سامعہ سے وعدہ کر لیا تھا کہ وہ اس کے ماں باپ کو رضامند کر کے ہی واپس آئے گا۔

کل سے احزم کی طبیعت خراب تھی وہ آفس بھی نہیں جا رہا تھا احسن بھی اس کی خیریت دریافت کرنے کے لیے بار بار فون کر رہا تھا احزم اس وقت بیڈ پر لیٹا ہوا تھا اس کی آنکھیں سرخ ہو چکی تھیں کیونکہ وہ رات کو سو نہیں سکا تھا جب بھی آنکھیں بند کرتا عطار یہی شکل اس کے سامنے آ جاتی اس نے عطار پر کوبھونکے کی بہت کوشش کی لیکن بھول نہ سکا اس وقت بھی وہ عطار پر کوبھونکے کی ناکام کوشش کر رہا تھا جب سے وہ عطار پر کوبھونکے کی ناکام کوشش کر رہا تھا کھایا تھا اور ساریہ نے بہت پوچھا لیکن

اس نے کچھ نہیں بتایا۔ احزم کا موبائل بج اٹھا موبائل سکرین پر عطار پر کوبھونکے کے گھر کا نمبر چمک رہا تھا ہیلو احزم نے فون ریسید کیا

ہیلو احزم بیٹا عطار پر کوبھونکے کی ماما کی کانپتی ہوئی آواز آئی اسے ایسا لگا جیسے کچھ ہو گیا ہے۔

آئی خیریت تو ہے ناں۔ آپ اتنی گھبرائی ہوئی کیوں ہیں۔ احزم نے پریشان ہو کر پوچھا۔

بیٹا رات کو عطار پر کوبھونکے کے بند کمرے سے غائب ہو گیا ہے عطار پر کوبھونکے کی ماما نے پریشانی سے کہا۔

کیا۔ آپ پریشان نہ ہوں میں ابھی آتا ہوں احزم نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

ارے بیٹا کہاں جا رہے ہو احزم کی ماما نے پوچھا۔ وہ اس وقت احزم کے لیے دودھ کا گلاس لائی تھی۔

ماما۔ میں آنٹی کی طرف جا رہا ہوں ان کا فون آیا تھا احزم نے کہا۔

بیٹا تمہاری طبیعت خراب ہے تم نے کل سے کچھ نہیں کھایا یہ دودھ کا گلاس تمہارے لیے لائی ہوں یہ لو ماما نے دودھ کا گلاس احزم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ماما میرا دل نہیں کر رہا۔ احزم نے کہا۔

بیٹا اگر تم نے دودھ نہیں پیا تو میں تمہیں کہیں نہیں جانے دوں گی ماما نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

اچھا دیں ماما احزم نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا تو ماما نے مسکراتے ہوئے دودھ کا گلاس احزم کو دے دیا۔ احزم نے ایک ہی سانس میں دودھ ختم کر دیا۔ اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ عطار پر کوبھونکے کے گھر میں تھا۔

آنٹی یہ کیسے ہو گیا۔ احزم نے جاتے ہی پوچھا احزم بیٹا رات کو عطار پر کوبھونکے کی بہت خوش نظر آ رہی تھی میں نے خوشی کی وجہ پوچھی تو مال منول سے کام لیا اور رات کا کھانا کھانے کے بعد وہ اپنے کمرے

میں چلی گئی صبح جب وہ کمرے سے باہر نہ نکلی تو مجھے پریشانی ہوئی میں نے دو تین بار دستک دی لیکن اندر سے کوئی جواب نہ ملا میرے دل کو گھبراہٹ ہوئی میں نے عطار یہ کہ ابو سے کہا کہ وہ دروازہ توڑ دیں جب انہوں نے دروازہ توڑا تو ہمارے آنکھیں کھلی گئی کھلی رہ گئیں کیونکہ عطار یہ کمرے میں نہیں تھی آخر عطار یہ بند کمرے سے کہاں چلی گئی اسے زمین کھا گئی یا آسمان نکل گیا میں نے سوچا کہ وہ ہمیں ڈرانے کے لیے کہیں چھپ نہ گئی ہو میں نے پورا کمرہ چھان مارا لیکن عطار یہ کا کچھ پتہ چلا میرا تو رو رو کر برا حال ہو گیا ہے ابھی عطار یہ کے ابو مسجد کے امام کے پاس گئے ہیں مجھے تو کچھ سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کیا کروں پھر فون کر کے تمہیں بلایا عطار یہ کی ماما نے تمام بات احزم کو بتادی۔ ساری بات احزم کی سمجھ میں آ گئی تھی اسے پورا یقین تھا کہ عطار یہ کو وہ سزا دی کمرے سے لے کر گیا ہوگا اسے پہلے ہی اس پر شک تھا کہ وہ کوئی اور مخلوق ہے لیکن اب اسے یقین بھی ہو گیا تھا مجھے عطار یہ کے لیے کچھ کرنا چاہیے احزم نے دل ہی دل میں سوچا اتنے میں عطار یہ کے ابو مسجد کے امام سے ساتھ آ گئے۔

وہ کون سا کمرہ ہے جس سے آپ کی بیٹی غائب ہوئی ہے۔ امام صاحب نے پوچھا۔ یہ ہے میری بیٹی کا کمرہ عطار یہ کے ابو نے کمرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا آپ میں سے کوئی بھی کمرے میں نہ آئے یہ کہہ کر امام کمرے میں داخل ہوئے وہ کافی دیر کمرے میں ٹہلتے رہے اسی دوران ان کے لبوں پر قرآن پاک کی تلاوت بھی جاری تھی تھوڑی دیر بعد وہ کمرے سے باہر آئے۔

آپ کی بیٹی کو کوئی بھوت اٹھا کر لے گیا ہے اس کے علاوہ میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ جتنی جلدی

ہو سکے کسی عامل سے رابطہ کریں یہ کہہ کر امام چلے گئے یہ سب کیا ہو گیا ہے عطار یہ کے ابو نے پریشانی سے کہا پتہ نہیں میری بیٹی کس حال میں ہوگی آپ کسی عامل سے رابطہ کریں ناں عطار یہ کی ماما نے روتے ہوئے کہا احزم تم آگئی کے پاس رہو میں کسی عامل سے رابطہ کرتا ہوں عطار یہ کے ابو نے احزم کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا ماموں آپ آگئی کے پاس رہیں میں کسی سے بات کرتا ہوں آپ پریشان نہ ہوں پریشانی سے تو مسئلہ حل نہیں ہوگا ناں احزم نے کہا اور جانے کے لیے مڑا۔

بیٹا مجھے فون کرتے رہنا عطار یہ کے ابو نے کہا جی ماموں جان۔ احزم نے کہا اور کمرے سے باہر نکل گیا احزم اپنے گھر کے پاس پہنچا تو احسن اس کے گھر کے سامنے کھڑا دروازے پر دستک دے رہا تھا

ارے احسن تم۔۔ احزم نے کہا اور احسن کو گلے سے لگا لیا۔

تمہاری طبیعت اب کیسی ہے احسن نے پوچھا میں تو ٹھیک ہوں لیکن ایک مسئلہ ہو گیا ہے احزم نے پریشانی سے کہا۔

کیا مسئلہ۔ احسن نے پوچھا۔

پہلے تم یہاں رکو میں بیٹھک کا دروازہ کھولتا ہوں اندر بیٹھ کر بات کرتے ہیں یہ کہہ کر احزم اندر داخل ہو گیا جبکہ احسن حیران رہ گیا کیونکہ وہ یہاں سامعہ کے گھر والوں سے ملنے آیا تھا۔ اور یہ ایڈریس بھی اسے سامعہ نے ہی دیا تھا اور احزم ہی سامعہ کا بھائی ہے احسن نے دل ہی دل میں سوچا اتنے میں احزم نے بیٹھک کا دروازہ کھول دیا احسن بیٹھک میں داخل ہو گیا۔

اچھا اب بتا کیا ہوا احسن نے ایک طرف بیٹھتے ہوئے کہا تو احزم نے ساری بات احسن کو بتادی احزم کی بات سن کر احسن بھی پریشان ہو گیا

اور پھر اس سے کہا۔

احزم میں ایک بزرگ بابا کو جانتا ہوں وہ اس معاملے میں ہماری مدد کر سکتے ہیں احسن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

احسن مجھے ان کے پاس لے چلو میں اپنی عطار یہ کو واپس لانا چاہتا ہوں احزم نے بے تابی سے کہا۔

احزم میں تمہیں ان کے پاس لے جاؤں گا لیکن پہلے میں تم سے ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں احسن نے اسے بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

ہاں پوچھو۔ احزم نے مختصر کہا۔

احزم تمہاری ایک بہن سامعہ بھی ہے ناں۔ احسن نے پوچھا تو اس کی آنکھوں میں غصہ اتر آیا۔ وہ مرچکی ہے میں اس کے بارے میں کوئی بھی بات نہیں سننا چاہتا۔

احزم مجھے پتہ چل گیا ہے اس کی غلطی تو بڑی ہے لیکن کیا تم اسے معاف نہیں کر سکتے احسن نے کہا نہیں اس کی وجہ سے ہم سب برباد ہو گئے ہیں احزم نے غصہ سے کہا تو پھر تم عطار یہ کو کیوں واپس لانا چاہتے ہو اس کا بھی تو وہی قصور ہے جو سامعہ کا ہے اگر تم عطار یہ کو معاف کر سکتے ہو تو اپنی بہن کو کیوں نہیں احسن نے بھی غصہ سے کہا۔

سامعہ ہے کہاں۔ احزم نے پوچھا۔

میں سب کچھ بتا دوں گا پہلے اس کو معاف کر دو اسے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے وہ تم سب سے ملنے کے لیے تڑپ رہی ہے احسن نے منت کرتے ہوئے کہا احسن تم سامعہ کو کیسے جانتے ہو احزم نے پوچھا تو احسن نے تمام داستان اس کو سنادی۔ احسن سامعہ کہاں ہے میں اس سے ملنا چاہتا ہوں میرے دل میں اس کے لیے محبت پھر سے جاگ اٹھی ہے میری بہن ہمارے لیے نفی تڑپی میں اس کا اندازہ نہیں لگا سکتا اسے اپنے کیے کی سزا مل چکی ہے میں

اب اسے مزید سزا نہیں دوں گا میں اسے سچے دل سے معاف کر دوں گا احزم نے جذباتی لہجے میں کہا شکر یہ احزم مجھے پتہ تھا کہ تم اپنی بہن کو معاف کر دو گے تو پہلی ہی اپنی غلطی کی بہت بڑی سزا پا چکی ہے میں تمہیں سامعہ کے پاس لے جاؤں گا لیکن اب تم نے اپنے ماں باپ کو ممانا ہوگا سامعہ کو معاف کریں سامعہ جن بزرگ کے پاس رہتی ہے میں تمہیں ان کے ہی پاس لے کر جانا چاہتا ہوں شاید ان کے پاس تمہارے مسئلہ کا حل ہو احسن نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اتنے میں احزم کی ماما چائے لے کر آنکھیں سلام آگئی۔ احسن نے مسکراتے ہوئے کہا۔

و علیکم السلام بیٹا۔

ماما یہ میرا دوست احسن ہے جس کا ذکر میں کرتا ہوں احزم نے تعارف کروایا۔

اجسن بیٹا احزم گھر میں تمہاری بہت تعریفیں کرتا ہے جب دیکھو اس کی زبان پر تمہارا ہی نام ہوتا ہے احزم کی ماما نے مسکراتے ہوئے کہا۔

آگئی میرے بہت دوست ہیں لیکن احزم جیسا کوئی نہیں ہے۔ اسے دیکھ نہ لوں تو دل پریشان رہتا ہے آفس میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں تو وقت کا پتہ ہی نہیں چلتا۔ احسن نے بھی مسکراتے ہوئے کہا ماما آپ عطار یہ کے گھر جائیں آگئی بہت پریشان ہیں ان کو حوصلہ دیں سب ٹھیک ہو جائے گا احزم نے ماما کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

کیوں خیریت ہے ناں ماما نے پوچھا خیریت تو نہیں ہے ناں ماما احزم نے جواب دیا۔

کیا ہوا ہے ماما نے پریشانی سے پوچھا۔

ماما۔ آپ آگئی کے گھر جائیں میں خود آپ کو بتا دیں گے احزم نے کہا تو اس کی ماما جلدی سے باہر چلی گئیں۔

احزم تم نے ای کو ابھی تک کچھ نہیں بتایا۔ احسن نے پوچھا۔

نہیں احزم نے مختصر جواب دیا۔
احزم ہمیں وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے ہمیں
جلدی سے بزرگ سے ملنا چاہیے احسن نے کہا۔
ہاں احسن تم ٹھیک کہتے ہو چلو۔ احزم نے
اٹھتے ہوئے کہا۔ اور احسن بھی اٹھ کھڑا ہوا۔

احسن اور احزم ایک گھر کے سامنے کھڑے
تھے احزم یہ ہی وہ گھر ہے احسن نے کہا اور
دروازے پر دستک دی کون ہے تھوڑی دیر بعد
سامعہ کی آواز سنائی دی سامعہ ہوں احسن دروازہ
کھولو احسن نے کہا تو سامعہ نے دروازہ کھول دیا۔
احسن اندر داخل ہو گیا جبکہ احزم باہر ہی کھڑا ہوا
سامعہ کو یہ نہیں پتہ نہیں تھا کہ احزم بھی اس کے
ساتھ آیا ہے۔
سامعہ پتہ ہے آج میرے ساتھ کون
آیا ہے۔

کون آیا ہے۔ تمہارے ساتھ سامعہ نے
پوچھا احزم اندر آ جاؤ۔ احسن نے احزم کو آواز دی تو
احزم اندر آ گیا سامعہ نے احزم کو دیکھا تو اس کی
آنکھیں جھک گئیں اور آنسو بہنے لگے۔
پلیز بھائی مجھے معاف کر دیں میں آپ کی بھر
م ہوں آپ مجھے جو بھی سزا دینا چاہیں مجھے
منظور ہے لیکن مجھے صرف ایک دفعہ معاف کر دیں
سامعہ نے احزم کے قدموں میں گر کر روتے ہوئے
کہا۔

سامعہ تم نے ایسا کیوں کیا احزم نے شکوہ کیا
وہ اب بھی احزم کی قدموں میں بیٹھی ہوئی تھی
اور روئے جا رہی تھی۔
بھیا میں بھٹک گئی تھی مجھے معاف کر دیں
سامعہ نے روتے ہوئے کہا احزم نے سامعہ کو
کندھوں سے کچڑ کراٹھایا اور سینے سے لگا لیا۔
سامعہ میں نے تمہیں دل سے معاف کر دیا

ہے احزم نے کہا احسن دونوں کو اس طرح دیکھ کر
بہت خوش ہوا کیونکہ اس نے سامعہ سے کیا ہوا وعدہ
پورا کر دیا تھا سامعہ میں آج احسن کی وجہ سے تم تک
پہنچا ہوں یہ میرا بہت ہی اچھا دوست ہے احزم نے
سامعہ سے الگ ہوتے ہوئے کہا۔

احسن میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں
بھولوں گی سامعہ نے احسن کی طرف دیکھتے ہوئے
کہا تو احسن مسکرا دیا۔ بھیا ماما باسا یہ اور عطار یہ
کیسے ہیں سامعہ نے بے تابی سے کہا۔
سب ٹھیک ہیں لیکن عطار یہ احزم اٹھا کہہ کر
رک گیا۔

کیا ہوا عطار یہ کو سامعہ نے پریشانی سے پوچھا
سامعہ ہم تمہیں سب کچھ بتاتے ہیں پہلے تم یہ
بتاؤ کہ جس بزرگ کے پاس تم رہتی ہو کیا وہ جن
بھوتوں کے بارے میں ہمیں معلومات دے سکتے
ہیں احسن نے کہا تو سامعہ بولی۔

ہاں۔ سامعہ نے مختصر کہا۔
ہم ان سے ملنا چاہتے ہیں۔
کیوں خیریت تو ہے۔

دراصل عطار یہ کو کوئی ہوائی مخلوق اٹھا کر لے
گئی ہے احزم نے کہا۔

کیا۔ سامعہ نے حیران ہو کر کہا
سامعہ ہمارے پاس وقت بہت ہی کم ہے
جلدی سے بزرگ کے پاس لے جاؤ احسن نے
پریشان ہو کر کہا۔

آئیں۔ سامعہ نے کہا اور اندر کی طرف بڑھی
احزم اور احسن بھی اس کے پیچھے پیچھے تھے وہ ایک
کمرے میں داخل ہوئی سامعہ نے ایک بزرگ
بچے چٹائی پر بیٹھے ہوئے تھے ان کے چہرے کا رنگ
سفید تھا سر اور ڈاڑھی کے بال بھی سفید تھے
انہوں نے سر پر ایک سفید ٹوپی پہن رکھی تھی ان کے
ہاتھ میں بیج بھی اور وہ آنکھیں بند کئے ہوئے بیج

بڑھ رہے تھے بابا۔ سامعہ نے کہا تو بزرگ نے
آنکھیں کھول کر اسے دیکھا سامعہ کے پیچھے احزم
اور احسن بھی کھڑے تھے۔
یہ کون ہیں بیٹا۔۔۔ بزرگ نے اپنی میٹھی
زبان سے کہا۔

بابا میں آج بہت خوش ہوں آج میرا بھائی آیا
ہے اس نے مجھے معاف کر دیا ہے سامعہ نے احزم
کی طرف دیکھ کر کہا۔

بیٹھو بیٹا بزرگ نے مسکرا کر کہا۔ تو احزم اور
احسن بیٹھ گئے۔ آج مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے کہ
سامعہ کو اس کا بھائی مل گیا ہے آج اس کے چہرے
پر میں نے پہلی بار خوشی دیکھی ہے اس سے پہلے میں
نے بھی بھی سامعہ بیٹی کو مسکراتے ہوئے نہیں دیکھا
بیٹا تم نے اپنی بہن کو معاف کر دیا بہت ہی اچھا کیا
ہے تمہارے جیسے بھائی کسی کو کم ہی ملتے ہیں بزرگ
نے احزم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بابا میں بھی آج بہت خوش ہوں آج اپنی بہن
کو اتنے سالوں بعد پا کر بہت خوشی ہوئی ہے مجھے
میں بہت جلد اپنی امی اور ابو کو منا کر سامعہ کو لے
جاؤں گا احزم نے سامعہ کی طرف محبت بھری
نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ بابا ہمیں آپ کی مدد
کی ضرورت ہے احسن نے بابا کی طرف بغور دیکھتے
ہوئے کہا۔

کیسی مدد بیٹا بزرگ نے مختصر کہا۔

بابا میری منگیت رات کو بند کمرے سے غائب
ہوئی ہے احزم نے بتایا پہلے آپ مجھے پوری بات
بتائیں پھر میں کوئی حل نکال سکوں گا بزرگ نے
کہا تو احزم نے سچ سچ سب کچھ بتا دیا۔ احزم کی
بات سن کر بزرگ نے سامعہ کو کہا۔

منی کے پیالے میں پانی لے کر آؤ۔ سامعہ
اٹھ کر باہر گئی اور پانی لے آئی یہ لیں بابا سامعہ نے
پانی بزرگ کے حوالے کرتے ہوئے کہا بزرگ نے

احسن قدامت

منی کا پیالہ لیا اور اپنے سامنے رکھ کر کچھ پڑھنے لگے
پھر انہوں نے پانی پر پھونک ماری اور اسے گہری
نظروں سے دیکھتے لگے دس منٹ تک وہ پانی کو
دیکھتے رہے پھر انہوں نے سر اٹھایا بیٹا یہ سب کام
رنجیت جادوگر کر رہا ہے۔ وہ جادوگروں کا سب سے
بڑا جادوگر ابنا چاہتا ہے اس لیے اس نے ایک چلہ
شروع کر رکھا ہے جس میں اسے پانچ ایسی لڑکیوں کا
خون چاہیے جو چاند کی چودھویں رات کو پیدا ہوئی
ہوں وہ پانچ لڑکیوں کو حاصل کر چکا ہے جن میں
عطار یہ بھی شامل ہے اس نے اپنا چلہ کل سے ہی
شروع کیا ہے اور وہ ایک لڑکی کو ذبح بھی کر چکا ہے
اب میں یہ یقین سے نہیں کہہ سکتا کہ وہ لڑکی عطار یہ
ہے اس کے پاس اب بھی چار لڑکیاں باقی ہیں جن کو
وہ ذبح کرے گا وہ ہر رات ایک لڑکی کو ذبح کرتا ہے
اور اس کا خون پی لیتا ہے بزرگ بابا نے رنجیت کی
مختصر کہانی سنائی۔

بابا میرا دل کہتا ہے کہ عطار یہ ابھی زندہ ہے
میں اسے اس شیطان سے بچانا چاہتا ہوں کیا اس کا
کوئی حل ہے احزم نے پریشانی سے پوچھا۔

بیٹا تم نے اس کا مقابلہ کرنا ہو گا بزرگ بابا نے
احزم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

بابا میں اس کا مقابلہ کرنے کو تیار ہوں بس
آپ مجھے یہ بتا دیں کہ رنجیت جادوگر کہاں رہتا ہے
احزم نے پوچھا۔

بیٹا۔ وہ ایک غار میں رہتا ہے وہ غار اس شہر
کے شمال کی طرف جو جنگل ہے وہاں واقع ہے
بزرگ نے بتایا۔

پھر مجھے اجازت دیں مجھے ابھی ہی نکلنا
چاہیے

سنو بیٹا بزرگ نے کہا تو احزم رک گیا۔
سامعہ بیٹا کل جو تلوار میں نے تمہیں دی تھی وہ
لے آؤ بزرگ نے سامعہ کو کہا۔

جی بابا۔ سامعہ یہ کہہ کر اٹھ گئی جب وہ دوبارہ کمرے میں آئی تو اس کے ہاتھ میں تلوار تھی ادھر دو بیٹا بزرگ نے ہاتھ آگے بڑھاتے ہوئے کہا تو سامعہ نے تلوار بزرگ کے حوالے کر دی بزرگ نے پاس پڑا ہوا پانی تلوار پر لگایا۔

یہ لو بیٹا یہ تمہارے کام آئے گی اللہ تمہارا مدد گار ہو گا بزرگ نے تلوار احزم کو دیتے ہوئے کہا۔
شکریہ بابا۔ احزم نے تلوار لیتے ہوئے کہا۔

اچھا سامعہ میں بہت جلد آؤں گا احزم نے سامعہ کے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا میں آپ کا انتظار کروں گی سامعہ نے مسکراتے ہوئے کہا احسن کو اس کے چہرے پر پھیلی ہوئی مسکراہٹ بہت اچھی لگ رہی تھی وہ اس کی ہی طرف دیکھے جا رہا تھا سامعہ نے اس کی طرف دیکھا تو شرمائی احسن اور احزم باہر آ گئے۔

اچھا دوست اب مجھے اجازت دو احزم نے احسن کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔
احزم میں تمہیں اکیلا نہیں جانے دوں گا بلکہ میں بھی تمہارے ساتھ جاؤں گا احسن نے کہا۔

نہیں احسن میں تمہیں اپنی کسی بھی وجہ سے پریشان نہیں کرنا چاہتا۔ احزم نے اس سے کہا۔

یار مشکل وقت میں دوست ہی کام آتے ہیں اور میں نے سوچ لیا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ضرور جاؤں گا احسن نے ضدی لہجے میں کہا اور موٹر سائیکل پر بیٹھ گیا۔

احسن تم۔

بس یار اگر تم مجھے نہیں لے کر جاؤ گے تو میں اکیلا ہی چلا جاؤں گا چل بیٹھ یہاں۔ احسن نے کہا تو احزم موٹر سائیکل پر بیٹھ گیا اور موٹر سائیکل آگے بڑھا دی۔

عطار یہ اس وقت تہہ خانے میں سر جھکائے

ہوئے بیٹھی تھی اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس کے پاس تین اور لڑکیاں بھی بیٹھی ہوئی تھیں ان کے چہرے خوف سے زرد ہو رہے تھے ان کی نظریں عطار پر ہی جمی ہوئی تھیں ان میں سے ایک لڑکی اٹھی اور عطار یہ کے پاس بیٹھ گئی عطار یہ نے سر اٹھا کر اسے دیکھا۔

تمہارے رونے سے کوئی فائدہ نہیں ہے میں بھی جب یہاں آئی تھی تو بہت روئی تھی لیکن کچھ فائدہ نہیں ہوا ہم یہاں رہ کر صرف موت کا انتظار کر سکتی ہیں اس نے عطار یہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ وہ اس کی بات سن کر سسک پڑی۔

میرے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہیے تھا میں نے ماں باپ کو دھوکہ دیا ہے اور اپنے منگیترا کا دل توڑا ہے جو مجھے دل و جان سے چاہتا تھا اس کی آنکھوں میں ہر وقت میرے لیے محبت ہی محبت ہوتی تھی وہ جب بھی مجھے ملتا کہتا عطار یہ تم میری زندگی ہو میں تمہیں اپنے آپ سے بھی بڑھ کر چاہتا ہوں عطار یہ نے کہا اور اس کے گلے لگ کر رونے لگی۔

میرے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا تھا۔ میں نے اس بھوت کی خاطر اپنے شوہر کو دھوکہ دیا لیکن آج اس کی حقیقت جان کر بہت شرمندہ ہوں میں اپنے آپ کو کبھی بھی معاف نہیں کروں گی۔ اس لڑکی نے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔ اتنے میں اکاش بھوت تہہ خانہ میں داخل ہوا اس کی سرخ انگارہ آنکھوں میں وحشت ہی وحشت بھری ہوئی تھی ایک لڑکی اس کو دیکھ کر چیختے لگی اکاش بھوت نے اسے بالوں سے پکڑا اور ٹھیسے ہوئے تہہ خانے سے باہر لے آیا سامنے ہی رنجیت جادوگر ہاتھ میں تیز دھار چھڑ لے بیٹھا تھا اکاش بھوت نے اس لڑکی کو رنجیت جادوگر کے سامنے بیچ دیا وہ لڑکی اب بھی چیخ رہی تھی رنجیت اسے گہری نظروں سے دیکھ رہا تھا پھر اس نے ہاتھ آگے بڑھا کر اسے بالوں سے پکڑا

چھری اس کی گردن پر چلا دی۔ اس لڑکی کے منہ سے ایک چیخ بلند ہوئی اس کا گلہ آدھا کٹ چکا تھا اس کے گلے سے خرخر کی آوازیں نکل رہی تھیں رنجیت جادوگر نے اس کی گردن پر اپنا منہ رکھا اور اس کا خون پینے لگا وہ لڑکی اس کے ہاتھوں میں تڑپ تڑپ کر ٹھنڈی ہو گئی اس کی آنکھیں خوف سے کھلی کی کھلی رہ گئیں اور منہ خون سے سرخ ہو چکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد رنجیت نے منہ اٹھایا تو اس کا منہ خون سے سرخ ہو چکا تھا خون کے قطرے ہونٹوں سے ٹپک رہے تھے اس نے اپنے ہونٹوں پر زبان پھیری رنجیت نے اکاش بھوت کا اشارہ کیا تو اس نے لڑکی کی لاش اٹھائی اور غار کے کونے میں بیٹھ کر کھانے لگا اس کا میاں ہوتا جا رہا ہوں تین دن بعد مجھ میں ایسی شیطانی طاقتیں آجائیں گی کہ کوئی بھی جادوگر میرا مقابلہ نہیں کر سکے گا ہاہاہا۔ ہاہاہا۔ غار رنجیت کے قہقہوں سے گونجنے لگی اچانک ہی دہاں سفید دھواں نمودار ہوا۔ اس میں سے آواز ابھری۔

آقا دولڑکے آپ کو ختم کرنے کے لیے آرہے ہیں وہ غار کے قریب پہنچ چکے ہیں۔

کون ہیں وہ۔ رنجیت نے پوچھا۔

احزم اور احسن نام ہے ان کا دھویں سے آواز ابھری۔ ان کی یہ جرات کہ وہ مجھے ختم کریں جاؤ انہیں بہت بھیانک موت مار دو رنجیت غصے سے چیختے ہوئے بولا۔ وہ دھواں غائب ہو گیا۔ جبکہ رنجیت جادوگر ادھر ادھر ٹھٹھنے لگا اکاش بھوت ارد گرد سے بے خبر لڑکی کا گوشت نوج نوج کر کھانے میں مصروف تھا اکاش بھوت دولڑکے مجھے ختم کرنے کے لیے آرہے ہیں وہ غار کے پاس پہنچ چکے ہیں میں نے سفید دھویں کو انہیں ختم کرنے کے لیے بھیجا ہے تو بھی جا۔ رنجیت نے کہا تو اکاش بھوت غائب ہو گیا۔

احساسِ ندامت

ادھر احزم اور احسن غار میں داخل ہونے والے تھے کہ ان کے سامنے سفید دھواں پھیل گیا۔ احزم اور احسن دھویں کی طرف بڑھے لیکن انگلی ہی لمحے وہ دونوں اڑتے ہوئے دور جا کرے احزم اڑتا ہوا ایک درخت سے ٹکرایا تھا جس سے اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی تھی اور سر سے خون بھی بہنے لگا تھا جبکہ احسن زمین پر گر تھا جس سے اسے کوئی چوٹ نہ آئی تھی وہ دھواں اب احزم کی طرف بڑھ رہا تھا احسن کو کچھ سمجھ نہ آ رہی تھی کہ وہ کیا کرے اچانک ہی اسے اپنے پاس اللہ کے نام والا لاکٹ گر ہوا نظر آیا یہ لاکٹ احسن کو سامعہ نے گھر سے نکلے ہوئے چپکے سے دیا تھا احسن نے پھرتی سے وہ لاکٹ اٹھایا اور دھویں میں پھینک دیا جیسے ہی وہ لاکٹ دھویں سے ٹکرایا تو وہاں بہت ہی بھیانک اور کڑبکا چیخیں گونج اٹھیں دھیرے دھیرے وہ دھواں پانی بن کر ختم ہو گیا۔ احزم نے تلوار اٹھالی۔ اور احسن کی طرف بڑھا احسن نے نیچے پڑا ہوا لاکٹ اٹھایا اور احزم کی طرف بڑھ گیا۔

احسن تم ٹھیک ہوتاں۔ احزم نے پوچھا۔
یار میں تو ٹھیک ہوں لیکن تمہارے سر سے خون

یار چھوڑو اسے۔۔ احزم نے احسن کی بات کاٹ کر کہا۔

اچھا چلو۔ احسن نے کہا تو وہ دونوں آگے بڑھنے لگے اٹھی وہ دو قدم ہی چلے ہوں گے کہ ان کے سامنے اکاش بھوت آ گیا اس کی کالی سیاہ رنگت اور سرخ آنکھیں دیکھ کر وہ دونوں کانپ کر رہ گئے احزم نے وقت ضائع کیے بغیر ہی تلوار کا وار اس کی گردن پر کیا اکاش کی ایک دل ہلا دینے والی چیخ بلند ہوئی اور اس کا سر کٹ کر دور جا کر خون کا ایک توارہ اس کی گردن سے ابل پڑا اور اس کے دھڑکوا آگ لگ گئی۔

چلو یار جلدی چلو یہ نہ ہو کہ کوئی اور مصیبت سامنے آجائے احسن نے آگے بڑھتے ہوئے کہا۔
احزم اور احسن غار میں داخل ہو گئے تھوڑی ہی دیر بعد وہ وہاں پہنچ گئے جہاں رنجیت جادوگر بڑی بے صبری سے ان کا انتظار کر رہا تھا۔
تم دونوں کو تمہاری موت یہاں کھینچ کر لائی ہے تم دونوں نے میری دو بڑی طاقتوں کو ختم کر دیا ہے میں آج تم دونوں کا وہ حال کروں گا کہ تمہاری روح تک کانپ اٹھے گی رنجیت نے غصے سے سرخ ہوتے ہوئے کہا۔

ہم تمہاری دو بڑی طاقتوں کو تو ختم کر دیا ہے اب تمہاری باری ہے آج تم ہماری نہیں ہم تمہاری موت بنے گئے احزم نے بھی غصے سے کہا۔ تو کیا سمجھتا ہے کہ تو یہاں رہ کر انسانی جانوں سے کھیتا رہے گا نہیں اب ہم تمہیں ایسا نہیں کرنے دیں گے آج تم ختم کر کے ہی دم لیں گے۔ احسن نے سخت لہجے میں کہا۔

تم مجھے ختم کر دو گے بابا بابا۔ رنجیت جادوگر نے قہقہہ لگا کر کہا۔

مجھ کو اگر اپنی طاقت پر ناز ہے تو چل پہلو تو وار کر احزم نے رنجیت کو لاکارتے ہوئے کہا۔

جیسے تمہاری مرضی اتنا کہہ کر رنجیت نے اپنا ایک پاؤں اٹھا کر زمین پر مارا تو زمین میں دراڑیں پڑنے لگیں۔ ان دراڑوں میں سے ایک ہڈیوں کا ڈھانچہ نکلا اس ڈھانچے کی ہڈیاں کولکوں کی طرح جل رہی تھیں اور کھو بڑی کو آگ لگی ہوئی تھی اسے دیکھ کر احزم اور احسن کچھ خوفزدہ ہوئے لیکن انہوں نے یہ خوف رنجیت پر ظاہر نہ ہونے دیا ڈھانچے نے اپنا ہاتھ اوپر اٹھایا اور اپنے سر پر ملنے لگا اور اس کے ہاتھ میں آگ کا ایک گولہ آگیا اس نے وہ گولہ احزم کی طرف زور سے پھینک دیا احزم اس حملے کے لیے بالکل بھی تیار نہ تھا لہذا اس نے بچاؤ کے لیے

تلوار سامنے کر لی آگ کا گولہ تلوار سے ٹکراتے ہی غائب ہو گیا۔

احزم اور احسن حیرت زدہ نگاہوں سے تلوار کو دیکھنے لگے ڈھانچے نے دوسرا گولہ پھینکا لیکن تلوار سے ٹکراتے ہی وہ بھی غائب ہو گیا۔ احزم پھرتی سے آگے بڑھا اور ڈھانچے کی ہڈیوں کا سراپا بنا دیا۔ ڈھانچے کا حال دیکھ کر رنجیت غصے سے چیخ اٹھا احزم رنجیت سے مقابلہ کرنے کے لیے آگے بڑھا تو رنجیت نے اسے اٹھا کر دیوار پر دے مارا احسن نے احزم کا یہ حال دیکھا تو وہ تڑپ اٹھا اور آگے بڑھ کر رنجیت کو ٹانگ سے پکڑ لیا اور اوپر اچھال دیا۔ رنجیت اڑتا ہوا نیچے آگرا تو احسن نے اس پر ملکوں کی بارش کر دی لیکن اگلے ہی لمحے رنجیت نے احسن کو دور پھینک دیا۔ رنجیت دیکھنے میں تو کافی کمزور تھا لیکن اس کے کمزور بازوؤں میں بے انتہا طاقت تھی رنجیت غصے سے غرا تا ہوا احسن کی طرف بڑھا اور اس کے بالوں سے پکڑ کر اس کا سر زور زور سے غار کی دیواروں پر مارنے لگا۔ احسن کی درد بھری چیخیں وہاں گونجنے لگیں احزم اٹھا اور تلوار مضبوطی سے پکڑ لی

خبیث چھوڑو اسے اور مجھ سے مقابلہ کرو احزم نے چیخ کر کہا۔

مجھے خبیث کہا تو نے رنجیت غصے سے کانپتے ہوئے بولا اور ہوا کے جھونکے کی تیزی کی طرح احزم کی طرف بڑھا لیکن اگلے ہی لمحے احزم نے بھاگتے ہوئے تلوار رنجیت کے سینے میں اتار دی رنجیت کی بھیاں یک اور کرناک چینیں وہاں گونج اٹھیں اس کے سینے سے گندہ سیاہ خون بہہ بہہ کر زمین کو گندہ کر رہا تھا احزم جلدی سے احسن کی طرف بڑھا۔

احسن۔ احسن۔ احسن نے احسن کو اٹھاتے ہوئے کہا احسن کا سارا چہرہ خون سے سرخ ہو چکا تھا

احسن اٹھا احزم نے پریشان ہو کر کہا۔ احزم میں ٹھیک ہوں اس نے ہوش میں آتے ہی کہا اور اس کا سہارا لے کر اٹھ کھڑا ہوا احسن تمہارے سر سے خون بہہ رہا ہے۔

یاد میری فکر نہ کرو بتاؤ اس خبیث کا خاتمہ ہو گیا ہے یا نہیں۔

ہاں وہ مر گیا ہے۔ اب ہمیں عطاریہ کو تلاش کرنا ہے۔ اس نے کہا اور پھر ادھر ادھر دیکھنے لگے کہ ان کی نظروں کے سامنے ایک لڑکی کی پھٹی ہوئی لاش پڑی تھی انہوں نے جب لاش کو دیکھا تو ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اسے اپنے دل کی دھڑکن رکتی ہوئی محسوس ہوئی۔ عطاریہ۔ احزم نے چیخ کر کہا اور لاش کی طرف بڑھا لیکن اس لڑکی کا چہرہ دیکھ کر اسے کچھ حوصلہ ملا۔ یہ۔ یہ۔ عطاریہ نہیں ہے یہ کوئی اور ہے۔ وہ دکھ سے بولا۔

متیوں لڑکیاں تہہ خانے میں خوف سے ایک دوسرے کے ساتھ چپٹی ہوئی تھیں کیونکہ انہیں باہر سے آنے والی آوازوں نے خوفزدہ کر دیا تھا جب احزم نے چپٹے ہوئے عطاریہ کا نام لیا تھا تو عطاریہ چونک گئی۔

یہ۔ یہ۔ آواز تو احزم کی ہے عطاریہ نے کہا اور بھاگتے ہوئے تہہ خانے کے دروازے کے پاس گئی۔ اور زور زور سے دروازے کو پیٹنے لگی۔

احزم۔ احزم۔ عطاریہ یہ کہتے ہوئے تہہ خانے کا دروازہ پیٹ رہی تھی۔ احزم نے جب اپنا نام سنا تو وہ کھل اٹھا اور جلدی سے اس طرف بھاگا جہاں دروازہ پیٹنے کی آواز سنائی دے رہی تھی یہ آوازیں غار میں موجود بہت بڑے پتھر کے بت کے پیچھے سے آرہی تھیں احزم اس پتھر کے بت کے پیچھے پہنچا تو اسے ایک دروازہ دکھائی دیا عطاریہ اب بھی دروازہ زور زور سے پیٹ رہی تھی احزم نے جلدی سے دروازہ کھول دیا عطاریہ نے احزم کو

دیکھا تو بھاگ کر اس کے گلے سے لگ گئی۔
احزم مجھے معاف کر دو۔ عطاریہ روتے ہوئے بولتی جا رہی تھی اتنے میں تہہ خانہ میں موجود دونوں لڑکیاں بھی باہر آ گئی احزم نے جو انہیں دیکھا تو عطاریہ کو اپنے سینے سے الگ کیا پلیز احزم مجھے معاف کر دو میں تمہاری مجرم ہوں تم مجھے جو بھی سزا دو گے میں وہ قبول کر لوں گی۔ اگر تم نے مجھے معاف نہ کیا تو میں ساری زندگی تپتی رہوں گی کبھی بھی خود کو معاف نہیں کروں گی عطاریہ مسلسل روئے جا رہی تھی۔

میں تمہیں ایک شرط پر معاف کر سکتا ہوں۔ وہ کیا۔ عطاریہ جلدی سے بولی۔

تم یہ انگوٹھی پھر سے پہن لو۔ اس نے اپنی جیب سے انگوٹھی نکالتے ہوئے کہا۔ میں نے ابھی تک گھر میں منگنی ٹونے کی بات نہیں کی ہے اور میں یہ بات کروں گا بھی نہیں۔ میں تو یہ بھی نہیں چاہتا کہ کسی کو اس بات کا علم ہو۔ عطاریہ نے جلدی سے اپنا ہاتھ اس کے سامنے کر دیا اور اس نے اس کو انگوٹھی پہنا دی۔ وہ مسکرا دی۔

اب تم نے مجھے معاف کر دیا ناں۔

ہاں کر دیا۔ وہ بھی مسکرا دیا۔
ارے بہیرا! بھابھ گھر چلنے کی تیاری کر دیا تی شکوے شکایتیں گھر جا کر دور کر لینا احسن نے شرارت سے کہا۔ اور ان کے پاس آگیا۔ اس کی نظر دوسری طرف کھڑی لڑکیوں پڑی۔ لگتا ہے کہ ان لڑکیوں کو بھی رنجیت جادوگر نے یہاں قید کر رکھا تھا ہاں ایسا ہی ہے۔ ایک لڑکی نے کہا۔

یہ کیوں ہے۔ عطاریہ نے پوچھا۔
یہ میرا دوست ہے احسن آج اس کی وجہ سے ہی میں نے رنجیت کا خاتمہ کیا ہے اور تم تک پہنچا ہوں احزم نے کہا۔

تھینک یو احسن بھائی۔ میں آپ کا یہ احسان

زندگی بھر یاد رکھوں گی واقعی ان لڑکیوں کو بھی رنجیت نے قید کر رکھا تھا۔۔۔ ان دونوں کے علاوہ بھی دو لڑکیاں اور تھیں لیکن انہیں رنجیت نے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے ان لڑکیوں کی درد بھری چھٹیں اب بھی میرے کانوں میں گونج رہی ہیں۔ عطار یہ نے خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ ہمیں ان لڑکیوں کو بھی ان کے گھر پہنچا دینا چاہیے احزم نے احسن کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ تو احسن نے ہاں میں سر ہلادیا۔

مایا مجھے معاف کر دیں میں نے بہت بڑی غلطی کی تھی جس کی مجھے بہت بڑا سزا ملے ہے ماما مجھے اس بات کا احساس ہو گیا ہے کہ جو لڑکیاں اپنے ماں باپ کو برباد کر کے جاتیں ہیں بربادی خود ان کا مقدر بن جاتی ہے جس اولاد سے ماں باپ ناراض ہوں اس سے اللہ بھی ناراض ہوتا ہے ماما میں اپنی جنت کو چھوڑ کر چلی تھی آج اپنی جنت میں پھر سے واپس آگئی ہوں پلیز ماما مجھے معاف کر دیں میں معافی کے قابل تو نہیں ہوں کیونکہ میری غلطی بہت بڑی ہے ماما اگر آپ مجھے معاف نہیں کریں گی تو اللہ بھی مجھے معاف نہیں کرے گا میں آپ سب سے دور رہ کر بہت تڑپی ہوں سامعہ ماما کے قدموں میں گر کر روئے جا رہی تھی۔

مایا پلیز آپ سامعہ کو معاف کر دیں۔ یہ اپنی غلطی پر بہت شرمندہ ہے احزم نے ماما کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ ماما نے احزم کے بابا کی طرف دیکھا وہ بہت پرسکون دکھائی دے رہے تھے انہوں نے مسکراتے ہوئے سر ہلایا ماما نے سامعہ کو اٹھایا اور گلے سے لگالیا۔ سامعہ ماما کے گلے سے لگ کر خوب روئی پھر ماما نے اسے اپنے سے الگ کیا۔ سامعہ نے بابا کی طرف دیکھا جو خاموشی سے اس کی طرف دیکھ رہے تھے ان کی خاموش آنکھوں

میں اپنی بیٹی کے لیے محبت ہی محبت تھی بابا مجھے معاف کر دیں میں آپ۔۔۔ سامعہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھی۔

نہ۔۔ نہ۔۔ بیٹی مت رو میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے اب کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے بابا نے کہا۔ اور اپنی بیٹی کو گلے سے لگالیا۔ ان کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔

بابا آپ بہت اچھے ہیں میں بہت بری ہوں سامعہ روئے ہوئے بولی بس اب رونا بند کرو بابا نے سامعہ کو اپنے سے الگ کر کے سختی سے کہا سامعہ نے خوشی سے بابا کا ہاتھ چوم لیا پھر وہ ساریہ سے گلے مل کر بہت روئی۔ سامعہ کا خوبصورت چہرہ جو پہلے مرجھا ہوا تھا اب پھر سے کھل اٹھا ماما بابا پہلے کی طرح اسے پیار کرنے لگے وہ اور ساریہ مل کر خوب ہنسی مذاق کرتیں کبھی سامعہ عطار یہ کے گھر چلی جاتی اور کبھی عطار یہ ان کے گھر آ جاتی اور خوب چھیڑتی اور عطار یہ بھی اب بہت شرمندہ تھی وہ احزم کا سامنا بھی نہیں کر پار ہی تھی کیونکہ وہ آج اس کی وجہ سے ہی اپنے پیاروں کے پاس آئی تھی احسن ہی کی وجہ سے اسے اپنے جیسے کی جیتیں واپس ملی تھیں۔

وہ اکثر اکیلی بیٹھ کر سوچتی کہ عشر تو ایک دھوکہ باز شخص تھا لیکن احسن تو اس سے بہت مختلف ہے کاش اگر عشر کی جگہ میری زندگی میں احسن ہوتا تو بدنامی کا داغ کبھی میری پیشانی پر نہ لگا ہوتا۔ کچھ دنوں بعد احسن کے ماں باپ ان کے گھر آئے اور احسن کے لیے سامعہ کا رشتہ مانگا احزم جانتا تھا کہ احسن سامعہ سے بہت پیار کرتا ہے اس لیے احزم کو اس رشتے پر سے کوئی اعتراض نہیں تھا احزم کے ماما بابا نے بھی احسن اور احزم کی دوستی کو مد نظر رکھتے ہوئے ہاں کر دی۔ اس رشتے پر احسن اور سامعہ بھی بہت خوش تھے کیونکہ دونوں ہی ایک دوسرے کو چاہنے لگے تھے احزم کی ماما چاہتی تھی کہ احزم کی شادی کے ساتھ

ساتھ سامعہ کی بھی شادی ہو جائے لہذا دونوں شادیوں کی تاریخ رکھ دی گئی

تازے سرخ گلاب کمرے میں ہر طرف بکھرے ہوئے تھے کمرہ گلابوں کی خوشبو سے مہک رہا تھا عطار یہ دلہن کے روپ میں احزم کے بیڈروم میں خاموشی سے بیڈ پر بیٹھی ہوئی تھی وہ مسکراہٹ جو ہر وقت اس کے چہرے پر چھائی رہتی تھی وہ کہیں غائب ہو گئی تھی اسی لمحے کمرے کا دروازہ کھلا اور احزم کمرے میں داخل ہوا عطار یہ نے چونک کر اوپر دیکھا اور شرمندہ سی ہو کر سر جھکا لیا۔ اس کی دھڑکنوں کا شور بڑھنے لگا تھا احزم اس کے خوبصورت چہرے کو دیکھتا ہوا اس کے سامنے بیڈ پر بیٹھ گیا وہ سرخ دلہن والے جوڑے میں آسمان سے اترتی ہوئی حور لگ رہی تھی اس کی آنکھوں میں شرمندگی بھی احساس ندامت کے تحت اس کا سر جھکا ہوا تھا۔

تم جب بھی ملو تو نظریں اٹھا کر ملا کرو مجھے پسند ہے تمہاری آنکھوں میں اپنا آپ دیکھنا احزم نے اس کی جھکی نگاہوں کو دیکھتے ہوئے شعر پڑھا احزم میں بہت شرمندہ ہوں میں نے تمہارا دل توڑا ہے میں بھٹک گئی تھی عطار یہ روپا سی ہو کر بولی اس کی بڑی بڑی خوبصورت آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں تھیں دوسرے ہی لمحے اس کی آنکھوں سے دو آنسوؤں کے قطرے ٹوٹ کر گالوں پر بکھر گئے احزم نے عطار یہ کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو تڑپ اٹھا۔ اور اس کے آنسو اپنے ہاتھوں میں جذب کر لیے عطار یہ تم سب پھول جاؤ لیکن صرف اتنا یاد رکھو کہ تم پہلے بھی میری تھی میری ہواور ہمیشہ میری ہی رہو گی عطار یہ میں تمہیں ہمیشہ خوش دیکھنا چاہتا ہوں میرے دل میں تمہارے لیے محبت کم نہیں ہوئی ہے بلکہ ویسی ہی ہے جیسے پہلے تھی اگر

مجھے تم سے محبت نہ ہوتی تو کبھی تمہیں واپس نہ لاتا۔ اب تم بھی مجھ سے ایک وعدہ کر دو کہ تم مجھے بھی چھوڑ کر نہیں جاؤ گی کیونکہ تم میری زندگی ہوں میرا دل ہو اور کوئی بھی انسان دل کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا احزم سچے دل سے بولے جا رہا تھا احزم میں وعدہ کرنی ہوں کہ اب میں تمہیں چھوڑ کر کہیں نہیں جاؤ گی عطار یہ احزم کا ہاتھ تھام کر کہا۔ دوسرے دن احزم کا دلیدہ تھا جبکہ سامعہ کی بارات تھی احسن آج بہت ہی خوش تھا کیونکہ اس نے زندگی میں پہلی بار کسی لڑکی کو چاہا تھا اور وہ اسے مل گئی تھی۔

قارئین کرام کسی گلی میری کہانی ضرور بتائیں آپ کی رائے کا انتظار کروں گا میں ان تمام لوگوں کا شکریہ ادا کرتی ہوں جنہوں نے میری کہانیوں کو پسند کیا کئی بار سوچا اب سٹوریاں لکھنا چھوڑ دوں گی کیونکہ خوفناک ڈائجسٹ مجھے بہت مشکل سے ملتا ہے کئی مہینے تو ملتے ہی نہیں ہے ریاض احمد لاہور میں آپ کی بہت مشکور ہوں میں آپ کی بہت بڑی فین ہوں آپ کے لیٹر میں اپنی کہانیوں کی تعریف دیکھ کر بہت خوش ہوئی اور بہت ہی حوصلہ ملا اور میں نے مزید لکھنا شروع کر دیا ہے تھینک یو سوچ۔ سب اپنا بہت ہی خیال رکھئے گا۔

نہ جانے کیوں بس جاتے ہیں دل میں وہ لوگ جن سے قسمت کے ستارے نہیں ملتے
① ابراہیم آراکین۔ گلو مڈی
کون خریدے گا اب بیروں کے دام میں تیرے آنسو
وہ جو درد کا تاجر تھا تیرا شہر ہی چھوڑ گیا
② عبدالوحید ہدایاں۔ گلو مڈی
مقدور میں جو سختی تھی وہ مرنے پر بھی نہ نکلی
خودی گئی قبر میری تو پتھر کی زمیں نکلی
③ عمر دازان۔ بڑا نوالہ

درتوبہ

-- تحریر: سائل دعا بخاری - بصیر پور --

میں نے خود کو ایک طویل صحرائی بھائی پایا۔ آسمان پر سورج آگ کی مانند دیکر رہا تھا اور قدموں تلے کچھی ریت انگاروں کی مانند تپ رہی تھی میرے جسم کے روم روم سے پسینہ پانی کی طرح بہہ رہا تھا بے پناہ گرمی تھی بے پناہ۔ میں مسلسل بے تحاشا بھاگ رہا تھا میری سانس دھونکی کی مانند چل رہی تھی اور سینہ یوں پھول چک رہا تھا گویا ابھی ایک زوردار دھماکے سے چھیڑوں میں تبدیل ہو جائے گا بالآخر میری ہمت جواب دے گئی میں سلتی ریت پر منہ کے بل گرا نقدیر جب گرانے کے درپے ہو تو گرنے کے لیے کسی ٹھوکر کی ضرورت نہیں رہتی میں وہی گر کر بری طرح پائنے لگا شدت سے پیاس کا احساس ہوا تھا خلق میں صحرائی کا نٹے پھٹے ہوئے تھے۔ میں نے بہ وقت چار سو نظر ڈرائی پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ ہر چیز بے حد اجنبی لگ رہی تھی اور تنہائی کا شدید ترین احساس رگ و پے میں جھٹکنے لے کر گردش کر رہا تھا مجھے یکا یک تنہائی سے شدید ترین وحشت ہوئی ایک شدید ترین اضطراب تھا جو لوہو میں کھولنے لگا میں آنکھیں بند کئے ساکت پڑا رہا نہ جانے کیا ہونے والا تھا آنے والے لمحات اپنے جلو میں کیا لانے والے تھے میں یکسر بے خبر تھا کسی شے کی موجودگی کے احساس کے زیرِ تخت میں نے سر اٹھا کر دیکھا اور سانس اکٹ گئی دل ایک دم سکڑ گیا وہ گوشت کا ایک طویل تر لوٹھڑا تھا قریباً چھ فٹ لمبا لوٹھڑا جو سانپ کی طرح رینگتے ہوئے میری جانب بڑھ رہا تھا۔ میں آنکھیں پھاڑے اس لوٹھڑے کو وحشت و حیرت کی زیادتی سے تکر رہا تھا عجیب الجھا سا خون میں تر جیسے کسی ٹھوس وزنی پتھر سے اسے بری طرح چل دیا گیا ہوا اس کے اندر سے سرخ خون ابل پڑ رہا تھا اور خون کے ساتھ گوشت کے باریک باریک ریزے پیتے چلے جا رہے تھے جو ریت پر پھیل رہے تھے وہ عجیب الخلقیت چیز میری سانس اٹکانے دے رہی تھی ایسا منظر اس سے قبل میری بصارتوں سے نہ گزرا تھا میرے اعصاب شل ہوئے جا رہے تھے میرا وجود سناٹوں کی زد میں تھا پھر وہ ریزہ ریزہ ہو گیا میرے قریب پہنچنے تک اس کا چھوٹا سا چنداچ کا حصہ ہی بچا تھا اور پھر وہ ریزے تیزی سے سرکتے ہوئے ایک جگہ ٹپکا ہوئے اور پھر سے اسی لوٹھڑے کی شکل اختیار کر لی۔ اے اللہ اب تو میری سزا ختم کروے میں تیرے سوا اب کسی اور سے مدد نہیں مانگوں گا کیونکہ میں جان گیا ہوں کہ تیرے سوا کوئی بھی قادر نہیں ہے تو مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے میں بھی تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس لوٹھڑے سے ابھرنی انسانی آواز سن کر مجھے کرنت لگا تو یہ کوئی انسان ہے اور یہ قیامت خیز خیال میرے جسم کا سارا خون خشک کر گیا خوف و وحشت کا سیاہ عفریت دل و دماغ پر پے پے گاڑھے خاموش اعصاب پہ مسلط تھا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی

رات کی سیاہ چادرِ شام کے تلکے چاند کو سیاہ بادل اپنے شکنجے میں جکڑے ہوئے تھے اندھیرے پہ پوری طرح لپٹ چکی تھی دسویں کے اکا دکا ستارے جب بادلوں کے عقب سے ایک

ذرا جھانکتے تو ایسا لگتا گویا جتنو جھلملا رہے ہیں
چاند جو ذرا در اہل زمین کا حال جاننے کی کوشش
کرتا بادل فوراً کسی عیار ملی کی طرح اس پر چھپنا
مارتے پورا گاؤں نیند کے خوش رنگ اور مسکون کن
وادیوں میں کم تھنا نیند میری آنکھوں سے کوسوں دور
تھی بے چینیوں میری رگ رگ میں چٹکیاں بھر
رہی تھیں چھت پر ادھر سے ادھر چکراتے ہوئے
میری ٹانگیں شل ہونے لگی تھیں تاہم میں چاہ کر
ایک جگہ تک نہ بیٹھ سکتا تھا کیونکہ اضطراب میری
رگوں میں خون کے ساتھ ساتھ گردش کر رہا تھا میں
اضطرابی انداز میں گاہے بگاہے ہاتھ میں موجود
سیل فون پر ٹائم دیکھ رہا تھا۔ ایک ایک لمحہ پھوے
کی سی رفتار سے رینگ رینگ کر گزر رہا تھا اور ذہن
کو بچو کے لگا رہا تھا جو بنی دس بجے میں تیزی سے
سیر حیاں پھلا لگتا نیچے اترا آمدے کا بلب روشن کیا
اور سنور روم سے اپنا مظلوم سامان اٹھا کر بے آبستگی
ستون کے سہارے لٹایا اور کھٹ سے بلب بجھا دیا
دبے پاؤں آگے بڑھ کر اماں کے کمرے
دروازے کی جھری سے جھانک کر احتیاط دیکھا
انرجی سیور کی دودھیا روشنی میں وہ خواب خرگوش
میں گم تھیں میں مطمئن ہو کر سامان اٹھا تاہا ہر نکل گیا
میرے قدم کھیتوں کے بیچ بنی ہوئی پگڈنڈی پر
تیزی سے اٹھ رہے تھے قریباً چھ منٹ بعد میں
قبرستان میں پہنچ گیا قبرستان کا بوسیدہ شکستہ حال
دروازہ ذرا سادہ دھکیلنے پر ایک زبردست چرچر اہٹ
سے کھلتا چلا گیا خوف کیسی گھات لگائے بیٹھی ملی کی
طرح جھپٹ کر مجھ پر حملہ آور ہوا میں نے سر جھٹک
کر قدم آگے بڑھا دیئے۔ اندھیرے میں
قبروں کے پتھروں سے چلتا جا بجا رگی جھاڑیوں
سے دامن بچاتا اپنی مطلوبہ قبر تک آ پہنچا۔ اس قبر
تک پہنچ کر میری وہی حالت ہوئی جو ہمیشہ ہوتی تھی
گہری اداسی اور ویرانیت میرے دل میں سی نہیں

پورے وجود میں گر گئی نوشین کا پاکیزہ چہرہ میری
نظروں میں لہرانے لگا اور آنکھیں نم ہو گئیں میرا
ذہن ماضی کی بھول بھلیوں میں بھٹکنے لگا۔

میں نے آنکھیں کھولیں تو گھر میں صرف
اماں کو ہی دیکھا تھا بابا نے انہیں چھوڑ دیا تھا اور
حادثہ بھائی اور ڈاکٹر بابا کے پاس رہتے تھے میں
ان دونوں سے چھوٹا تھا بابا ہر ماہ اچھی خاصی رقم
اخراجات کے لیے بھجوا دیتے تھے یہ نہیں تھا کہ اماں
مجھے بابا سے ملنے سے روکتی تھی یا بابا ڈاکٹر
اور حادثہ بھائی کو اماں سے نہ ملنے دیتے ہوں ہم
لوگ اکثر ملتے تھے اور بھی بھی تو وہ لوگ ہمارے
ساتھ ایک ایک ہفتہ رہتے تھے نوشین جبار چاچا کی
اکھوتی بیٹی تھی ہماری کافی دوستی تھی چھوٹی چھوٹی
باتوں پر لڑتے جھگڑتے ایک دوسرے کو مٹاتے یہ
دوستی کب محبت میں بدلی پتہ نہیں چلا بس پتہ تھا تو یہ
ہم ایک دوسرے کے بغیر رہنے کا تصور بھی نہیں
کر سکتے ہم لوگ اکثر اسکول سے واپسی پر جمیل
کنارے گھنٹوں بیٹھے رہتے۔

نوشی ایک بات تو بتاؤ۔ ہم اپنی پسندیدہ جگہ
یعنی جمیل کنارے بیٹھے تھے جمیل کا سفید پانی اس
قدر شفاف تھا گویا شیشہ بہہ رہا ہو۔ اس کی تپہ میں
پتھر صاف دکھائی دیتے تھے۔

پوچھو۔ اس نے اپنی بڑی بڑی سبز آنکھیں
اٹھا کر مجھے دیکھا۔

اگر میں مر گیا تو۔۔

اللہ نہ کرے۔ وہ دہل گئی۔ اگر شکل اچھی نہ
ہو تو بات ہی اچھی کر لیا کرے بندہ۔ اس کی سبز
جھیل سی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھر گئیں میں
بوکھلا گیا۔
سوری۔

جان نکال کر رکھ دی اب سوری اس کی
پلکوں سے ٹوٹتے ستارے اب اس کے گالوں پر
پھیل رہے تھے۔

پلیز یا سوری ناں۔ میں نے اپنی انگلیوں کی
پروں پر اس کے گالوں پر لڑھکتے ستارے چن
لیے۔

اوکے۔ لیکن آئندہ ایسی بکواس نہیں کرو گے
اس نے چہرہ پر آنی لیں کانوں کے پیچھے اڑسیں
اوکے۔ میں نے جھٹ سے کہا اس کی ٹھٹکی مجھ
سے برداشت کہاں ہوتی تھی ہم ابھی وہیں بیٹھے
تھے کہ ایک عجیب واقعہ ہوا ایک پرندہ ہمارے
سامنے بڑے بڑے سے پتھر پر آ کر بیٹھ گیا اس کی
گول آنکھوں کا رنگ نہایت عجیب تھا کچھ دیر وہ
ہمیں گھورتا رہا پھر اس نے اپنے سنہری چمکدار پر
پتھر پھڑپھڑائے اور ہمارے گرد چکرانے لگا وہ
پر ابردارے کے پتھروں بیچ مہین سی دھند پھیلنے لگی
تھی پھر اس نے اپنی ہی زرد چوچھ کھول کر ایک
مجھبتی ہوئی سی آواز نکالی اور فضا کی وسعتوں میں
پرداز کر گیا یہ۔ یہ کیا تھا آؤ نوشی کا سکتہ ٹوٹ گیا
میں جی بے اختیار چوٹکا۔

کچھ نہیں ایسے ہی ایک پرندہ تھا میں نے اس
سے زیادہ خود کو سلی دی تھی ایک عجیب سا ہراس مجھے
اپنی لپیٹ میں لے چکا تھا۔

اگست کا وہ دن عجب اداسی میں لینا تھا
فضاؤں میں یک ناما نوس سی سوگاری کھلی تھی ایک
عجیب سا اضطراب تھا جس نے مجھے جکڑ رکھا تھا میں
اماں کو بتا کر نوشی سے ملنے چلا گیا گھٹ چچی کو سلام
کر کے میں نے نوشی کے بارے میں پوچھا پچھلے
تین دن سے ہماری ملاقت نہ ہوئی تھی وہ چھت پر
ہوئی۔

آؤر بیٹا پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے اسے ہر وقت

کھوٹی کھوٹی سی رہتی ہے اور یکدم ڈر جاتی ہے تم پیٹ
کرو میں تو پوچھ پوچھ کے تھک گئی ہوں کچھ بتائی
ہی نہیں میں اثبات میں سر ہلاتا زینے چڑھ گیا وہ
ستون سے ٹیک لگا لے گم سم سی کھڑی تھی حتیٰ کہ
اسے میری آمد کی بھی خبر نہ ہوئی۔

نوشی کہاں کھوٹی ہو میں نے اس کی آنکھوں
کے آگے ہاتھ لہرایا وہ بری طرح چونکی اور ایک ہلکی
سی چیخ اس کے یاقوتی لبوں کی باز توڑ کر فضا میں
بکھر گئی۔ تہ۔ تم۔ ہو اس کا لہجہ ذرا سا ہلکا تھا۔
کیا ہوا تم اتنا ڈر کیوں گئیں میں نے چونک کر

پوچھا۔
کچھ نہیں۔ وہ نفی میں سر ہلائی اس کے
چہرے پر ویرانی کے سائے تھے گلابیاں کھلی رنگت
زردیاں کھلی تھیں جمیل آنکھوں میں ایک عجیب سی
دشت کھنڈی تھی میں بری طرح ٹھٹک گیا۔
کیا ہوا تمہیں نوشی بتاؤ مجھے میں نے اسے
بے قراری سے تنہو ہوا وہ بری طرح بکھر گئی
اور میرے سینے سے لگ کر رونے لگی۔

آؤر۔ آؤر۔
جی جان آؤر۔ میں نے اسے متاع حیات کی
طرح ہاتھوں میں سمیٹ لیا وہ بدستور در رہی تھی
بچکیوں سے اس کا پورا وجود لرز رہا تھا نوشی میری
جان پلیز بتاؤ ناں کیا ہوا اس کی ریشمی زلفیں
سہلاتے ہوئے میں نے نرمی سے پوچھا۔

کچھ نہیں ہوا ہے درشتی سے پوچھ لی ہوئی وہ ایک
جھٹکے سے مجھ سے الگ ہوئی تھی تم۔ تم چلے
جاؤ یہاں سے میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتی
میں تمہاری شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتی سنا تم نے وہ
چلائی تو میں ششدر رہ گیا۔

یہ۔۔ یہ کیا کہہ رہی تھی وہ اس نے اس لہجے
میں تو بھی مجھ سے بات نہ کی تھی اور۔۔ اور اس
کے الفاظ۔۔ مجھ۔۔ مجھ سے نفرت نوشی میں بے

یعنی کے حصار میں تھا۔

ہاں ہاں تم سے نفرت۔ وہ حلق پھاڑ کر چلائی
لیکن کیوں مجھے سانس لینے میں بے حد
دشواری ہو رہی تھی ایسا لگ رہا تھا کہ سانس حلق
کے گنبد سے ٹکرا کر ہی واپس جا رہی ہے دل تھا کہ
پاتال کی اتھاہ گہرائیوں میں ڈوب رہا تھا پیروں
میں عجب سناٹا ہوتی ہو رہی تھی۔ شام کو آتا نہیں
تمہارے ہر سوال کا جواب مل جائے گا وہ رخ
پھیرے کھڑی تھی۔ ابھی بتاؤ نوشی مجھے اپنی آواز
کسی کنویں سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

آذر۔ میں نے کہا ناں شام کو ابھی تم جاؤ
تمہیں میری۔۔۔ قسم پلین۔ اس کی آواز سرگوشی میں
ڈھل گئی میں شکست خوردہ سا پلٹ گیا۔

عشق و محبت سمجھ سے بالاتر ہیں غالب

علم ہوتا تو عالم ہوتے فن ہوتا تو ماہر ہوتے
میں جھیل کنارے پتھر پر بیٹھا پانی میں کنکر
پھینک رہا تھا نوشی کی باتیں میرے کانوں میں ابھی
بھی گونج رہی تھیں دل بھجا بھجا سانسوں
ڈوب رہا تھا جب وہ اپنی خصوص جگہ پر آکر بیٹھ گئی
میں گردن موڑ کر اسے دیکھنے لگا اس کی آنکھوں کی
چمک مایہ نازی ہوئی تھی وہ گالوں پر آنسوؤں کی
لکیریں تھیں میں۔ میں ریمز سے شادی کر رہی
ہوں۔ اس کی بات پر میں نے تڑپ کر اسے دیکھا
وہ جھیل کی تہہ میں نگاہ جمائے ہوئے تھی میرا دایاں
ہاتھ پوری قوت سے اس کے گال پر پڑا تھا اس
کے گال پر میری انگلیوں کے نشان ثبت ہو کر رہ گئے

پھر کہو کس سے شادی کر رہی ہو۔ میرے
دھیمے لہجے میں اڑدھم کی پھنکار تھی۔

ریمز سے۔۔۔ اس کی آواز میں لرزش تھی
۔۔۔ ریمز سے میرے سر پر نہ آسان تھانہ قدموں تلے

زمین میں خلا میں معلق تھا مجھ سے وجہ مت پوچھنا وہ
سر جھکا گئی تمہاری کوئی بھی وضاحت میرے وجود
کے ریزے بھی نہیں سمیٹ سکے گی۔

نوشی بھی نہیں۔ مجھے اپنی آواز بے حد اجنبی
لگ رہی تھی مجھے اپنا وجود ہی اجنبی لگ رہا تھا نوشی
تم۔ تم میرے ساتھ جو مرضی کر لو میری جان لے لو
مگر مگر میرے ساتھ ایسا مت کرو نوشی خدا کے لیے
ایسا مت کرو میں اپنی جگہ سے اٹھ کر اس کے
قدموں میں بیٹھ گیا میرا دل پھٹ رہا تھا۔

تم مجھ سے محبت کرتے ہو آذر۔ اس نے

عجیب سے انداز میں دریافت کیا۔
تمہیں ابھی تک یہ بھی پتہ نہیں چلا میرے
حلق میں کوئی نمی سی چیز چھن گئی جس کی نمی نے
آنکھوں کی دہلیز پر پاؤں دھرے تھے۔

مجھے خوش دیکھنا چاہیے ہو۔ میرا سر آپوں
آپ اثاب میں مل گیا۔ تو پھر میری خوشی ریمز سے
شادی میں ہے وہ سپاٹ انداز میں کہہ کر چلی گئی
۔ ہاں وہ چلی گئی شام میں ڈھلتی رات کی تاریکیاں
میری آنکھوں میں آئیں۔ دل کو کوئی بے وردی
سے پیروں تلے روندھ رہا تھا میں تڑپ تڑپ کر
رونے لگا۔

اس کی شادی نو ستمبر کو طے پائی تھی اور آخر
اگست کے دن تھے وہ اضطراب میری رگوں
میں خون کے ساتھ گردش کرتا تھا بے چینیوں روم
روم میں سناپی ہوئی تھیں دل ہمہ وقت تڑپ کر قہقہے
میں تھا جوں جوں اس کی شادی کے دن قریب
آتے جا رہے تھے میرے اضطراب میں اضافہ
ہوتا جا رہا تھا وہ کسی اور کی ہو جائے گی اس کے نام
کے ساتھ کسی اور کا نام جڑ جائے گا وہ کسی اور کی
ملکیت ہوگی وہ اسے دیکھے گا چھوے گا پیار کرے گا
میری جان پل پل نکل رہی تھی لمحہ لمحہ مر رہا تھا لمحہ

مر رہا تھا لوگ کہتے ہیں کہ محبوب کی خوشی ہی ہماری
خوشی ہے وہ کسی اور کا ہے تو کیا ہوا لیکن میرے لیے
بے حد جان لیوا تھا اسے کسی کے ساتھ سوچنا بھی
میں پل پل اذیت کی سولی پر لٹک رہا تھا بلا خرسات
خبر کا دن آن پہنچا اس دن اس کی مایوں کی رسم تھی
میں نے سر شام ہی نیند کی گولیاں پھاٹک لیں مگر
نیند نہ تو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے محبت کے عوض گروی
رکھی جا چکی تھی چند منٹ کے لیے اگر نیند ابھی جاتی
تو جھٹ آنکھ کھل جاتی اس کی باتیں اس کے
وعدے سب کچھ یاد آتا تو نئے سرے ہی دل

اذیت سے تڑپنے لگتا تھا۔ لوگ کیوں جھوٹ بولتے
ہیں کیوں کسی کے جذبات سے کھیتے ہیں۔ محض اپنا
نام پاس کرنے کے لیے کسی کو کرب و اذیت کی
بجٹی میں جھونک دینا کہاں کا انصاف ہے محض
اپنا وقت رنگین بنانے کے لیے کسی کے دل تادم آخر
تک کے لیے بھری آگ کے حوالے کر دینا کہاں
کا قانون ہے اگلا دن آٹھ ستمبر کا تھا اسکی مہندی کا
دن وہ سارا دن جس کرب کے عالم میں گزرا تھا
نا قابل بیان ہے شام ہوتے ہی میری جان نکلنے لگی
اب وہ اس کے نام کا سنگھار کر رہی ہو گیا اب
لڑکیاں اسے آجکل کی چھاؤں تلے رانج پر لارہی
ہوگی۔ غرض لمحہ لمحہ جان لیوا تھا اس کرب کو اس
اذیت کو وہی سمجھ سکتا تھا جو اس سے گزرا ہو جس نے

یہ اذیت اپنی جان پر جھیل ہوا اس وقت میں تڑپ تڑپ
پ کر اللہ سے دعا کر رہا تھا کہ یا تو میرا دل بے حس
کر دے اس کی طرف سے یا پھر مجھے موت دے
دے لیکن دعا بھی کب قبول ہوتی ہے میں تو
۔۔۔ میں تو پہلے ہی اللہ کی قدرت اس کے ہر چیز پر
قادر ہونے اس کی وحدانیت پر اس کے سب سے
تواری تہ ہونے پر یقین رکھتا تھا پھر پھر وہ مجھے کیوں
آزار رہا تھا میں از سر نو تڑپ تڑپ کر چیخ چیخ
کر رونے لگا میرا خود پر سے کنٹرول ختم ہو گیا تھا

اب جو دور ہو ہے تو احساس ہوا ہے مجھ کو
کہ وہ شخص میرے دل کے قریب کتنا تھا
جو وہ کہتا تھا وہی عکس ابھرتا تھا اس میں
میرے دل کا آئینہ بھی عجیب کتنا تھا
اس کی آنکھوں میں دھنک رنگ خواب تھے جس
کے وہ شخص بھی لوگو۔ خوش نصیب کتنا تھا
شب بھر کی اپنی تو تارے گنتے
اس کے پہلو میں خوش رقیب کتنا تھا
وہ جب غیر کی ملکیت ہوا دل میں اتر آیا سکوت
مرگ
روح میں جو پھیلا تھا سناٹا مہیب کتنا تھا
ہر دعا فلک سے بے نیل و مرا ملوث آئی تھی دعا
نصیب بھی اپنا اس شب بد نصیب کتنا تھا
نو ستمبر کا وہ قاتل دن بھی آن پہنچا حالانکہ
میں نے کتنی دعاں مانگی تھیں اس دن کے بھی نہ
آنے کی خدا کے حضور گڑ گڑایا تھا میں مانگیں
پھر بھی۔۔۔ پھر بھی وہ قاتل دن۔ میں نے سائیڈ
نیبل کی دروازے سے سلپنگ پلڑ کی شیشی نکالی
اور پوری شیشی ہتھیلی پر الٹ لی چند سیکنڈ لگے تھے
مجھے گولیاں نکلنے میں نے پانی کا گلاس سامنے
دیوار پر دے مارا گلاس ایک چھنا کے سے ٹوٹا اور
کرچیاں اپنے ریزہ ریزہ ہوتے وجود پر ماتم
کناں ادھر ادھر بکھر گئیں مجھے ان کرچیوں میں اپنا
آپ نظر آیا میں بھی تو یوں ہی ریزہ ریزہ ہوا تھا اے
اللہ تو آج کل میری ہر دعا رد کر رہا ہے کم از کم مجھے
آج موت ہی دے دے اس کے بعد کا عذاب
قابل قبول ہے بے شک مجھے ہمیشہ کے لیے جہنم کا
ایندھن بنا دینا۔ یہ میری بے بسی کی انتہا تھی لاشعور
میں اب بھی سنی سنی دہن بنی نوشین ریمز کے پہلو
میں بیٹھی نظر آ رہی تھی میں بیڈ پر گرا اور میرا ذہن

تاریکیوں کے سمندر میں ڈوب گیا۔

چھوڑ گیا ہے کل شام وہ شخص مجھے
میرے دل کو اذیت کے حوالے کر کے
ہم تو اس سے کوئی شکوہ بھی نہیں کر سکتے دعا
تازہ است تار یکیاں سونپ دیں
جس نے چند لمحے اچالے کر کے

بے ہوشی اور خود فراموشی کا وہ عالم نجانے
کب تک طاری رہا سب سے پہلا احساس درد
کا تھا سر پر گویا کسی نے پہاڑ رکھ چھوڑا تھا میں نے
اپنے بوجھل پیوٹے واگنے اور خالی خالی نظروں
سے سفید چھت کو دیکھنے لگا مجھے بعد میں پتہ چلا کہ وہ
اسپتال کی چھت تھی نوشین کی طرح موت بھی مجھے
ٹھکرا دیا تھا میری آخری دعا بھی رد ہو چکی تھی خدا
نے مجھے موت بھی نہیں دی تھی اور تقدیر کیس طرح
دار و شیزہ کی صورت لبوں پر فاقہ نہ مسکراہٹ
سجائے مجھے از سر نو ہر اک میری بے بسی کا مذاق
اڑا رہی تھی میری شکست کا جشن منا رہی تھی میرا
بے اختیار دل جاہا اور شدت سے دل چاہا کہ اس
کے لبوں پر بھی مسکراہٹ نوچ لوں ٹھک اسی طرح
جس طرح اس نے میرے لبوں کی مسکراہٹ چھٹی
تھی مگر میں بے بس تھا اور یہ بے بسی کس قدر بے
بس بے اختیار لاچار لفظ ہے کاش میں لفظوں میں
بیان کر سکتا اس دن میں نے خود سے ایک عہد کیا
خدا سے کبھی کچھ نہ مانگنے کا عہد - قسمت کو
ہرانے کا عہد خدا نے میری کوئی دعا قبول نہیں کی
تھی مجھے بے سہارا چھوڑ دیا تھا مگر اب مجھے بھی اس
سے کوئی دعا کچھ بھی نہیں مانگنا تھا اور قسمت جس
نے میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی میری محبت
چھین لی تھی تو اب مجھے قسمت کو ہرا کر اپنی محبت
حاصل کرنی تھی کبھی ہار نہیں مانتی تھی ہاں اگر موت
کے ہاتھوں مجھے شکست ہو جائے تو الگ بات ہے

مگر میں بھول گیا تھا کہ میں تو کیا کوئی بھی خدا کے
سہارے کے بغیر کچھ بھی نہیں خاک کا ایک ذرہ بھی
نہیں بہر حال تو میں نے خود سے عہد کر لیا اور پھر
۔۔ اور پھر۔۔

میں اسی وقت اماں کے ساتھ ڈاکٹر کے
کلینک تک گیا تھا انہیں السر کی شکایت تھی وہ چپکے
کے لیے لکھیں تو میں اخبار اٹھا لیا اور سرسری نظر سے
جائزہ لینے لگا ایک جملے پر میری پھسلتی نظر جم کر رہ
گئی محبوب آپ کے قدموں میں کسی عامل کا
اشتہار تھا وہ چند دن کے بے ہمارے علاقے میں
آیا تھا اس کے چلوں وغیرہ کا مختصر اور جتنا تھا پنڈت
مہاراج سدھارت ناتھ بنگالی - میں نے زیر لب
نام دہراتے ہوئے پتہ نوٹ کر لیا اگلے ہی روز
میں وہاں تھا - غلطی تو عام سا تھا مگر ایک عجیب سی
وحشت نے ماحول کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اس
کے کمرے میں ایک مورچی تھی مجھے ایک لمبے کو تو
میرے ضمیر نے ملامت کی مگر میں نے یہ سوچ کر
خود کو تسلی دی - کہ میں کون سا ان پر ایمان لے
آیا ہوں میں تو صرف اپنے کام کی غرض سے
آیا ہوں اس کا حلیہ بھی نارمل تھا صرف ماتھے
پر لگا تلک ہی اس بات کی نشاندہی کرتا تھا کہ وہ
ہندو ہے اس نے میرا مسئلہ تفصیل سے سنا اور مجھے
اگلے روز آنے کو کہا - میں اثبات میں سر ہلاتا ہوا
واپس آ گیا۔

رمیز نے اسے شادی کے لیے مجبور کیا تھا اس
نے دھمکی دی تھی کہ اگر نوشین نے شادی سے انکار
کیا رہ نہ صرف اس کے والدین کو بلکہ تمہیں بھی
موت کے گھاٹ اتارے گا۔

مہاراج سدھارت کی بات نے مجھے حیران
نہیں کیا تھا میں پہلے ہی جانتا تھا کہ نوشین کو یقیناً

کسی طرح سے۔۔
مجھے اسے بہر حال میں اپنانا ہے۔ میرا لہجہ اٹل
تھا

ٹھیک ہے میں اس کے لیے ایک چلہ کروں گا
اور تمہیں نوشین کو جا کر سمجھانا ہوگا وہ مجھے تفصیلات
بتانے لگا اس کے چلہ کا وہ تیسرا ہی دن تھا جب
میں نوشین کے گھر گیا رات اٹھ اور حادثہ بھائی بابا
کے ساتھ یورپ ٹرپ پہ گئے ہوئے تھے اور اماں
میری رشتے کی ایک خالہ تنیم کے گھر گئی تھی رمیز
بھی میرا دور کا کزن ہی لگتا تھا میں اس کے گھر گیا تو
ملازمہ ڈرائینگ روم میں بیٹھا کر چلی گئی قریبائیں
منٹ بعد مجھے ایک بلی سی سوانی چیخ سنائی دی میرا
دل ایک دم ڈوب کر ابھرا چیخ بلاشبہ نوشین کی ہی تھی
اس آواز کو تو میں لاکھوں میں پہچان سکتا تھا میں
تیزی سے دھڑکتے ہوئے دل سے اندر کی جانب
بڑھتا ہوا روم کا دروازہ ایک دھماکے سے کھولا اور
اندر کی جانب بڑھا ہی تھا کہ سامنے کا منظر دیکھ کر
میری سانس اٹکنے لگی قدیم دلبیز میں گر گئے نوشین
سامنے کا رپٹ پر گری تھی اس کی پیٹیوں میں
دوسرا رخ تھے سفید میض خون سے سرخ ہو رہی تھی

نوشی - نوشی میں یکلفت بیقراری سے لپکا نوشی
نوشی میری جان - اس کا سراپا آنغوش میں لے کر
میں اس کے گال تھپتھپانے لگے اس کی گلابیاں کھلی
رنگت ہلدی ہو چکی تھی اس نے اپنی ریشمی پلکوں کی
جھار اٹھا کر مجھے دیکھا اس کی ویران آنکھوں
میں لچھڑھڑکے لیے چمک اٹھائی جیسے دیا بجھنے سے
قبل آخری بار پھر پھڑپھڑاتا ہے۔

مم - مجھے معاف کر دینا۔۔ اس نے انک
انک کر کہا نہیں - نوشی تم تم مجھے چھوڑ کر نہیں جاؤ گی
میں عالم دیوانی میں تھا اس کی گردن ایک
جانب ڈھلک گئی نوشی میں حلق چھاڑ کر چلا یا۔

نہیں نوشی تم مجھے چھوڑ کر نہیں جا سکتی
آنکھیں کھولو - نوشی آنکھیں کھولو - مذہبی انداز
میں چلاتا میں اسے چھوڑنے لگا کوئی کانٹوں بھری
جھاڑی میرے جسم میں بار بار پیوست کر کے کھینچ
رہا تھا نوشین کے حسین چہرے پہ موت کا سکوت
چھایا تھا میں نے تڑپ کر اس کی کلائی تھام لی
اور نبض ٹٹولنے لگا مگر نبض۔۔ نبض تو انگلیوں تلے
آہی نہ رہی تھی یا شاید میری انگلیوں کی رسائی وہاں
تک نہ ہو رہی تھی میں دیوانوں کی طرح اس کی
کلائی ٹٹولنے لگا مگر نبض ہوئی تو لمبی اس کی نبض تو
کبیں پاتال کی گہرائیوں میں تاریکیوں میں ڈوب
چکی تھی سر دھموں کی گرفت میں آ کر مجھد ہو چکی تھی
اس کی نبض دھڑکن سانس زندگی کی ہر علامت دم
توڑ چکی تھی مجھے یوں لگ رہا تھا جیسے ملک الموت
نے اس کی نہیں میری روح قبض کر لی ہو اس کی سر
اور زندگی سے عاری کلائی تھامے میں سنانے کی
کفایت میں تھا سوچنے سمجھنے کی صلاحیتیں سلب ہو کر
رہ گئیں تھیں میں نے بے جان ہاتھوں سے اس کی
کلائی چھوڑ دی قسمت ایک بار پھر مجھے ہرا گئی تھی
اور یہ بار یہ شکست برداشت کرنے والی نہیں تھی۔
ہرگز نہیں تھی۔

زندگی خواب کے سوا کیا تھی
زندگی غلاب کے سوا کیا ہے
تمام عمر یہ فکری حاوی رہی دعا
سمندر بھی سراب کے سوا کیا ہے
رات اپنی تمام تر تاریکیوں سمیت چار
سو پھیل چکی تھی آسمان کے تاریک سینے پر اکا دکا
سارے جھلملارے تھے چار اطراف سناٹا کسی
فرض شناس چوکیدار کی مانند جو کس کھڑا تھا خاموش
آنکھیں پھاڑے دشت زدہ سی ادھر ادھر چکرانی
پھرتی تھی گورستان میں موت کا ازلی سکوت

چھایا تھا اکا دکا پیری اور ایک برگد کا درخت کسی عفریت کی صارت پر پھیلانے کھڑے تھے قبرستان میں جا بجا قبروں کی صورت موت بھری تھی موت جو ہر ایک کو نگل لیتی ہے موت جو ہمہ وقت کسی عقاب کی مانند ہمارے سروں پر مسلط اپنے خونی پتھوں میں جکڑنے کو بے تاب ہے موت جس سے کسی کو مفر نہیں کہ تیرے پاؤں کے خود نشانے لگے لیکن موت کی کوئی ایک شکل نہیں ہوتی کبھی یہ بل پل اذیت دے دے کر مارتی ہے اور کبھی ایک ہی بار سانس چھین لیتی ہے ہر بار یہ مختلف روپ میں سامنے آتی ہے اور اس کا ہر روپ پہلے سے زیادہ کرب ناک اذیت ناک اور وحشت ناک ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح زندگی بل بھر میں روپ بدل لیتی ہے زندگی جو موت سے بھی سخت ترین شے ہے معا ایک کھکسا ہوا ماحول پر طاری سکوت اس سنگر بڑے سے ٹوٹ گیا میں جو نوشی کی قبر کے پاس بازو کھٹکوں کے گرد لپیٹے بیٹھا تھا چونک کر گردن ترچھی کر کے دیکھنے لگا نوشین کو ریمز نے مارا تھا اور خودی الوقت روپوش سا تھا وہ کوئی بیولہ سا تھا اس کا سیاہ لبادہ ٹخنوں کو چھوتا تھا وہ قبروں کی صورت بھری پڑی موت سے بچ بچ کر گزر رہا تھا اس کے پیروں تلے آتے خشک پتے سناٹے کی وحشت کو توڑ رہے تھے وہ عین میرے پاس آکر رک گیا میں اسے بے تاثر نظروں سے دیکھتا رہا میرے پاس اب کوئی تاثر نہیں بچا تھا ہر جذبے ہر تاثر کو موت نے نگل لیا تھا اب میری زندگی پر صرف ایک ہی تاثر چھایا تھا موت کا تاثر تاحد نگاہ موت کا تاثر۔

آذر۔ مہاراج سدھارت کی پاٹ دار آواز اس وقت دھبی تھی میں نے اسے صرف دیکھنے پر اکٹھا کیا یہاں کیوں بیٹھے ہو وہ میرے پاس بیٹھ گیا میں نے چپ چاپ سر جھکا لیا میرے پاس کہنے کو

کچھ نہیں تھا بلکہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں تھا صرف بے بسی جو بے گروہ ہمد وقت رقصاں ربتی تھی اگر تم چاہو تو نوشین تمہیں مل سکتی ہے۔ اس کی بات پر میں نے ایک جھٹکے سے سراٹھایا۔

اب۔۔ میرا لہجہ سپاٹ تھا اس نے سراٹھات میں بلایا۔ اندھیرے کے باوجود اس کے لبوں پر پھیلی مسکراہٹ مجھ سے پوشیدہ نہیں رہی۔ مرے ہوئے لوگ واپس نہیں آتے میں نے سر جھٹکا۔

بابا۔۔ تو گویا ہر لوگ جو چلے جو جا رہے ہیں وہ ایسے ہی ہیں۔ نوشین زندہ نہیں ہوئی مگر اس کے جسم میں کسی اور کی روح داخل کی جاسکتی ہے وہ مجھے تفصیلات بتانے لگا اسے ایک چلہ کرنا تھا مجھے نوشین کی لاش اس تک پہنچانی تھی بانی کام وہ مجھے بعد میں بتاتا۔ میں اس وقت بے حسی کی انتہاؤں پر تھا میں نے فوراً ہائی بھری۔ وہ مجھ سے انگلیں ہو کر رخصت ہو گیا اگر چہ اس کے وجود سے اٹھتی ناگوار بدبو نے میرا جی ملتا دیا تھا تاہم میں نے ضبط کیا میرا خیال تھا کہ میں قسمت کو شکست فاش سے دوچار کر دوں گا۔

رات گہری ہو چکی تھی۔ میں نوشین کی قبر کے پاس موجود تھا میں تنہا تھا سب ہی شام کو چلے گئے تھے اسے دفنا کے۔ کوئی بھی پاس نہیں تھا میرے سوا۔ میں رو رہا تھا آنکھیں بہتی جاری تھیں۔ پھر میں نے آنکھوں میں در آئی نمی ہتھیلی کی پشت سے صاف کی اور پیلے وغیرہ سنہال لیا میری چٹنی حس میرا وجدان مسلسل کوئی سنگل دے رہا تھا میرے اندر مجھے کوئی منع کر رہا تھا یہ سب کرنے سے روک رہا تھا قبرستان میں خاموشی کا بھوت مسلط تھا بادل بدستور چاند کو دبوچے ہوئے تھے اندھیرا کسی نایابا عقاب کی مانند میرے ارد گرد چکر رہا تھا دفعتاً آسمان کے مغربی کونے پر بجلی کی

دیوی نے جھلک دکھائی لمحہ بھر کے لیے قرب و جوار دروز روشن کی طرح عیاں ہوئے پیری اور برگد کے پتے جھکے ہوئے ہوئے سرسراہٹ ہوئی تیزی سے چکرائے گئی میں نے نم آنکھوں کو از سر نو صاف کیا اور کدال اٹھائی میں نے کدال فضا میں بلند کی کہ چاروں جانب سے آسمانی بجلیاں فضاؤں کے سینے ڈگڑگڑاتیں میری جانب لپکیں مگر کسی انجانے خوف کے زیر تحت واپس انہی بلند یوں میں پرواز کر گئیں جدھر سے ظاہر ہوئی تھیں اور پوری زمین لرز اٹھی کدال سیدھا قبر پر پڑا۔ نرم مٹی ادھر ادھر بکھر گئی دوسری ضرب پر ہوا مزید تیز تر ہو گئی اور وحشتانہ انداز میں بری طرح چٹکھانے لگی میں بدستور کام میں لگا رہا۔ بجلیاں رہ رہ کر کڑک رہی تھیں مجھے منع کر رہی تھیں مگر میں موسم اور ماحول کی غضب ناک یوں سے بے پرواہ کھدائی میں مکن تھا بادل اپنی پرہیز اور پر جلال انداز میں غالباً وارننگ دے رہے تھے مگر مجھ پر کسی چیز کا اثر نہ تھا مجھ پر اب کسی چیز کا اثر ہونے والا بھی نہیں تھا وارننگ دینے کے بعد شاید بادلوں نے حملے کی سوچی ہوئی ہلکی بارش شروع ہوئی ساری مٹی بٹانے کے بعد میں کھٹوں کے بل بیٹھ گیا ہوائیں بدستور چٹکھانے دے چکیں پھر بیاں کھائی پھر رہی تھیں پیری اور برگد کے درخت ادھر ادھر ڈولتے غالباً ہوا سے اپنی سلامتی کے خواہاں تھے بادل گرے گز گز اہٹ کے دیوتا نے فضا کو لرزادیا بجلی گویا کرنٹ کھا کر بیر طرح تڑپتی یہ وہ لمحہ تھا جب میں تابوت کا ڈھکن ہٹا چکا تھا نوشی کا چاند چہرہ سفید کفن کے ہالے میں چمک رہا تھا میں نے اسے اٹھانے کے لیے ہاتھ بڑھائے بادلوں کی گز گز اہٹ میں مزید شدت آگئی ہوائیں بے بسی سے وحشتانہ انداز میں ادھر ادھر بکھرنے لگیں بجلی کرب سے بل کھا کر تر پنے لگی میں نے نوشی کو متاع حیات کی طرح ہاتھوں میں بھر

لیا اسے احتیاف سے زمین پر لٹا کر میں نے ڈھکن بند کر دیا اور جیسے تیسے دونوں ہاتھوں سے بھر بھری مٹی اس پر ڈھیر کی اور ہاتھ جھاڑے ہوا کی سرسراہٹوں سے اس کا کفن پھڑ پھڑا رہا تھا جب تک میں اے ہاتھوں میں بھرے قبرستان کے دروازے تک پہنچا بارش کا زور ٹوٹ چکا تھا۔ چٹکھانے والی مٹی میں دم سا دھج چکی تھیں اور ماحول پہ مرگ کا سکوت طاری بھی وہی ازلی سکوت مرگ۔

دل جنگل۔ دل صحرا لوگو۔ دل جنگل دل صحرا اڑتی پھرتی ریت کا دریا سرد دھوا کا شور کہیں کہیں کوئی دیپ سلگتا گھورا اندھیرا گھور کبھی کبھی کوئی بادل جھٹکا دھوپ رتوں کا زور ڈالی ڈالی پھٹی پھٹکیں کھل ہو گئی ڈور

دل باگل دل خدی بجدل ملا دل چور

دل جنگل۔ دل صحرا لوگو۔ دل جنگل دل صحرا دل واقعی جنگل اور صحرا ہے اگر یقین نہیں تو کسی ایسے موسم بھراں سے پوچھ لیں بلکہ بس غور سے دیکھ لیں پوچھنے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی موسم بھری وحشت کیا ہے یہ وہی لوگ جان سکتے ہیں جنہوں نے یہ کرب روح پر جھیلنا ہوسانوں ایک بل چین نہ آوے۔ کی صورت میرا سیل گنگنا یا فون مہاراج سدھارت کا تھا میں رات نوشی کو اس کے حوالے کر آیا تھا ہاں آذر ایسا کر آج رات ہی کام شروع کر دے اس نے مجھے بتایا کہ مجھے چند مردے اس کے حوالے کرنے ہوں گے میں نے اثبات میں جواب دیا اور سیل پاکٹ میں ٹھونس دیا۔ آذر میں چند دن کے لیے فریضن کے پاس جا رہی ہوں نفیسہ کا آپریشن ہوا ہے نفیسہ امی کی خالہ زاد تھیں اور اپنی اگلی بیٹی فریضن کے پاس رہتی تھی میں سر ہلا کر رہ گیا۔

بیٹا اپنا خیال رکھتا جاتے سے انہوں نے

لجابت سے کہا جانے والے لوٹ کر نہیں آتے یہی اللہ کی مرضی تھی مومن سچا مسلمان وہی ہے جو اپنے رب کی رضا میں راضی رہے۔ میری پیشانی پر بوسہ دے کر وہ رخصت ہو گئیں مجھے نہیں پتہ تھا کہ میں ان کا کس آخری بار محسوس کر رہا ہوں مجھے نہیں معلوم تھا۔ کہ وہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو رہی ہیں ہاں راستے میں ایک ایکسٹنٹ میں وہ۔۔۔ تقدیر نے ایک اور ٹھوکہ لگا رکھی تھی مجھے زندگی کے اس موڑ پر جبکہ مجھے اس کی بہت ضرورت تھی مقدر نے وہ سہارا بھی جھین لیا تھا ایک اور ناقابل تلافی نقصان۔۔۔ اور ستم بالائے ستم کہ ڈاکٹر اور حادث بھائی یورپ کی چکا چونڈ میں یوں کھوئے کہ اس کی وفات میں بھی نہیں آئے وہ لوگ وہیں سیٹل ہو گئے تھے بابا نے مجھے بھی بلانا چاہا مگر میں نے انکار کر دیا مہاراج سدھارت نے مصارع وغیرہ لگا کر لاش کو محفوظ کر لیا تھا اس کی وفات کے چند دن بعد میں مردہ نکالنے نکل کھڑا ہوا کیونکہ اب زندگی مزید مشکل تھی۔

آواز گویا میلوں کے فاصلے سے آئی تھی۔ میں تمہارے بغیر نہیں رہ سکتا نوشی۔ اعتراض کرتے ہوئے میں اندر تک ٹوٹا تھا۔ یہ راستہ شرک کا ہے۔۔۔ میں۔ نوشی میں نہیں رہ سکتا تمہارے بغیر۔ اور یہ گناہ ہے شرک نہیں۔ بے بسی سے بولتے بولتے آخر میں میرا لہجہ برف ہو گیا تھا۔ آذر۔

کچھ مت کہنا نوشی کچھ مت کہنا۔ اس کے آگے ہاتھ جوڑتا میں بڑی طرح بکھر گیا اس کے چہرے پر خوشی کے آثار ابھرے اور وہ یکدم غائب ہوئی۔ میں کتنی ہی دیر ساکت کھڑا رہا قبرستان خاموشی کے آچل میں لیٹا تھا اس آچل کو کسی الو کی آواز نے ذرا سرکایا۔ میں نے ایک طویل سانس لی اور قبر کھودنے لگا۔ تابوت کھولتے ہی شدید ترین اور ناگوار بدبو کا بھسکا مجھے بے اعتبار انکائیاں لینے پر مجبور کر گیا۔ اس کے ساتھ ہی مجھے کھانسی کا دورہ پڑ گیا میں بے ساختہ کئی فٹ دور ہٹ گیا۔ حالت جب اعتدال پر آئی تو میں پھر تابوت کے قریب گیا مردہ نکالنا بہت دل گردے کا کام تھا تاہم نوشین کے تصور نے یہ مشکل ترین کام کروالیا۔ میں نے مردہ نکال لیا میں نے مردہ نکال کر کاندھے پر ڈال کر روانہ ہو گیا قبرستان سے چند گز کے فاصلہ پر مہاراج سدھارت کا ایک آدمی گاڑی لیے موجود تھا میں نے مردہ اس کے حوالے کر دیا اور گھر کی راہ لی۔

میں نے خود کو ایک طویل صحرا میں بھاگتے پایا۔ آسمان پر سورج آگ کی مانند دھک رہا تھا اور قدموں تلے پتھر ریت انگاروں کی مانند تپ رہی تھی میرے جسم کے روم روم سے پسینہ پانی کی طرح بہہ رہا تھا بے پناہ گرمی تھی بے پناہ۔ میں

ہوا سا کتنی فضا یہ دم گھونٹی سی کیفیت مسلط تھی قبرستان میں قدم دھرتے ہی ایک عجیب ناقابل بیاں کیفیت نے میرے گرد حصار کھینچ لیا قبر میں دن میں ہی منتخب کر گیا تھا وہاں پہنچ کر ابھی میں نے کدال رکھی ہی تھی کہ فضا میں سمور کن سی خوشبو پھیل گئی عقب میں کسی بلیوں کی سرسراہٹ نے مجھے چلت کر دیکھنے پر مجبور کر دیا اور پلٹتے ہی میں سانپ کے زرد میں آگیا وہ نوشی تھی ہاں بلاشبہ وہ نوشی ہی تھی۔ اس کا سفید فراک نہا لباس ہوا کے سبب سرسراہٹا تھا اور سیدھے سیاہ دراز بال پشت پر لہرا رہے تھے۔

تت۔ تم میرے لبوں میں سرگوشی سرسرائی۔ آذر یہ تم کس راستے پر چل نکلے ہو اس کی

مسلل بے تحاشا بھاگ رہا تھا میری سانس دھونکی کی مانند چل رہی تھی اور سینہ یوں پھول چک رہا تھا گویا ابھی ایک زوردار دھماکے سے پتھر پھوٹوں میں تبدیل ہو جائے گا بلاخر میری ہمت جواب دے گئی میں سکتی ریت پر منہ کے بل گرا افتدیر جب گرانے کے درپے ہو تو گرنے کے لیے کسی ٹھوکہ کی ضرورت نہیں رہتی میں وہی گر کر بری طرح ہاپنے لگا شدت سے پیاس کا احساس ہوا تھا حلق میں صحرائی کا نئے پھینے ہوئے تھے۔ میں نے بہ وقت چاروں طرف ذورانی پانی کا ایک قطرہ بھی نہ تھا۔ ہر چیز بے حد اجنبی لگ رہی تھی اور تنہائی کا شدید ترین احساس رگ دے میں جھٹکے لے لے کر گردش کر رہا تھا مجھے یکا یک تنہائی سے شدید ترین وحشت ہوئی ایک شدید ترین اضطراب تھا جو بہو میں کھولنے لگا میں آنکھیں بند کئے ساکت پڑا رہا نہ جانے کیا ہونے والا تھا آنے والے لمحات اسے جلو میں کیا لانے والے تھے میں یکسر بے خبر تھا کسی شے کی موجودگی کے احساس کے زیر نعت میں نے سر اٹھا کر دیکھا اور سانس انک گئی دل ایک دم سکڑ گیا وہ گوشت کا ایک طویل تر لوٹھرا تھا قریباً چھ فٹ لمبا لوٹھرا جو ساپ کی طرح رینگتے ہوئے میری جانب بڑھ رہا تھا۔ میں آنکھیں پھاڑے اس لوٹھرے کو وحشت و حیرت کی زیادتی سے تک رہا تھا عجیب الجھاسا خوشی میں تڑپے کسی ٹھوس وزنی پتھر سے اسے بری طرح چل دیا گیا ہوا اس کے اندر سے سرخ خون ابلا پڑ رہا تھا اور خون کے سہے گوشت کے باریک باریک ریزے بہتے چلے رہے تھے جو ریت پر پھیل رہے تھے وہ عجیب الخلق چیز میری سانس انکائے دے رہی تھی ایسا کر یہہہ اور عجیب صورت منظر اس سے قبل میری بصارتوں سے نہ گذر رہا تھا میرے اعصاب کل ہوئے جارہے تھے میرا وجود سنائوں کی زد میں تھا پھر وہ ریزہ ریزہ

ہو گیا میرے قریب پہنچنے تک اس کا چھوٹا سا چنداچ کا حصہ ہی بچا تھا اور پھر وہ ریزے تیزی سے سرکتے ہوئے ایک جگہ یکجا ہوئے اور پھر سے اسی لوٹھرے کی شکل اختیار کر لی۔

اے اللہ اب تو میری سزا ختم کر دے میں تیرے سوا اب کسی اور سے مدد نہیں مانگوں گا کیونکہ میں جان گیا ہوں کہ تیرے سوا کوئی بھی قادر نہیں ہے تو مجھے دوبارہ دنیا میں بھیج دے میں بھی تیری نافرمانی نہیں کروں گا۔ اس لوٹھرے سے ابھری انسانی آوازیں کر مجھے کرٹ لگا تو یہ کوئی انسان ہے اور یہ قیامت خیز خیال میرے جسم کا سارا خون خشک کر گیا خوف و وحشت کا سیاہ عفریت دل و دماغ پر پنچے گاڑے خاموش اعصاب پہ مسلط تھا۔

تب مجھے کتنی ڈھیل دی تھی کہ شاید۔ شاید تو سمجھ جائے مگر تجھے تو اللہ کا عذاب جھوٹ لگتا تھا اب وقت گزر گیا۔ اور اللہ اپنے نافرمانوں کو اس سے بھی بھید کر اور دردناک عذاب دے گا اس آواز میں بادلوں کی سی گڑگڑاہٹ تھی وہ کئی تھے انتہائی طویل قامت اور بے حد وحشت ناک۔ ان سب کی رنگت سیاہ ترین تھی اور چہرے اور حلقے انتہائی بیت ناک۔۔۔ ان کے ہاتھوں میں گرز نما چیزیں تھیں جس سے وہ اس لوٹھرے کو نہیں وہ ایک نہیں تھا۔ اس جیسے ہزاروں لوٹھرے ریت پر کلہارا رہے تھے اور وہ لوگ ان پہ گرز برسا رہے تھے لوٹھروں سے طویل کر بناک اور دل خراش چیخیں ابھر رہی تھیں گرز کی شدید تیزی ضرب سے وہ لوٹھرے ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جاتے اور دھرتی لرز اٹھتی لوٹھروں سے ابھرتی چیخوں۔ دیوانگی آمیز اذیت ناک چیخوں کے تسلسل سے فضا دل دہل جاتی ان کے بکھرے ریزے آن واحد میں پھر یکجا ہوتے اور پھر برق رفتاری سے

گزر کی لگرنے والی ضرب سے ہزاروں ٹکڑوں کی صورت بکھر جاتے ایک ناقابل بیان وحشت ماحول کو اپنی پلیٹ میں لے رکھا تھا میرے جسم کے زندان میں مقیم روح کسمسانے لگی اور اس کسمساہٹ کے ارتعاش نے میرے ذہن سے ہر نقش کھرچ ڈالا وہ منظر اس قدر خوفناک تھا کہ لفظوں کی گرفت میں ہی نہیں آ سکتا اور اللہ اپنے نافرمانوں کو اس سے بھی بھیاںک سزا دیتا ہے یہ گڑگڑاہٹ آمیز آواز فضا میں چکرانے لگی ہوا سیٹیاں بجاتی ادھر ادھر سرخ رہی تھی ریت اڑا کر مجھ پر برسے لگی پھری ہوا وحشیانہ انداز میں ریت کی جھولیاں بھر بھر کر ادھر ادھر پلٹ رہی تھی اس کی سیٹی نما شاخیں شاخیں سماعتوں پر ہتھوڑے کی مانند برس برس رہی تھی طوفان نے آنکھوں کے سامنے ریت کی چادر سی تان دی تھی ریت میرے بالوں میں حلق میں آنکھوں میں پھنسنے لگی ریت کی چادر کے پار کا منظر صریحاً واضح تھا۔ دہشت ناک ہیبت انگیز لوگوں کی وحشت ناک ضربیں اور لوٹھروں کی چیخیں ان کا ریزہ ریزہ ہو کر بکھرنا اور پھر یکجا ہونا از سر نو شدید ضرب۔ دلخراش چیخوں کا تسلسل اور میں گرنٹ کھا کر اٹھ بیٹھا میری سانس دھونکی کی مانند چل رہی تھی دل حلق میں آن پھنسا تھا اور شہ رگ دھڑک رہی تھی ذہن میں جھکڑ چل رہے تھے اور رگوں میں دوڑتا ہوا خون جھکے لے لے کر گردش کر رہا تھا میرا پورا وجود پسینے میں تر تھا تو یہ خواب تھا ان گرز برداروں کی ہیبت ناک شکلیں میرے ذہن میں نقش ہو کر رہ گئیں ان کی وحشت ناک ضربیں زمین کی لرزش لوٹھروں کی چیخیں اور میں تھرا اٹھا میں نے اپنے نم بالوں میں ہاتھ پھیرا میری حیرت سے پھٹی آنکھیں نم ہاتھ پہ جمی ریت کو تک رہی تھیں میں نے ایک طائرانہ نگاہ کمرے میں دوڑائی دروازہ لاک تھا کڑی بھی بند

تھی پھر یہ ریت۔۔۔ زبرد پاور بلب کی مدھم روشنی میں ریت کے ذرے چمک رہے تھے میرا ہاتھ میکا کی انداز میں چرے اور گروں پہ ہسلنے لگا مرے ذہن میں جھکڑ چل رہے تھے میرا پورا وجود ریت سے اٹا تھا وہ وحشیانہ ہوا مجھے سیٹیاں بجاتی کمرے کے دروازے سے سرنگراتی محسوس ہو رہی تھی گرزوں کی دھک سے دروازے پر لرزتے محسوس ہو رہے تھے اور میری سماعتوں پہ بار بار یہ جملہ دستک دے رہا تھا اللہ اپنے نافرمانوں کو اس سے بھی بھیاںک سزا دیتا ہے میری بصدائیں اسی ایک منظر کو دیکھ رہی تھیں گوشت کا بھاری پتھر سے پکڑا ہوا ٹکڑا۔ اس پہ پڑتی ضرب۔ اس کا ہزاروں ٹکڑوں میں بننا برق رفتاری سے ٹکڑے یکجا ہونا اور پھر شدید ترین وحشیانہ ضربیں۔۔۔ میرے اللہ میرے شعور و لاشعور میں یہی پکار تھی میں رو رہا تھا میں بچوں کی طرح پھوٹ پھوٹ کر رو رہا تھا دل سینے میں بری طرح پھڑ پھڑا رہا تھا۔ بری طرح۔۔۔

اللہ اپنے بندوں سے بہت محبت کرتا ہے بہت بہت مہربان ہے وہ۔۔۔ اور انسان بے حد ظُرف اور ناشکر اللہ نے ہمیں بے بہا نعمتوں سے نوازا رکھا ہے اگر ہم اس کی عطا کردہ ایک ہی نعمت کا شکر تازیات ادا کرتے رہیں تو نہ کر پائیں گے اور جس قدر گناہگار ہم ہیں تو ہم تو اس لحاظ سے ایک نوالہ بھی ڈیزور نہیں کرتے پانی سے ایک گھونٹ تک کے قابل نہیں اور ایک سانس تک کے حقدار نہیں مگر اس نے ہمیں کس قدر نعمتوں سے نوازا رکھا ہے ہمیں زندگی دے رکھی ہے کہ ہم اسے صحیح طریقے سے گزار لیں تاکہ ہمیشہ جنت میں مقیم رہیں مگر ہم لوگ قدر نہیں کرتے اسکی عطا کردہ ان گنت نعمتوں کا شکر ادا کرتا نہیں یاد نہیں رہتا

اور ایک ذرا سی تکلیف یہ ہم اس سے شکوے شکایات کرنے لگتے ہیں کس قدر ناشکرے ہیں ہم جب ہماری کوئی دعا کوئی خواہش وہ پوری نہ کرے تو ہم اس سے ناراض ہو جاتے ہیں وہ خالق ہے ہمارا ہمیں ہم سے زیادہ جانتا ہے وہ اسے ہم سے زیادہ معلوم ہے کہ ہمارے حق میں کیا بہتر ہے اللہ ہماری ہر دعا قبول کرتا ہے کبھی فوراً تو کبھی تاخیر بھی وہ دعا آخرت کے لیے ذخیرہ کر لی جاتی ہے آخرت یعنی روز محشر۔۔۔ روز محشر یعنی یوم حساب وہ آخرت جسے ہم ہم دینا کے حصول میں بھولے ہوئے ہیں وہ روز محشر جسے ہم وقتی لذتوں میں فراموش کئے ہوئے ہیں وہی یوم حساب جو ہمارے قلب و ذہن سے محو ہو چکا ہے اگر ہم صرف قبر کی تاریکیوں کو ہی یاد رکھ لیں اس تنہائی وحشت کو ان بھوکے کیڑے مکوڑوں کو تو ہم بھی کوئی گناہ نہ کریں وہ بہترین منصب سے سب سے بہترین منصف اور ہمیں لوٹ کر اسی کے پاس جانا ہے بے شک سارے جہانوں کا وہی مالک ہے وہی خالق ہے وہی رازق ہے وہی تو ہے جو ہر چیز پر قادر ہے صرف وہی ہے جس کی مرضی سے سب کچھ چل رہا ہے میں آؤ۔ بہت برا انسان ہوں نوشین اگر میری نہ ہو سکی تو اس میں اللہ کی کوئی مصلحت تھی یقیناً تھی۔ مگر میں نا سمجھ تھا بجائے اس کے کہ اللہ سے صبر اور مدد مانگتا میں مہاراج سدھارت سے مدد مانگ رہا تھا حالانکہ جو چیز اللہ نے نہیں دی وہ کوئی اور کیسے دے سکتا ہے یہ تو میرے خدایا۔ یہ تو شرک یعنی مجھے اللہ نے نوشتی نہیں دی اور میں نے مہاراج سے مدد مانگی ہاں کسی سے اپنے لیے دعا کروانا الگ بات ہے کہ ہو سکتا ہے اللہ اس کے غلوں کے سبب ہماری آزمائشیں ختم کر دے یا اگر ہمارے گناہوں کی سزا ہے تو اس کی دعا کے باعث سزا ختم کر دے جبکہ خود ہماری دعا بھی رانیکاں

نہیں جاتی لیکن جو میں نے کیا وہ تو سرسری شرک۔ ہی تھا۔ تو کیا خدا مجھے بھی معاف نہیں کرے گا۔

سورج مغرب کی سمت جھک چلا تھا سہ پہر نے منہ پر چپ کی انگلی رکھی تھی اس کی ہیبت اتنی تھی کہ پتوں تک نے پلٹنے سے انکار کر دیا تھا چاروں اور پر ہول سناٹا طاری تھا تا حد نظر چیل میدان تھا بجز زمین کے سینے پر پری دراڑیں اس کی شکلی کی گواہ تھیں اکا دکا درخت سو گواری سے سر جھکائے کھڑے تھے سورج عین سر پر انگارے برسا رہا تھا کل مہاراج سدھارت ایک خطرناک چلے میں مارا گیا تھا میں نوشین کی لاش لینے وہاں گیا تھا تو مہاراج سدھارت کی لاش بھی اس کے ایک ملازم نے بتایا کہ چلہ کرتے کرتے حصار ٹوٹ گیا۔ اور میں چپ چاپ پلٹ آیا نوشین کی لاش میں نے رات کی گھٹا ٹوپ تاریکی میں اس کی آخری آرام گاہ میں پہنچا دی تھی جو گناہ میں کر چکا تھا اس کا کفارہ تو شاید کسی صورت بھی ممکن نہیں میں چلا تھا قسمت سے لڑنے بھلا آج تک کوئی لڑ سکا ہے اس بے انسان قسمت کے حصار میں قید ایک بے بس چمچی ہے اس حصار میں پھڑ پھڑا تو سکتا مگر آزاد نہیں ہو سکتا سرخ سرخ کر لہو لہان تو ہو سکتا ہے مگر اس حصار کو تو نہیں سکتا انسان خود پہ فانی چیزوں پر غرور کرتا ہے کیا خبر کہ یہ چیزیں کب تک پاس ہیں کب تقدیر کروٹ بدلے اور سب کچھ بدل جائے ہم جس کی غربت و فلاں کا مذاق اڑا رہے ہیں کیا خبر کل کو وہ بادشاہ ہوا اور اس سے بھی بدتر حال میں۔۔۔ مقدر میں بس ایک ہی خرابی ہے کہ یہ ہمارا ہو کر بھی ہمارا نہیں ہوتا ہم لاکھ کوشش کر لیں اسے مٹھی میں بند نہیں کر سکتے اسے بیوفانی سے نہیں روک سکتے بقول وارث شاہ کے گیا بچھ تقدیر دے نال شوشا

ساتھوں قیمت لے جاٹ دی اے
نقدیر اللہ دی نوں کون موڑے
نقدیر نہ کسے توں ہٹ دی اے

اور میں چلا تھا اسے موڑنے ہاں مگر دعا سے
اسے موڑا تو جاسکتا ہے مگر میں تو خدا سے ہی
خفا ہو گیا اور غلط راستے پر چل نکلا حالانکہ اللہ کس
قدر مہربان ہے اس نے مجھے ہر نعمت سے نوازا
اور نوٹین کے ذریعے غالباً میرا امتحان لینا چاہا۔
اور میں اس امتحان میں بری طرح ٹیل ہو گیا۔ اس
نے مصیبت کے وقت اپنے بندے کو صبر کی تلقین کی
ہے صبر وہی کہلاتا ہے جو شروع میں کیا جائے ورنہ
رد پٹ کر تو ہر کوئی چپ ہو جاتا ہے یہ صبر نہیں ہے
صبر کرنے اور صبر آ جانے میں بہت فرق ہے صبر کرنا
کوئی کوئی ہے۔ صبر آسب کو جاتا ہے میں نے
صبر نہیں کیا اس کی ناشکری کی۔ اس سے شکوے
کے خود کو ختم تک کرنا چاہا مگر اس نے مجھے تنہا نہیں
چھوڑا میں پھر بھی اس کی خالص اور بے لوث محبت
کو نہیں سمجھا اور گناہوں کی دلدل میں دھنسا چلا گیا
مرے ہوئے لوگوں کو بے آرام کیا ان کی بے رحمتی
کی اس نے پھر بھی مجھے ڈھیل دی حالانکہ اگر میں
صبر کرتا تو ہو سکتا ہے مجھے دوبارہ نوٹین مل جاتی اللہ
فرماتا ہے

اے ابن آدم۔

ایک میری چاہت ہے اور ایک تیری چاہت ہے
ہوگا وہی جو میری چاہت ہے
پس اگر تو نے سپرد کر دیا اپنے آپ کو اس کے
جو میری چاہت ہے
تو وہ بھی میں تجھے دوں گا جو تیری چاہت ہے
اگر تو نے مخالفت کی اس کی جو میری چاہت ہے
تو میں تھکا دوں گا تجھ کو اس میں جو تیری چاہت ہے
پھر ہوگا وہی جو میری چاہت ہے
اور اس کی چاہت کیا ہے خود ہماری ہی

بھلائی اس کی چاہت ہے اس کی اطاعت و بندگی
میں خود ہمارا فائدہ ہے۔ ورنہ کیا اس کی عبادت
کرنے والوں کی کمی ہے کیا ہمارے عبادت نہ
کرنے سے اسے کوئی فرق پڑتا ہے ہرگز نہیں وہ
ہمارا بھلا چاہتا ہے اس کی چاہت ہے کہ ہم اس
کے اور اس کے پیارے محبوب حضرت محمد ﷺ کے
بنائے ہوئے سیدھے راستے پر چلیں وہ محمد ﷺ جو
رحمت العالمین ہیں صرف دنیا میں ہی نہیں آخرت
میں بھی رحمت ہیں۔

بڑگئی جس پر محشر میں بخشا گیا

اٹھی جس سمت ابر کرم چھا گیا

رخ چدر ہو گیا زندگی پا گیا

جس طرف اٹھی دم میں دم آ گیا

اس نگاہ عنایت پر لاکھوں سلام

عقب میں ابھرنے والی غراہٹ نے مجھے
چونکا دیا وہ ایک چیتا تھا اچانک مجھے اپنی رگوں میں
لہور کتا ہوا محسوس ہوا اس کی قاتل آنکھیں انگاروں
کی مانند چمک رہی تھیں اس کی دم تیزی سے دائیں
بائیں حرکت کر رہی تھی اس کا وزن اس کے پھیلے
پاؤں پر تھا اور اس کی یہ کیفیت اشارہ دے رہی تھی
کہ وہ مجھ پر چھلانگ لگانے کا ارادہ رکھتا ہے میں
کسی سنگی جسمے کی طرح ساکت تھا قریباً نصف منٹ
تک میں اور درندہ آنسنے سامنے رہے اس کی قاتل
آنکھیں سفاکی سے مجھ پر جمی ہوئی تھیں اس کا جڑا
ذرا سا ہاتھ اور قاتل دانٹوں کی ہلکی سی جھلک
دکھائی پڑتی تھی اس کی سانپوں کے ساتھ ایک ہلکی
سی غراہٹ ابھر رہی تھی زندگی کا یہ پہلا موقع تھا کہ
میں کسی درندے کو یوں کھلی جگہ اُسے سامنے دیکھ
رہا تھا ناقابلِ ہراس احساس تھا وہ چھپیں چالیں
سیکنڈ پینتیس چالیں گھنٹوں پر محیط تھے پھر اس نے
بے اعتنائی سے رخ موڑا اور مجھے یکسر نظر انداز
کرنا جھاڑیوں میں اوجھل ہو گیا۔ میں کتنی ہی دیر

ساکت رہا محاکسی کی کرناک چھپیں خاموش فضا
میں دراڑیں ڈال گئیں ساتھ ہی چیتے کی چٹکھاڑ
ابھری اور سنہاٹ بن کر دور تک پھیل گئی پھر کسی
دہشت زدہ شخص کے چلانے کی آواز ابھری یہ
کرناک آواز زیادہ دور نہیں تھی میں اٹھا اور محتاط
قدموں سے اس جانب بڑھنے لگا میری نگاہ گھاس
کے بیچ بڑی لاشی نما لکڑی پہ پڑی اور میں نے وہ
اٹھالی آگے جا کر میں ٹھٹھک گیا کیکر کے درخت
کے عقب میں چیتا کسی شخص کو جھنجھوڑ رہا تھا سنسنی کی
ایک برقی لہر میری ریڑھ کی ہڈی سے ہوتی ہوئی
دماغ تک چا پھٹی یہ ایک لرزا دینے والا منظر تھا
میں نے نتائج سے بے پروا ہو کر لاشی سے چیتے کی
کمر پر زوردار ضرب لگائی نتیجتاً وہی ہوا جو
ہونا چاہیے تھا مشتعل درندے نے اپنے نامعلوم
شکار کو چھوڑا اور غضب ناک آواز میں میری طرف
متوجہ ہوا میں بے ساختہ کئی قدم پیچھے ہٹ گیا۔
اور لاشی پر میری گرفت لاشعوری طور پر مضبوط
ہو گئی اس کی اٹلی ٹانگیں فضا میں بلند ہوئیں اور ہلکی سی
کوند گئی مجھے اپنے کندھے میں انگارے دھنستے
ہوئے محسوس ہوئے اس کے ساتھ ہی خون
اور مڑے ہوئے گوشت کی ناگوار بدبو میرے
نقھوں میں کھتی چلی گئی میرے بائیں کندھے میں
آگ سی بھری تھی اور اس کی شدت اور میری
اذیت میں لمحہ بہ لمحہ بہ سرعت اضافہ ہو رہا تھا
دیر تھا۔ بے پناہ درد اذیت تھی بے حساب اذیت
تھی چیتا بری طرح میرا کندھا اپنے نوکیلے جڑے
کے پھلنے میں لیے جھنجھوڑ رہا تھا مجھ پر عظمی طاری
ہوئی۔

میں نے دوبارہ حواس میں قدم دھرے تو پہلا
احساس شدید ترین اذیت کا ہی تھا میرے کندھے
کو گویا انگاروں سے داغا چار رہا تھا ضبط کے باوجود

میں نے دوبارہ حواس میں قدم دھرے تو پہلا
احساس شدید ترین اذیت کا ہی تھا میرے کندھے
کو گویا انگاروں سے داغا چار رہا تھا ضبط کے باوجود

مگر اہں میرے ہونٹوں کی باڑ بار کر گئیں لمبی
خورد و گھاس اور درختوں سے سر پہنچتی پھر رہی تھی
بادل جارحانہ انداز میں دھاڑ رہے تھے۔

سنو۔ میں نے یہ وقت گردن ایک ذرا تر جھبی
کی وہ ایک بوڑھا شخص تھا اس کی سوکھی چڑی
بڈیوں کو بھٹک ڈھاپے ہوئے تھی اس کے بادامی
کرتے سے میں نے اندازہ لگایا کہ وہ وہی ہے جو
چیتے کے پھلنے میں پھنسا ہوا تھا اس کا دایاں بازو
غالباً زخمی تھا بادامی کرتے پہ خون کے نشان تھے۔

تم یقیناً ایک نیک انسان ہو ایک انجان شخص
کو بچانے کے لیے تم نے اپنی جان کی پرواہ
نہیں کی۔ نیک مجھے خود پر ہنس آگئی مجھے جسے شخص کو
جو صرف انسانوں کا ہی نہیں خدا کا بھی گناہگار ہوتی
کہ بھلے قدے بے خبرے میں ہی سہی شرک تک کا
مرکب ہو چکا ہوا ہے نیک کہنا کتا بڑا مذاق ہے۔

میں تو اس قدر گناہگار ہوں کہ خدا کا سامنا
ہی نہیں کر پاؤں گا۔ میں تو میں تو معافی تک مانگنے
کے قابل نہیں کیسے معافی مانگوں میرا لہجہ ٹوٹا
پھوٹا اور آواز بھرائی ہوئی تھی۔

تم ایک بات بھول رہے ہو تمہارے میرے
ہم سب کے گناہ کتنے ہی زیادہ سہی مگر اس کی
رحمت سے زیادہ نہیں ہیں میرے اندر ہلکی سی لپک
گئی دماغ کے تاریک ترین گوشے بھی یکا یک
روشن ہو گئے مگر شرک کا خیال آتے ہی یہ روشنی ماند
پڑ گئی۔

ایک بات یاد رکھو مایوسی اللہ کی ذات سے
مایوسی کفر ہے۔ اور وہ تو بے قبول کرنے والوں میں
سے ہے اس نے گویا میری سوچ تک رسائی حاصل
کر لی تھی وہ ایک دم پلٹا اور مستحکم قدموں سے چلتا
ہوا اوجھل ہو گیا۔ اللہ کی ذات سے مایوسی کفر ہے
اس کی آواز کی بازگشت گونجی اور میں پوری جان
سے مل کر رہ گیا۔ میں سوچ رہا تھا کہ وہ مجھے معاف

نہیں مگرے گا یکھت ایک پروردگار میرے لبوں سے پراہد ہوئی کندھے میں بدستور چنگاڑیاں بھری ہوئی تھیں ناقابل بیان اذیت تھی اچانک بارش شروع ہوگئی موسلا دھار بارش شفاف بوندیں مجھے بے تالی سے چھونے لگیں ہوا ادھر سے ادھر بوندوں کو مقابلہ کر رہی تھی ارد گرد ایسی خاموشی چھائی ہوئی تھی کہ مجھے شدید ترین وحشت نے آن گھیرا۔ ایک عجیب سی ویرانی مجھے اپنے روم روم میں ہستی محسوس ہو رہی تھی تنہائی اس قدر وحشت ناک ہوتی ہے مجھے اس سے قبل اندازہ نہ تھا یکھت مگر گڑا ہٹ کا دیوتا دھاڑا چاروں اور سے آسانی بجلیاں تاریکی اور فضا کا سینہ فگار کرتیں میری جانب پلکیں خوف کے مارے میں نے آنکھیں میچ لیں دل اچھل کر حلق میں آن پھنسا اور شہ رگ دھڑکنے لگی وحشتانہ ہوا پالگوں کی طرح بین کرتی ادھر ادھر سر پھٹنے لگی بوندیں بندوں سے نکل گولی کی طرح تراثر مجھ پر برسنے لگیں۔ اضطراب رگ و پے میں چھریاں چلائے لگابے چینی خون میں شاخیں ہو کر سرسراہنے لگی خوف نے اپنے سفاک اور نوکیلے پنچے میں میرے اعصاب کو جکڑ لیا اور تنہائی میری روح میں سامنے لگی گہری تاریکی طوفانی بارش کی مخصوص آواز بادلوں کی دل دہلا دینے والی دھاڑیں اور بجلی کی اعذاب مٹھا دینے والی چٹکتاؤں نے ماحول کو دہشت ناک صورت دے دی تھی تنہائی کا احساس ناقابل بیان تھا دھیرے دھیرے کندھے کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی میرے جسم میں اب اکڑاؤ پیدا ہوتا جا رہا تھا مجھے یوں لگناخنوں کو اکھاڑا بالوں کو نوچا اور ماس کو ہڈیوں سے جدا کیا جا رہا ہو کوئی بار بار کانٹوں بھری جھاڑی میرے وجود میں گھونپ کر کھینچ رہا تھا۔ تو میں مر رہا ہوں اور میں وحشت میں گھر کر بری طرح ہڈیانی انداز میں چلانے لگا اللہ کی ذات

سے مایوسی کفر ہے اور وہ توبہ قبول کرنے والوں میں سے ہے مجھے یاد آیا کہ اللہ میری پکار ضرور سنے گا اللہ ﷻ میں اذیت سے پکارنے لگا یا اللہ مجھے معاف کر دے میری توبہ قبول کر مرے مالک میری توبہ قبول فرما۔ میں بری طرح روتے ہوئے گڑگڑانے لگا یکا یک مجھے یاد آیا کہ اللہ میری شہ رگ سے بھی قریب تر ہے تنہائی منہ چھپا گئی۔ یا اللہ اپنے محبوب ﷺ کے صدفے مجھے معاف فرما میری توبہ قبول فرما۔ خوف ہراساں ہو کر بھاگ اٹھا یا اللہ تیرے سوا کوئی سہارا نہیں تو ہی بے سہاروں کو سب سے بہتر سہارا دینے والا ہے وحشت ریت کی مانند بکھرنے لگی اے میرے اللہ میرے گناہ ریت کے ذروں پانی کے قطروں سے بھی زیادہ ہیں مگر بے شک تیری رحمت ان پر بھاری ہے کندھے میں پھلتی چنگاڑیاں مجھے لگیں یا اللہ میں میری زبان میرا دل میرے جسم کا ہر رواں اور میری روح گواہی دیت ہے کہ توبہ سب جہانوں کا مالک ہے اور حضرت محمد ﷺ تیرے برگزیدہ بندے اور آخری رسول ﷺ ہیں اذیت مدہم پڑتے پڑتے معدوم ہونے لگی یا اللہ میرے گناہ معاف فرما میری توبہ قبول کر مجھے کسی بریفیلے غار میں اتار اجار با تھا گویا میرے ہاتھ پاؤں حتیٰ کہ پورا جسم پرف کی سل میں ڈھلنے لگا میرے گرد برف ہی برف تھی اور میرا وجود پاشا پاشا ذہن بریفیلے سندھ میں تیرا پھرتا تھا۔ مجھے معلوم ہے مجرم ہوں میں اور تو میرا حاکم جیسی تو آج میری آنکھوں میں اشکوں کی ہے رگم کوئی بندہ تیرے درپے جو آشور دل دیتا ہے میرے مولا در توبہ تو اس پر کھول دیتا ہے تو ضرور سنے گا۔ میرے دل کی صدا میری توبہ میری توبہ میری توبہ تیرے در سے میں کیوں نہ سوال کروں

تو رحیم بھی ہے تو کریم بھی ہے تو پست بھی ہوں میں حقیر بھی ہوں تو بلند بھی ہے تو عظیم بھی ہے میری سن لے صدا بہر شاہا پیارے خدا میری توبہ میری توبہ میری توبہ توبہ دردی ایک بے درد لہر میرے جسم کے روئین روئیں میں جھپٹنے لگی ٹھنڈک پیش میں بدل گئی آگ تھی میرے سامنے فلک پیا آگ دہکتی آگ کے لپکتے شعلے آسمان کو چھو رہے تھے اس آگ میں مجھے اپنے سارے گناہ دکھائی پڑتے تھے عین نماز کے وقت فلز دیکھنا خود کشی کرنا ماں سے بدتمیزی مہاراج سدھارت سے مدد مانگنا نوشین اور دیگر مردوں کی بے حرمتی اور انہیں بے آرام کرنا اور چھوٹے چھوٹے لاتعداد گناہ جنہیں ہم فوراً بھول جاتے ہیں اس آگ کی پیش اتنی دور سے بھی میرے دل و دماغ میں پھیلی ہوئی تھی رواں رواں ناقابل برداشت حد تک سلگ رہا تھا میرے اللہ میری توبہ قبول فرما۔ میں تڑپ تڑپ کر رونے لگا خدا کے حضور گڑگڑانے لگا اگر آج اللہ مجھے سے بخا ہو جائے مجھے دھتکار دے تو۔ یہ سوچ کر میرا رواں رواں لرزا اٹھا۔

مجھے کر دے معاف اپنے رسول کے صدفے خطائیں بخش دے میری شہ لولاک کے صدفے میرے مالک دہائی سے تجھے آل پیغمبر کی رہا کر دے غموں سے کربلا کی خاک کے صدفے میرے چار سو تاریکی پھیلی ہے پناہ کی سی اتھاہ تاریکی اندھیروں میں مجھے تابندگی دے دے میرے مولا در توبہ کو کشادگی دے دے میرے مولا۔ میں موت کی سفاک آتشیں سن رہا ہوں وہ اپنے نوکیلے پنچوں میں مجھے دبوچنے والی تھیں۔ ارے یہ کیا تاریک آسمان کے ایک گوشے

سے یہ نور کیسا پھوٹ رہا ہے یہ تو کوئی دروازہ ہے اس دروازے سے ایک ٹھنڈی اور باوقار روشنی سیدھی میری جانب پلکی آرہی ہے۔ آہ کتنی کیف آور ہے یہ۔ میرا پورا وجود اس نور کے ہالے میں بھیک رہا ہے اور زمین و آسمان کا گوشہ گوشہ اس نور سے منور ہے ایک مسکور کن مہک چکرانی پھرتی ہے سچ ہے اللہ اپنے بندوں کی پکار ضرور سنتا ہے اور توبہ بھی قبول ضرور فرماتا ہے چاہے کوئی لب دم توبہ کرے مجھے آسمان کے بیچ اپنے اور اللہ کے محبوب ﷺ کے روضہ اطہر کی جھلک دکھائی دے رہی ہے میرا دل شدت سے دہاں جانے کو پھل رہا ہے میرے لب بے اختیار درد و شریف پڑھنے لگے۔ اور دل و دماغ بھی ایک نور کا مہکتا ہالہ مجھے لیے محو پرواز ہے بے شک اللہ اپنے بندوں کی پکار ضرور سنتا ہے بس ضرورت ہے تو سچے دل سے پکارنے کی وہ بے حد رحیم ہے کریم ہے ہماری سوچ کی حدود سے بھی کہیں زیادہ اور اللہ ہمارے ساتھ کچھ برا نہیں کرتا ہم خود اپنے ساتھ برا کرتے ہیں اور ہمیشہ ہمیں یاد رکھنا چاہیے کہ وہ ہم سے ستر ماؤں سے بھی زیادہ پیار کرتا ہے بے شک۔

سائل دعا بخاری۔ محبوب شاہ۔

تو سو جاتا ہے اکثر مجھے یاد کے بغیر مجھے نیند نہیں آتی تجھ سے بات کے بغیر تصور تیرا نہیں تصور تو میرا ہے تجھے چاہا بھی ہے تو تیری اجازت کے بغیر

① رجبہ ارشد۔ منڈی بہاؤالدین

تجھے اپنا غم دنیا کو دکھانے کی ضرورت کیا تھی؟

② میں آج تک اس بات کو سمجھ نہیں پایا

③ راحیلہ عالم۔ اسلام آباد

میں لی کے چپ رہا وہ پلا کے چپ رہا کیا کھاب تھا جو مر جھا کے چپ رہا

④ فطینہ ساجد۔ آزاد کشمیر

سیاہ سایہ

--- تحریر: محمد سلیم اختر۔ جہانیاں منڈی ---

اللہ بخش تم تم کو تو ہم نے مار دیا تھا اور تم۔ اس کے منہ سے ایک قہقہہ بلند ہوا ہاں تم نے مجھے مار دیا تھا میں مرا ہوا انسان ہوں لیکن تم لوگوں کی موت بنائیں ہاں حویلی میں گھوم رہا ہوں۔ جب تک تم لوگوں میں ایک بھی زندہ ہے مجھے بھلا کیسے سکون مل سکتا ہے مجھے تو سکون تم لوگوں کی موت پہنچا سکتی ہے میں نے کہا تھا نا کہ میں ایک ایک کر کے سب کو ختم کر دوں گا سو میں نے کر دیا ہے اب تیری باری ہے ہاں حاکم علی اب تیری باری ہے۔ اتنا کہہ کر وہ اس کی طرف بڑھا نہیں اللہ بخش تم ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ کانپتے ہوئے بولا لیکن اللہ بخش کے ہاتھ اس کی گردن کو اپنی پلٹ میں لے چکے تھے اس کی سانسیں اکھڑنے لگی تھیں۔ دھیرے دھیرے اس کا جسم ٹھنڈا پڑنے لگا تھا۔ اس کی موت کے ساتھ ہی اللہ بخش کے منہ سے قہقہہ گونجنے لگے اور وہ حویلی سے باہر نکل آیا ایک پھونک اس نے حویلی کی طرف منہ کر کے ماری حویلی کو آگ لگ گئی اور آگ ایسی لگی کہ اس کو کوئی بھی بچا نہ۔ کا جو جو بھی اس میں موجود تھا سب ہی آگ میں جلنے لگے ان میں گا مو بھی تھا اور وہ سب تھے جو ان کے اشاروں پر چلتے تھے جو گاؤں والوں کو پکڑ پکڑ کر ان کے سامنے لاتے تھے اور ان کی موت کا تماشا دیکھتے تھے حویلی کی آگ نے پورے گاؤں کو روشن کر دیا تھا لوگوں کے چہروں پر خوشی کی لہر موجود تھی اور پھر سب گاؤں والوں نے دیکھا کہ کوئی انسانی جسم اوپر ہوا میں اڑتا ہوا بلند ہو رہا ہے ان سب اس کو پہچان لیا تھا وہ اللہ بخش تھا ہاں اللہ بخش جس کو بے قصور مارا گیا تھا۔

تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا حاکم علی چلا آ رہا تھا اس نے ہاتھ میں کھونڈا پکڑا ہوا تھا۔ اور چہرے پر غصہ چھایا ہوا تھا اور آنکھوں میں خون اتر رہا تھا پھر اچانک اس کے سامنے فشی آگیا اس نے اپنا سفید چشمہ درست کیا اور شیطانی مسکراہٹ لے کر بولا۔

آئیے جائیدار صاحب آئیے وہاں آپ کا سب لوگ بے چینی سے انتظار کر رہے ہیں اور اللہ بخش کو ہم نے ڈیرے پر بٹھا رکھا ہے اگلے ہی لمحے حاکم علی کھونڈا پکڑے اور گول تیکے سے ٹیک لگائے غصہ بھرے لہجے میں آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر سامنے زمین پر بیٹھے اللہ بخش کی طرف دیکھ رہا تھا جب کہ اللہ بخش ہاتھ جوڑے ڈرا سہا ہوا زمین پر بیٹھا ہوا تھا اور ایک طرف سکندر علی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جبکہ دوسری طرف



جانوروں کا دھیان نہیں کر سکا۔ جس کے کارن آپ کے تمام کھیت برباد ہو گئے ہو سکے تو مجھے بوڑھے غریب پر ترش کھا کر میری اس غلطی کو معاف کر دیں ترس تو میں نے اپنے باپ پر بھی نہیں نہیں کھایا تھا۔ تو پھر کوئی کھیت کی موتی ہے حاکم علی ایک دم اٹھ کھڑا ہوا ہمارا اتنا نقصان ہوا ہے اور تجھے معاف کر دیں یہ بھی نہیں ہو سکتا۔ تجھے تیری اس غلطی کی سزا ضرور ملے گی اللہ بخش سکندر علی نے اتنا کہا اور خود اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

چاچا جی یہ چھوٹے چاچا بالکل ٹھیک کہتے ہیں اسے اس کی غلطی کی سزا ضرور ملنی چاہیے دلاور علی نے اپنی پھلی پر مکا جاتے ہوئے کہا۔

حاکم علی بولا کل کتنے جانور تھے اس بوڑھے کے جن کی وجہ سے ہمارے تمام کھیت برباد ہوئے ہیں تین بھینس دو گائے اور چارو پھڑے تھے چاچا جی بخداور علی نے انگلیوں پر گنتے ہوئے کہا۔

ہوں بہت خوب۔ اب وہ تمام جانور اس وقت کہاں ہیں۔

چاچا جی اس وقت وہ تمام جانور آپ کے سالے بہادر علی نے قبضے میں لے پھوڑے میں باندھ دیے ہیں۔

ہاں بھائی صاحب آپ کے بھتیجے بخداور نے بالکل ٹھیک کہا۔ بہادر علی نے کہا۔

اچانک دلاور علی بولا چاچا جان ان جانوروں میں سے ایک بھینس اور دو پھڑے میں رکھوں گا پھر اچانک حاکم علی خان گرجتی ہوئی آواز میں بولا۔

اللہ بخش تیرے وہ تمام جانور اس وقت ہمارے قبضے میں ہیں اور حاکم علی تجھے اپنی دردناک سزا دے گا کہ تیرے روح تک کانپ اٹھے گی۔

یہ بہت بڑا ظلم ہے جاگیردار صاحب آپ اوپر والے خوف سے کچھ ڈریے۔ اور مجھے میرے جانور واپس کر دیں۔

نہیں اللہ بخش یہ انہونی ہے ہمارے راستے تو بدل سکتے ہیں لیکن ہمارے اصول نہیں بدل سکتے میں لیا تو نے اللہ بخش سکندر علی نے گرجتی ہوئی آواز میں کہا۔ بہادر علی۔

جی بھائی صاحب بھی بوڑھے پر اتنے کوڑے برساؤ کہ یہ اپنی آخری سانسیں تڑپ تڑپ کر نکال دے حاکم علی کا حکم سن کر بہادر علی ہاتھ میں کوڑا لیے آگیا۔ اب میں اس حرامی کو یہاں سے کھٹاؤں گا کہ آخری سانس تک یاد رکھے گا اتنا کہتے ہوئے بہادر علی نے ہاتھ میں پکڑا ہو کوڑا اسیدھا کیا اور اللہ بخش پر برساتا شروع کیا اور دردی شدت سے اس کے منہ سے چیخیں نکل رہی تھیں۔

مجھے معاف کر دیں جاگیردار صاحب اللہ کے واسطے مجھے چھوڑ دیجئے۔

ایسا سوچنا بھی مت اللہ بخش یہاں غلطی کرنے والی کی سزا صرف موت ہے موت اتنا کہہ کر حاکم علی وہاں شے چلا گیا باقی کے تمام لوگ بھی ساتھ چل دیئے اللہ بخش کی بے بسی پر ہنستا ہوا نشی پیچھے پیچھے چل دیا۔ بہادر علی نے زور زور سے کوڑے برساتے شروع کر دیئے پھر چند ہی منٹوں میں اللہ بخش زمین پر گر پڑا اور تڑپ رہا تھا لیکن اس نے کوڑوں کی بارش جاری تھی اللہ بخش کی دردناک چیخیں دور دور تک جاری تھیں اچانک ہی حویلی کا دروازہ کھلا اور اللہ بخش خون میں لت پت پٹے ہوئے کپڑوں کے ساتھ گرتا سنبھلتا ہوا اندر گرا اور جو چوہے کے قریب بٹھی ہوئی تھی کھانا پکڑ رہی تھی باپ کی ایسی حالت دیکھ کر بھاگتی ہوئی اس کے قریب آگئی۔

بابا۔ بابا یہ کیا ہوا ہے تجھے تمہاری یہ حالت کس نے کی ہے اتنا کہہ کر وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی پھر صغرا بھی وہاں آگئی۔

رابعہ یہ تمہارے بابا کو کیا ہوا ہے سرتاج کچھ تو بولیے اس گھر میں آہستہ آہستہ لوگ بھی اکٹھے ہو رہے

تھے رابعہ مسلسل رو رہی تھی صغراں جب کہ اللہ بخش کو چھوڑ رہی تھی۔

سرتاج کچھ تو بولیے تمہارے ساتھ یہ سب کس نے کیا ہے بڑی مشکل سے اس کی زبان نے ساتھ دیا اور اللہ بخش دردی شدت سے کراہتے ہوئے بولا۔

ہمارے جانوروں کی وجہ سے جاگیردار حاکم علی کے تمام کھیت برباد ہو گئے ہیں جس کی سزا اس نے مجھے یہ دی ہے اور ہمارے تمام جانوروں پر اس ظالم نے ناجائز قبضہ کر لیا ہے اور تو انہوں نے مجھے اتنی بے دردی سے مارا ہے کہ اب میں ایک منٹ زندہ نہیں رہوں گا رابعہ کی ماں۔

بابا بابا۔ اللہ کے واسطے ہمیں چھوڑ کر کبھی مت جانا تمہارے سوا ہمارا ہے ہی کون۔

رابعہ کی ماں میری اس بچی کا ہمیشہ خیال رکھنا ان آخری الفاظ کے ساتھ اللہ بخش کی آنکھیں بند ہو گئیں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گئیں رابعہ اور صغراں اللہ بخش کی لاش پر دھاڑیں مار مار کر رو رہی تھیں اوپر کھڑے تمام لوگ بہتی آنکھوں سے یہ ماتم دیکھ رہے تھے لیکن ان لوگوں کو شاید ابھی تک سکون نہیں ملا تھا انہوں نے اس کی لاش کو دفنانا بھی گوارا نہ کیا اور اسے اٹھوا کر ایک ویرانے میں پھینکوا دیا جہاں کچھ دنوں بعد اس کے جسم کی ہڈیاں دیکھنے کو ملنے لگیں۔ اللہ بخش کے گھر لوگوں کا آنا جانا لگا ہوا تھا ان لوگوں میں موجود غلام رسول آگے بڑھا اور صغراں کے سر پر ہاتھ رکھ کر بڑھ گیا اب رونے سے کچھ بھی نہیں ہوگا بہن اللہ کو جو منظور تھا وہی ہوا ہے لیکن ہاں تم چاہو تو قانون کا سہارا لے کر اس جاگیردار کو پھانسی کی سزا دلوا سکتی ہو ایسا کرنے میں میں تمہارا ساتھ دے سکتا ہوں اتنا سن کر علم دین آگے بڑھا اور بولا۔

ارے جانے دیجیے میاں تم کو اس گاؤں میں کس کے رشتے دار ہو اور یہاں سننے آئے ہو تم شکل و صورت سے ایک شریف انسان لگتے ہو اور عزت دار

بھی ہو اس لیے تم اس معاملے میں نہ پڑو تو اچھا ہے کیا مطلب ہے میں کچھ سمجھا نہیں۔

ذرا غور سے سنو اس گاؤں کا جاگیردار جو ہے ناں وہ بہت ہی بڑا ظالم ہے نام ہے اس کا حاکم علی۔ وہ ظالم غریبوں اور یتیموں کی زمینوں اور جائیداد پر ناجائز قبضہ کرتا ہے یہ تو اس کا پرانا پیشہ ہے اور تو اور وہ جاگیردار جب بھی چاہے کسی کو بھی موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے۔

تو یہ گاؤں والے قانون کا سہارا کیوں نہیں لیتے غلام رسول نے پوچھا۔

ارے میاں ایسا کون بیوقوف ہے جو جان بوجھ کر حاکم علی کے خلاف قدم اٹھائے اس کے خلاف ملنے والے کو موت کے منہ میں جان پڑتا ہے یہ ابھی پچھلے دنوں کی بات ہے کہ ایک نوجوان حاکم علی کے خلاف بولا تھا اس کے آدمیوں نے سرعام گاؤں میں اس کو پھانسی دے دی تھی اس کی لاش کو اسی طرح ویرانے میں پھینکوا دیا تھا جس طرح اللہ بخش کی لاش کو پھینکوا دیا گیا ہے۔ اس کے بعد اسی ڈر کی وجہ سے کوئی اس کے خلاف کسی قسم کا کوئی بھی قدم نہیں اٹھاتا اچانک صغراں اٹھ کھڑی ہوئی اور اپنے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی۔

اس گاؤں کے لوگ بہت غریب ہیں اور بے بس بھی ہیں ہم بھی ابھی ان ظالموں کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ لیکن آج بھی ہمارے دلوں سے یہی آواز نکلتی ہے کہ جس طرح وہ ظالم ظلم کرنے والے بے گناہ لوگوں کو مار رہا ہے ٹھیک اسی طرح اس کا ایک دن اس کا حال ہو۔ ایسا ضرور ہوگا اوپر والے کی لاشی بے آواز ہوتی ہے اور ہماری بددعا میں ایک دن قبر بن کر ان ظالموں پر ضرور پڑیں گی۔

ادھر حاکم علی گول ٹیکے سے ٹیک لگائے کھل کھلا کر ہنس رہا تھا نشی جو اس کے کندھے دبا رہا تھا بولا۔ کیا بات ہے حضور۔ آج آپ بہت خوش نظر

آ رہے ہیں۔

ہاں کئی بات ہی کچھ ایسی ہے ہم جب بھی کئی مظلوم پر ظلم کرتے ہیں تو کسی کی جرات تک نہیں ہوتی کہ گاؤں کا کوئی آدمی ہمارے خلاف آواز اٹھائے وہ تو ہے نا حضور پر یہ تو بہت پرانی بات ہے کہ پچھلے کئی سالوں سے گاؤں والوں کے دلوں میں آپ کا در پٹھا ہوا ہے اور اس ڈر کا نام ہے حاکم علی۔ اتنا سن کر حاکم علی کے منہ سے ایک قبچہہ پھوٹ پڑا۔ اچانک اندر گاموں بھی آگیا۔

آپ کا غلام آپ کا خادم آپ کا نوکر حاضر ہے دیکھو گا مومن۔ تم ہمارے بہت پرانے نوکر ہو اور ہمیشہ اچھی خبریں سناتے ہو مجھے پوری امید ہے کہ آج بھی کوئی اچھی ہی خبر سناؤ گے۔

نہیں سردار صاحب آج اچھی خبر نہیں ہے بہت ہی بری خبر ہے۔

کیوں کیا ہوا کون بد نصیب ہے جس کی موت آئی ہے۔ حاکم علی یکدم اٹھ کھڑا ہوا۔ اور غصہ سے لال پیلا ہو رہا تھا۔

بات دراصل یہ ہے کہ وہ روڈ کے ساتھ والی زمین جو ہے جہاں آپ بہت بڑی فیکٹری بنانا چاہتے ہیں دراصل مسجد کے مولوی حسین کا دعویٰ ہے کہ وہ اس زمین پر مدرسہ بنانا چاہتے ہیں جہاں گاؤں کے بچے اردو اور دین کی تعلیم حاصل کریں گے۔

اس سبب یہ بہت کہ ہمارے خلاف چل رہا ہے میں اسے زندہ نہیں چھوڑوں گا اگلے ہی لمحے مولوی حسین کو دلاور علی اور بختاور علی پکڑ کر حاکم علی کے سامنے لے کے آئے۔

زمین پر مدرسہ بنانے کا خواب دیکھ رہا ہے۔

ارے آپ نے تو اس زمین پر ناجائز قبضہ کیا ہوا تھا اور زمین نہ آپ کی ہے اور نہ میری ہے بلکہ وہ زمین سرکار کے نام ہے اور اب سرکار نے اس پر مدرسہ بنانے کا آرڈر مجھے دے دیا ہے یہ دیکھتے آرڈر کے کاغذات مولوی نے کاغذات نکال کر ان کے سامنے کر دیئے اور اب آپ لوگ کچھ نہیں کر سکتے۔ دیکھ مولوی اگر تجھے اپنی زندگی پیاری ہے تو اس زمین کو بھول جاؤ ورنہ تجھے پچھتانا پڑیگا۔

ارے زمین کو کیسے بھول جاؤں جہاں پر بہت بڑا مدرسہ بنانے کا خواب کئی سالوں سے دیکھ رہا ہوں اور آپ کہتے ہیں کہ اس زمین کو بھول جاؤں چاہے میری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

میں اس زمین پر مدرسہ بنانے کا خواب تمہارے ساتھ ہی ختم ہو جائے گا مجھے اپنی موت کی کوئی پرواہ نہیں ہے آج میں سروں کا توکل کو تو بھی مرے گا۔

اتنا سن کر حاکم علی نے زوردار تھپڑ مولوی کے منہ پر جزدیا اسی لمحے بہادر علی پٹرول کا ٹینک لے کر آ رہا تھا حاکم نے اس کے ہاتھ میں پٹرول دیکھا تو چیختے ہوئے بولا۔

پٹرول کو کہیں اور لے جانے کی ضرورت نہیں ہے ادھر لا میرے پاس اور اس مولوی کے اوپر چھڑک دے اس نے ایسا ہی کیا اس نے اپنا رخ موڑا اور مولوی کی طرف ہولیا اور اس پر پٹرول چھڑکنے لگا۔ چھوڑو مجھے یہ کیا کر رہے ہو دلاور علی اور بختاور علی نے اسے پکڑ رکھا تھا اور سارا پٹرول مولوی پر چھڑکنے کے بعد تینوں اسے دور ہٹ گئے اور حاکم علی نے چاقس کی تیلی جلا کر مولوی کے اوپر پھینک دی دیکھتے ہی دیکھتے آگ نے اسے اپنی لپیٹ میں لے لیا مولوی کی دردناک چیخیں فضا کو چیرتے ہوئے دور دور تک جاری تھیں مولوی مسلسل آگ کی لپیٹ میں جل رہا تھا

اور اب وہ ظالم لوگ وہاں سے چلے گئے دیکھتے ہی دیکھتے مولوی کی لاش آگ میں جل کر رکھ کا ڈھیر بن گئی اور اس راگھ سے اٹھنے والا دھواں آسمان کی طرف جا رہا تھا یکدم کہیں سے آسمان پر سیاہ بادل چھا گئے اور تیز آندھی چلنا شروع ہو گئی اور زور زور سے درخت ہل رہے تھے اور بجلی بھی بار بار کڑک رہی تھی پھر اچانک طوفان کا زور ٹوٹا اور برسات شروع ہو گئی ادھر ہانی دے رہے موٹر سائیکل دوڑے بہادر علی چلا آ رہا تھا تیز بارش کی وجہ سے اس کے سارے کپڑے کیلے ہو چکے تھے اور موٹر سائیکل بھی بھگ چکی تھی اچانک ہی اس کی موٹر سائیکل خود بخود گر گئی اس نے کئی بار شارٹ کی لیکن موٹر سائیکل اسٹارٹ نہ ہو سکی۔

لگتا ہے ٹینکی میں پانی چلا گیا ہے اس سالی کو بھی اسی وقت خراب ہونا تھا اس نے غصہ بھرے لہجے میں کہا اور ایک لات موٹر سائیکل کو ماری ادھر ادھر دیکھا تو بڑے زور شور سے بارش اور ساتھ آندھی چل رہی تھی بہادر علی موٹر سائیکل کی ٹینکی ادھر ادھر ہلا رہا تھا اور آسمان پر بجلی بار بار کڑک رہی تھی اس لمحہ دور ہی سے لمبے ترنگے قد والا ایک شخص آتا ہوا دکھائی دیا اس نے پاؤں سے لے کر سر تک سیاہ لباس پہنا ہوا تھا صرف آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں اور قد نہایت ہی لمبا تھا یہ شخص لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا آ کر ایک درخت کے نیچے کھڑا ہو گیا اس نے سامنے روڈ کی طرف دیکھا کہ بہادر علی اپنی موٹر سائیکل کو اسٹارٹ کر رہا تھا درخت کے نیچے کھڑا وہ شخص جس نے جو نبی درخت پر اپنا ہاتھ رکھا تو یہ درخت آہستہ آہستہ گرنا ہوا موٹر سائیکل سمیت بہادر علی کے اوپر آ کر اس کے منہ سے چیخ بھی نہ نکل سکی اور درخت کے نیچے دب گیا اس وقت بہادر علی کی سانسیں آہستہ آہستہ چل رہی تھیں اس لمحہ وہ شخص بہادر علی کے سر پر کھڑا ہو گیا اور اس نے اپنے لمبے لمبے ہاتھ بہادر علی پیٹ پر رکھ کر آہستہ آہستہ اپنی جانب کھینچنا شروع کر دیئے اب بہادر علی کی سانسیں

آہستہ آہستہ نکل رہی تھی اسی طرح دیکھتے ہی دیکھتے جب اس کے دلوں ہاتھ اس کے منہ تک آ گئے تو بہادر علی چیخا۔ اللہ بخش تم۔ اس کے ہی اس کی آخری سانسیں نکل چکی تھیں اب بہادر علی مر چکا تھا۔ اس سائے کے منہ سے قبچہہ بلند ہونے لگے۔ اور پھر اس نے اس کے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر اس کی انتریاں باہر کھینچ لیں اور قبچہہ لگا تا ہوا غائب ہو گیا۔ اسی وقت یہاں پولیس کی گاڑی اور کچھ لوگ جمع ہو گئے پولیس اور لوگوں نے مل کر بہادر علی کی لاش پر سے درخت ہٹا کر ایک طرف کر دیا سب لوگ درخت ہٹانے کے بعد بہادر علی کی لاش اور موٹر سائیکل کی طرف دیکھ رہے تھے موٹر سائیکل تو بری طرح ٹوٹ پھوٹ گیا تھا اور بہادر علی لاش سے خون بہتا ہوا بارش کے پانی میں مل رہا تھا انسپکٹر نے اپنی ٹوٹی اتار کر آسمان کی طرف نظریں دوڑائیں تو آسمانی بجلی بار بار کڑک رہی تھی ہوا اور بارش بھی مسلسل چل رہی تھی ٹھنڈی آہ لینے کے بعد انسپکٹر بولا

لگتا ہے اس کی موت تیز آندھی سے درخت گرنے کے کارن ہوئی ہے۔ لیکن اس کے جسم سے انتریوں کا ٹکٹا ہوا لگتا ہے جیسے کوئی ایسی چیز نے اس کو مارا ہے جو درنگہ ہو۔ اس کے چہرے پر خراشوں کے نشان ہیں اور جسم ایسے جیسے اندر سے اڑھیر دیا گیا ہے۔

یس سر۔ مجھے بھی یہی لگتا ہے قریب کھڑے خوالدار نے کہا۔

کرم داد۔

یس سر اس باڈی کو اٹھا کر گاڑی میں رکھو۔

دو پولیس اس کی لاش کو لے کر گاڑی کی طرف بڑھ رہے تھے کہ یکدم ان کو ایک آواز سنائی دی رکو۔ میری لاش کو لے کر کہاں جا رہے ہو اس کی اسے یہاں ہی رہنے دو تم ایسا نہیں کر سکتے لیکن وہ اس کی لاش کو گاڑی میں رکھ چکے تھے اور گاڑی بھی اسٹارٹ

ہو چکی تھی باقی لوگ بھی وہاں سے چلے گئے۔ واقعی میں مرچکا ہوں۔ بہادر علی کی بوجھ جو ایک طرف کھڑی ان سب کو دیکھ رہی تھی پکار رہی تھی وہ سوچنے لگی۔ اب وہ ہر کسی کو پکار رہی تھی کہ کو مجھے بھی ساتھ لے چلو لیکن کوئی بھی اس کی آواز نہ سن رہا تھا۔ پھر وہ پیدل ہی چل پڑا اور چلتے چلتے جب یہ روح ویران جگہ پر گئی تو اچانک اس کی نظر شمال کی طرف پڑی یہ دیکھ کر رک گیا کہ شمال کی طرف دے وہی سیاہ سایہ چلا آ رہا تھا پاؤں سے لے کر سر تک سیاہ لباس پہنا ہوا تھا وہ شخص چلتے ہوئے بہادر علی کی روح کے پاس پہنچ گیا۔ روح نے یہ دیکھا کہ ان دونوں کی صرف آنکھیں ہی نظر آ رہی تھیں۔ وہ اس کو دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا یہ تو وہی ہے جس نے مجھے مارا ہے میری جان لی ہے مجھے دنیا سے دور کیا ہے اس کے لبوں پر قہقہے تھے وہ سایہ اس کو دیکھ کر مسلسل مسکرا رہا تھا جس طرح تم کو مارا ہے اسی طرح ان سب کو مار دوں گا جنہوں نے ظلمات کی انتہا کر رکھی ہے انہوں نے مجھے مارا ہے اور میں ان کے لیے عبرت بن جاؤں گا۔ ہاں میں ان کے لیے عبرت بن جاؤں گا۔

بجٹکے سے باہر کچھ گاڑیاں اور موٹر سائیکل وغیرہ کھڑے تھے اور اندر بڑی حیثیت والے لوگ بہادر علی لاش پر افسوس کر رہے تھے سکندر دلاور اور بخارو اس کی لاش پر پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے منشی اور گاموں کی آنکھیں بھی اشکبار تھیں اور رونے والے تو مسلسل اس کی لاش پر پھوٹ پھوٹ کر رو رہے تھے اسی لمحے دروازے کی چوکت پر ملک الموت آکھڑا ہوا اور سامنے لاش پر رونے والے لوگوں کی طرف دیکھ کر افسوس کرتے ہوئے بولا۔

میں بار بار آؤں گا ایک ایک کر کے تم سب کی روح قبض کروں گا تم سے کسی کو بھی زندہ نہیں چھوڑ دوں گا۔ بہت ہی بھیا تک موت تم سب کو دوں گا۔ اتنا کہہ کر وہ سایہ وہاں سے چلا گیا۔ رونے کی

آوازیں پورے ہال میں گونج رہی تھیں اچانک حاکم علی بھی یہاں آ گیا اور ان سب کو روتا ہوا دیکھ کر وہ غصہ سے بولا۔

بند کرو یہ رونا دھونا شہر ہو کر تم لوگ بزدلوں کی طرح روتے ہوئے مجھے بالکل بھی اچھے نہیں لگتے ہو ذرا عقل سے کام لو اتنا کچھ سننے کے بعد انہوں نے رونا دھونا بند کر دیا۔ منشی جی۔

جی حضور اس کے کفن دفن کا انتظام کیا جائے اور پھر کفن کا انتظام کر دیا گیا اور اس کو قبرستان میں دفن کر دیا گیا۔ اس کے بعد سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں لگے ہوئے تھے دلاور علی کمرے میں بیٹھا کچھ رقم گن رہا تھا یکدم منشی اندر آن نکلا اور سامنے رقم گنتی ہوئی دیکھ کر اچھلنے لگا چھوٹے جاگیردار صاحب منشی نے دھیرے سے پکارا اس نے سر اٹھا کر سامنے دیکھا تو منشی اس کی رقم کو دیکھ کر خوشی سے مسکرا رہا تھا۔ اسے منشی کیا بات ہے۔۔۔ یہ بیوقوفوں کی طرح دانت کیوں نکال رہے ہو اس نے سری دم آنکھیں کر لی چھوٹے جاگیردار صاحب اگر آپ برانہ مانے تو ایک بات کہوں۔

ہاں کہو کیا کہنا چاہتے ہو۔

یہ اتنی ساری رقم آپ کے پاس کہاں سے آئی ذرا مجھے بھی تو پتہ چلے۔

تیرے باپ کے گھر سے آئی ہے کیا میرے پاس اتنی رقم نہیں ہو سکتی گدھا کہیں کا ایک دوں گا کان کے نیچے۔

اوہو اب غصہ تھوک دیں چھوٹے جاگیردار صاحب۔

اچھا ٹھیک ہے ٹھیک ہے مجھے یہ بتاؤ کہ یہاں کیسے آئے ہو کوئی۔

ناگری صاحب آئے ہیں آپ سے ضروری کام کے سلسلہ میں۔

ناگری صاحب۔ اس نے اپنے دل میں نام

دہرایا اور شیطانی مسکراہٹ کے ساتھ بولا اچھا تم جاؤ اور اسے یہاں پہنچ دو چھوٹے جاگیردار صاحب اتنا کہہ کر منشی اپنی انگلیوں سے پیسوں کا اشارہ کرنے لگا اس کا یہ اشارہ سمجھ کر دلاور علی نے دس روپے کا نوٹ نکال کر دیا۔

یہ لاو اور جاؤ جا کر اسے اندر بھیج دو۔

یہ کیا صرف دس روپے اس نے دس روپے جھٹ سے واپس لے لیے اچھا ٹھیک ہے۔ دس روپے میں ہی گزارا ہو جائے گا منشی نے پھر سے وہ نوٹ لے لیا۔ اور وہاں سے باہر نکل گیا اس کے باہر جانے کے بعد ناگری صاحب اندر آ گئے۔ آئیے ناگری صاحب آئیے دلاور علی اٹھ کر کھڑا ہوں گا۔

ارے بیٹے بیٹھے رہو کیوں اتنی تکلیف کر رہے ہو اس کے بعد دونوں ہی آمنے سامنے بیٹھ گئے ناگری صاحب نے اپنی جیب سے بہت بڑی رقم نکال کر اس کے سامنے رکھ دی اور دلاور صاحب یہ رہا پورا ایک گھنٹہ پہلے رقم دیکھ کر دلاور علی کی آنکھیں جھپکنے لگیں اب آپ اس رقم کو سنبھال کر رکھنا اور باقی کا دولا کھرو پیہ جو جس دے کر وہ زمین اپنے نام کروالوں گا۔

ٹھیک ہے ناگری صاحب جیسے آپ کی مرضی لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی وہ یہ کہ آپ کو مجھ پر کیسے یقین آ گیا۔

ارے کسی باتیں کر رہے ہیں آپ دلاور۔ آپ میرا شریف اور ایماندار انسان ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملے گا۔ مجھے آپ پر پورا یقین ہے۔

تو پھر ٹھیک ہے ناگری صاحب جب آپ باقی دولا کھرو پیہ دے دیں گے تو اس وقت سرکاری ملازمت پر سامن کر کے وہ زمین آپ کے نام کر دیں دلاور نے کہہ۔

اچھا اب مجھے اجازت دیں چلتا ہوں۔

ارے اس کی جلدی بھی کیا ہے بھی چائے وغیرہ تو

پی کر جائیں۔

دلاور صاحب میری چائے آپ پر ادھار رہی اگلی بار جب آؤں گا تو پھر پیوں گا اب مجھے ذرا دیر ہو رہی ہے ضروری کام ہے اللہ حافظ۔

اتنا کہہ کر ناگری صاحب چلا گیا اس کے جانے کے بعد دلاور علی چپکٹی ہوئی آنکھوں سے ایک لاکھ کی رقم کو دیکھے جا رہا تھا جو باجال میں پھس گیا ہے اتنا کہہ کر دلاور علی مارے خوشی کے قہقہے لگائے جا رہا تھا۔

ایک درخت کے نیچے کچھ گاؤں والے بیٹھے باتیں کر رہے تھے باتوں کے دوران ہی علم دین نے پوچھا بھی فضل دین تم سناؤ اپنی بچی کے بیاہ کے بارے میں کچھ سوچا ہے کہ نہیں۔

ہاں بھئی بیاہ تو کرنا ہے اس کا لیکن ابھی وہ بچی بے اتھارہ سال کی عمر ہے اس کی یہ بھی کوئی عمر ہوئی ہے ابھی تو میں اس کو پانچ سات سال اپنی نظروں کے سامنے رکھوں گا جی نہیں چاہتا کہ اپنے دل کے ٹکڑے کو کسی اور کے حوالے کر دوں اتنا سن کر علم دین کوئی جواب نہ دے سکا۔

فضل دین کی باتیں سن کر غلام رسول بولا بھئی بیٹیاں ہر باپ کو پیاری ہوتی ہیں لیکن اس کو پانچ سال بٹھانے سے پہلے تم نے کچھ سوچا ہے کہ نہیں کہ معاشرے والے کیا سوچیں گے فلاں گھر کی بیٹی ابھی تک جوان ہے دیکھنے والے تو یہی کہیں گے کہ لگتا ہے کہیں رشتے کی بات نہیں بن رہی طرح طرح کی باتیں بنائیں گے۔ دیکھنے والے اس میں پد نامی کسی کی ہوتی ہے ماں باپ کی ہاں اور کسی کی ہوتی ہے اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں جب کسی گھر کی بیٹی جوان ہو جائے تو فوراً اس کا نکاح کر دینا چاہیے ورنہ جتنے ہی سال ماں باپ نے اپنی بیٹی کو نبھایا تو اتنے ہی سال کا گناہ ان کے سروں پر سوار رہے گا جب میں نے بیٹی کی شادی کی تھی تو اس وقت اس کی عمر پورے سولہ سال کی تھی آج اس کی شادی کو چھ سال

ہو چکے ہیں اور اب وہ بچی بچے کی ماں بھی ہے یہ بات نہیں آکر ختم ہو جاتی ہے۔

فضل دین تمام باتیں سننے کے بعد سب لوگ یہی کہنے لگے کہ غلام رسول کی بات بالکل ٹھیک ہے یہ ٹھیک کہتا ہے بالکل ایسا ہی ہونا چاہیے اس کے بعد فضل دین کوئی جواب نہ دے سکا خاموشی سے کچھ سوچ رہا تھا غلام رسول بولا۔

اب فیصلہ تمہارے ہاتھ میں ہے فضل دین۔۔۔ سب کچھ سننے کے بعد فضل دین بولا۔

تم بالکل ٹھیک کہتے ہو غلام رسول میں کل ہی جا کر اپنے بھائی سے بیٹی کے رشتہ کے لیے بات کروں گا۔ انہی اس نے بات ختم کی ہی تھی کہ اچانک یہاں گاموں اڑا کر اس نے ہاتھوں میں حقد اٹھایا ہوا تھا درخت کے پیچھے یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ گیا اور حقد کھینچنے لگا گاموں کو دیکھ کر سب کے موذ خراب ہو گئے ان سب کی کیفیت دیکھ کر گامو بولا۔

بھی کیا بات ہے مجھے دیکھ کر تم سب کے موذ خراب کیوں ہو گئے ہیں کیا مجھے یہاں نہیں آنا چاہیے تھا۔

اب آگئے ہو تو خاموشی لئے بیٹھے رہو ایک تو تم بولتے بہت ہو علم دین نے اتنا کہ کر سر جھٹک دیا۔ غلام رسول بولا۔

گامو کیا حال ہے تمہارا تمہاری طبیعت کیسی ہے اور کہاں سے آ رہے ہو گاموں نے حقد کاٹش لگا دیا اور منہ سے دھواں نکالتے ہوئے بولا۔

وہ ہیں ناں اپنے سردار حاکم علی۔ ہمارے تو نہیں تمہارے ضرور ہوں گے۔ علم دین نے اس کی بات کاٹ کر کہا اور نہ دوسری طرف۔

دیکھ علم دین تم خاموش رہو میں ختم سے بات نہیں کر رہا۔ اچانک فضل دین بولا۔

دیکھو گامو تم اس گاؤں میں رہنے والے ہو

لے تمہیں سمجھانا ہمارا فرض ہے یہ بات تم اچھی طرح جانتے ہو اس گاؤں کا جاگیردار حاکم علی گاؤں والوں پر اتھائے ظلم کرتا چاہتا ہے اور کسی بے گناہ لوگوں کے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا ہے اتنا کچھ جاننے کے باوجود بھی تم اس کے ہاں نوکری کرتے ہو۔ اچانک علم دین سچ میں بولا۔

ارے یہ اس کے ہاں نوکری سے زیادہ ان لوگوں کی خوشامد رہتا ہے بلوے چاہتا ہے۔

لگتا ہے تمہیں موت کا مزہ چھکانا پڑے گا۔ جاگیردار سے کہہ کر اتنا سن کر فضل دین نے علم دین کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔ ارے گامو تم ایک دم غصہ ہی کر گئے ہو جانے دو اس غصہ کو غلطی ہوئی ہے اس سے منہ سے ایسی بات نکال بیٹھا ہے۔

ہاں ہاں ٹھیک ہے سمجھا دینا اس کو جب اگلی بار ملے تو سوچ سمجھ کر مجھ سے بات کرے اب گاموں خوشی سے مسکرا دیا۔ آخر ہم بھی تو کوئی عام آدمی نہیں ہیں۔ بابا بابا۔ گامو خوشی کے مارے قہقہے لگاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔

دیکھا علم دین کیسے یہ اکثر ہاتھ فضل دین نے کہا جب تک جاگیرداروں کا ہاتھ اس کے کندھے پر ہے یہ اسی طرح اپنی اکثر دکھائے گا۔

ہاں علم دین تم بالکل ٹھیک کہتے ہو دینہ اس بزدل کے سامنے کتنا بھی جھوٹک پڑتا تو اس کی ٹانگیں کاٹنے لگتی ہیں علم دین چونکہ غلام رسول سے مخاطب ہو کر بولا۔

اس گاؤں میں آپ سنے سنے آئے ہیں۔ یہاں کے ماحول سے آپ تا وقت ہیں ایسے لوگوں کو منہ لگانے سے پہلے ہزار بار سوچ لینا چاہیے ہاں علم دین بالکل ٹھیک کہہ رہا ہے بلکہ میں بھی یہی کہوں گا ایسے لوگوں کے منہ نہیں لگانا چاہیے کیونکہ یہ شخص غلام جاگیردار کا بہت بڑا چچہ ہے ادھر کی بات ادھر کرتے

گاؤں کے کسی نہ کسی شخص کو جاگیردار کے جال میں پھنسا دیتا ہے اور پھر وہ اس کے ہاتھوں بے گناہ مار دیا جاتا ہے فضل دین کی باتیں سن لینے کے بعد وہ غلام رسول بولا۔

پھر تو یہ گامو جاگیردار کا بہت بہت بڑا چغلی خور ہوا اچانک مسجد سے اذان کی آواز آنے لگی۔

لو بھئی نماز کا وقت ہو گیا ہے چلے آپ لوگ بھی میرے ساتھ نماز پڑھئے۔

ہاں ہاں بالکل بالکل پھر علم دین اور فضل دین غلام رسول کے ساتھ چل دیئے۔ وہاں کچھ لوگ اور بھی موجود تھے۔ جو نماز کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے نماز ادا کرنے کے بعد غلام رسول اپنے گھر آ گیا۔ یہ لیں آپ کے دولاکھ پورے ہو گئے ہیں ناگری نے دلاور علی کو کہا اور کاغذات اس کے سامنے رکھ دیئے۔ اس نے دولاکھ ہاتھ میں پکڑ لیے اور ایک طرف چلا گیا اور جب واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں پستول تھا ناگری اس کے ہاتھوں میں پستول دیکھ کر کانپ گیا یہ یہ کیا کر رہے ہیں۔ وہی جو مجھے کرنا چاہیے اب ان پیسوں کے ساتھ ساتھ تمہاری زندگی کا قیام بھی ختم اتنا کہہ کر اس نے اس پر فائر کر دیئے جس کی گونج پوری حویلی میں گونج گئی اس کی موت کے ساتھ ساتھ دلاور علی کے قہقہے بھی گونج رہے تھے

ایک شراب کا گلاس اس نے اپنے حلق میں ڈالا اور خوشی سے کہا کہ اس کی لاش کو کہیں باہر پھینک دو وہ اس کی لاش کو لے کر باہر چلا گیا اور وہ شراب کے نشے میں دھت پڑا ہوا تھا۔ کہ اس کے سامنے ایک سیاہ سا بکس آیا۔ اس نے دلاور علی کو پکڑ لیا اس کی میت ہاتھ میں دیکھ کر وہ کانپ کر رہ گیا اسکے منہ سے صرف اتنا ہی نکل سکا۔ اللہ بخش تم۔ اس کے بعد اس کے حلق سے نیچے نکلے لگیں یہ ان چیخوں کو سننے والا کوئی بھی تھا اس کی سانسیں چھٹی جانے لگی اس کے سامنے وہ سب چہرے کھنسنے لگے جن پر اس نے ظلم ڈھائے

تھے۔ اس کے بعد اس کی لاش ایک جگہ فرش پر موجود تھی۔ سائے کے منہ سے قہقہے پھوٹ رہے تھے اس نے اس کے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر اسی انتڑیاں باہر کھینچ لیں اور ان کو ہاتھ میں پکڑے قہقہے لگائے

جار ہاتھ اور پھر قہقہے لگاتا ہوا وہ غائب ہو گیا۔ جاتے جاتے اس کے منہ سے وہی باتیں گونج رہی تھی میں ان ظالموں کے لیے موت بن گیا ہوں ایک ایک کر کے سب کو مار دوں گا اور ایسی موت ماروں گا کہ ان کی موت کو دیکھ کر ہر کوئی کانوں کو ہاتھ لگائے گا میں ان کے لیے عبرت بن جاؤں گا۔ ہاں میں ان کے لیے عبرت بن جاؤں گا۔ اس کی موت پر حویلی میں کہرام برپا تھا۔ خود حاکم علی بھی آج رو دیا تھا۔ لیکن پسینہ دلاور علی بالکل اکڑا ہوا تھا۔ پورا کھن اس کے خون سے سرخ ہو رہا تھا ایک خوفناک خاموشی وہاں پھیلی ہوئی تھی اس کو دفن دیا گیا۔

یہ کون ہو سکتا ہے جس نے میرے دو پیاروں کو مارا ہے میں اس کو زندہ نہیں چھوڑوں گا میں اس کا خاتمہ کر دوں گا لیکن وہ اندر کمرے میں کیسے کھس جاتا ہے وہ کسی کو نظر کیوں نہیں آتا ہے۔ حاکم علی ایک جگہ انہی سوچوں میں کھویا ہوا تھا اور پھر یکدم اس کو خیال آیا لوگ کیا کہیں گے کہ حاکم علی پریشان ہو گیا ہے وہ اندر سے ٹوٹ گیا ہے نہیں نہیں میں بھی نہیں ٹوٹ سکتا میں موت سے لڑ سکتا ہوں ہاں میں موت سے لڑ سکتا ہوں۔ جہاں اس کی موت پر حویلی میں سوگ طاری تھا ویسے ہی گاؤں میں خوشی کی لہر دوڑ گئی تھی لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ ان کے ظلمات کی انتہا ہونے والی ہے وہ جلد ایسی ہی موت مرنے والے ہیں جس طرح دوسرے ہیں اب ان کے دلوں میں کچھ سکون تھا کہ وہ جو کوئی بھی ہے جو بھی ان کی جانیں لے رہا ہے وہ گاؤں والوں کا ہمدرد ہے۔

سردار جی۔ گامو بولا۔

ہاں بول گامو بول۔ کیا کہنا چاہتا ہے تو۔

یہ علم دین اور فضل دین آپ کے بارے میں بہت کچھ کہہ رہے ہیں وہ شاید بھول گئے ہیں کہ آپ کسی کی بھی اونچی آواز کو برداشت نہیں کر سکتے اور جو کوئی بھی بولے اس کی سانسیں چھین لیتے ہیں اس کے باوجود وہ گاؤں والوں کو بھڑکار رہے ہیں۔ گاموکی یہ بات سن کر وہ آپ سے باہر ہو گیا ان کی یہ ہمت کہ میرے بارے میں ایسی باتیں کریں۔ ساتھ ہی اس نے سکندر کو بلایا اور کلام دین کی زندگی کی آج آخری رات ہوئی چاہیے۔ سکندر کے منہ سے ایک قہقہہ نکلا اور بولا ایسا ہی ہوگا۔ اور پھر ایک بھیا تک موت علم دین کے لیے تیاری انہوں نے اس کو حلی میں بلا کر ایسی موت مارا کہ اس کی روح تک کانپ گئی۔ اس کی لاش کو دور ویرانے میں پھینک دیا گیا۔ اور سکندر اس کی موت پر جشن منانے کے لیے شراب کا گلاس ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے وہ اب تک تین گلاس شراب پی چکا تھا اور اب چوتھا تھا جو وہ پکڑے ہوئے تھا کہ اس کو اپنے سامنے ایک سیاہ سایہ دکھائی دیا اس کو دیکھتے ہی اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا گلاس نیچے گر کر کرچیوں میں بٹ گیا۔ اس نے بھاگنا چاہا لیکن سایہ نے اس کی گردن پکڑ لی اور دیوار کے ساتھ دے مارا۔ اور چہرے پر سے نقاب ہٹا دیا۔ اللہ بخش تم۔ اس کے منہ سے کھٹی کھٹی آواز نکلی اس کے بعد وہ کچھ بھی بول نہ سکا سایہ نے اس کو پونے کا کوئی بھی موقع نہ دیا اس کی سانسیں رک چکی تھیں آنکھیں مٹ چکی تھیں پیٹ پھٹا ہوا تھا اور فرش اس کے خون سے تر تھا۔ وہ سایہ غائب ہو چکا تھا۔ دوسرے دن جو حلی میں کہرام برپا تھا سکندر کی موت نے سب کو افسردہ کر دیا تھا۔ بخناور علی پر ایک سکت طاری تھا اس کو یوں لگ رہا تھا کہ کوئی اس کو مارنا چاہتا ہے اس کو حلی سے خوف آنے لگا اس کو ہر طرف وہی سایہ دکھائی دے رہا تھا جو موت بن کر ان کے اوپر ناچ رہا تھا۔ وہ نہ تھا کوئی بھی نہیں جانتا تھا ہاں اگر کوئی جانتا تھا تو وہ مرنے والا ہوتا تھا وہ

بھی اس کو آخری بار دیکھتا تھا اس کے بعد اس کی سانسیں رک جاتی تھیں۔ بخناور علی میں اب بھی کہتا ہوں کہ لوگوں پر ظلم کرنا چھوڑ دو ورنہ تم بھی ویسی ہی موت مردے جیسے تمہارے پچھلے مرے ہیں فضل دین نے حلی کے گیٹ کے سامنے بخناور علی کو پریشان دیکھ کر کہا تو وہ آگ بگولہ ہو گیا۔ تمہاری یہ ہمت کہ تم مجھے ایسا کچھ کہو میں تم کو زندہ نہیں چھوڑوں گا تم کو بھی ایسی ہی موت ماروں گا جیسی موت علم دین مرا ہے۔ پھر کیا تھا رات ہوتے ہی اس کے آدمی فضل دین کو اٹھا کر حلی لے آئے اور اس کو ایسی موت مارا کہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا لیکن اس کو مارنے کے بعد اس کو یقین ہو گیا تھا کہ اب اس کی موت ہونے والی ہے۔ وہ بھی اس سایہ کے ہاتھوں مرنے والا ہے جس نے میرے بھائی اور چاچا کو مارا ہے۔ یہ میں نے کیا کر دیا ہے وہ دے ہوئے ادھر ادھر دیکھنے لگا لیکن اس کو کچھ بھی نہ ہوا وہ دون تک وہ سو نہ سکا۔ موت کا خوف اس پر پوری طرح سوار تھا اور موت بھی اس کے سر پر منڈلا رہی تھی وہ اپنے بستر پر موجود تھا کہ سامنے والا دروازہ خود بخود کھل گیا اور پھر اس کو ایک سیاہ سایہ دکھائی دیا اس کو دیکھتے ہی وہ چیخنے والا تھا کہ اس نے اس کے منہ میں ہاتھ ٹھوس دیا نہیں بخناور علی نہیں اب تو کچھ بھی بول نہیں سکے گا تیرے زندگی کا بھی کھیل ختم ہو گیا ہے تو بھی ویسی موت مرے گا جس طرح دوسرے مرے ہیں ایک ایک کو مار دوں گا۔ اتنا کہہ کر اس نے اس کی سانسیں کھینچ لیں اور وہ تڑپ گیا اس کے بعد اس کے پیٹ میں ہاتھ ڈال کر اس کی انتڑیاں باہر کھینچ لیں۔ پورا بستر اس کے خون سے سرخ ہو گیا۔ اس پر اس کی مردہ لاش پڑی ہوئی تھی اس کی موت کے بعد حاکم علی ٹوٹ کر رہ گیا۔ جبکہ گاؤں والوں میں خوشی کا جشن تھا وہ بہت خوش تھے اور ان کے چہروں پر رونقیں ابھر رہی

تھیں جس طرح حلی والے گاؤں والوں کی موت پر قہقہے لگاتے تھے اسی طرح گاؤں والے بھی ان کی موت پر قہقہے لگا رہے تھے جو حلی میں ایک کہرام برپا تھا حلی کی عورتیں بھی کانپ کر رہ گئی تھیں وہ جانتی تھیں کہ ان کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہئے تھا جو جو حلی میں ہوتا تھا وہ سب دیکھتی تھیں لیکن کسی میں ہمت نہ تھی کہ وہ ان کا راستہ روکتی۔ بلکہ ان کے دل بھی سخت ہو گئے تھے وہ بھی ظلم میں برابر کی شریک تھیں۔ حلی سنان دکھائی دینے لگی حاکم علی خاموش خاموش رہنے لگا اسے معلوم ہو گیا تھا کہ جو کچھ وہ کر رہے تھے اس کا انجام بھی پاتے جا رہے ہیں۔ ایک رات وہ اپنے کمرے میں بیٹھا سوچ رہا تھا۔ کہ اس کو یوں لگا کہ جیسے اس کے کمرے میں کوئی آیا ہے وہ ڈر گیا ادھر ادھر دیکھا لیکن اس کو کچھ بھی دکھائی نہ دیا لیکن پھر اس کو یوں لگا کہ کوئی اس کے کمرے میں ہے اس نے دیکھا تو ایک طرف اس کو اللہ بخش دیوار کے ساتھ کھڑا دکھائی دیا۔ اللہ بخش تم۔ تم کو تو ہم نے مار دیا تھا اور تم۔ اس کے منہ سے ایک قہقہہ بلند ہوا ہاں تم نے مجھے مار دیا تھا میں مر ہوا انسان ہوں لیکن تم لوگوں کی موت بنا یہاں حلی میں گھوم رہا ہوں۔ جب تک تم لوگوں میں ایک بھی زندہ ہے مجھے بھلا کیسے سکون مل سکتا ہے مجھے تو سکون تم لوگوں کی موت پہنچا سکتی ہے میں نے کہا تھا ناں کہ میں ایک ایک کر کے سب کو ختم کر دوں گا سو میں نے کر دیا ہے اب تیری باری ہے ہاں حاکم علی اب تیری باری ہے۔ اتنا کہہ کر وہ اس کی طرف بڑھائیں اللہ بخش تم ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ کانپتے ہوئے بولا لیکن اللہ بخش کے ہاتھ اس کی گردن کو اپنی لپٹ میں لے چکے تھے اس کی سانسیں اکڑنے لگی تھیں۔ دھیرے دھیرے اس کا جسم ٹھنڈا ہونے لگا تھا۔ اس کی موت کے ساتھ ہی اللہ بخش کے منہ سے قہقہے کو گنجنے لگے اور وہ حلی سے باہر نکل آیا ایک پھونک اس نے حلی کی طرف منہ

کر کے ماری حلی کو آگ لگ گئی اور آگ ایسی لگی کہ اس کو کوئی بھی بچانہ نہ سکا جو جو بھی اس میں موجود تھا سب ہی آگ میں جلنے لگے ان میں گامو بھی تھا اور وہ سب تھے جو ان کے اشاروں پر چلتے تھے جو گاؤں والوں کو پکڑ پکڑ کر ان کے سامنے لاتے تھے اور ان کی موت کا تماشا دیکھتے تھے حلی کی آگ نے پورے گاؤں کو روشن کر دیا تھا لوگوں کے چہروں پر خوشی کی لہر موجود تھی اور پھر سب گاؤں والوں نے دیکھا کہ کوئی انسانی جسم اوپر ہوا میں اڑتا ہوا بلند ہو رہا ہے ان سب اس کو پہچان لیا تھا وہ اللہ بخش تھا ہاں اللہ بخش جس کو بے قصور مارا گیا تھا۔

کتنے رنج و ملال رکھتا ہے دل کے شیشے میں یوں رکھتا ہے وہ محبت کمال رکھتا ہے کمال شخص ہے آج کی باتیں کل پر وہ نال رکھتا ہے وہی کامیاب دنیا میں ماضی رکھتا ہے حال رہتا ہے تجھ کو خوشیاں نڈھال رکھتی ہیں مجھ کو غم نڈھال رکھتا ہے مجھ کو تاریکیاں نہیں بھاتیں وہ بھی روشن خیال رکھتا ہے اونچے محلوں کو دیکھ کر مغلص لب لبتے کتنے سوال رکھتا ہے میرے حصے کی دل نشیں سی یادیں کون اول میں سنہاں رکھتا ہے نالہ جس وہوں کی دنیا میں کون کسی کا خیال رکھتا ہے نائیل طارق۔ یہ۔

حسین آتما

--- تحریر: کامران شکیل واہ گارڈن - واہ کینٹ ---

میں زندہ انسان نہیں ہوں بلکہ برسوں پہلے کی مری ہوئی ایک لڑکی کی آتما ہوں۔ کب۔ کب۔ کیا۔ کیا مارہ کی بات سن کر مجھے زمین آسمان گھومتے ہوئے محسوس ہوئے۔ مارہ تم یہ کیا کہہ رہی ہو ہوش میں تو ہو۔ ہاں میں بالکل ہوش میں ہوں اور جو کچھ کہہ رہی ہوں وہ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں آج سے برسوں پہلے جب میں مری تو جبریش جادوگر نے ایک چلہ کر کے مجھے اپنی غلام بنالیا تھا تب سے میں جبریش جادوگر کی غلام ہوں اس کا ہر حکم ماننی ہوں آج سے ایک سال پہلے جبریش جادوگر کو اس کے شیطان آقا نے آپ کے بارے میں بتایا تھا کہ آپ بہت جلد جبریش جادوگر سے مقابلہ کرو گے اور مارنے کی کوشش کرو گے میں چونکہ جبریش جادوگر کی خاص غلام تھی سالوں سے اس کا ہر حکم ماننی آ رہی تھی اس لیے اس نے مجھے آپ کی نگرانی کے لیے بھیج دیا کہ میں آپ کی نگرانی کروں۔ پچھلے پورے ایک سال سے میں آپ کی نگرانی کر رہی ہوں میں ہر لمحہ ہر پل آپ کے ساتھ ہی ہوں جس ساتھ رہتے ہوئے مجھے آپ سے پیار ہو گیا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں ایک آتما ہوں ایک ایسی لڑکی ہوں جس کا کوئی بھی وجود نہیں ہے اس کا وجود کب کا ختم ہو گیا ہے اور میں آپ کو حاصل کبھی بھی نہیں کر سکتی میں آپ سے محبت کرنے لگی اور پھر چند روز پہلے میں نے اپنے آپ کو آپ کے سامنے ظاہر کر دیا شاید میری بہت بڑی غلطی تھی کیونکہ مجھے دیکھنے کے بعد آپ کو بھی میرے سے پیار ہو گیا نہ میں آپ کے سامنے آئی اور نہ ہی آپ کو مجھ سے پیار ہوتا۔ لیکن میرے پیار نے مجھے یہ بس کر دیا تھا مجھے اپنا آپ دکھانا تھا کہ ایک لڑکی تم سے کئی سالوں سے پیار کرتی چلی آ رہی ہے۔ اب جبکہ میں آپ کو چھوڑ کر چلی جاؤں گی آپ کو دکھ ہوتا مل شام کو جبریش جادوگر نے مجھے یہاں بلایا تھا اور آپ کے بارے میں پوچھا تھا تو میں نے اسے بتادیا تھا کہ آپ ایک چلہ کر رہے ہیں اور اس کے بعد اس سے مقابلہ کرو گے تو اس نے مجھ سے کہا کہ میں آپ کو مل کر دوں میں نے جب اسے یہ بتایا کہ میں آپ کو پیار کرنے لگی ہوں اور آپ کو کبھی بھی نہیں مار سکتی تو اس نے مجھے آنٹی زنجیروں میں قید کر لیا۔ میں مل سے یہاں ان آنٹی زنجیروں میں تڑپ رہی ہوں۔ مجلس رہی ہوں۔ عدنان اب میرا وقت ختم ہو گیا ہے میں تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ تم سحر کو اپنا نالینا وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے بہت چاہتی ہے تم کو امید ہے تم میری آخری خواہش کو پورا کرو گے۔ ایک سنسنی خیز اور ڈراؤنی کہانی۔

چاند کی چودھویں رات تھی رات کا آخری پہر تھا ہر سوتار کی خاموشی کا راج تھا میں اپنے بستر پر خواب خرگوش کے مزے لوٹ رہا تھا اچانک مجھے اپنے قریب کسی کی موجودگی کا احساس ہوا مجھے ایسا لگا جیسے کوئی میرے اوپر جھکا ہوا ہے میری آنکھ کھل گئی کسی کی سانسوں کی آوازیں مجھے بالکل صاف محسوس ہو رہی تھیں میں نے لائٹ آن کی اور اپنے ارد گرد



اور خیال میرے دماغ میں آیا کہ کہیں یہ کوئی جن بھوت تو نہیں ہے کیونکہ کچھ دن پہلے میں نے ایک ایسا ناول پڑھا تھا جس میں ایک بھوت ایک لڑکی پر عاشق ہو جاتا ہے وہ بھوت ہر وقت لڑکی کے ساتھ ساتھ رہتا ہے لڑکی بھوت کو محسوس کرتی ہے مگر وہ اسے دکھائی نہیں دیتا ہے پھر ایک دن بھوت لڑکے کے پاس ظاہر ہوتا ہے اس کی شکل بہت خوفناک ہوتی ہے اسے دیکھتے ہی لڑکی ڈر جاتی ہے بھوت لڑکی سے کہتا ہے کہ میں تم سے پیار کرتا ہوں اور تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں لڑکی شادی کرنے سے انکار کر دیتی ہے تو بھوت کو غصہ آ جاتا ہے اور وہ لڑکی کو مار کر اس کا خون پی جاتا ہے میں سوچنے لگا کہ اگر عاشق ہوگی تو میں کیا کروں گا میں اپنی خیالوں میں گم تھا۔۔۔ پر اسرار سانسوں کی آواز آنا بند ہوگئی۔ آواز بند ہونے ہی میں ہوش کی دنیا میں واپس آ گیا اور چند لمحوں قبل گزرے ہوئے واقعے کو دماغ سے جھٹک کر سونے کی کوشش کرنے لگا مگر نیند تو جیسے میری آنکھوں سے کوسوں دور تھی بس ایک ہی خیال نے دل و دماغ کو گھیر رکھا تھا کہ وہ پر اسرار سانسوں کی آواز کسی کی بھی انہی خیالوں میں صبح ہوگئی میں نے ناشتہ کیا اور تیار ہو کر کالج چلا گیا۔

اس وقت سورج نکلنے کے آثار نمودار ہونے لگے جب جبریش جادوگر امن پور گاؤں کے مشرقی پہاڑوں کے ایک غار میں بت کے قدموں میں بیٹھا ہوا تھا اور کچھ پڑھنے میں مصروف تھا اس کی آنکھیں بت کے چہرے پر مرکوز تھیں۔ بت کا رنگ سرخ تھا بت کے قدموں میں ایک جوان لڑکے کی لاش پڑی ہوئی تھی لاش کا سر دھڑ سے جدا تھا لاش کے قریب ہی ایک برتن پڑا ہوا تھا جو اس لاش کے خون سے بھرا ہوا تھا جبریش جادوگر نے خون پر پھونک ماری اور اس خون سے بت کو مہلا دیا۔

بت سے آواز آئی جبریش جادوگر تم نے میرے قدموں میں چالیس انسانوں کی مٹی دے کر اپنے آپ کو میرا سب سے عظیم جیلہ ثابت کر دیا ہے بولو جبریش جادوگر کیا چاہتے ہو آج میں تم سے بہت خوش ہوں آج تم جو بھی مانگو گے میں انکار نہیں کروں گا جبریش جادوگر بولا۔

آقا میں پوری دنیا پر شیطانی حکومت قائم کرنا چاہتا ہوں آپ مجھے کوئی ایسا طریقہ بتادیں کہ جس سے میں دنیا کا سب سے طاقتور جادوگر بن جاؤں بت سے آواز آئی۔

جبریش جادوگر تمہیں دنیا کا سب سے زیادہ طاقتور جادوگر بننے کے لیے ایک خوفناک شیطانی چلہ کرنا ہوگا یہ چلہ بہت ہی زیادہ مشکل ہے بہت سے بڑے بڑے جادوگر دنیا پر حکومت کے لیے یہ چلہ کرنے کی کوشش میں اپنی جانوں سے چاہتے ہیں بہتر یہی ہے کہ تم ابھی یہ چلہ مت کرو کیونکہ اگر تمہارا چلہ بھی دوسرے جادوگروں کی طرح ناکام ہو گیا تو تمہیں بھی اپنی جان سے ہاتھ دھوئے پڑیں گے بت کی آواز سننے کے بعد جبریش جادوگر سوچوں میں کھو گیا پھر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

آقا میں یہ چلہ ہر حال میں کروں گا آپ مجھے اس چلہ کا طریقہ بتادیں کیونکہ میں ہمیشہ دنیا پر شیطانی حکومت کرنے کے خواب دیکھتا آ رہا ہوں اور آج جب مجھے موقع ملا ہے تو میں اس کو ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ بت سے آواز آئی۔

جبریش جادوگر ایک بار پھر سوچ لو یہ چلہ تم نہیں کر پاؤ گے اور خواہ مخواہ اپنی جان گنوا بیٹھو گے جبریش جادوگر نے کہا۔

آقا میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ چلہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے اب میں یہ چلہ ضرور کروں گا چاہے اسے لیے مجھے اپنی جان ہی کیوں نہ دینی پڑے۔ بت سے آواز سنائی دی۔

جبریش جادوگر میں تمہیں یہی کہوں گا کہ تم یہ چلہ نہ کرو کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ میں اپنا سب سے خاص پجاری گنوا دوں کچھ اور مانگو میں فوری دینے کو تیار ہوں۔

نہیں آقا میں اپنے خوابوں کو پورا کرنا چاہتا ہوں اور دیکھنا میں اس چلہ کو کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا بس مجھے چلہ بتادیں۔

ٹھیک ہے اگر تم نے چلہ کرنے کا پکارا ارادہ کر لیا ہے تو اس کا طریقہ بتا دیتا ہوں۔ یہ چلہ پورے ایک چاند کا ہوتا ہے یعنی چاند کی پہلی رات سے لے کر آخری رات تک کا ہوتا ہے آج چاند کی چودھویں رات ہے نئے چاند کو نکلنے میں ابھی پندرہ دن باقی ہیں یعنی پندرہ دنوں بعد تمہیں یہ چلہ کرنا ہوگا یہ چلہ تمہیں دریا کے کنارے کھڑے ہو کر کرنا ہوگا ویسے تو تم پہلے بھی بہت سے چلے کر چکے ہو اس لیے تم چلے کے حالات سے واقف ہو کہ انسان کو چلے میں کیا کیا مشکلات پیش آتی ہیں مگر یہ چلہ پچھلے چلوں سے زیادہ مشکل ہوگا اس چلے میں تمہیں پچھلے چلوں کی نسبت زیادہ ڈرنا پڑے گا تم نے ڈرنا نہیں ہے اور ہاں چلہ شروع کرنے سے پہلے اپنے گرد حصار ضرور قائم کرنا اور کسی بھی صورت میں حصار سے باہر نہیں نکلنا شیطاں بت نے جبریش کو چلے کا ورد بتایا اور جبریش جادوگر بت کے قدموں کو چوم کر باہر کی طرف بڑھنے لگا ابھی جبریش جادوگر دو چار قدم ہی بڑھا تھا کہ بت سے آواز سنائی دی۔

جبریش۔ ایک سال پہلے میں نے تمہیں بتایا تھا کہ کچھ عرصہ بعد ایک عدنان نامی لڑکا تم سے مقابلہ کرے گا اور تمہیں مارنے کی کوشش بھی کرے گا وہ وقت اب بہت قریب آ گیا ہے وہ کسی بھی وقت مقابلے کے لیے تمہارے سامنے آ سکتا ہے اس لیے تمہیں مقابلے کے لیے ہر وقت تیار رہنا چاہئے جبریش جادوگر بولا۔

آقا میں اس کے ساتھ مقابلے کے لیے جب سے آپ نے بتایا ہے کہ وہ مجھے مارنے کی کوشش کرے گا تب سے میں تیار ہوں میں نے اپنی ایک غلام آتما کو بہت عرصہ سے عدنان کی نگرانی پر لگا رکھا ہے وہ عدنان کی ایک ایک حرکت پر نظر رکھے ہوئے ہے میں عدنان کو اپنے ساتھ مقابلے سے پہلے ہی اس آتما کے ہاتھوں مروا دوں گا بابا۔۔۔ جبریش جادوگر نے ایک شیطانی قبقبہ لگایا اور غار سے نکل کر امن پور گاؤں کی طرف چلا گیا۔

جون کے مہینے کی وہ ایک حسین شام تھی آسمان پر کالے کالے بادل چھائے ہوئے تھے چاند نگر کے تمام لوگ اس خوبصورت موسم کو انجوائے کر رہے تھے میں بھی چھت پر کھڑا اس حسین موسم سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ چانک اپنے پیچھے کسی کے قدموں کی آواز سن کر میں چونک گیا میں نے پلٹ کر دیکھا تو وہ سرخی جو اپنے چہرے پر مسکراہٹ بجائے ہوئے میری طرف بڑھ رہی تھی۔۔۔ حیر میرے پڑوس میں رہتی تھی وہ میری بچپن سے دوست تھی ہم دونوں اپنی ہر بات ایک دوسرے سے شیئر کرتے تھے کبھی میں اس سے ملنے چلا جاتا تھا اور کبھی وہ میرے پاس آ جاتی تھی بہت ہی پیاری لڑکی تھی وہ۔ وہ آتے ہی بولی۔

جناب موسم کو انجوائے کر رہے ہیں اور وہ بھی ہمارے بغیر۔

اوہ چڑیل تم یہاں بھی پہنچ گئی پتا نہیں کون سا جادو ہے تمہارے پاس میں جہاں بھی جاتا ہوں تمہیں پتہ چل جاتا ہے اور تم فوراً حاضر ہو جاتی ہو۔ میری بات سن کر وہ غصہ سے پھٹکارتے ہوئے بولی۔

اوئے اوئے یہ چڑیل کسے کہا ہے تم نے۔ تمہیں کہا ہے اور کسے کہا ہے۔

کیا۔ کیا۔ میں تم کو چڑیل مانتی ہوں۔ تو اور کیا۔ کبھی آئینہ دیکھا ہے تم نے بالکل

چڑیل جیسی نظر آتی ہو۔

وہ آنکھیں نکالتے ہوئے بولی۔ میں لگتی نہیں ہوں بلکہ میں چڑیل ہی ہوں ابھی میں تمہارا خون پیتی ہوں اس نے میری گردن کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور زور سے دبانے لگی میرا سانس رکنے لگا۔ سحر کی ہنگام چھوڑ دے نہیں تو میں مرجاؤں گا میں نے کہا تو وہ بولی۔

پہلے کان پکڑ کر معافی مانگو پھر چھوڑ دوں گی میں نے کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہا۔ سوری سحر جانی اب تمہیں بھی چڑیل نہیں کہوں گا اب چھوڑ دے مجھے۔ میری یہ بات سن کر اس نے میری گردن کو چھوڑ دیا اور میری گردن پر اپنی انگلیوں کے نشان دیکھ کر وہ زور سے ہنسنے لگی۔ ہا ہا ہا۔ دیکھا عدنان میں کتنی طاقتور ہوں۔

ہاں تم بہت طاقتور ہو اگر چہ زور دیر اور تم میری گردن کو نہ چھوڑتی تو میری روح نے تو اس دنیا سے چلے جانا تھا۔ اور تم نے مجھے ڈھونڈنے رہ جانا تھا۔ میری بات سن کر وہ بولی۔

خیر چھوڑ واس بات کو میں تم سے کچھ کہنے آئی تھی ہاں کہو۔ میں نے اسے گہری نظروں سے دیکھا عدنان میں یہ بات بہت عرصہ سے تم سے کہنا چاہ رہی تھی مگر کہ نہیں پائی تھی ہر روز سوچتی تھی کہ آج تم سے کہوں گی مگر جب بھی تمہارے سامنے آئی تھی تو کہنے کی ہمت ہی نہیں ہوتی تھی آج میں پکا ارادہ کر کے آئی ہوں کہ آج ہر حال میں تم سے کہوں گی میں حیران ہوتے ہوئے بولا۔

سحر ایسی کون سی بات ہے جو تم بہت عرصے سے کرنے کی کوشش کر رہی ہو مگر کہ نہیں پاری ہو دیے تو تم ہر بات میرے ساتھ شہیر کرتی ہو تو یہ بات کیوں نہیں کی۔ سحر کچھ دیر چپ رہنے کے بولی۔

عدنان۔۔۔م۔م۔م۔ میں۔۔۔ت۔ت۔ت۔ تم سے محبت کرتی ہوں اور ہمیشہ کے لیے تمہاری ہونا چاہتی

ہوں۔ بہت عرصہ سے میں تم سے محبت کرتی آ رہی ہوں۔ اس کی بات سن کر میں حسیب سا گیا۔

ک۔ک۔ک۔ کیا کیا۔ اس وقت مجھے زمین آسمان گھومتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے کیونکہ میں نے تو ایسا کبھی نہیں سوچا تھا میں تو اسے صرف اپنی ایک اچھی دوست سمجھتا تھا اس نے یہ بات کہہ کر تو جیسے میرے اوپر حیرتوں کے پہاڑ گرا دیئے تھے وہ مسلسل میری آنکھوں میں دیکھ رہی تھی شاید وہ بھی جان چکی تھی کہ اس کی یہ بات نے مجھے حیران کر دیا ہے میری سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ میں اسے کیا جواب دوں آخر میں نے کہا۔

سحر میں تمہیں اپنی بہت ہی اچھی دوست سمجھتا ہوں اس سے آگے نہ میں نے کبھی سوچا ہے اور نہ ہی سوچنا چاہوں گا۔ تمہارے لیے یہی بہتر ہوگا کہ تم اپنے دل سے اس پیار و محبت کے خیال کو نکال دو کیونکہ ہم دونوں کبھی ایک نہیں ہو سکتے سحر کی آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے وہ بولی۔

عدنان تم کسی اور کو پسند کرتے ہو۔

نہیں سحر ایسی کوئی بات نہیں ہے اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو میں سب سے پہلے تمہیں ہی بتاتا۔ اور یہ تمہاری آنکھوں میں آنسو کیسے پیسے تم روتی ہوئی بالکل بھی اچھی نہیں لگتی۔ ہمیشہ منہ میسکرائی رہا کرو میں نے اس کی آنکھوں سے آنسو پونچھتے ہوئے کہا اچانک تیز بارش شروع ہوئی حراسے گھر بھاگتی ہوئی چلی گئی اور میں اپنے کمرے میں آ گیا۔

آج پھر رات کے آخری پہر اپنے قریب کسی کی موجودگی کے احساس سے میری آنکھ کھل گئی کل رات تو اس بات کا میں نے زیادہ نوٹس نہیں لیا تھا دن کو یہی سوچ کر میں نے اس بات کو دماغ سے نکال دیا تھا کہ شاید میں نے رات کو یہ سب خواب میں دیکھا ہوگا مگر آج مجھے یقین ہو گیا تھا کہ میرے ساتھ کوئی نہ کوئی چکر ضرور ہے اچانک اس نے مجھے اپنی ایک جھلک

دکھائی وہ کوئی مرد نہ تھا بلکہ ایک بہت ہی حسین لڑکی تھی وہ میرے قریب ہی ظاہر ہوئی تھی اور ایک لمحے کے اندر وہ غائب ہو گئی تھی میں کافی دیر کھڑا اسی جگہ کو دیکھتا رہا جہاں وہ ظاہر ہوئی تھی میرا خیال تھا کہ وہ دوبارہ مجھے اپنی جھلک دکھائے گی مگر وہ دوبارہ ظاہر نہ ہوئی اس وقت میرے دماغ پر بہت سے سوالات گردش کر رہے تھے کہ وہ دوپٹہ کون ہے اور وہ کس مقصد کے تحت میرے پاس آئی ہے آخر اس کے آنے کا کوئی نہ کوئی تو مقصد ضرور ہوگا میں جتنا اس حسینہ کے بارے میں سوچ رہا تھا اتنا ہی الجھ رہا تھا نجانے اس نے میرے اوپر کیسا جادو کر دیا تھا کہ میرا دل اسے دوبارہ دیکھنے کے لیے بے تاب ہو گیا تھا اسی طرح صبح ہو گئی میں نے فیصلہ کیا کہ آج رات اس حسینہ سے ضرور پوچھوں گا کہ وہ کون ہے اور میرے پاس کس مقصد کے لیے آئی ہے۔

اس وقت امن پور گاؤں میں سورج کی روشنی نے ہر سو اپنے ڈیرے ڈال دیے تھے جب ایک نورانی علم والے بزرگ کو اپنے ایک خاص عمل سے جبرئیل جادوگر کے شیطانی چلے کے بارے میں علم ہو گیا بزرگ غصے سے لال پیلے ہو گئے تھے انہوں نے کچھ بڑھ کر پھونک ماری تو ایک جن ان کے سامنے حاضر ہوا وہ بولا۔

کیا حکم ہے میرے آقا۔

وہ بولے۔ جگا لو جن یہ جبرئیل جادوگر کون ہے اور کہاں رہتا ہے۔

آقا جبرئیل جادوگر شیطان کا ایک پیجاری ہے وہ اسی امن پور گاؤں کے مشرقی پہاڑوں میں رہتا ہے میرے لیے کیا حکم ہے۔

مجھے ابھی انہی اپنے ایک عمل سے پتہ چلا ہے کہ جبرئیل جادوگر اس دنیا پر حکومت کرنے کے لیے ایک چلہ شروع کرنے والا ہے تم اس بارے میں کچھ

جانتے ہو۔

جی آقا جبرئیل جادوگر پوری دنیا پر حکومت کرنے کے لیے ایک شیطانی چلہ چاند کی پہلی رات سے شروع کرنے والا ہے اگر اس نے یہ چلہ کر لیا تو وہ امر ہو جائے گا اور دنیا میں تباہی مچا دے گا بزرگ کچھ سوچتے ہوئے بولے۔

جبرئیل کو یہ چلہ کرنے سے کیسے روکا جائے۔ آقا جبرئیل جادوگر کو چلہ کرنے سے صرف ایک ہی لڑکا روک سکتا ہے میں اس لڑکے کے بارے میں صرف اتنا ہی جانتا ہوں کہ اس کا نام عدنان ہے اور وہ چاند نگر شہر میں رہتا ہے جبرئیل جادوگر کے چلے کو روکنے کے لیے ہمیں عدنان کو تلاش کرنا ہوگا اور اس سے تین دنوں کا ایک چلہ کرانا ہوگا۔ چلہ کرنے کے بعد عدنان میں بہت سی طاقتیں آ جائیں گی اور وہ جبرئیل جادوگر سے مقابلہ کر کے اسے مار سکے گا بزرگ بولے۔

مگر جگا لو جن صرف عدنان ہی کیوں جبرئیل جادوگر سے مقابلہ کر سکتا ہے اور کوئی کیوں نہیں کر سکتا جگا لو جن بولا پوری دنیا میں سے صرف عدنان ہی جبرئیل جادوگر سے مقابلہ کر سکتا ہے اور اسے مار سکتا ہے کیونکہ وہ ایک خاص دن اور خاص وقت میں پیدا ہوا ہے پیدائش کے وقت ہی اسے بہت طاقتیں مل گئی تھیں اب وہ اگر تین دنوں کا چلہ کر لیتا ہے تو وہ آسانی سے دنیا کے ہر بڑے بڑے جادوگر سے مقابلہ کر سکتا ہے۔

بزرگ بولے کیا عدنان اس چلے اور جبرئیل جادوگر سے مقابلے کے لیے راضی ہو جائے گا۔ آقا میں یقین سے تو نہیں کہہ سکتا مگر مجھے امید ہے کہ عدنان راضی ہو جائے گا جگا لو جن کی بات سن کر بزرگ کچھ سوچتے ہوئے بولے۔

آج رات کی چاند کی سترویں رات ہوگی جبرئیل جادوگر کو چلہ شروع کرنے کے لیے تیرا دن کا

انتظار کرنا ہوگا۔ ان تیرہ دنوں میں ہمیں عدنان کو ڈھونڈنا ہوگا اور چلے اور مقابلے کے لیے اس کو راضی کرنا ہوگا اور پھر اس سے چلے کراد کر جبریش جادوگر سے مقابلہ کرنا ہوگا وقت بہت کم ہے اس لیے ہمیں جلد از جلد عدنان کو تلاش کرنا ہوگا۔ جگالو جن تم ابھی سے عدنان کی تلاش شروع کر دو جب وہ مل جائے تو مجھے آکر بتانا میں خود اسے چلے اور جبریش جادوگر سے مقابلے کے لیے تیار کر لوں گا۔

ٹھیک ہے آقا جیسے آپ کا حکم اب میں چلتا ہوں جگالو جن نے کہا اور اس نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو وہ غائب ہو گیا۔

رات کے بارہ بج رہے تھے چاندگر کے تمام لوگ اپنے اپنے گھروں میں نیند کے مزے لوٹ رہے تھے میں ابھی تک جاگ رہا تھا مجھے اس حین کا بڑی شدت سے انتظار تھا جس نے ایک ہی جھلک میں مجھے اپنا دیوانہ بنا دیا تھا میری نظریں بار بار گھڑی کی طرف اٹھ رہی تھیں وقت تھا کہ گزرنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا ایک ایک لمحے ایک ایک صدی کے برابر لگ رہا تھا آخر وہ لمحہ بھی آ گیا جس کا مجھے بڑی شدت سے انتظار تھا آج پھر مجھے اپنے قریب اس کی موجودگی کا احساس ہوا آج بھی وہی جگہ ظاہر ہوئی جہاں پہلی رات ظاہر ہوئی تھی آج وہ غائب نہ ہوئی تھی آج میں نے اسے غور سے دیکھا تھا وہ بہت ہی زیادہ حسین بھی اس جیسی حسین لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی تھی مجھے نجانے کتنی دیر میں اس کے حسن میں کھویا رہا۔

عدنان زیادہ غور سے نہ دیکھو مجھے نظر لگ جائے گی اس کی آواز سن کر میں ہوش کی دنیا میں واپس آ گیا۔ اور کہا۔
نظر لگے آپ کے دشمنوں کو۔۔۔ وہ مسکرا دی۔
اب کھڑے کھڑے ہی ساری باتیں کر گے

بیٹھنے کے لیے نہیں کہو گے۔

ادہ سوری میں تو بھول ہی گیا تھا آئیں آئیں بیٹھیں میں نے کہا تو وہ میرے پاس ہی بیٹھ گئی۔

ایک بات پوچھوں۔ میں نے کہا

ہاں پوچھو۔
آپ کون ہیں میرا ہے آپ انسان تو نہیں ہو سکتی کیونکہ آپ بند دروازے سے بھی اندر داخل ہو جاتی ہیں اور پھر غائب بھی ہو جاتی ہیں۔

ہاں لیکن وقت آنے پر میں تم کو سب باتیں بتاؤں گی آپ کو میرے ساتھ ایک وعدہ کرنا ہوگا کہ آئندہ آپ میرے سے اس بارے میں کچھ نہیں پوچھیں گے جب وقت آئے گا تو میں خود آپ کو سب کچھ بتا دوں گی۔

ٹھیک ہے میں آئندہ کبھی آپ سے اس بارے میں نہیں پوچھوں گا اچھا یہ بتاؤ آپ کا نام کیا ہے۔
ماڑہ۔ اس نے مختصراً کہا۔

بہت پیارا نام ہے۔ میں نے کہا تو وہ مسکرا دی اور پھر ہماری رات بھر باتیں ہوتی رہیں جب فجر کی اذان ہوئی تو وہ چلی گئی اور میں بھی نماز پڑھنے کے لیے چلا گیا۔

امن پور گاؤں میں سورج چڑھ آیا تھا جگالو جن بزرگ کے پاس بیٹھا ہوا تھا وہ بولا۔ آقا عدنان کا پتہ چل گیا ہے۔ وہ چاندگر شہر میں رہتا ہے۔

کس جگہ رہتا ہے۔ بزرگ بولے۔ مجھے جلدی اس کے پاس لے چلو۔ میرا اس سے ملنا بہت ہی ضروری ہے میں چاہتا ہوں کہ وہ آج رات ہی چلے شروع کر دے۔

ٹھیک ہے آقا آپ آنکھیں بند کریں میں آپ کو اس کے پاس لے چلتا ہوں بزرگ نے آنکھیں بند کیں تو اس نے کچھ پڑھ کر پھونک ماری تو وہ دونوں غائب ہو گئے بزرگ اور جگالو جن میرے گھر کے باہر

ظاہر ہوئے بزرگ نے کال پیل بجائی ٹن۔ ٹن۔ ٹن۔ اس وقت میں کالج جانے کی تیاری کر رہا تھا کہ امی کی دروازہ آئی عدنان باہر دیکھو دروازے پر کون ہے میں نے جاکر دروازہ کھولا تو باہر ایک سفید داڑھی والے بزرگ کھڑے تھے اور ان کے ساتھ ایک عجیب و غریب شکل والا انسان بھی تھا بزرگ بولے۔
عدنان کا گھر یہی ہے۔

جی یہی گھر ہے اور میں ہی عدنان ہوں
بیٹا ہمیں تم سے ایک بہت ہی ضروری کام ہے جی حکم کریں۔ لیکن پہلے اندر آ جا میں اندر بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں میں ان کو لے کر اندر آ گیا اور ایک کمرے میں بیٹھ گئے۔ جی اب فرمائیں۔

بیٹا امن پور گاؤں میں شیطان کا ایک بچاری رہتا ہے جس کا نام جبریش جادوگر ہے جبریش جادوگر پوری دنیا میں حکومت کرنے کے لیے ایک شیطانی چلہ شروع کرنے والا ہے اگر اس نے وہ چلہ کر لیا تو وہ بہت ہی طاقت والا بن جائے گا اور دنیا میں تباہی مچا دے گا۔ معصوم انسانوں پر طرح طرح کے ظلم کرے گا جبریش جادوگر کو یہ شیطانی چلہ کرنے سے روکنا ہوگا اور عدنان صرف تم ہی جبریش جادوگر کو چلہ کرنے سے روک سکتے ہو۔

میں کیسے روک سکتا ہوں۔ میں نے کہا۔
بیٹا ہمیں تین دن کا ایک نورانی چلہ کرنا ہوگا چلے سے تمہیں بہت سی طاقتیں مل جائیں گی اور تم جبریش جادوگر سے مقابلہ کر کے اسے قتل کر سکو گے
میں بزرگ چپ ہی ہوئے تھے کہ میری امی جو باہر دروازے پر کھڑی ساری باتیں سن رہی تھی اندر آ گئی اور سلام کیا۔ اور بولیں۔

میں نے آپ لوگوں کی باتیں سن لی ہیں آپ فوراً چلے شروع کیوں نہیں لیتے۔
میں۔ میرے جبریش جادوگر سے مقابلہ کرنے والی فائدہ نہیں ہے کیونکہ میں اس کو شکست نہیں

دے سکتا جبریش جادوگر کو عدنان کے سوا کوئی بھی شکست نہیں دے سکتا۔ عدنان کے اندر یہ صلاحیت ہے کہ وہ جبریش جادوگر سے مقابلہ کر کے اسے ختم کر سکتا ہے بزرگ کی بات سننے کے بعد امی پولیس مگر باباجی عدنان میرا ایک ہی بیٹا ہے۔ اگر اسے کچھ ہو گیا تو میرا کیا بنے گا اور عدنان کے ابو بھی کچھ دنوں کے لیے ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں اگر عدنان کو کچھ ہو گیا تو میں ان کو کیا دوں گی۔ میں اپنے ہرگز جبریش جادوگر سے مقابلہ کرنے کی اجازت نہیں دوں گی بزرگ ان کی باتیں سن کر بولے۔

بیٹی تم صرف اپنے بیٹے کے لیے پوری دنیا کو قربان کرنے جا رہی ہو تم صرف اپنے بیٹے کے بارے میں سوچ رہی ہو یہ نہیں سوچ رہیں کہ اگر جبریش جادوگر نے چلہ کر لیا تو وہ نجانے کتنی مافوں کے بیٹوں کو ان سے چھین لے گا۔ خود غرض نہ ہو بیٹی عدنان کو یہ چلہ کرنے دو اور اللہ پر بھروسہ رکھو عدنان بیک کام کرنے جا رہا ہے اور انشاء اللہ اسے کچھ بھی نہیں ہوگا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ ہوں اس کی ہر طرح سے نگرانی کروں گا۔

ٹھیک ہے باباجی۔ میں اس کو اس بیک کام کرنے کے لیے نہیں روکوں گی انشاء اللہ یہ اس کا خاتمہ کر کے ہی لوٹے گا۔

بیٹی مجھے تم سے یہی امید تھی۔ چلو بیٹا چلہ کرنے کی تیاری کے لیے تیار ہو جاؤ۔

باباجی میں بالکل تیار ہوں۔ میں نے کہا۔
وہ مسکرائے۔ بیٹا مجھے تم سے ایسی ہی امید تھی۔ جگالو جن۔ انہوں نے اس انسان کو پکارا جو ان کے پاس ہی بیٹھا ہوا تھا۔ ایک جن کا نام سن کر ہم دونوں چھینک کر رہ گئے۔

کیا یہ جن ہے۔
ہاں بیٹا یہ جن ہے اور میرا غلام ہے۔
عدنان جبریش جادوگر سے مقابلہ کرنے سے

پہلے تمہیں ایک تین دن کا چلہ کرنا ہوگا۔ یہ چلہ تمہیں اپنے گھر کی چھت پر کھڑے ہو کر کرنا ہوگا تمہیں رات کے بارہ بجے چلہ شروع کرنا ہوگا اور ایک بجے چلہ ختم کرنا ہوگا۔ ہر رات چلہ ختم کرنے کے بعد ایک جن تمہارے پاس آئے گا وہ ہر رات تمہیں ایک طاقت دے گا اس طرح تین دنوں میں تمہارے پاس تین ایسی طاقتیں آجائیں گی جن کی وجہ سے تم آسانی سے جبریش جادوگر سے مقابلہ کر سکو گے۔ اس کے بعد جگلو جن مجھے چلہ کا ورد یاد کرانے لگا جو میں نے یاد کر لیا۔ بزرگ ہو گئے۔

بیانم آج رات ہی سے یہ چلہ شروع کر دو اب میں چلتا ہوں تین دنوں کے بعد دوبارہ آؤں گا تب تک تم چلہ بھی مکمل کر چکے ہو گے پھر میں تمہیں جبریش جادوگر سے مقابلہ کرنے کا طریقہ بتاؤں گا بزرگ اور جگلو جن اٹھ کر چلے گئے میں بھی کالج چلا گیا۔ ایسے ہی دن بیت گیا۔

رات کے پونے بارہ بج رہے تھے میرے چلہ شروع کرنے میں صرف پندرہ منٹ باقی تھے اس لیے میں چھت کی جانب بڑھنے لگا امی دعاؤں میں مصروف تھیں وہ روزہ کر اللہ تعالیٰ سے میری سلامتی کے لیے دعائیں کر رہی تھی مگر کو بھی میرے چلنے کے بارے میں علم ہو گیا تھا وہ بھی میرے گھر آئی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعائیں مانگ رہی تھی میں چھت پر آ گیا اپنے گرد حصار کھینچا اور چلہ شروع کر دیا۔ وقت اپنی رفتار سے گزر رہا تھا گھڑی نے ایک بجادیا اور میرا چلہ ختم ہو گیا اچانک ہی ایک نہایت بھیاں تک شکل والا جن میرے سامنے حاضر ہوا اس کی بھیاں تک شکل دیکھ کر خوف سے میری ہڈی بند ہو گئی اس کے سر پر دو بڑے بڑے سینگ تھے اس کا کھر بلیک تھا اس کا قد تقریباً نو فٹ لمبا تھا اس نے بلیک کپڑے پہنے ہوئے تھے جن پر سفید کھوپڑیاں بنی ہوئی تھیں وہ بولا۔

مبارک ہو۔ تمہارا چلہ کامیاب ہو گیا ہے آج کے چلے کی کامیابی پر میں تمہیں غائب ہونے کی طاقت دیتا ہوں یہ لو اسے کھا لو اسے کھانے کے بعد تمہارے اندر غائب ہونے کی طاقت آجائے گی اس نے ایک عجیب و غریب نیلے رنگ کی چیز مجھے کھانے کے لیے دی میں نے وہ چیز کھائی وہ بے حد لذت والی تھی تم جب بھی چلے والا ورد پڑھ کر اپنے اوپر پھونک مارو گے تو تم غائب ہو جاؤ گے اور جب تم وہی ورد پڑھ کر دوبارہ اپنے اوپر پھونکو گے تو تم دوبارہ ظاہر ہو جاؤ گے جن نے کہا اور غائب ہو گیا۔ میں نے چلے والا ورد پڑھ کر اپنے اوپر پھونک ماری اور چھت سے نیچے اتر آیا امی میرا چلہ کامیاب ہو گیا میں نے کہا اور بھانگ کر امی کے سامنے جا کھڑا ہوا امی اور سحر حیرت سے مجھے اپنے ارد گرد تلاش کر رہی تھیں مگر میں انہیں نظر نہیں آ رہا تھا۔

عدنان بیٹا کہاں ہو تم۔ امی نے کہا۔ امی میں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ اگر میرے سامنے کھڑے ہو تو مجھے دکھائی کیوں نہیں دے رہے ہو امی اور سحر نے ادھر ادھر حیرانگی سے دیکھتے ہوئے کہا۔

زیادہ حیران ہونے کی ضرورت نہیں ہے آج کے چلے سے مجھے یہ طاقت ملی ہے میں جب چاہوں غائب ہو سکتا ہوں۔ اور جب چاہوں ظاہر ہو سکتا ہوں۔ میں نے کہا تو امی بولیں۔

یا اللہ تیرا شکر ہے کہ تو نے میرے بچے کو پہلی کامیابی عطا کی چلو بیٹا اب جا کر سو جاؤ تھک گئے ہو گے تم امی کے کہنے پر میں کمرے میں چلا گیا۔ اور سونے کی تیاری کرنے لگا۔ ابھی میں نے آنکھیں بند ہی کی تھیں کہ مجھے خیال آیا کہ ابھی تو ماثرہ نے بھی آنا ہے یہ خیال آتے ہی میری نظریں سامن گئی وال کلاک کی جانب بڑھ گئیں پونے دو بج گئے تھے ماثرہ کیوں نہیں آئی تھی ابھی تک تو اسے آ جانا چاہیے تھا

میں اس کے رے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ایک دم وہ ظاہر ہوئی اس کے لیوں پر مسکراہٹ تھی۔ کیا ہو رہا ہے جناب۔

تمہارا انتظار۔ آج آپ کچھ زیادہ ہی لیٹ نہیں ہو گئیں کیا۔ میں نے بھی مسکراتے ہوئے پوچھا۔ میں تو دو گھنٹے پہلے بھی آئی تھی تم کمرے میں نہیں تھے پھر میں نے تمہیں کھر میں تلاش کیا تم کھر میں بھی دکھائی نہ دے تب چھت پر دیکھا تو تم چھت پر کھڑے تھے شاید چلہ کر رہے تھے اس لیے میں یہ سوچ کر چلی گئی کہ جب آپ چلے سے فارغ ہوں گے تب میں آؤں گی۔ اور اب جب آپ فارغ ہو گئے ہیں تو میں حاضر ہوں ایک بات تو بتاؤں میں قپ یہ چلہ کس خوشی میں کر رہے ہیں۔ ماثرہ نے میرے پاس بیٹھے ہوئے کہا۔

آج صبح ایک بزرگ میرے پاس آئے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ امن پور گاؤں میں ایک جبریش جادوگر نامی شیطان کا بچاری دنیا پر حکومت کرنے کے لیے ایک شیطانی چلہ شروع کرنے والا ہے اگر اس کا شیطانی چلہ کامیاب ہو گیا تو وہ پوری دنیا میں تباہی مچا دے گا پوری دنیا میں صرف میں ہی ہوں جو جبریش جادوگر کو اس شیطانی چلے سے روک سکتا ہوں اس بزرگ نے مجھے تین دن کا چلہ کرنے کو کہا ہے جس سے میں تین طاقتیں مل جائیں گی ان طاقتوں کی مدد سے میں آسانی سے جبریش جادوگر کے ساتھ مقابلہ کر کے اسے ختم کر سکتا ہوں آج میرے چلہ کا پہلا دن تھا آج کا چلہ کامیاب ہونے پر مجھے غائب ہونے کی طاقت ملی ہے اب میں بھی تمہاری طرح غائب ہو سکتا ہوں میں نے ساری بات ماثرہ کو سنا دی۔ میری بات سننے کے بعد پتہ نہیں کیوں وہ پریشان ہوئی تھی۔ اس نے کچھ نہ کہا۔

کیا بات ہے ماثرہ تم کو میرے چلہ کی کامیابی پر خوشی نہیں ہوئی ہے کیا۔ تمہیں تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ

میرے اندر بھی آپ جیسی طاقت آگئی ہے میں بھی آپ کی طرح غائب ہو سکتا ہوں۔ میری بات سن کر وہ مصنوعی مسکراہٹ لیوں پر جاتے ہوئے بولی۔

نہیں عدنان۔ میں پریشان کہاں ہوں میں تو بہت خوش ہوں کہ آپ کو اتنی بڑی طاقت ملی ہے۔ لیکن اس کے بولنے کا انداز بدل گیا تھا۔ دیکھو ماثرہ۔ اگر کوئی براہم ہے تو بتاؤں میں آپ کی براہم صل کر دوں گا۔ نہیں نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ایک بات کہوں۔ میں نے کہا۔ ہاں ہو۔

جب پہلی بار تم کو دیکھا تھا تب سے ہی میرے دل میں آپ کے لیے محبت پیدا ہو گئی تھی تب سیر اول ہر وقت آپ کو دیکھنے کے لیے بے چین رہتا ہے میرے دل و دماغ میں ہر وقت آپ کے ہی خیالات ہوتے ہیں میرا دل چاہتا ہے کہ آپ ہر وقت میرے پاس رہو ایک لمحے کے لیے بھی مجھ سے دور نہ جاؤں میں آپ کو اپنا بنا کر اپنے پاس رکھنا چاہتا ہوں کیا آپ میری بن کر میرے پاس رہنا پسند کریں گی۔ وہ میری باتیں غور سے سنتی جا رہی تھی۔

عدنان یہ وقت پیار و محبت کے چکروں میں پڑنے کا نہیں ہے اس وقت آپ کے سامنے ایک بہت ہی مشکل ناسک ہے آپ پہلے اس ناسک کو مکمل کر لیں یعنی جبریش جادوگر سے مقابلہ کر کے انسانیت کو بچائیں اس کے بعد اس بارے میں بات ہوگی۔ اچھا اب میں جاتی ہوں کل پھر آؤں گی اور امید ہے کہ آپ نے دوسرے دن کا چلہ بھی مکمل کر لیا ہوگا اور ایک اور طاقت حاصل کر لی ہوئی اب آپ سو جائیں۔

ماثرہ نے کہا اور غائب ہو گئی۔ میں بھی سونے کے لیے لیٹ گیا تھوڑی دیر بعد نیند نے مجھے اپنی آغوش میں لے لیا۔ اور مجھے کچھ ہوش نہ رہا۔

دو پہر کے وقت دروازے پر دستک ہوئی جس سے میری آنکھ کھل گئی کوئی زور زور سے میرے کمرے کے دروازے کو کھٹکھٹا رہا تھا۔ عدنان بیٹا اب اٹھ بھی جاؤ دو پہر کے دو بج رہے ہیں امی کی آواز سن کر میں اٹھ گیا اور دروازہ کھول دیا۔ امی اندر کمرے میں داخل ہوئی اور بولی۔

بیٹا جلدی سے فریش ہو جاؤ تمہارے لیے میں کھانا لگاتی ہوں۔

ٹھیک ہے امی جی میں نے کہا اور فریش ہونے کے لیے چلا گیا پھر میں نے کھانا کھایا اتنے میں حیرت بھی آگئی اور میرے پاس ہی بیٹھ گئی۔

اچھا تو جناب اٹھ گئے ہیں۔

ہی اٹھ گیا ہوں۔ میں کچھ کہتا وہ بولی۔

بتاؤ رات کو چلہ کرتے ہوئے ذرا تو نہیں لگا تھا۔ نہیں تو۔ ہاں البتہ جب جن آیا تو تب مجھے خوف آیا تھا اس کی شکل بہت ہی خوفناک تھی دیکھ کر اس کی دھڑکن بند ہونے لگی تھی۔ لیکن پھر میں سنبھل گیا وہ بولی۔

بس دو دن کی بات ہے ہمت سے کام لینا۔

جی اوکے اور کوئی حکم۔ میں نے کہا تو وہ مسکرا دی اور پھر ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں اور دن گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا۔

میں نے اس کو مارہ کے بارے میں سن کر اس کے دل میں اس سے ملنے کی خواہش پیدا ہوئی بولی۔

عدنان میں رات کو اس سے ملوں گی۔

میں نے کہا ٹھیک ہے آج رات جب مارہ آئی تو تم بھی میرے کمرے میں آ جانا اور مارہ سے مل لینا۔ باتیں بھی کر لینا۔

لیکن وہ آتی کس وقت ہے۔ اس نے پوچھا۔

وہ رات کے آخری پہر میں آتی ہے آج رات جب میں چلہ کر کے اپنے کمرے میں آؤں گا تو تم بھی میرے ساتھ اندر آ جانا تھوڑی دیر بعد مارہ بھی

آجائے گی۔

ٹھیک ہے ایسا ہی کریں گے۔ وہ بولی اور پھر اٹھ کر اپنے کمرے چلی گئی۔

رات کے پونے بارہ بج رہے تھے چلے کے لیے چھت کی طرف بڑھ رہا تھا امی اور حیرت بھی آج بھی میرے لیے دعاؤں میں مصروف تھیں میں چھت پر پہنچا اور اپنے ارد گرد دھار دھار دیکھنے لگا

وقت گزرتا چلا گیا اور میرا چلہ ختم ہو گیا۔ آج بھی چلہ ختم ہونے کے بعد وہی بھیا تک شکل والا جن آیا اور بولا۔

مبارک ہو تمہارا چلہ بھی کامیاب ہو گیا ہے آج کے چلے کی کامیابی پر میں تمہیں طلسمی تلوار دیتا ہوں اس نے تلوار میری طرف بڑھادی میں نے وہ تلوار اس سے لے لی اور وہ تلوار بہت لمبی تھی اس کا وزن نہ ہونے کے برابر تھا میں سوچنے لگا یہ تلوار میرے کس کام کی اس تلوار سے اگر میں نے کسی پر وار کیا تو یہ ٹوٹ جائے گی میں انہی سوچوں میں گم تھا کہ وہ جن بولا۔

اس تلوار کو معمولی مت سمجھو اس تلوار کے اندر ہر قسم کے جادوئی وار کا توڑ ہے اس تلوار کی مدد سے تم بڑے سے بڑے جادو کے ڈار کو روک سکتے ہو اور سیکڑوں جنوں بھوتوں کا منوں میں خاتمہ کر سکتے ہو اب میں چلتا ہوں کل اگر تم نے چلہ مکمل کر لیا تو کل میں دوبارہ آؤں گا اور تمہیں ایک اور طاقت دے کے جاؤں گا جن نے کہا اور غائب ہو گیا۔

میں چھت پر سے نیچے اتر آیا اور امی اور حیرت بھی بھی میرے لیے دعاؤں کر رہی تھیں مین بھاگ کر امی کے پاس گیا اور کہا۔ امی میرا آج کا چلہ بھی کامیاب ہو گیا ہے امی بولیں۔

شکر ہے اللہ کا اس نے تجھے ایک اور کامیابی دی ہے امی یہ سب آپ کی دعاؤں کی وجہ سے ہے آپ کی دعاؤں ہی کی وجہ سے میں اپنے مشن میں کامیاب ہو رہا ہوں اگر آپ اسی طرح میرے لیے دعا میں

رہیں تو میں نے کہا۔

جی تو جناب کا چلہ مکمل ہو گیا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی بولی۔ تو میں نے کہا۔

جی ہو گیا ہے مکمل آج آپ کچھ جلدی نہیں آگئی ہاں آج جلدی آنے کو دل کر رہا تھا۔

یہ میرے بچپن کی دوست سحر ہے میں نے مارہ سے سحر کا تعارف کر دیا۔ یہ تم سے ملنا چاہتی تھی جب

رہی رہیں تو انشاء اللہ میں جبریل جادوگر کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جاؤں گا۔

بیٹا میں اور سحر ہر وقت تمہارے لیے دعا میں کرتی رہتی ہیں۔ اور دیکھنا تم اپنے مشن میں ضرور کامیاب ہو گے۔ اچھا یہ تو بتاؤ کہ تمہیں آج کچلے کی کامیابی پر کون سی طاقت ملی ہے میں نے وہ تلوار امی کو دکھائی اور کہا۔

مجھے آج کے چلے کی کامیابی پر یہ تلوار ملی ہے یہ طلسمی تلوار ہے اس کی مدد سے میں بڑے سے بڑے جادوئی وار کو روک سکتا ہوں اور سیکڑوں جن بھوتوں کو منوں میں ختم کر سکتا ہوں امی بولیں۔

بیٹا اب تم جا کر سو جاؤ۔ تھک گئے ہو گے۔

ٹھیک ہے امی۔ میں نے کہا اور اپنے کمرے میں آ گیا۔ یکدم مجھے پیچھے سے سحر کی آواز سنائی دی۔ ٹھہر دو عدنان میں بھی تمہارے ساتھ ہی جاؤں گی۔ امی بولی۔

سحر بیٹا عدنان تھک گیا ہے اسے جا کر سونے دو اور تم بھی سو جاؤ۔

نہیں آئی

سے میں نے تمہارے بارے میں بتایا تھا اس کے دل میں تمہیں ملنے کی خواہش جنم لے رہی تھی۔

چلو اچھا کیا تم سحر کو بھی لے آئے میں بھی اس سے کچھ باتیں کرنا چاہتی تھی تم باہر جاؤ میں اس سے اکیلے میں کچھ کہنا چاہتی ہوں۔

ارے بھی امی کون سی باتیں جو میرے سامنے تم نہیں کر سکتی۔ میں نے کہا تو وہ بولی۔

بس ہیں ناں کچھ باتیں جو آپ کے سامنے کرنے والی نہیں ہیں آپ باہر جاؤ۔

اوکے بابا جانا ہوں اتنا کہہ کر میں کمرے سے باہر نکل گیا اور دیوار سے لگ کر ان کی باتیں سننے لگا۔

مارہ تم بہت ہی خوبصورت ہو اور بہت ہی خوش قسمت ہو کیونکہ عدنان تم سے محبت کرنے لگا ہے مجھے جب عدنان نے تمہارے بارے میں بتایا تو میرے دل میں تم سے ملنے کی خواہش نے جنم لیا میں دیکھنا چاہتی تھی کہ وہ کون سی حور پری ہے جو عدنان کے دل کو بھانگی ہے مارہ اس کی بات سن کر بولی۔

سحر تم بھی بہت ہی خوبصورت ہو شاید مجھ سے بھی زیادہ۔ اور جہاں تک بات ہے عدنان کی تو عدنان صرف اور صرف تمہارا ہے میں تو عدنان کی زندگی میں بہت تھوڑے وقت کے لیے آئی ہوں۔

شاید صرف چند دنوں کے لیے میں بہت جلد عدنان سے ہمیشہ کے لیے دور چلی جاؤں گی تم عدنان کو اپنا لیتا اور ہاں عدنان کو ہمیشہ خوش رکھنا یہی باتیں میں نے تم سے کرنی تھیں مارہ چپ ہو گئی اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے تھے سحر بولی۔ نہیں مارہ تم کہیں نہیں جاؤ گی تم ہمیشہ عدنان کے پاس رہو گی عدنان تم سے بہت پیار کرتا ہے اگر تم چلی گئی تو عدنان اندر سے ٹوٹ جائے گا اور کھڑ جائے گا۔

عدنان کو ٹوٹنے اور بکھرنے سے بچانے کے لیے تم ہونا اس کے پاس۔ میرے جانے کے بعد تم عدنان سے شادی کر لینا اور اسے اتنا پیار دینا کہ وہ

نہیں آئی

خوفناک ڈائجسٹ 129

دسمبر 2013

خوفناک ڈائجسٹ 128

دسمبر 2013

خوفناک ڈائجسٹ 129

دسمبر 2013

خوفناک ڈائجسٹ 128

دسمبر 2013

مجھے بہت جلد بھول جائے۔

مگر مائرہ تم اسے چھوڑ کر کیوں جا رہی ہو کیا تم اس سے پیار نہیں کرتی ہو سحر نے اس کی بات سن کر کہا۔ تو وہ بولی۔

سحر میں اس سے بہت پیار کرتی ہوں شاید اپنے آپ سے بھی زیادہ پیار کرتی ہوں مگر میری مجبوری ہے مجھے ہر صورت میں عدنان کو چھوڑ کر جانا ہوگا سحر تم انہی عدنان کو میرے بارے میں کچھ نہیں بتاؤ گی۔ یہ نہ ہو کہ عدنان میرے بارے میں سن کر پریشان ہو جائے اور وہ جبرئیل جادوگر کے ساتھ مقابلہ میں اسے مارنے کی بجائے اس کے ہاتھوں اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے اور مجھ سے وعدہ کر دے کہ تم عدنان کو ہمیشہ کے لیے خوش رکھو گی اور اسے بھی بھی کوئی دکھ نہیں دو گی۔ سحر بولی۔

مائرہ میرا تم سے وعدہ ہے کہ میں عدنان کو ہمیشہ خوش رکھوں گی سحر بھی اس کو پریشان نہیں ہونے دو گی یہ سن کر مائرہ نے سحر کو گلے سے لگالیا۔ اور بولی۔ اب میں چلتی ہوں جاتے جاتے ایک بار پھر یہی کہوں گی کہ عدنان کو ہمیشہ خوش رکھنا سحر اور مائرہ دونوں کی آنکھوں میں آنسو بہہ نکلے مائرہ غائب ہو گئی جب کہ سحر آنکھوں سے آنسو صاف کر کے کمرے سے باہر نکل گئی۔

ختم ہو گئیں تمہاری باتیں میں نے اندر کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔ اور کیا وہ چلی گئی ہے۔

ہاں وہ چلی گئی ہے۔ مجھے بتائے بغیر ہی وہ چلی گئی ہے کل آئیے دو اس کو لیتا ہوں میں اس کی خبر میں نے کہا اور اپنے بستر پر لیٹ گیا سحر کمرے سے باہر نکل گئی اور میں گہری نیند سو گیا۔

اسن پور گاؤں میں شام کے سائے لہرا رہے تھے جبرئیل جادوگر غار میں بیٹھا ہوا تھا اس نے کچھ

پڑھ کر پھونک ماری تو مائرہ اس کے سامنے نمودار ہوئی آؤ مائرہ آؤ۔ بتاؤ عدنان کیا کر رہا ہے آج کل۔ وہ تین دنوں کا چلہ کر رہا ہے اس چلے میں عدنان کو تین طاقتیں ملیں گی اور پھر وہ آپ سے مقابلہ کرے گا۔

ک۔ ک۔ کیا۔ کیا۔ کیا عدنان مجھ سے مقابلہ کرے گا اور عدنان چلہ کر رہا ہے تم نے مجھے بتایا تک نہیں۔ جبرئیل جادوگر نے حیران و پریشان ہوتے ہوئے پوچھا۔

آپ نے خود ہی کہا تھا کہ ہر پہل اس کے ساتھ ساتھ رہوں ایک منٹ بھی اس سے دور نہ رہوں میں آپ کے حکم کی وجہ سے ہی اسے تنہا چھوڑ کر آپ کو بتائے نہیں آئی تھی جبرئیل بولا۔

اجھا چلو اب جو ہو گیا سو ہو گیا۔ گزرا ہوا وقت واپس نہیں آ سکتا۔ تم ایک کام کرو عدنان کو ختم کر دو۔ اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دو۔

کیا کیا۔ میں اس کو ختم کر دوں۔ نہیں نہیں میں اس کو نہیں مار سکتی۔ وہ یکدم کانپ کر رہ گئی۔

تم کیوں اسے نہیں مار سکتی۔ بس میں ایسا نہیں کر سکتی۔

تم ایسا ہی کرو گی جو میں نے کہا ہے ویسا ہی کرو گی۔ یہ میرا حکم ہے۔ جبرئیل گرجا۔

نہیں میں اسے بھی نہیں ماروں گی۔ کیونکہ میں اسے چاہنے لگی ہوں مجھے اس سے پیار ہو گیا ہے جبرئیل یہ سن کر حیران سا رہ گیا۔ اور بولا۔

تم ہوش میں تو ہو۔ تم کو اس سے کیسے پیار ہو سکتا ہے تم کوئی جیتی جاتی انسان نہیں ہو بلکہ مری ہوئی ایک آتما ہو تم ایک زندہ انسان سے محبت کیسے کر سکتی ہو اس کی بات سن کر مائرہ بولی۔

دل کا کیا ہے یہ تو کسی بھی وقت کسی پر بھی آ سکتا ہے میرا دل بھی اس پر آ گیا ہے عدنان پر۔۔۔ جبرئیل جادوگر بولا۔

مائرہ تم شاید جانتی نہیں ہو کہ تم اسے کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتی ہو کیونکہ وہ میرے ہاتھوں کبھی بھی زندہ نہیں بن سکتا۔ اور اگر وہ بن بھی گیا اور اس نے مجھے مار دیا تو تب بھی تم اس کو حاصل نہیں کر سکتی کیونکہ میرے مرنے کے بعد تمہاری روح بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آسمان پر چلی جائے گی۔ تمہارے لیے بہتر یہی ہوگا کہ تم میرا کہا مانو اور عدنان کو ختم کر دو میں نہیں بہت ساری طاقتیں دوں گا اور اپنی غلائی سے آزاد بھی کر دوں گا۔ تم ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دنیا میں رہنا اور اپنی مرضی سے جینا مائرہ بولی۔ مجھے پتہ ہے میں عدنان کو حاصل نہیں کر سکتی میں اس سے چند ہی دنوں بعد جدا ہو جاؤں گی جب عدنان تم سے مقابلہ کرے کہ تم کو ختم کر دے گا تو میری روح ہمیشہ ہمیشہ کے لیے آسمان پر چلی جائے گی۔

جبرئیل جادوگر بولا اس کا مطلب ہے تم عدنان کو نہیں مارو گی۔ چلو اب دیکھو میں تمہارا کیا شتر کرتا ہوں جبرئیل نے کچھ پڑھ کر مائرہ پر پھونک ماری تو مائرہ آگ کی زنجیروں میں جکڑی گئی مائرہ چیخنے لگی وہ بہت زیادہ اذیت میں تھی جبرئیل جادوگر چھوڑ دے مجھے جبرئیل جادوگر زنجیروں سے آزاد کر دے مجھ کو مائرہ چلا چلا کر کہہ رہی تھی جبکہ جبرئیل جادوگر قہقہے لگاتا ہوا غار سے باہر نکل گیا۔

رات کا وقت تھا پونے بارہ بج رہے تھے میرے قدم چھت کی جانب اٹھ گئے آج میرے چلے کی آخری رات کی اسی اور سحر آج بھی میرے لیے دعاؤں میں مصروف تھیں میں چھت پر پہنچا تو اپنے گرد حصار کھینچ کر چلے گاؤں کے لگاؤ سے گزرتا رہا اور میرے چلے کا ہاتھ تم ہو گیا اور میرا چلہ مکمل ہو گیا آج بھی وہی مبارک شکل والا جن آیا اور بولا۔

مبارک ہو تمہارا آج کا چلہ بھی مکمل ہو گیا ہے آج کے چلے کی کامیابی پر میں تمہیں اڑنے کی طاقت

دیتا ہوں اور یہ لو اسے کھا لو اس نے مجھے ایک سبز رنگ کی چیز دی جو میں نے کھائی وہ بہت ہی لذیذ تھی وہ جن دو بارہ بولا جب تم چلے کے ورد کو تین بار پڑھ کر اپنے اوپر پھونکو گے تو ہوا تمہارے کنٹرول میں ہو جائے گی تم جہاں چاہو گے اڑ کر جاسکو گے اور جب تم نے واپس زمین پر آنا ہوگا تو وہی ورد تین بار پڑھ کر پھونک مارنا تو تم واپس زمین پر آ جاؤ گے جن نے کہا اور غائب ہو گیا۔ میں نے چلے گا ورد تین بار پڑھ کر اپنے اوپر پھونک ماری تو ہوائے مجھے اوپر اٹھالیا مجھے امی کے سامنے لے جائیں نے کہا تو ہوا مجھے اڑا کر امی کے سامنے لے گئی اسی اور سحر مجھے ہوا میں اڑتا ہوا دیکھ کر حیران ہونے لگیں میں نے چلے کا ورد تین بار پڑھ کر پھونک ماری تو ہوائے مجھے زمین پر اتار دیا۔

عدنان یہ تم ہوا میں کیسے اڑ رہے تھے امی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ میں نے کہا۔

امی جان آج کا چلہ بھی کامیاب ہو گیا ہے اور آج کے چلے کی کامیابی پر یہی ہوا میں اڑنے کی طاقت مجھے ملی ہے اب میں جہاں چاہوں اڑ کر جاسکتا ہوں اور انشاء اللہ میں کل ہی جبرئیل جادوگر سے مقابلہ کرنے جاؤں گا اور دنیا سے اس کا ناپاک وجود مٹا دوں گا امی بولیں۔

بیٹا اللہ تمہیں تمہارے اس نیک مقصد میں ضرور کامیاب کرے گا تم تھک گئے ہو جا کر سو جاؤ۔

جی اچھا امی جان۔ میں نے کہا اور اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ اور جا کر لیٹ گیا آج مائرہ نہیں آئی تھی میں بار بار کلاک کو دیکھ رہا تھا ڈیڑھ بج گئے تھے وقت اپنی رفتار سے گزرتا جا رہا تھا اسی طرح تین بج گئے مگر مائرہ نہیں آئی نہ جانے کس وقت مجھے نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا اور میں گہری نیند سو گیا۔

دن کے بارہ بجے بزرگ اور چکا جن میرے گھر آئے مبارک ہو بیٹا تمہارا چلہ کامیاب ہو گیا اب

وقت آگیا ہے کہ تم جبریش جادوگر سے مقابلہ کرو اور اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کر دو عدنان کیا تم تیار ہو بزرگ نے کہا تو میں نے کہا میں بالکل تیار ہوں بزرگ بولے عدنان تم آج ہی اسن پور گاؤں چلے جاؤ میری چند باتیں غور سے سنو چلے سے جو طاقتیں تم کو ملی ہیں۔ یعنی طلسمی تلوار غائب ہونے والی اور ہوا میں اڑنے والی طاقت اگر تم انہیں صحیح طرح سے سوچ سمجھ کر استعمال کرو گے تو تم آسانی سے جبریش جادوگر کو ختم کر دو گے اور ہاں تمہارا مقابلہ صرف جبریش جادوگر سے نہیں ہوگا بلکہ جبریش جادوگر سے مقابلہ کرنے سے پہلے تمہیں بہت سے جن بھوتوں اور چڑیلوں سے مقابلہ کرنا ہوگا ان سے مقابلہ کرتے وقت تم اپنے آپ کو غائب کر لینا اور طلسمی تلوار سے انہیں ختم کر دینا اور جبریش جادوگر کو مارنے کے لیے تمہیں اس کے سر کو اس کے جسم سے جدا کرنا ہوگا۔ تب ہی وہ مرے گا اب تم جاؤ اور ہاں جانے سے پہلے اپنی ماں سے مل لو بزرگ بابا نے کہا تو میں امی کے پاس ان کے کمرے میں چلا گیا۔

امی میں جا رہی ہوں جبریش جادوگر سے مقابلہ کرنے کے لیے میرے لیے دعا کرنا میں جبریش جادوگر کو ختم کرنے میں کامیاب ہو سکوں میری بات سن کرا می بولیں۔

جا میرے بچے اللہ تجھ کو تیرے مقصد میں کامیاب کرے میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں سحر بھی امی کے پاس کھڑی تھی سحر تم بھی میرے لیے دعا کرنا مجھے اپنی دعاؤں میں یاد رکھنا میں نے کہا تو سحر کہنے لگی۔

میری یادوں کی ابتدا ہی تم سے ہوتی ہے پھر بھی کہتے ہو مجھے دعاؤں میں یاد رکھنا عدنان میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں جاؤ اللہ تمہیں تمہارے مقصد میں ضرور کامیاب کرے گا میں نے طلسمی تلوار اپنے ہاتھ میں پکڑی اور چلے جاؤ

تین بار پڑھ کر پھونک ماری تو ہوانے مجھے اوپر اٹھایا میں نے کہا۔ اے ہوا مجھے اسن پور گاؤں کے مشرقی پہاڑوں میں لے چل ہوا مجھے اڑانے لگی اور مجھے جلد ہی اسن پور گاؤں کے مشرقی پہاڑوں کے قریب ایک میدان میں پہنچا دیا۔ میں نے چلے جاؤ دو تین بار پڑھ کر اپنے اوپر پھونک ماری تو ہوانے مجھے نیچے اتار دیا۔ نیچے اترتے ہی سانسے کا منظر دیکھ کر میرے ہوش اڑ گئے میرے سانسے سینکڑوں بھیاں ایک شکلوں والے جن بھوتوں کی فوج کھڑی ہوئی تھی وہ فوج شاید جبریش جادوگر کی تھی جبریش جادوگر کو میرے آنے کی پہلے سے ہی خبر ہو چکی تھی اس لیے اس نے جن بھوتوں کو میرے آنے سے پہلے ہی نیچے اتار دیا تھا ان بھیاں جن بھوتوں کو دیکھ کر خوف سے میرا جسم تھر تھرا کانپ رہا تھا میں سوچنے لگا ان بھیاں جن بھوتوں سے میں مقابلہ کیسے کروں گا وہ جن بھوت میری طرف بڑھنے لگے تھے میں نے اپنے اندر ہمت پیدا کی اور چلے کا ورد پڑھ کر اپنے اوپر پھونک لیا اور ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔ وہ سب حیرت سے مجھے ادھر ادھر دیکھنے لگے میں نے اللہ کا نام لے کر طلسمی تلوار سے ان جن بھوتوں پر حملہ کر دیا میری تلوار جس جن بھوت پر پڑی وہ دھواں بن کر غائب ہو جاتا میں تھک گیا مجھ سے مزید تلوار نہیں چلائی جا رہی تھی جن بھوتوں کی ابھی آدھی فوج باقی تھی میں نے ہمت نہ ہاری اور طلسمی تلوار کو مسلسل چلاتا جا رہا تھا تقریباً ایک گھنٹے میں میں نے تمام جن بھوتوں کو ختم کر دیا تھا جبریش جادوگر مجھے نظر نہیں آ رہا تھا شاید وہ پہاڑ پر تھا میں نے سوچا کچھ دیر آرام کرنا چاہا۔ تاکہ میں آرام کرنے کے بعد میں جادوگر کا خاتمہ کر سکوں یہ سوچ کر میں ایک درخت کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گیا اور آرام کرنے لگا۔ کچھ دیر آرام کرنے کے بعد میں اٹھا اور پہاڑ پر چڑھنے لگا ابھی میں نے پہاڑ پر چڑھنا شروع ہی کیا تھا کہ ایک طرف سے مجھے بہت بڑے بڑے

سانپوں کی فوج نمودار ہوتی ہوئی دکھائی دی۔ وہ سب میری ہی طرف آرہے تھے میں ڈر سا گیا کیونکہ میں جانتا تھا کہ میں تو غائب کی حالت میں ہوں مگر پھر بھی وہ میری طرف ایسے بڑھ رہے تھے جیسے میں انہیں دکھائی دے رہا ہوں شاید انہوں نے میری بوسنگھ لی تھی اسی لیے وہ میری طرف بڑھ رہے تھے اب کیا کروں اگر ان میں سے ایک سانپ نے مجھے ڈس لیا تو میں تو اسی وقت ہلاک ہو جاؤں گا میں سوچوں میں گھرا ہوا تھا۔ جبکہ سانپ مسلسل میرے قریب آرہے تھے اچانک میرے دماغ میں ایک آئیڈیا آیا کہ کیوں نہ ان سانپوں سے ہوا میں اڑ کر مقابلہ کروں میں نے تین بار ورد پڑھ کر اپنے اوپر پھونک ماری اور ہوا کو حکم دیا کہ مجھے زمین سے دوٹو اوپر اٹھالے ہوا نے مجھے اوپر اٹھالیا جو نبی سانپ میرے نزدیک پہنچتے تو میں نے طلسمی تلوار سے ان پر حملہ کر دیا۔ کچھ ہی دیر میں میں نے تمام سانپوں کو مار ڈالا۔ اور پھر ادھر ادھر دیکھا کہ کہیں کوئی سانپ باقی رہ تو نہیں گیا لیکن سب سانپ میرے سانسے مردہ پڑے ہوئے تھے۔ میں نے دوبارہ تین بار ورد پڑھ کر اپنے اوپر پھونک ماری تو ہوانے مجھے نیچے اتار دیا۔ میں پہاڑ پر چڑھنے لگا اچانک مجھے جبریش جادوگر ایک غار کے باہر کھڑا دکھائی دیا وہ بار بار مجھے اپنے ارد گرد دیکھ رہا تھا شاید وہ مجھے ہی ڈھونڈ رہا تھا میں غائبانہ حالت میں تھا اس لیے میں اس کو دکھائی نہیں دے رہا تھا میں اس کے پاس پہنچ گیا میں نے ایک بار ورد پڑھ کر اپنے آپ پر پھونک ماری تو میں اس کے سانسے ظاہر ہو گیا اگر میں چاہتا تو غائبانہ حالت میں جبریش جادوگر کا سر اس کے جسم سے علیحدہ کر سکتا تھا مگر میں نے ایسا نہیں کیا کیونکہ میں جبریش کو لاکر اس کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہتا تھا اسی لیے میں اس کے سانسے ظاہر ہو گیا تھا مجھے اچانک ظاہر ہوتے دیکھ کر جبریش جادوگر حیران رہ گیا ہو گیا جبریش جادوگر بولا۔

تو تم کو موت میرے پاس بالآخر پہنچ ہی لائی ہے اب بھی تمہارے پاس وقت ہے تم واپس جاسکتے ہو کیوں بھری جوانی میں بے موت مرنا چاہتے ہو جاؤ شاباش۔ جاؤ۔ میں نے کہا۔ میں یہاں بہت سوچ و پکار کے بعد آیا ہوں اب میں تمہیں ختم کرنے کے بعد ہی واپس جاؤں گا جبریش جادوگر بولا۔ اچھا تو تم مجھے ختم کر دو گے اب دیکھو میں تمہارا کیا حشر کرتا ہوں جبریش جادوگر نے کہا اور کوئی منتز پڑھ کر میری طرف پھونک ماری تو آگ کا ایک گولہ میری طرف بڑھنے لگا میں اس کے جملے کے لیے پہلے سے تیار تھا میں نے طلسمی تلوار سانسے کی تو آگ کا گولہ اس کے ساتھ ٹکراتے ہی غائب ہو گیا جبریش جادوگر اپنا دارنا کا نام ہوتا دیکھ کر غصہ میں بھڑک اٹھا۔ اس نے دوبارہ کچھ پڑھ کر مجھ پر پھونک ماری تو بہت سے بڑے بڑے حجر نما کانٹے میری طرف بڑھنے لگے ایک لمحے کے لیے تو مجھے یوں لگا کہ وہ کانٹے مجھے چھلنی چھلنی کر دیں گے۔ کیونکہ میری دائیں بائیں دونوں طرف بڑے بڑے پتھر تھے اس لیے نہ میں دائیں طرف جاسکتا تھا اور نہ ہی بائیں طرف اور طلسمی تلوار سے ان سب کانٹوں کو روکنا میرے لیے ناممکن تھا کیونکہ میرے خیال میں میں تلوار سے ان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا جبکہ وہ کانٹے مجھے بری طرح زخمی کر سکتے تھے اچانک ہی مجھے ہوا میں اڑنے والی طاقت کا خیال آیا میرے اور کانٹوں کے درمیان صرف چھ فٹ کا فاصلہ رہ گیا تھا میں نے جلدی جلدی تین بار ورد پڑھ کر اپنے آپ پر پھونک ماری تو ہوانے مجھے اوپر اٹھالیا اور کانٹے نیچے سے گزر گئے جبریش جادوگر اپنا یہ وار بھی ناکام ہوتا دیکھ کر اور زیادہ غضبناک ہو گیا۔ اس نے ایک پر پھر منتز پڑھ کر میری طرف پھونک ماری تو درجنوں چکا چڑوں نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ میں نے طلسمی تلوار کے ساتھ ان کا مقابلہ کرنا شروع

کر دیا۔ اور چند ہی منٹوں میں چمکا ڈروں کو ختم کر دیا
جبرئیل جادوگر اپنے اس وار کو بھی ناکام ہوتا ہوا دیکھ
کر پریشان ہو گیا اب کی بار اس نے منتر پڑھ کر اپنے
ہاتھ پر پھونک ماری تو ایک چمکتی ہوئی تلوار اس کے
ہاتھ میں آگئی آعدنان آ۔ میدان میں اب میرا مقابلہ
نہ کرتے میری تمام طاقتوں کو ناکام کر دیا ہے لیکن
اب تو میرے ہاتھوں سے نہیں بچ پائے گا۔ میں نے
تین بار ورد پڑھ کر پھونک ماری تو ہوانے مجھے نیچے
زمین پر اتار دیا اور میں طلسمی تلوار ہاتھ میں لیے جبرئیل
جادوگر کی طرف بڑھنے لگا ابھی میں جبرئیل جادوگر
سے چھ سات فٹ دور رہی تھا کہ جبرئیل جادوگر نے
ایک دم آگے بڑھ کر اپنی تلوار سے میری ٹانگ پر وار
کر دیا میں اس کے اس وار کے لیے بالکل بھی تیار نہ
تھا۔ جبرئیل جادوگر کی تلوار میری ٹانگ پر لگی جس سے
میری ٹانگ زخمی ہو گئی اور اس سے خون بہنے لگا اس
سے پہلے کہ میں سمجھتا جبرئیل نے ایک اور وار میری
دوسری ٹانگ پر کر دیا اس کا یہ وار میں نے بڑی مشکل
سے طلسمی تلوار سے روکا۔ جبرئیل جادوگر مجھ پر وار پر
وار کئے جارہا تھا اور میں اپنا دفاع کرتا جا رہا تھا۔ جب
جبرئیل جادوگر تھک گیا تو میں نے اس پر وار کرنا
شروع کر دیے سب سے پہلا وار میں نے اس کے
بائیں بازو پر کیا تلوار بہت زور سے اس کے بازو کو لگی
اور اس کا بازو کٹ کر دور جا گیا۔ جبرئیل جادوگر درد
سے ہلجانے لگا میں نے اسے سمجھنے کا موقع نہیں دیا
اور جلدی سے دوسرا وار اس کے دائیں ہاتھ پر کیا۔
اس کا دائیں ہاتھ بھی کٹ گیا اگلا وار میں نے اس کی
گردن پر کیا جس سے اس کا سر اس کے جسم سے
جدا ہو گیا۔ اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم ہو گیا۔ میں
بہت خوش تھا کیونکہ میں نے اپنا مشن مکمل کر لیا تھا
اچانک مارہ میرے سامنے آگئی اسے دیکھ کر میں
چونک سا گیا۔
مارہ تم۔ اور یہاں۔

ہاں مجھے اس جادوگر نے کل کا اس غار میں قید
کر رکھا تھا۔ اس نے سامنے ایک غار کی طرف اشارہ
کرتے ہوئے کہا۔ آپ نے جبرئیل کو ختم کر دیا ہے تو
مجھے اس کی قید سے رہائی مل گئی ہے اور اب میں آپ
کے سامنے ہوں میں نے کہا۔
اس نے ہمیں قید کیوں کیا تھا۔
عدنان میں آج تم کو اپنی حقیقت بتاتی ہوں آج
وہ دن آگیا ہے کہ میں تم کو وہ سب کچھ بتا دوں جس کا
میں نے تم سے وعدہ کیا تھا تم سے کہا تھا کہ میں تم کو
سب کچھ بتاؤں گی لیکن وقت آنے پر۔
ہاں ہاں بتاؤ۔ میں پوری طرح اس کی جانب
متوجہ ہوا۔
میں زندہ انسان نہیں ہوں بلکہ برسوں پہلے کی
مری ہوئی ایک لڑکی کی آتما ہوں۔
ک۔ ک۔ کیا۔ کیا مارہ کی بات سن کر مجھے
زمین آسمان گھومتے ہوئے محسوس ہوئے۔ مارہ تم یہ
کیا کہہ رہی ہو ہوش میں تو ہو۔
ہاں میں بالکل ہوش میں ہوں اور جو کچھ کہہ رہی
ہوں وہ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہوں آج سے برسوں پہلے
جب میں مری تو جبرئیل جادوگر نے ایک چلہ کر کے
مجھے اپنی غلام بنالیا تھا تب سے میں جبرئیل جادوگر کی
غلام ہوں اس کا ہر حکم مانتی ہوں آج سے ایک سال
پہلے جبرئیل جادوگر کو اس کے شیطان آقا نے آپ
کے بارے میں بتایا تھا کہ آپ بہت جلد جبرئیل
جادوگر سے مقابلہ کرو گے اور مارنے کی کوشش کرو گے
میں چونکہ جبرئیل جادوگر کی خاص غلام بھی سالوں سے
اس کا ہر حکم مانتی آ رہی تھی اس لیے اس نے مجھے آپ
کی نگرانی کے لیے بھیج دیا کہ میں آپ کی نگرانی
کروں۔ پچھلے پورے ایک سال سے میں آپ کی
نگرانی کر رہی ہوں میں ہر لمحہ ہر بل آپ کے ساتھ
تھی آپ کے ساتھ رہتے ہوئے مجھے آپ سے پیار
ہو گیا۔ یہ جانتے ہوئے بھی کہ میں ایک آتما ہوں ایک

ایسی لڑکی ہوں جس کا کوئی بھی وجود نہیں ہے اس کا
وجود کب ختم ہو گیا ہے اور میں آپ کو حاصل کبھی بھی
نہیں کر سکتی میں آپ سے محبت کرنے لگی اور پھر چند
روز پہلے میں نے اپنے آپ کو آپ کے سامنے ظاہر
کر دیا شاید میری بہت بڑی غلطی تھی کیونکہ مجھے دیکھنے
کے بعد آپ کو بھی میرے سے پیار ہو گیا نہ میں آپ
کے سامنے آئی اور نہ ہی آپ کو مجھ سے پیار ہوتا۔ لیکن
میرے پیار نے مجھے بے بس کر دیا تھا مجھے اپنا آپ
دکھانا تھا کہ ایک لڑکی تم سے کئی سالوں سے پیار کر رہی
چلی آ رہی ہے۔ اب جبکہ میں آپ کو چھوڑ کر چلی
جاؤں گی آپ کو دکھ ہوتا کل شام کو جبرئیل جادوگر نے
مجھے یہاں بلایا تھا اور آپ کے بارے میں پوچھا تھا تو
میں نے اسے بتا دیا تھا کہ آپ ایک چلہ کر رہے ہیں
اور اس کے بعد اس سے مقابلہ کرو گے تو اس نے مجھ
سے کہا کہ میں آپ کو قتل کر دوں میں نے جب اسے
یہ بتایا کہ میں آپ کو پیار کرنے لگی ہوں اور آپ کو کبھی
بھی نہیں مار سکتی تو اس نے مجھے آتش زنجیروں میں قید
کر لیا۔ میں کل سے یہاں ان آتشی زنجیروں میں
بند رہی ہوں۔ جھلس رہی ہوں۔ عدنان اب میرا
وقت ختم ہو گیا ہے میں تم سے یہ کہنے آئی ہوں کہ تم سحر
کو اپنا بنالینا وہ تم سے بہت پیار کرتی ہے بہت جانتی
ہے تم کو امید ہے تم میری آخری خواہش کو پورا کرو گے
مارہ نے کہا اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔
میں بھی رو رہا تھا۔ اچھا عدنان میں اب چلتی ہوں
مارہ نے کہا اور آسمان کی طرف اڑنے لگی میری
آنکھوں سے بھی آنسو مسلسل جاری تھے میں روتے
ہوئے ہاتھ ہلہلا کر مارہ کو الوداع کہہ رہا تھا وہ آہستہ
آہستہ میری نظروں سے دور ہوئی جارہی تھی اور پھر وہ
ہمیشہ کے لیے مجھے چھوڑ کر چلی گئی۔ میں سوچ بھی نہیں
سکتا تھا کہ وہ اتنی جلدی مجھے چھوڑ کر چلی جائے گی۔
مجھے وہاں سب کچھ سنسان ویران دکھائی دینے لگا
میں نے تین بار ورد پڑھ کر اپنے آپ پر پھونکا اور ہوا

الزام آوارگی کے ڈر سے چھوڑ دیا شہر اپنا
ورنہ یہ چھوٹی سی عمر پوئیس کے غماز نہ تھی
..... ماسٹر شہزادہ قافا، بڑی پور
..... تم کو بھول جائیں گے پر اک شرط پر جان
..... کلشن میں جا کے پیلوں سے خوشبو جدا کرو
..... رانا محمد عریات
..... ہمیں احباب کی بلی قطاروں سے نہیں مطلب
..... ہو کوئی دل سے ہمارا تو بس ایک ہی کافی ہے
..... نامعلوم

خونی مکھیاں

--تحریر: انعام علی خان۔ جنڈ۔

اس آدم خور نے گوشت اور خون کھاپی کر ہاتھ سے اشارہ کیا تو پتھر خود بخود کھل گیا۔ میں آزاد ہو گیا اور پھر میں نے کچھ بھی نہ دیکھا قریب پڑا ہوا لوہے کا پائپ اٹھا کر بت پر دے مارا بت کا سر ٹوٹ گیا اور وہ جادو کر یہ سب دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا مجھے اپنے پستول کا خیال آیا تو میں نے پستول نکال کر اس پر فائر کر دیا۔ گولی اس کے پاؤں میں گئی اور وہ گر گیا پھر میں نے بقیہ بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ وہاں ایک زلزلہ سا آگیا۔ میں نے اس جادو کر کو ہاتھوں میں اٹھایا اور غمارت سے باہر نکل گیا۔ جیسے ہی میں وہاں سے اس کو لے کر باہر نکلا تو وہ غمارت گر گئی اور ہر طرف سے دھواں نکلنے لگا۔ اس جادو کر کے ذہن میں ہی نہ تھا کہ میں اس پر حملہ کرنے سے پہلے بت کو توڑوں گا وہ تو سمجھ رہا تھا کہ میں اس پر حملہ کروں گا اور وہ مجھے ایک منٹ میں مار ڈالے گا لیکن اس کا اندازہ غلط نکلا تھا میں نے وہی کیا جو مجھے بزرگ نے کہا تھا میں نے اس کو مارنے کے بجائے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تاکہ اس کی طاقت ختم ہو جائے اور ایسا ہی ہوا تھا وہ مجھے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا اور پھر وہ بول ہی پڑا۔ اے چالاک انسان اگر تم بت پر حملہ نہ کرتا تو یہ گری ہوئی غمارت پھر سے کھڑی ہو جاتی اور تو اس میں خود ہی قید ہو جاتا۔ اور پھر تمہیں مرنے سے کوئی بھی بچا نہیں سکتا تھا۔ ہاں شاید میں ایسا ہی کرتا تو میرے ساتھ ایسا ہی ہوتا لیکن میں نے وہی کیا جو میں کرنا چاہتا تھا میں مرنے نہیں آیا تھا بلکہ تم کو پکڑنے آیا تھا تو نے وہ کچھ کیا ہے جو ایک انسان سوچ بھی نہیں سکتا تو انسانی خون سے نہا تا ہے اب تو اپنے خون سے خود ہی نہاے گا میں نے اتنا کہہ کر اس کی آنکھوں پر پکڑا باندھ دیا۔ کیونکہ میں جان گیا تھا کہ اب وہ میرے سامنے ایک عام انسان کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اس کی تمام طاقتیں اس بت کے ٹوٹنے کے بعد ختم ہو گئی ہیں میں نے اس کے وجود کو اٹھالیا اور کندھے پر رکھ کر درد پڑا اور ہوا کو حکم دیا کہ وہ ہمیں لے اڑے ہوائے ہم کو اڑا لیا۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

پنڈت نے منٹی مکھیوں پر پھینکی اور انہیں حکم دیا کہ جاؤ آج انیشن سے خرم کا خون اور گوشت لاؤ لاکھوں شہد کی مکھیاں اڑیں اور پولیس انیشن کی طرف چل دیں اور صبح حرم کی لاش پڑی ہوئی تھی میں عالم زو ویب اس تھا نے کا ایس ایچ اوجھ یہ میرے تھانے کی حدود میں گیا روایں قتل تھا لاش کی ختمی تصاویر اور ابتدائی کارروائی کے بعد لاش کو شام تک پوسٹ مارٹم کے بعد بھجوا دیا گیا۔ حکام بالاکور پورٹ



میں نے مختلف جگہوں پر پولیس کی ڈیوٹیاں لگوا دیں ساری رات میں خود بھی ہر جگہ محلے میں ڈیوٹیاں چیک کرتا رہا صبح وہی منہوس خبر سننے کو ملی کہ فلاں محلہ میں محمد رمضان کی لاش اسکے گھر میں ملی ہے میں وہی بیٹھ گیا اور آسمان کی طرف نگاہ اٹھا کر اللہ سے دعا مانگی کہ یا اللہ اپنی مخلوق کو بچالے اور مجھے ہمت دے کہ میں قاتل کو گرفتار کر سکوں اور رمضان کے گھر گیا لاش دیکھی تو صرف ڈھانچہ پڑا تھا اس کی بیوی اور بیٹیاں رورو کر نہ حال ہو رہی تھیں ان سے پوچھ چھ کی تو پتہ چلا کہ رمضان اپنے کمرے میں سو رہا تھا کہ صبح نماز کے لیے اٹھانے کے لیے دروازہ کھٹکھٹایا بار بار کھٹکھٹانے پر دروازہ نہ کھلا تو دروازے کو توڑ دیا گیا چار پائی پر اس کا ڈھانچہ پڑا تھا۔ لاش کی تصویر بنانے کے بعد میں نے لاش کو دروازے کو حوالے کیا اور ساتھ ہی پہلے کی طرح دفنانے کا انتظام بھی کیا اس لاش کو میرے پوسٹ ہاؤس کے لیے نہ بھیجا کیونکہ کام کی کوئی خاص بات نہ تھی اپنا اور ہسپتال کا ٹائم ضائع کرنا فضول تھا۔ تھانے آکر حکام بالا کو رپورٹ دی اور بتایا کہ نامعلوم قاتل نے آج بارواں محلہ کر دیا ہے ایک بار پھر سخت وارنٹنگ ملی اور بتایا گیا کہ دن بارہ بجے سے پہلے دس سپاہیوں کی نفی آپ کو مل جائے گی تو ن بند کر کے میں بیٹھنا نامعلوم قاتل کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ اگر ایک بار یہ میری گرفت میں آگیا تو اسے ایسی سزا دوں گا کہ سارا علاقہ دیکھ گاسنہ میں حوالدار یعقوب نے آکر بتایا کہ لوگ مظاہرہ کر رہے ہیں اور پولیس اسٹیشن کی طرف بڑھتے آ رہے ہیں۔ میں نے کہا برائمن مظاہرہ ان کا حق ہے پر انہیں پولیس اسٹیشن آنے سے روکو حوالدار میرا حکم سن کر چلا گیا۔ میں نے بھی ٹوپی پہنی اور موقع پر پہنچ گیا ہزاروں مظاہرین قاتل پکڑو قاتل پکڑو کے نعرے لگا رہی تھی یہ سب دیکھ کر میرے اندر بجلیاں سی بھڑکیں اور میں نے اپنی آواز میں کہا۔ بھائیو آپ کا

اور میرا دکھ ایک جیسا ہے میری بھی رات کی نیندیں اور دن کا چین غارت ہو چکا ہے لیکن انشاء اللہ قاتل جلد گرفتار ہو جائیگا آپ سب میرے بھائی ہیں میں خود آپ لوگوں کے سامنے ساری ساری رات جاگ کر ڈیوٹی دیتا ہوں میرا آپ سے وعدہ ہے کہ قاتل کو گرفتار کر لیا جائیگا اور آکے سامنے اسی چوک پر اس کو سزا دی جائے گی یہ سن کر لوگوں کو کچھ حوصلہ اور سکون ملا اور وہ واپس چلے گئے چار بجے واپس آفس آیا تو اضافی نفی آچکی تھی حوالدار کے ساتھ مل کر چار چار نو جوانوں کی پارٹیاں بنائیں اور انہیں گلی چوراہوں پر ڈیوٹیاں دے دیں ساری رات تمام ڈیوٹیاں چیک کرتا رہا مجھے امید تھی کہ آج قاتل ناکام ہوگا اور پکڑا جائیگا صبح کی نماز پڑھ کر باہر نکلا تو پتہ چلا کہ فلاں علاقے میں ثاقب نامی لڑکے کو خون ہو گیا ہے موقع واردات پر پہنچا تو ایک ڈھانچہ پڑا تھا جسے دیکھ کر میں چکرا گیا۔ اور وہیں بیٹھ گیا۔ اہل محلہ آج سخت برہم تھے میں وہاں سے چل دیا تھانے آکر حکام کو اطلاع دی حکام نے سخت برہمی کا مظاہرہ کیا اور کہا ہم لوگ آج تمہارے پاس آ رہے ہیں ان کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ آج کچھ کرنا چاہتے ہیں لہذا وہی ہوا جو انہوں نے سوچا ہوا تھا انہوں نے آتے ہی مجھے معطل کر دیا۔ مجھے اپنی معطلی کا بہت دکھ تھا اپنے شاف سے ملا تو رو پڑا سپاہی نادر علی بولا سر آپ ضرور بحال ہوں گے لیکن میں ایک دکھ لیے ہوئے واپس گھر آگیا رات کو سویا تو خواب دیکھا کہ ایک بزرگ سفید لباس پہنے ہوئے میرے پاس آئے اور بولے۔

بیٹا یہ سب چنڈت لعل سنگھ کر رہا ہے اس تک پہنچنا بہت ہی مشکل ہے اس کے پاس بہت جادو ہیں وہ جو چاہتا ہے وہ کرنا ہے تمہارا اس کو ختم کرنا بہت ہی ضروری ہے اور یہ تیرا انسانیت پر بہت بڑا احسان ہوگا۔ آج وہ منہوس چنڈت خونی کھیلوں کے ذریعے تمہارا شکار کرنا چاہتا ہے کیونکہ مرنے والوں کی طرح

تیرے سر پر بالوں میں دو گول دائرے بنے ہوئے ہیں وہ چنڈت صرف ان کو مرداتا ہے جن کے سر پر بالوں کے دو دائرے ہوں بیٹا تیری جیب میں سورہ یسین ہے اس کی وجہ سے تجھے کوئی نقصان نہیں ہوگا۔ چنڈت سولوگوں کو مار کر اپنی شیطانی طاقتوں کو پروان چڑھانا چاہتا ہے جاسے جا کر روک اور اسے مار دے اسے مارنا اب تیرا کام ہے۔

ہاں باباجی میں اسے ضرور ماروں گا لیکن کیسے مجھے کوئی طریقہ بتادیں۔ اس شخص نے سب کا جینا حرام کر رکھا ہے یہ میں جانتا ہوں کہ میرے دل پر کیا کچھ بیت رہی ہے۔

شاہاش بیٹا۔ یہ پٹرول اپنے پورے کمرے میں چھڑک دے جب کھلیاں تمہارے کمرے میں آئیں تو کمرے کو آگ لگا دینا تمام کھلیاں مرجائیں گی صبح اپنے کمرے میں آنا تو صرف ایک کھلی جو سنہرے رنگ کی ہوگی اسے پکڑ لینا وہ ظاہر تو مری ہوئی ہوگی لیکن حقیقت میں وہ زندہ ہوگی اسے اپنے پاس رکھنا رات دو بجے وہ تمہیں چنڈت کے پاس لے جائے گی چنڈت کو پکڑ کر بت توڑ دینا اور چنڈت کو پکڑ کر آنکھیں بند کر لینا پانچ منٹ بعد تم تھانے میں ہوں گے انشاء اللہ تیرا عہدہ بھی بحال ہو جائیگا۔

ساتھ ہی میری آنکھ کھل گئی وہ بزرگ غائب تھے میں کمرے میں اکیلا تھا میں جلدی سے اٹھا اور پٹرول لا کر کمرے میں چھڑک دیا ماچس اپنے پاس رکھی میں جان گیا تھا کہ جو خواب میں نے دیکھا ہے یہ جھوٹ نہیں ہے بلکہ یہ خواب نہیں ہے اس ظالم کو پکڑنے کے لیے مجھے راہ دکھانی گئی ہے۔ میری نظر میں ان کھیلوں پر تھیں جو آج میرا شکار کرنا چاہ رہی تھیں دل کا پتہ رہا تھا لیکن ہمت برقرار تھی۔ میں نے اچھا کر اچھا کر میرے کمرے میں بے شمار کھلیاں لٹی ہوئی داخل ہوئیں اور یہ دیکھتے ہی دیکھتے وہ پورے کمرے میں پھیل گئیں میں نے ایک سیکنڈ کی

ان کی باتیں سن کر میں نے انہیں پنڈت کے بارے میں تمام حالات سے آگاہ کیا اور کہا یہ جو کچھ بھی ہو رہا ہے ایک جادوگر کر رہا ہے وہ انسانوں کو قتل کر کے اپنا مقصد پانا چاہتا ہے مجھے ایک بزرگ نے سب کچھ اس کے بارے میں بتا دیا ہے بس تم لوگ میرے لیے دعا کرنا۔ ساتھ ہی میں نے گاڑی لی اور منزل کی طرف چل دیا۔ راستہ میں ہی مجھے ظہر کی نماز ہوئی جو میں نے پڑھ لی اور پھر اپنا رخ دریا کی طرف کر لیا۔ اور دریا پر چا پٹیا۔ بابا کا بتایا ہوا ورد پڑھا تو دیا میں مجھے راستہ دکھائی دیا اس راستے کو دیکھ کر میرے دل کو کچھ سکون ملا میں نے اللہ کا نام لے کر دریا میں پاؤں رکھ دیا اور چلنے لگا۔ یکدم مجھے بزرگ کی آواز کہیں سے سنائی دی۔

زیب اپنی آنکھیں بند کر لو۔ میں نے اپنی آنکھیں بند کر لیں تو خود کو ہوا میں اڑتا ہوا محسوس کرنے لگا ٹھنڈی ہوا کہیں میرے جسم سے ٹکرا رہی تھیں پھر مجھے آواز سنائی دی بیٹا آنکھیں کھول دو میں نے آنکھیں کھولیں تو ایک تلوار میرے ہاتھ میں تھی بزرگ کی آواز آئی بیٹا اب جو کچھ بھی سامنے آئے اسے ختم کرتے جاؤ۔

جو حکم بابا جی میں نے کہا اور آگے کی طرف چل دیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک پتھر کا بت کھڑا ہے لیکن اس کی آنکھیں یوں تھیں جیسے وہ مجھے دیکھ رہا ہو میں اس کی طرف بڑھا اور جاتے ہی اس پر تلوار کا وار کر دیا اس بت کے ٹکڑے ہو گئے اچانک ہی ایک جگہ ڈر اس بت سے باہر نکلی اور اس نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ اور انتہائی مکروہ آواز میں شور مچانے لگی اور بار بار مجھ پر حملہ کرنے لگی میں نے اس کے ہر حملے کو ناکام بنادیا اور پھر میں نے اللہ کا نام لے کر اسے ختم کر دیا۔ اس کے بعد میں ابھی کچھ اور آگے بڑھا تھا کہ جنگی قسم کے کتوں نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ ان کا حملہ

بہت ہی شدید تھا میں ڈر کر بھاگ کھڑا ہوا اور ایک درخت پر چڑھ گیا خوف میرے چہرے پر سوار تھا میں نے دیکھا کہ وہ سب کتے اس درخت کو دانتوں سے کاٹ رہے تھے یہ دیکھ کر میں مزید خوفزدہ ہو گیا اور پھر میں نے ورد پڑھنا شروع کر دیا۔ میرے ورد پڑھنے کی دیر بھی کہ وہ سب کتے وہاں سے بھاگنا شروع ہو گئے اور بھاگتے بھاگتے میری نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ میں درخت سے نیچے اتر اور اپنا سفر جاری کر دیا۔ کافی آگے گیا تو ان جیسے کتوں نے مجھ پر پھر سے حملہ کر دیا۔ لیکن یہ کیا جیسے ہی کتے مجھے کانٹے کے لیے آگے بڑھتے ان کو آگ اپنی لپیٹ میں لے لیتی۔ اور وہ وہیں ختم ہو جاتے میں ان کو جلتا ہوا مارتا ہوا دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا اور میں نے آگے کا سفر پھر سے شروع کر دیا۔ چلتے چلتے میں بہت تھک گیا تھا اتنا تھک گیا تھا کہ مجھ سے چلنا مشکل ہو رہا تھا میں ایک درخت کے ساتھ پتھر کے ساتھ لیٹ گیا۔ ایک بار پھر بزرگ کا دیدار نصیب ہوا وہ میرے سامنے ہی کھڑے تھے بولے۔

بیٹا منزل بہت ہی قریب ہے گھبرانا نہیں اللہ آپ کے ساتھ ہے۔ میں نے کہا۔ بابا جی میں پنڈت کو زندہ گرفتار کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کو پولیس کے حوالے کر سکوں۔ تاکہ مجھ پر جو شک کیا جا رہا ہے وہ ختم ہو جائے۔

بزرگ بولے۔ ہاں بیٹا ایسا ہی ہوگا فکر نہ کرتے جادوگر کو باندھ کر بت کو توڑ دینا تو اس کی کالی شکلیاں ختم ہو جائیں گی اور وہ عام انسان بن جائے گا بیٹا جلدی کر وہ ستر خون کر چکا ہے اٹھ جا سونے کا وقت نہیں ہے تمہارے پاس۔ اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئے تو میری آنکھ کھل گئی میں اٹھا اور جلدی سے اپنا سفر جاری کر دیا۔ ابھی کچھ ہی آگے بڑھا تھا کہ میرے چاروں طرف سانپ ہی سانپ تھے میں نے ان کی کوئی بھی پرواہ نہیں کی کیونکہ میں جان گیا تھا کہ کتوں کی طرح یہ

بھی اگر مجھ سے ٹکرائیں گے تو جل جائیں گے اور ایسا ہی ہو رہا تھا میں بھاگتا جا رہا تھا اور جو جو سانپ میرے پاؤں کے نیچے دب رہے تھے ان کو آگ اپنی لپیٹ میں لے لیتی تھی۔ وہ منزل بھی میں نے پار کر لی تھی اب آگے بڑھتا ہوا بھیسریوں کا ایک غول سے میری طرف لپکا میں نے ان کو دیکھ کر تلوار کو سنبھال لیا اور اس کو لہراتا ہوا آگے بڑھتا جانے لگا جو بھی بھیڑ میری تلوار کی زد میں آتی وہی ختم ہو جاتی۔ ابھی ان سے میری جان چھوٹی تھی کہ گدھ نجانے کہاں سے اڑتے ہوئے آئے اور مجھ پر حملہ کر دیا ایک گدھ نے مجھ سے پکڑ کر ایک طرف پھینک دیا میرے سر سے خون بہنے لگا گدھ ایک بار پھر مجھ پر حملہ آور ہوئی ان کا ہڈا انسانی جسم کے برابر تھا جس کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی اتنے میں مجھے ورد کا خیال آیا میں نے ورد پڑھ کر گدھ کی طرف پھونکا تو دیکھتے ہی دیکھتے تمام گدھوں کو آگ لگ گئی۔ اور وہ جل کر کوئلہ ہو گئی۔ یہ گدھ سب سے خطرناک تھیں ان کی چونچیں اور نیچے ایسے تھے جیسے تلوار ہوں۔ لیکن خدا نے مجھے ان پر فلاح کر دیا تھا میں ایک بار پھر بھاگ کھڑا ہوا تھوڑی دیر بعد کہ عمارت مجھے دکھائی دی جو میری منزل تھی اس کے قریب پہنچا تو یکدم ایک خونخوار مگر مجھ نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ جس کے منہ سے زبان باہر نکلی ہوئی تھی اور زبان سے خون ٹپک رہا تھا قریب تھا کہ وہ مجھے نکل لیتا کہ تلوار اس کی خونی زبان سے ٹکرائی اور وہ لڑھک گیا اور پھر دھیرے دھیرے ٹھنڈا ہو گیا۔ میں تیزی سے عمارت میں داخل ہو گیا اندر پہنچا ہی تھا کہ شہد کی ٹپوں نے مجھ پر حملہ کر دیا ان کا حملہ اس قدر شدید تھا کہ میں خود کو بھانے لگا اور ان کی لپیٹ میں آ گیا وہ مجھ سے جسم کو تو پتے لگیں میں درد سے بلبلانے لگا آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ اور میں بے ہوش ہو گیا۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے خود کو ایک گھر سے میں بند پایا میں نے ادھر ادھر دیکھا تو مجھے

ایک شخص دکھائی دیا جس نے جسم کے نچلے حصہ کو صرف ڈھانپا ہوا تھا باقی سارا برہنہ تھا۔ وہ ایک بت کے سامنے بیٹھا ہوا تھا اس کی زبان پر نہ سمجھ آنے والا کوئی درد تھا جو وہ پڑھتا جا رہا تھا میری نظریں اسی پر براجمان تھیں میں سمجھ گیا تھا کہ یہی جادوگر ہے جس نے خونی مکھوں سے ہمارے علاقے میں خون کا بازار گرم کر رکھا تھا ابھی میں اس کو دیکھ رہا تھا کہ ایک برہنہ لڑکی ہاتھ میں ایک پیالہ لیے اس کے پاس آئی وہ پیالہ سرخ خون سے بھرا ہوا تھا وہ خون اس نے بت پر پھینک دیا تو بت سے آواز آئی۔

اے عظیم بچاری تیری نناوے خون ہم نے قبول کئے یہ جو انسان خود چل کر یہاں آیا ہے اس کے ساتھ مقابلہ کر اسے مار کر میرے قدموں میں ڈال دے تو پھر وہ سب کچھ تم کو مل جائے گا جو تو چاہتا ہے تمہیں ہر وہ طاقت مل جائے گی جو تو مانگے گا۔ اٹھ کھڑا ہوا اور اس شخص سے مقابلہ کر۔

جی بھیر عظیم آقا اتنا کہہ کر وہ اٹھ گیا اور اس نے پاس پڑی ہوئی تلوار اٹھالی اور اس لڑکی کا سرتن سے جدا کر دیا جو خون کا پیالہ لے کر آئی تھی لڑکی کا جسم کچھ دیر تک تڑپا اس کے بعد وہ ٹھنڈا ہو گیا وہ اس لڑکی کے پاس ہی بیٹھ گیا اور اس کے گرم خون کو اپنی انگلی سے لگا لیا اور اس کو اپنے ماتھے پر سجایا۔ اور پھر اس کا خون پینے لگا یہ سب دیکھ کر میرے صبر کی انتہا ہو گئی تھی میں نہ رہ سکا اور بول پڑا۔

شیطان کے چیلے میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑوں گا کتے کی اولاد تو مجھے ایک بار آزاد کر پھر دیکھنا میں تیرا کیا حشر کرتا ہوں۔ ان بے گناہ لوگوں کو قتل کر کے تمہیں کچھ بھی نہیں ملے گا تو میرے ہاتھوں مارا جائے گا ہمت ہے تو اک بار مجھے آزاد کر۔

میں تیری یہ خواہش ضرور پوری کروں گا تو خود چل کر میرے پاس آیا ہے اب یہاں سے بچ کر نہیں جائے گا اس نے گوشت اور خون کھائی کر ہاتھ

سے اشارہ کیا تو بخیرہ خود بخود کھل گیا۔ میں آزاد ہو گیا اور پھر میں نے کچھ بھی نہ دیکھا قریب پڑا ہوا لوہے کا پائپ اٹھا کر بت پر دے مارا بت کا سر ٹوٹ گیا اور وہ جادوگر یہ سب دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا مجھے اپنے پستول کا خیال آیا تو میں نے پستول نکال کر اس پر فائر کر دیا۔ گولی اس کے پاؤں میں لگی اور وہ گر گیا پھر میں نے بقیہ بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ وہاں ایک زلزلہ سا آگیا۔ میں نے اس جادوگر کو ہاتھوں میں اٹھایا اور عمارت سے باہر نکل گیا۔ جیسے ہی میں وہاں سے اس کو لے کر باہر نکلا تو وہ عمارت گر گئی اور ہر طرف سے دھواں نکلنے لگا۔ اس جادوگر کے ذہن میں ہی نہ تھا کہ میں اس پر حملہ کرنے سے پہلے بت کو توڑوں گا وہ تو سمجھ رہا تھا کہ میں اس پر حملہ کروں گا اور وہ مجھے ایک منٹ میں مار ڈالے گا لیکن اس کا اندازہ غلط نکلا تھا میں نے وہی کیا جو مجھے بزرگ نے کہا تھا میں نے اس کو مارنے کے بجائے بت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تاکہ اس کی طاقت ختم ہو جائے اور ایسا ہی ہوا تھا وہ مجھے خونخوار نظروں سے دیکھ رہا تھا اور پھر وہ بول ہی پڑا۔

اے چالاک انسان اگر تم بت پر حملہ نہ کرتا تو یہ گری ہوئی عمارت پھر سے کھڑی ہو جاتی اور تو اس میں خود ہی قید ہو جاتا۔ اور پھر تمہیں مرنے سے کوئی بھی بچا نہیں سکتا تھا۔

ماں شاید میں ایسا ہی کرتا تو میرے ساتھ ایسا ہی ہوتا لیکن میں نے وہی کیا جو میں کرنا چاہتا تھا میں مرنے نہیں آیا تھا بلکہ تم کو پکڑنے آیا تھا تو نے وہ کچھ کیا ہے جو ایک انسان سوچ بھی نہیں سکتا تو انسانی خون سے نہاتا ہے اب تو اپنے خون سے خود ہی نہائے گا میں نے اتنا کہہ کر اس کی آنکھوں پر کپڑا باندھ دیا۔ کیونکہ میں جان گیا تھا کہ اب وہ میرے سامنے ایک عام انسان کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اس کی تمام طاقتیں اس بت کے ٹوٹنے کے بعد ختم ہو گئی ہیں

میں نے اس کے وجود کو اٹھایا اور کندھے پر رکھ کر ورد پڑا اور ہوا کو حکم دیا کہ وہ ہمیں لے اڑے ہوائے ہم کو اڑا لیا۔ اور میں نے اس کو تھانے میں لا پھینکا۔ اور ایک نعرہ لگاتے ہوئے کہا قاتل پکڑا گیا ہے۔ قاتل پکڑا گیا ہے۔ سب سیاہی مجھے اور جادوگر کو دیکھ رہے تھے میں نے کہا اس کو جوالات میں بند کر دو انہوں نے ایسا ہی کیا میں نے فون کر کے اعلیٰ حکام کو بتا دیا کہ میں نے قاتل کو گرفتار کر لیا ہے اس نے ایک دو تھیں بلکہ ننانوے انسانوں کا خون کیا ہے۔ سب کو جاننے کے بعد انہوں نے مجھے میری ڈیوٹی پر بحال کر دیا۔ بلکہ مجھے مزید ترقی دے دی گئی۔ لیکن میں نے کہا مجھے ترقی نہیں چاہیے میں ایس ایچ او رہ کر ہی لوگوں کی خدمت کرنا چاہتا ہوں وہ میری کامیابی پر مجھے ترقی دینا چاہتے تھے لیکن میرے بار بار کہنے پر انہوں نے میری ترقی کو روک لیا اور دس لاکھ کا انعام مجھے دیا جو میں نے اپنے ساتھیوں میں تقسیم کر دیا۔ میں نے اعلیٰ حکام سے ایک درخواست کی تھی کہ میں نے لوگوں سے وعدہ کیا ہوا تھا کہ جب بھی میں اس قاتل کو گرفتار کروں گا تو اس کو سب کے سامنے پھانسی پر چڑھاؤں گا لہذا میری یہ گزارش کو مان لیا گیا تھا۔

جادوگر نے بھی مان لیا تھا کہ اس نے ننانوے خون کئے ہیں اور ایک خون اور کرتا تو وہ اپنے مقصد کو پالیتا لیکن وہ حیران اس بات پر ہے کہ یہ نوجوان مجھ تک پہنچا کیسے مجھ تک آج تک کوئی بھی پہنچ نہ سکا تھا کوئی بھی آج تک میرے ٹھکانے کو نہ جان سکا تھا چاہے بڑے سے بڑا جادوگر ہی کیوں نہ لیکن یہ پہنچ گیا اور سب سے بڑھ کر اس کو کیسے معلوم تھا کہ میری تمام طاقتیں اس بت میں تھیں جس کی میں ایک عرصہ سے عبادت کرتا چلا آ رہا تھا یہ شخص بہت ہی چالاک ہے اس نے نہ صرف مجھے پکڑا بلکہ میری طاقتوں کو بھی ختم کر دیا ہے۔ اس کی باتیں سن کر سب اعلیٰ حکام کی

نظریں مجھ پر جم گئیں وہ مجھ سے اس کے سوالوں کے جواب مانگ رہے تھے اور میں نے ان کو بزرگ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا میں نے بتایا کہ جب مجھے نوکری سے نکالا گیا تو اس دن اس جادوگر نے مجھے مارنے کے لیے پلان تیار کر رکھا تھا کہ رات کو خواب میں مجھے ایک بزرگ ملے انہوں نے مجھے سب کچھ بتا دیا کہ یہ سب کچھ ایک جادوگر کر رہا ہے اور آج وہ مجھے ختم کرنا چاہتا ہے اس کی غلام خونی کھیاں آج مجھے مارنے کے لیے آ رہی ہیں۔ اور میرے جسم کا ڈھانچہ بن جائے گا جس طرح باقی لوگوں کے جسم کا ڈھانچہ بنتا ہے لہذا انہوں نے مجھے اس کو مارنے کا طریقہ بھی بتا دیا اور اپنا بیجاؤ کرنا بھی۔ اور پھر میں ان کے بتائے ہوئے راستوں پر چلتا ہوا اس تک جا پہنچا اور وہ ایسا کیا جو مجھے انہوں نے بتایا تھا۔ میں نے چند لمحوں میں اپنی کہانی ان سب کو سنا دی۔ پھر لوگوں کو اکٹھا کیا گیا اور میں نے ان سب کے سامنے اس انسانی خون کے پیاسے انسان کو رکھا تو انہوں نے ایک ہی بات کی کہ اس کا زندہ رہنا ہمارے لیے مزید خطرہ ہو سکتا ہے اس کو پھانسی دی جائے اور ہمیشہ کے لیے اس کا نام دنیا سے مٹا دیا جائے اور پھر ایسا ہی کیا گیا۔ اس کو سب کے سامنے پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا گیا۔ اور لوگوں میں سکون کی لہر دوڑ گئی اس کے بعد شہر میں کوئی بھی قتل نہ ہوا ہر طرف سکون ہی سکون تھا۔ میں نے اپنی ڈیوٹی سنہال لی تھی اور آج رات میں گہری اور میٹھی نیند سو رہا تھا کہ مجھے خواب میں وہی بزرگ ملے انہوں نے مجھے مبارک باد دی اور کہا یہ کام میں بھی کر سکتا تھا لیکن نہ کر سکا اس کی ایک وجہ تھی اور وہ وجہ یہ تھی کہ میں زندہ انسان نہیں ہوں۔ بہت عرصہ پہلے مر چکا تھا لیکن میں سب کچھ دیکھ رہا تھا جو جو یہ کر رہا تھا اور جو جو ہو رہا تھا میں جانتا جا رہا تھا اور میں یہ بھی جان گیا تھا کہ اس کی موت تمہارے ہی ہاتھوں ہوئی اس لیے میں نے تم کو تلاش کر لیا اور پھر وہ

کچھ ہوا جو ہونا چاہیے تھا۔ اتنا کہہ کر وہ بزرگ غائب ہو گئے اس کے بعد وہ میرے خواب میں بھی نہیں آئے۔

کسی لگی میری کہانی اپنی رائے سے مجھے ضرور نوازے گا۔ شکریہ۔

غزل

شکوہ اس کی یادوں سے اس طرح کیا ہم نے
بہتہ بہتہ دل کو رولادیا ہم نے
اک لمحہ دیا اس نے جینے کے لیے
اور اسی میں زندگی کو بتا دیا ہم نے
اک صفحہ لکھی اسکی یاد کی داستان
دوسرا حصہ خالی ہی جلادیا ہم نے
کس بات کی معذرت چاہتے ہیں وہ
جس بات کو سنتے ہی بھلا دیا ہم نے
وہ کیوں نہیں آتے ہمارے پاس
جن کی راہوں میں پلوں کو بچھا دیا ہم نے
زرخس ناز۔ سکھ

شکوہ

ہر روز کی طرح آج بھی شام دھلی
لیکن نہ جانے کیوں آج دل اداس سا ہے
کچھ اپنے تھے شاید جو چھڑ گئے
کچھ سننے تھے جو نوت گئے
اس رات کی تاریکی میں اکیلے بیٹھے جب چاروں
طرف نظریں اٹھائیں تو کوئی اپنا نہیں تھا
یہ دل تو تنہا تھا اب بھی تنہا ہے
کیوں لوگ اس دل میں بس کر چھوڑ جاتے ہیں
کیوں لوگ یہ دل توڑ جاتے ہیں
کیوں مجھے تنہا چھوڑ جاتے ہیں
زرخس ناز۔ سکھ

خون آشام

-- تحریر: کامران احمد۔ منڈی بہاؤ الدین۔

اف خدا یا یہ سب کیا ہو گیا ہے۔ دیکھنے والے کانپ کر رہ گئے۔ اور پھر پتہ چلا کہ اس نے فراز کا خون پینا شروع کیا تو فراز نے پچھڑے میں پر گر گیا وہ اس کا خون پیتی رہی اور پھر اس نے وہ خون جو فراز ساتھ لے کر گیا تھا سارا خون فراز کے منہ کو لگا دیا اور زبردستی اس کو پلانے لگی اپنے ہاتھوں سے فراز کا منہ کھولتی اور اس میں وہ خون ڈال دیتی۔ کچھ خون اس نے خود بھی پیا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ایک تو لڑکی بے ہوش ہوئی اور دوسرا خون پینے سے فراز بھی خون آشام بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ اور وہ بھی ایک خون آشام نو جوان بن گیا جس نے اپنی محبوبہ کو خوراک بنادیا۔ اور جب محبوبہ زخمی ہوئی تو اس نے اپنے بچاؤ کے لیے اس کو کاٹ لیا بس اس کے کاٹنے ہی اس کی رگوں کو بھی فراز کا خون لگ گیا اور یہ خون ایسا تھا جس کو دم کیا گیا تھا جس کا اثر ایک منٹ سے پہلے ہی ہو جاتا ہے اور یوں مسکان کے دانتوں کو اس کا خون لگتے ہی وہ بھی اس جیسی ہو گئی۔ اب دونوں ایک دوسرے کا خون پینے کے بعد بے ہوش پڑے ہیں اور جب بھی یہ ہوش میں آئیں گے تو ان کو پھر سے خون کی طلب ہوگی۔ بزرگ کی باتیں سن کر گاؤں میں کھرام مچ گیا سارا گاؤں ڈر اور دکھ سے اس کا منہ تلکتے گئے۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

ہوئے کہا۔

شیلو میں تو کب کا اپنے بیٹے کا انتظار کر رہا تھا لیکن یہ تو چھو کر پیدا ہو گئی ہے۔ چلو شیطان دیوتا کی ہے ہو جس نے ہمیں اولاد سے تو نوازا پھر ہمیش نے کونے میں پڑے بت کی طرف دیکھا اور جلدی سے ایک سجدے میں گر گیا اسے گندگی کے باپ آج کی شب میں آپ سے بہت خوش ہوں اسی خوشی میں میں نے تین نو جوانوں کی بلی دی ہے بت کی آنکھیں تھوڑی روشن ہوئی۔

جو میرے سچے سیوک تو نے ہماری بہت سوا کی چند دنوں بعد ہم تمہیں ایک سب سے بڑی شگفتی دیں گے اور پھر تم دینا کے سب سے طاقتور جادوگر بن جاؤ گے۔ صرف تم وہ کرو جو ہم کہتے ہیں اور پھر آنکھیں بوجھ سی گئیں جی جی گناہوں کے

رات کی گہری تاریکی میں جب آسمانی بجلی کڑکتی تو ریلوے لائن کی پٹری چمک اٹھتی ہوئیں آہستہ آہستہ طوفان کو روپ دھاڑ رہی تھیں ریلوے لائن کی دوسری طرف لگی جھونپڑیوں کے پھٹے ہوئے کپڑے ہواؤں میں اڑ جانے کو بے تاب تھے بدل گرنے کی خوفناک آواز ماحول کو اور بھی مزید ڈروانا بنا رہی تھیں کچھ دیر بعد تیز بارش اور کالے طوفان آنے کے آثار صاف دکھائی دے رہے تھے لیکن ایک جھونپڑے میں دھیمی دھیمی روشنی ابھی بھی دکھائی دے رہی تھی شیشے کی بوتل میں ایک ٹمٹما تا ہوا یا نظر آ رہا تھا جو کسی بھی وقت آنکھیں بند کرنے کو تیار تھا۔

دیکھ ہمیش شیطان دیوتا نے تمہیں ایک بیٹی کا پتا بنایا ہے سو شیلا نے اپنے پتی ہمیش کی طرف دیکھتے

مہاراج میں ایسا ہی کروں گا پھر ہمیشہ سجدے سے اٹھا اور اپنی جتنی کی چار پائی کے قریب آیا جس سے چند گھنٹوں پہلے ایک لڑکی کو جنم دیا اور پھر بولا۔
سوشلا دیکھ ہم اپنی بیٹی کو آج سے خون پلائیں گے یہ شیطان دیوتا کا علم ہے۔
کیا کیا۔ سوشلا بکھلا سی گئی۔

ہاں ہاں۔ ہم اس چھوڑی کو خون پلائیں گے پھر ہمیشہ نے اپنی انگلی نیچے پڑے ہوئے خون کے برتن میں ڈبو دی اور ایک گورے کاغذ کی مانند صاف ننھے ننھے بالکل پھول کی طرح معصوم چھوٹے چھوٹے ہونٹوں پر لگا دیا۔

رات کا وہ نجانے کون سا پہر تھا جب امتیاز کی آنکھ کسی کی دستک سے کھل گئی وہ آج اپنے گھر میں اکیلا ہی تھا اس نے صحن کی لائسن آن کی اور جب گیٹ کا دروازہ کھولا تو دیکھتا گیا تکتا گیا گھورتا ہی گیا اس کے سامنے ایک نہایت ہی خوبصورت اور حسین دوشیزہ کھڑی تھی اس کا لباس اس کے جسم سے تھوڑا کم تھا اس کی گیلی زلفیں سارے جس پر بکھری ہوئی تھیں اس کے گلاب کی مانند سرخ ہونٹ و لکشی میں مزید اضافے کا باعث بن رہے تھے امتیاز دل ہی دل میں کہنے لگا۔

ایک شام ہمارے نام کر دو زخم ہیں جو آج وہ سارے بھر دو ہو سکتے تو ایک احسان کرنا منم بس تم خود کو میرے نام کر دو

وہ پتہ نہیں کتنے لمحے اس کو دیکھتا رہا پھر اچانک بولا آپ کون ہیں اور اس وقت۔

جی۔ وہ مختصر بولی۔ ہم آج کی رات صرف اور صرف آپ ہی کے لیے آئے ہیں اس حسینہ نے اپنے سگیلے بالوں کو امتیاز پر جھارتے ہوئے کہا امتیاز ایک عجیب سے نقشے میں گم ہوتا چلا گیا۔

ہاں ہاں آؤ میری جان۔

وہ یہ بھول چکا تھا کہ اس کے گاؤں میں ایک ہفتے سے ایک سایہ نظر آتا ہے اور گھٹ و غارت کے واقعات کی کتاب روز ہی اس گاؤں میں کھولی پڑی ہوئی ہے وہ اس کو لیے کمرے میں چلا گیا۔ اور صوفے پر پیار سے بٹھایا۔

اے پیارے اجنبی آپ کے ہاں یہ روایت نہیں کہ کوئی مہمان آئے اور اس سے پانی کا پوچھ لیا جائے وہ حسینہ اپنی ذہنی آواز میں بولی۔

ہاں ہاں کیوں نہیں آپ ایک منٹ بیٹھیں میں ابھی لے کر آتا ہوں اور امتیاز باہر پچن کی طرف چلا گیا اس پر ایسا نظہ طاری تھا کہ اس نے یہ بھی نہ سوچا کہ ایک اکیلی لڑکی اتنی رات کو کیسے آئی وہ حسینہ بھی جلدی سے پچن میں داخل ہو گئی اور اس نوجوان جس نے پتہ نہیں ایک ہی رات کے کیا کیا سپنے سچائے تھے کی گردن پر جھکی اور پھر کیا تھا تھوڑی ہی دیر بعد اس کے کمرے سے ایک لڑکے کی چیخ ابھری اور پھر وہ خونی حسینہ اس کا خون پینے میں مصروف ہو گئی۔

گاؤں کا ہر فرد اس خون آشام بلا کا شکار ہوتے جا رہے تھے آخر کار انہوں نے ایک ہچکات اکھٹی کی اور فیصلہ یہ ہوا کہ آج شام و شام دو دو بندے گاؤں کے آخری سرے پر پہرہ دیں گے اور پھر ان کی ڈیوٹیاں لگا دیں گی کہ آج کون کون پہرہ دے گا۔ وہ پہرہ دینے کے لیے تیار ہو گئے۔

رات گہری تھی مسلسل گہری اس گاؤں کے لوگ خاموشی کی چادر اوڑھے سو رہے تھے دو آدمی پہرے پر کھڑے تھے دور دور صرف آوارہ کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں رات دس بجے تک کوئی چیز نظر نہ آئی لیکن دس کے بعد انہیں دور سے آتی ہوئی ایک نقاب پوش لڑکی نظر آئی جب وہ نزدیک سے گزرنے لگی تو ایک آدمی بولا۔

کون ہو تم اور اتنی رات گئے کہاں سے آ رہی

جی۔ پچا میں عمران کی بیٹی ہوں اور کالج سے آج تھوڑی دیر ہوئی تھی میری دوست نے مجھے اپنے گھر آنے کو کہا تھا اور پھر مجھے اپنے گھر آتے ہوئے دیر ہو گئی۔ کیا آپ لوگ مجھے کچھ آگے تک چھوڑ آئیں گے۔ اس لڑکی نے ایک ہی سانس میں بات ختم کر ڈالی اور انہوں نے ایک نظر اس کو دیکھا اور پھر اس سے نرم لہجے میں کہا۔

ہاں کیوں نہیں۔ آؤ میرے ساتھ۔

پھر ایک آدمی وہاں ہی کھڑا رہا جبکہ دوسرا اس کو چھوڑنے چلا گیا۔

چاچا آپ یہاں کیا کر رہے تھے۔ وہ لڑکی بولی

بیٹا اس خون آشام سائے کی تلاش میں میرا مطلب ہے کہ ہم پہرے کے لیے منتخب ہوئے ہیں تمہیں بھی پتہ ہے کہ آئے دن گاؤں میں کوئی نہ کوئی ل ہو جاتا ہے۔

اوہ میرا ایل۔۔۔ اس لڑکی کا موبائل نیچے گرا اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

بیٹا میرے پاس نارنج ہے میں دیکھتا ہوں جب وہ آدمی نیچے جھکا تو وہ لڑکی اپنے روپ میں اٹنے لگی اور پیاس کی شدت اتنی تھی کہ چھٹا چھٹ اس نے اس شخص کی شہرہ رگ اپنے ہونٹوں میں دبوچ لی اور اپنی پیاس بجھائی صبح سویرے ہی اس گاؤں میں ماتم ہو رہا تھا سب گاؤں والے بہت ہی پریشان تھے لیکن وہ یہ جان چکے تھے کہ وہ کوئی بلا نکل بلکہ ایک لڑکی کے روپ میں خونی شکار بن رہے ہیں ان کی پیاسی ہے۔

فراز آج بہت خوش تھا کیونکہ آج اس کا ایم ایس کارڈ مل گیا تھا اور اس نے پہلی پوزیشن حاصل کی تھی وہ گاؤں سے شہر میں پڑھنے کے لیے رہتا تھا اور آج وہ اپنے گاؤں واپس آ گیا تھا لیکن گاؤں

شام

آتے ہی یہ خبر سننے ہی اس کی ساری خوشی خاک میں مل گئی۔ وہ اپنے والدین اور گاؤں والوں کے مرجھائے ہوئے چہرے کو دیکھ کر بہت ہی پریشان تھا اسے سب کچھ بتایا گیا اس کے سامنے بھی کئی قتل ہوئے تھے لوگوں نے اسے شروع سے لے کر آخر تک بات بتائی فراز نے یہ بات دل میں ٹھان لی کہ وہ ضرور ہر حال میں اپنے گاؤں کو بچائے گا اس نے اپنی بیٹھ کی پاکٹ سے پرس نکالا اور مسکان کی تصویر دیکھنے لگا اور مسکان اس کی چاچا کی بیٹی تھی اور ان دونوں کی محبت کو سارے گاؤں والے جانتے تھے لیکن وہ ابھی دونوں اس محبت کو کوئی رشتے کا نام نہ دے سکے۔ اب فراز نے ایک اور بات طے کر لی کہ جب وہ اپنے گاؤں کو اس خونی چڑیل سے نجات دے گا پھر وہ مسکان کو اپنی دلہن بنا کر گھر لے آئے گا۔

اگلی صبح فراز نے فجر کی نماز پڑھنے کے بعد جب سب لوگ مسجد سے جانچکے تھے تو مولوی صاحب بات کی کہ اس گاؤں کو بچانے کے لیے کیا کیا جائے۔

ہاں بیٹا ہمیں کچھ کرنا چاہیے ورنہ یہ گاؤں ختم ہو جائے گا مولوی صاحب بولے۔

ہاں مولوی صاحب میرے خیال سے ہمیں کسی اللہ والے سے رابطہ کرنا چاہیے۔

ہاں بیٹا میں بھی تجھے یہ ہی کہنے والا تھا خیر بات ہو گئی اور فراز اسی دن گھر والوں سے چھپ کر شہر کی طرف چل دیا۔ اور کسی عامل بابا کی تلاش میں پورا دن بھٹکتا رہا آخر کار اسے ایک اللہ والا مل گیا وہ بہت ہی ٹیک بزرگ تھے تین بڑی بڑی لائیں ان کے لیے کھڑی تھیں وہ بھی ایک لائن میں کھڑا ہو گیا جب وہ سب چلے گئے تو فراز ان کے پاس بیٹھ گیا سلام دعا کے بعد وہ بات کرنے ہی والا تھا کہ بابا جی بولے۔ بیٹا مجھے معلوم ہے کہ تو کس

لیے آیا ہے۔ اس بزرگ کے چہرے پر نور صاف دکھائی دے رہا تھا ابھی بھی وہ عبادت میں ہی مشغول تھے بیٹا قینا تم ان قتلوں کے قاتل کے بارے میں ہی پوچھنے آئے ہو۔

جی جی۔ باباجی میں اس خونِ بلی کے ہی بارے میں پوچھنے آیا ہوں ہمارے گاؤں میں دو تین ہفتے سے مسلسل قتل ہوئے جارہے ہیں بتائیں کہ وہ کیا ہے اور اس کا حل کیا ہے فراز نے پوچھا۔

بیٹا جو بات میں تجھے بتانے لگا ہوں اس بات کا تعلق اسی خونِ کھیل سے ہے بیٹا میری بات بڑے غور سے سنا وہ کوئی چڑیل بدروح نہیں بلکہ ایک عام سی لڑکی ہے۔

عام سی لڑکی۔۔۔ فراز بوکھلا گیا۔

ہاں بیٹا وہ بے قصور ہے شاید بزرگ تھوڑی دیر خاموش رہے اور پھر ایک طویل سانس لے کر بولے آج سے تقریباً اٹھارہ سال پہلے جنگل سے پار ایک ہندوؤں کی بستی بسا کرتی تھی اس بستی میں ایک خوفناک رات ایک عورت نے اپنی کھوکھ سے ایک لڑکی جنم دیا اس لڑکی کا باپ انتہائی لالچی تھا وہ شیطان کا پوجاری تھا وہ شیطان کی دن رات پوجا کرتا شیطان اسے کچھ دنوں بعد کچھ شہتی دیتا پھر وہ پوجاری معصوم لوگوں کی بلی دینے لگا شیطان اس سے مزید خوش ہوا کیونکہ شیطان کا عمل اور گہر اہوتا جا رہا تھا شیطان نے اسے حکم دیا کہ تو اپنی اولاد کو خون پلائے گا اور وہ اسے سب سے بڑی شہتی دے گا جس سے وہ دنیا پر حکومت کرے گا اس نے وہ بات مان لی اور ماں کے روکنے پر بھی اس نے اپنی بیٹی کو خون بلایا جس فیڈر میں اس بچی کا سفید دودھ ہونا چاہیے تھا وہاں سرخ گڑھا محلول تھا وہ لڑکی اسی خون پر پختی تھی کچھ برس بعد اسے خون کی لت بری طرح سے لگ چکی تھی جب اس خون آشام لڑکی نے جوانی کی دہلیز پر پاؤں رکھا تو ایک رات

اسے خون نہ ملا اس نے یہ پیاس اپنے والدین پر بھجائی رفتہ رفتہ دھیرے دھیرے وہ بستی بھی ایک دن ختم ہوگئی اور پھر جب اسے وہاں کوئی نظر نہ آیا تو وہ اس بستی سے بھاگ نکلی لیکن شیطان نے اسے جانے نہ دیا اور کہا۔ کہ تو میری چڑاؤنی ہے تو میری پوجاریں ہے تو یہاں سے بھاگ کر کہیں نہیں جاسکتی تجھے اب وہی تو میری سیوا کرنی ہے وقت گزرتا گیا وقت کی ریل سرکتی گئی وقت کے ساتھ ساتھ پتہ چلا کہ وہ لڑکی تو شیطان سے بھی تیز نکلی اور شیطان کا بت تو ذکر اس بستی سے بھاگ نکلی اور وہ برسوں کا چلتا ہوا عمل ختم ہو گیا اور پھر وہ دی لڑکی جنگل کو بار کر کے اس گاؤں میں چلی آئی اور خونِ کھیل کھیلنے لگی پھر باباجی خاموش ہو گئے۔

لیکن باباجی۔ باباجی مجھے بتائے کہ ہمیں اب کیا کرنا چاہیے۔ ہے تو وہ باباجی ایک عام سی لڑکی تو میں اسے ریواور سے ختم کر دوں گا فراز نے جذباتی ہوتے ہوئے کہا۔

بیٹا اب تو وہ عام لڑکی نہیں رہی۔ نہ جانے کتنے خون اس کے اندر ہیں وہ کسی خطرناک چڑیل سے کم نہیں ہے بیٹا اس کے اگلے دو دانت بڑھ رہے ہیں وہ اب ایک خون آشام بدروح سے کم نہیں تم صرف میری بات سنا اس کے اندر کی گندگی کو ہمیں پہلے نکالنا ہوگا۔ اور پھر ہی ہم اس کو موت دے سکتے ہیں جب وہ مر جائے گی تو ہم اس کو مسلمانوں جیسے کفن دفن کر کے کسی ویران جگہ دفن دیں گے۔

باباجی۔ ہمیں اس کے اندر کی گندگی کو کیسے ختم کرنا ہوگا۔

بیٹا کسی پاک جانور کا خون اس کو پلانا ہوگا میں تمہیں اس کے ٹھکانے کا بتاتا ہوں پھر اس بزرگ نے فراز کو اس خونِ بلی کو ٹھکانا بتایا تم بس اپنا خیال رکھنا وہ بہت ہی تیز ہے وہ رات کے اندھیروں میں اپنا شکار بنانے کے لیے باہر نکلتی ہے

تم رات کو ہی اس غار میں چلے جانا اور پھر فراز ان کی تمام باتیں سن کر گھر واپس آ گیا۔ وہ اپنے بیٹے روم میں بیٹھا ہوا تھا اور کھڑکی میں اس ہولناک اور تاریک رات کو دیکھ رہا تھا جو اپنا کالا سیاہ منہ کھولے تک رہی تھی رات کتنی خاموش ہوتی ہے اتنی ہی جتنی کہ مرنے کے بعد انسان۔ وہ یہ سوچ رہا تھا کہ اگر میری موت کل شب لکھی جا چکی ہے تو میں کیا کروں گا میری مسکان کا کیا ہوگا کیسے رہ پائے گی وہ میرے بن کاش مرنے کے بعد بھی یہ پیار کا سلسلہ جاری رہتا اور پھر فراز نے بھی اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ سارے دن وہ تیاریوں میں لگا رہا اور آخر وہ رات کو اپنے مشن کی طرف جانے کے لیے گھر سے نکل پڑا۔ رات کافی بیت چکی تھی وہ ہر قدم پر چونک جاتا جیسے قریبی جھاڑیوں سے یا کسی درخت سے کوئی بھوت اتر کر اسے کھا جائے گا یا ایک کسی نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھا فراز کے جسم میں چونچیاں سی رکتی ہوئی محسوس ہوئی اس نے جب مرکز نارنج سے دیکھا تو اس کے ایک بازو تو روکنے لگے کھڑے ہو گئے وہ ایک بہت ہی خوبصورت دو شیرہ تھی جس کی آنکھیں خون سے تر تھیں۔ اور منہ سے خون کے فوارے پھوٹ رہے تھے۔

اے جوان خوبصورت وحشیہ۔ کیا نام ہے تمہارا۔ اس نے ایک ادا سے پوچھا۔

فراز۔

بہت پیارا نام ہے تمہاری طرح۔ وہ مسکراتے ہوئے اس کے قریب ہوتے ہوئے بولی اور اس کے بالوں پر ہاتھ پھیرنے لگی۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ کیا چاہتی ہے یہ میرا خون پینا چاہتی ہے وہ ایک دم پیچھے ہٹ گیا موت کا خوف اس پر طاری ہو گیا لیکن جلد ہی وہ سنبھل گیا اور رگ گیا۔

کیا تم اس پیاسی حینہ کی پیاس بھاسکتے ہو وہ توڑا سا مسکراتی۔

ہاں ہاں۔ آمیرے قریب اور بھالے اپنی پیاس میرے خون سے۔ اس نے ہمت کرتے ہوئے کہا تو وہ تیزی سے اس کی طرف بھاگی۔ لیکن فراز نے اس کے قریب آتے ہی اس کی چٹیا پڑ لی۔ اور اس کا منہ نیچے زمین پر رکھے ہوئے پیالے کی طرف لے گیا لے پی لے خون۔ تیرے لیے ہی لایا ہوں۔ اس نے وہ خون اس کے سامنے رکھ دیا جو وہ ایک پاک جانور کا لے کر آیا تھا۔

واؤ تم تو بہت ہی اچھے ہو ہاں بہت ہی اچھے وہ قہقہے لگا کر ہنسنے لگی۔ بابا بابا۔ بابا بابا۔ اور پھر جو ہوا وہ شاید فراز کی سوچ سے بھی بالا تر تھا اس نے اپنے نوکیلے دانت فراز کی گردن پر کھمبہ دیئے۔ بے شرم نہیں جھوڑوں کا تھیں۔ وہ ایک دم ترپا اور پھر ہر طرف خاموشی چھا گئی۔

صبح برندے اپنے اپنے گھروں سے نکلے اور آفتاب کی کرنیں بھی گاؤں کے کھیتوں کو روشن کرنے لگی کسان اپنے کاموں پر جانے لگے لوگوں نے ایک منظر دیکھا وہ منظر تو سمجھ اور ہی داستان پیش کر رہا تھا ایک طرف وہ خونِ لڑکی اور اس کے ساتھ فراز بھی بے ہوش پڑا ہوا تھا گاؤں والے بہت پریشان ہو گئے مولوی صاحب نے اس بزرگ کو بھی بلایا اور فراز کو ہسپتال لے جایا گیا۔ سارا گاؤں اس کی سلامتی کی دعا کر رہا تھا۔

بزرگ نے گاؤں والوں کو بتایا کہ یہ لڑکا ماشاء اللہ بہت ہی طاقتور ہے اور ذہن بھی اس نے اس بلا سے مقابلہ کیا اور کامیاب ہو گیا اس کے اندر کی ساری گندگی اب نکل جائے گی اس بہادر لڑکے نے وہ دم والا پاک خون اسے پلا دیا ہے اور اب صرف ایک ہفتے بعد اسے ہوش آئے گا اور ہم اس لڑکی کو ختم کر دیں گے فراز کے والدین سمیت سارا گاؤں ہسپتال میں کھڑا تھا مسکان کی بھی آنکھوں میں آنسو تھے وہ پھوٹ پھوٹ کر رو رہی تھی اچانک ڈاکٹر نے

خوشخبری سناتے ہوئے کہا۔
فراز کو ہوش آگیا ہے آپ اس سے مل سکتے ہیں

یہ سنتے ہی سب کے سر جھائے ہوئے چہرے خوشی سے کھل اٹھے مکان بھاگتی ہوئی اس کی طرف بھاگی۔ اور جاتے ہی جیسے وہ فراز پر گر رہی تھی۔
فراز تم ٹھیک تو ہونا۔ لیکن جب اس نے فراز کا چہرہ دیکھا تو ایک دم ڈری اس کا چہرہ خون سے بھر اہوا تھا۔

مکان میری بات سنو۔
وہ بھاگنے لگی کہ فراز نے اس کی چٹیا سے پکڑ لیا اور پھر کچھ ہی دیر میں پورے بیڈ پر سرخ خون واضح دکھائی دینے لگا۔

اف خدا یا یہ سب کیا ہو گیا ہے۔ دیکھنے والے کانپ کر رہ گئے۔ اور پھر پتہ چلا کہ اس نے فراز کا خون پینا شروع کیا تو فراز نیچے زمین پر گر گیا وہ اس کا خون پیتی رہی اور پھر اس نے وہ خون جو فراز ساتھ لے کر گیا تھا سارا خون فراز کے منہ کو لگا دیا اور زبردستی اس کو پلانے لگی اپنے ہاتھوں سے فراز کا منہ کھولتی اور اس میں وہ خون ڈال دیتی۔ کچھ خون اس نے خود بھی پیا تھا۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ ایک تو لڑکی بے ہوش ہو گئی اور دوسرا خون پینے سے فراز بھی خون آشام بیماری میں مبتلا ہو گیا۔ اور وہ بھی ایک خون آشام نو جوان بن گیا جس نے اپنی محبوبہ کو خوراک بنادیا۔ اور جب محبوبہ زخمی ہوئی تو اس نے اپنے بچاؤ کے لیے اس کو کاٹ لیا بس اس کے کاٹنے ہی اس کی رگوں کو بھی فراز کا خون لگ گیا اور یہ خون ایسا تھا جس کو دم کیا گیا تھا جس کا اثر ایک منٹ سے پہلے ہی ہو جاتا ہے اور یوں مکان کے دانتوں کو اس کا خون لگتے ہی وہ بھی اس جیسی ہو گئی۔ اب دونوں ایک دوسرے کا خون پینے کے بعد بے ہوش پڑے ہیں اور جب بھی یہ ہوش میں آئیں گے تو ان کو پھر

سے خون کی طلب ہوگی۔ بزرگ کی باتیں سن کر گاؤں میں کبرام بچ گیا سارا گاؤں ڈر اور دکھ سے اس کا منہ جھٹکتے گئے لوگوں نے بزرگ سے پوچھا۔
اب کیا ہوگا۔ ہمارے بچوں کا۔

بزرگ کچھ دیر خاموش رہے پھر سے کہنے لگے۔ مجھے تو اب ان کو دیکھ کر دکھ ہو رہا ہے میں خود بھی پچھتا رہا ہوں کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا مجھے اس لڑکی کو ویسے ہی اس کے ہاتھوں سے مردادینا چاہیے تھا میں نے تو یہ سوچ کر ایسا کیا تھا کہ ہو سکتا ہے میرے دم کئے ہوئے خون سے وہ لڑکی کچھ سنبھل جائے لیکن مجھے کیا پتہ تھا کہ سب کام الٹا ہو جائے گا۔ اب نہ صرف وہ لڑکی اور فراز بلکہ مکان بھی اس لپیٹ میں آگئی ہے۔ میں جانتا ہوں کہ یہ اتنے جلدی انسان نہیں بنیں گے کئی لوگوں کا خون پینے کے تب پھر جا کر ان کا کچھ کیا جاسکے گا۔ یہ کہہ کر بزرگ خود بھی رونے لگے۔

اب اس کا ایک ہی حل ہے کہ ہمیں فراز اور مکان کو موت کی نیند سلا دینا چاہیے کیونکہ ایسا کرنا اب ہماری مجبوری ہے۔ اور مجبوری بھی کبھی انسان کو ایسے تنگ دائرے میں گھیر لیتی ہے جہاں وہ صرف بے بسی اور لاچارگی کے پہلوؤں میں کھیلتا ہے ایسا ہی کچھ اس گاؤں میں ہو رہا تھا گاؤں کے سارے بڑے چھوٹے کو وہ بے بسی اور لاچارگی سے لوگوں کو تنگ رہے تھے ایسا لگ رہا تھا کہ وہ کچھ کہنا چاہتے ہوں اگر انہیں نہ مارا جاتا تو یہ خون آشام بیماری بڑھتی جاتی ایک سے دوسرے اور پھر دوسرے سے تیسرے اور پھر ہو سکتا تھا کہ پورا گاؤں ہی اس کی لپیٹ میں آجاتا ہر کوئی یہاں خون آشام ہی نظر آتا۔ ان کو ایسی موت دی جائے جس سے ان کے جسموں کو ذرا بھی تکلیف نہ ہو اور پھر مشورے سے ان کو خون میں زہریلی گولیاں ملا کر دے دی گئیں اور وہ وحشیوں کی طرح خون پر

جھٹ پڑے اور پھر ہمیشہ کے لیے مٹی میں نیند سو گئے۔
پورا ایک مہینہ ان دونوں کا سوگ منایا گیا کچھ دن بعد اس خونی لڑکی کو بھی مار دیا گیا اور اسے بھی ایک جگہ دفن کر دیا گیا۔

اب گاؤں میں کوئی بھی خون کا پیا سا نہ باقی نہ رہا تھا لوگ پھر سے اپنی زندگی آرام سے اور سکون سے بسر کرنے لگے انہوں نے اپنے گاؤں کا نام بھی مکان کے نام سے رکھ دیا اور آج بھی اس گاؤں کو مکان آباد ہی کہا جاتا ہے ان دونوں کے نام سے ایک گاؤں اب بھی خوشی زندگی بسر کر رہا ہے لیکن انہوں نے اس خون آشام جوڑے کو کبھی نہ بھلایا اس کے احسانات ناقابل فراموش تھے خدا ان کی رگوں کا میل کرانے اور سکون عطا فرمائے۔ آمین
قارئین کرام کسی بھی آپ کو میری کہانی اپنی رائے سے مجھے ضرور نوازے گا تاکہ مجھ میں لکھنے کا مزید حوصلہ پیدا ہو۔

غزل

اے ساگر دل بی یہ حسرت ہے مجھے اپنی تو گہرائی دے
تیری لہر ہوں میں بنے نہ دنیا مر جاؤں گی نہ جداؤں
دے
نہ نام کی زندگی جی لوں گی تیری آنکھ سے آنسوؤں
دل
انہا دنیا میں مجھے تیرے سوا اب اور نہ کچھ بھی دکھائی
دے
ان لوگوں سے تیرا نام صنم کہیں جھین نہ لیں دنیا والے
آئندہ ہے میں تیری ہوں بھی آکر یہ گواہی دے
کرنے سے پہلے اے جانم حسرت یہ پوری کر دینے
کچھ سے لگا کر وندہ نہ تو میرا بے سچائی دے
انہاں اپنوں تو ساتھ رہے بھی مجھ سے الگ نہ ہو جانا
کہاؤں تو قبر کی تختی پر تیرا بھی نام دکھائی دے
(کشور کرن، چٹوکی)

غزل

جاں دے دے ساری دنیا نوں
اساں پیار تیرے تال پاتھنیا
بن نکل نہیں سکدا دل چوں تو
اساں ایسا چندرا لا پھنیا
تاں لگے تھی ہوا تیتوں
تیرے لئی اساں بدل منگ لیے نہیں
تیرے سر تے سایہ رکھن لئی
میںوں دانگ تندور جلا لینا
اس زندگی سانواں سوچاں نوں
اساں تیرے تانویں لا پھنیا
تاں دور ہوں دا سوچیں توں
تیری راہواں وچ مر جاواں گی
میں جان تلی تے رکھ لئی اے
تالے لکھن لگے وچ پاتھنیا
اس دیتا تو بن ذرنا نہیں
ایس پیار کراں گے رنج رنج کے
اک دوپے دی بانہہ پھڑکے سکرن
ایس دنیا نوں دیکھا پھنیا
کشور کرن۔ چٹوکی

ہم تجھے پکارتے رہ گئے
تو نے ہم سے دوری بڑھائی
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
میرے مرنے کی ہرجائی
جب خبر تیرے تنگ آئی
تو ساری ریمیں بھول گئی
کیوں آنکھ تیری بھر آئی
یوں کرنی تھی بے وفائی کیوں مجھ سے پریت بڑھائی
کشور کرن۔ چٹوکی

کالی ڈائن

۔۔۔ تحریر: عدنان عاشق پریم۔ گوجران۔

سانول کو کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ احمد کے گلے میں لاکٹ ہے وہ جیسے ہی احمد کے ساتھ بچ ہوا اس کو بجلی کی طرح ایک شدید جھٹکا لگا اور دور جاگرا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کو آگ لگ گئی۔ اور وہ احمد کے سامنے ہی تڑپنے لگا اور تڑپتے تڑپتے وہی ٹھنڈا ہو گیا اور اس کا جسم بھی راکھ کا ایک دیپڑ بن گیا۔ وہ وہاں سے چل دیا اور کنویں کو تلاش کرنے لگا لیکن انہی تلاش کے بعد بھی اس کو کنواں نہ ملا وہ تھک بار کر ایک جگہ بیٹھ گیا۔ اور پریشان ہو گیا کہ اسے کنواں کہاں ملے گا تھوڑی دیر بعد وہ آرام کرنے کے بعد اٹھا اور ایک بار پھر اس نے تلاش شروع کر دی اور اسے وہ کنواں نظر آ گیا۔ وہ آگے اس کے نزدیک پہنچا اور یہ دیکھ کر اس کو حیرت ہوئی کہ وہ کنواں بہت ہی عجیب و غریب قسم کا تھا اور اس کنویں کے پانی پر قدرتی طور پر دھوپ پڑ رہی تھی اس کنویں کے پاس ہی ایک رسی اور لوہا پڑا ہوا تھا جیسے اس کنویں سے کوئی پانی بھرتا ہوا احمد نے اس کی مدد سے کنویں سے پانی نکالا اور اسے ایک بوتل میں بھرنے لگا جیسے ہی اس نے پانی بوتل میں بھرا تو اس کے سامنے ایک دھماکہ ہوا اس سے وہی کالی ڈائن سامنے آ گئی اور اس نے آتے ہی احمد پر حملہ کر دیا مگر خوشی کی بات یہ کہ احمد کے گلے میں لاکٹ ہونے کے باوجود اسے چھو بھی نہ سکی احمد کو باباجی کی آواز سنائی دی بیٹا وہ کنویں کا پانی اس کالی ڈائن پر ڈال دو وہ مر جائے گی۔ احمد نے ایسا ہی کیا پھر پانی کے ساتھ وہ پانی اس چڑیل پر اٹھیل دیا۔ پانی پر نے کی دیر بھی کہ اس کالی ڈائن کو آگ لگ گئی اور وہ وہی ڈھیر ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں صرف راکھ کا ڈھیر تھا اچانک دور سے احمد کو باباجی آتے ہوئے دکھائی دیے۔ چچے انہیں دیکھ کر احمد کو روحانی سی خوشی ملی وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے ہاتھوں کتنا اہم کام سرانجام ہو گیا ہے اور یہ سب باباجی کی وجہ سے ہوا ہے اگر باباجی ہمیں کچھ بھی نہ بتاتے تو ہو سکتا تھا کہ ان کے گاؤں تباہ و برباد ہو جاتے۔ باباجی چلتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے۔۔۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز کہانی

چاند نگر ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جو بہت ہی پیارا اور خوبصورت تھا جس کا نام پریم نگر تھا ان دونوں گاؤں کے درمیان ایک ندی گزرتی تھی ان دونوں گاؤں کے درمیان کافی اچھے تعلقات تھے اگر کسی ایک گاؤں میں مصیبت آتی تو دوسرے گاؤں والے اس کی بھرپور مدد کرتے تھے اور ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہوتے تھے دونوں گاؤں کا آپس میں باہمی اتفاق تھا ان دونوں

لیے وہ احمد کو ہی اپنا بیٹا مانتا تھا احمد بہت ہی سیدھا سادھا نوجوان تھا اسے دنیا کی رنگینوں کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہ تھا احمد شکل و صورت کے لحاظ سے بہت ہی خوبصورت تھا۔

دوسری طرف پریم نگر میں سانول نام کا ایک لڑکا تھا جو کہ پریم نگر گاؤں کے سردار کا بیٹا تھا پریم نگر گاؤں کے سردار کا نام رحمان تھا رحمان پریم نگر گاؤں کا سردار ہونے کے ساتھ ساتھ بہت امیر ترین آدمی تھا اس لیے رحمان نے سانول کو شہر بڑھائی کے لیے بھیجا تھا سانول شہر کے سب سے مشہور کالج میں پڑھتا تھا کالج کی پڑھائی مکمل ہونے کے بعد سانول اپنے گاؤں پریم نگر واپس آ گیا۔ پریم نگر بھی سانول نے گیا تھا نزدیک ترین ہونے کی وجہ سے چاند نگر بھی سانول نہ گیا تھا۔ اور نہ ہی وہ چاند نگر گاؤں کے لوگوں کو جانتا تھا سانول کو کالج میں تانیہ نام کی لڑکی سے پیار ہو گیا تھا تانیہ بھی سانول کو پاگوں کی طرح چاہتی تھی اس لیے سانول تانیہ کو بھی اپنے ساتھ پریم نگر لے آیا تھا تانیہ کا سن دنیا میں کوئی نہیں تھا وہ اکیلی تھی اس لیے وہ سانول کے ساتھ ہی آگئی تھی سانول نے اپنے باپ رحمان کو تانیہ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا تھا تانیہ رحمان کو بہت ہی اچھی لگی اور اسے اسے گھر کی بہو بنانے کا فیصلہ کر لیا تھا تانیہ سانول کی ماں کو بھی بہت اچھی لگی تھی سانول کی ماں نے تانیہ سے اس کے گھر والوں کے بارے میں پوچھا تو تانیہ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے سانول کی ماں نے اس سے کہا۔

بیٹی کیا ہوا۔
میرا اس بھری دنیا میں کوئی بھی نہیں ہے۔
پاگل کون کہتا ہے کہ تیرا اس دنیا میں کوئی نہیں ہم ہیں نہ تو مجھے ماں بلایا کر۔
جج ماں وہ یہ سن کر بہت ہی خوش ہوئی۔

احمد اپنے کھیتوں میں کام کر رہا تھا وہاں دین آ گیا وہ احمد کو کام کرتا ہوا دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا احمد نے جب امین کو دیکھا تو وہ کام چھوڑ کر امین کی طرف چل دیا اور ان کو ادب سے سلام کیا۔
ولیکم اسلام۔ بتاؤ کیسا چل رہا ہے کام بہت اچھا لیکن آپ یہاں کیسے۔
بس بیٹا کھیتوں کی سیر کو نکلا تھا۔ من کیا تو تم سے ملنے چلا آیا اچھا کرو کام۔

جی اچھا۔ وہ اتنا کہہ کر دوبارہ سے کام کرنے لگا امین آگے چل پڑا جب احمد کام سے فارغ ہوا تو اور گھر کو واپس جانے لگا تو احمد کو دوسری کھیتوں میں کچھ دکھائی دیا پہلے تو احمد نے سوچا کہ چھوڑو یا روکیے ہی کوئی چیز ہوگی پھر اس نے سوچا کہ جا کر دیکھنے میں کیا ہرج ہے احمد اس کی طرف چل پڑا جس طرف وہ چیز پڑی ہوئی تھی جب احمد اس کے بالکل قریب پہنچا تو اس کو ایک لڑکی بے ہوش پڑی ہوئی ملی اس لڑکی کے سر پر چوٹ لگی ہوئی تھی اور خون بہہ رہا تھا احمد اس کو دیکھ کر ڈر گیا اور سونے لگا کہ اس لڑکی کو یہاں کون چھوڑ گیا ہے اور یہ لڑکی کون ہے وہ سوچوں کی دنیا سے باہر نکلا اور اس لڑکی کو اٹھایا اور اپنے گھر کی طرف چل دیا۔ امین نے دور سے ہی احمد کو دیکھ لیا تھا کہ وہ لڑکی کو کندھے پر اٹھائے ہوئے چلا جا رہا تھا تو وہ بھی اس کی طرف ہولیا۔ اور کہا۔

یہ لڑکی کون ہے۔ اور اسے کہاں سے اٹھا کر لائے ہو احمد نے کہا۔ یہ لڑکی کھیتوں سے ملی ہے اور وہاں کوئی بھی نہ تھا اس لیے میں اسے گھر لے کر جا رہا ہوں اس کی حالت دیکھیں پوری طرح زخمی ہے نجانے اس کو کیا ہوا ہے یہ کہتا ہوا وہ آگے چل دیا اور پھر دونوں گھر جا پہنچے۔

پریم نگر میں تانیہ کے گم ہونے کی خبر پورے گاؤں میں پھیل گئی تھی تانیہ گھر میں موجود نہ تھی اور کسی کو کچھ بھی پتہ نہ تھا کہ وہ کہاں گئی ہے رحمان کے گھر والے بہت ہی پریشان تھے خاص طور پر سانول تانیہ کے گم ہونے کی وجہ سے بہت پریشان تھا رحمان نے سانول سے کہا۔

میں چاند نگر جا کر تانیہ کو ڈھونڈتا ہوں ہو سکتا ہے کہ وہ وہاں گئی ہو سانول نے رحمان سے کہا۔

میں بھی آپ کے ساتھ ہی چلتا ہوں ہاں ٹھیک ہے چلو۔ وہ دونوں گھر سے نکلے اور چاند نگر گاؤں کی طرف چل دیے چند گھر پہنچ کر وہ سیدھے امین کے گھر پہنچے اور تانیہ کے متعلق ساری بات امین کو بتائی امین نے ساری سچائی امین اور سانول کو بتادی کہ کس طرح احمد کو کھیتوں میں کام کرتے ہوئے ایک لڑکی زخمی حالت میں ملی ہے سانول نے امین سے کہا کہ ہم اسے دیکھ سکتے ہیں۔ اتنے میں احمد بھی وہاں آ گیا اس نے سلام کیا تو امین نے کہا۔

بیٹا سانول کو ساتھ لے جاؤ اور وہ لڑکی دکھاؤ جو تم کو کام کرتے ہوئے ملی ہے۔

احمد سانول کو اس کمرے میں لے گیا۔ سانول لڑکی کو دیکھ کر چلایا۔ یہی ہے میری تانیہ مگر اس کے سر پر چوٹ کیسے لگی۔

یہ مجھے اسی طرح زخمی حالت میں ملی تھی کھیتوں میں کام کے دوران اور میں اس کو اٹھا کر گھر لے آیا۔ احمد نے تفصیل بتائی اتنے میں لڑکی کو ہوش آنے لگا۔ آہ۔ آہ۔ سانول چلایا اس کو ہوش آ گیا پھر وہ اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور ایک طرف احمد کی کھڑا ہو گیا۔ تانیہ نے جو بھی آنکھیں کھولیں تو سانول کو دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور بھاگتے ہوئے اس سے لپٹ گئی۔

مجھے بچالو مجھے بچالو یہ مجھے مار دے گا۔ سانول یہ سب دیکھ کر حیران سا رہ گیا کہ اس کو کیا ہو گیا ہے یہ مجھے دیکھ کر ڈری کیوں ہے وہ اس کی طرف بڑھا اور اس کو بازو سے پکڑ کر احمد سے جدا کرتے ہوئے کہا۔

دیکھو تانیہ میں تمہارا سانول ہوں۔ تانیہ نے ایک جھٹکے سے اس کے ہاتھوں سے اپنا بازو چھڑا لیا اور احمد سے روتے ہوئے بولی۔ مجھے بچالو مجھے بچالو یہ مجھے مار ڈالے گا۔ یہ مجھے مار ڈالے گا احمد جو نبی آگے بڑھنے لگا تو سانول نے اسے اشارے سے روک دیا اور بولا۔

تانیہ یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے میں ہوں سانول تمہارا سانول۔ آؤ گھر چلیں دیکھیں ہم تم کو ڈھونڈتے ہوئے یہاں تک آ گئے ہیں۔ تانیہ نے اس کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ مارا اور احمد سے چمٹ گئی۔ اتنے میں امین بھی اندر داخل ہوا۔ اور یہ تماشا دیکھنے لگا سانول نے ایک بار پھر اس کو بازو پکڑنے کی کوشش کی تو تانیہ نے جھٹکے سے اس کے ہاتھوں سے اپنا بازو چھڑا لیا۔ اور باہر کی طرف بھاگ گئی۔ احمد بھی اس کے پیچھے بھاگا۔ سانول اسی جگہ بیٹھ گیا اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے رحمان نے آگے بڑھ کر سانول کو سنبھالا اور اس کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔

کیا ہو گیا ہے بیٹا تم کو۔

میری تانیہ کو کیا ہو گیا ہے۔ وہ اپنے پیار اپنے سانول کو نہیں پہچان رہی اتنے میں امین بولا۔

لگتا ہے کہ تانیہ کے ساتھ بہت برا ہوا ہے۔ اس لیے وہ ایسا کر رہی ہے اور سانول کو پہچان نہیں رہی ہے آپ ایسا کریں کہ جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتی تب تک اسے یہیں رہنے دیں جب وہ ٹھیک ہو جائے گی آپ اسے یہاں سے لے جانا نہیں نہیں میں ایسا نہیں کروں گا۔ سانول

جلدی سے بولا میں اس کو ساتھ ہی لے کر جاؤں گا رحمان نے اس کی بات سن کر اس کو سمجھایا اور کہا بیٹا تمہارا چاچا ٹھیک کہہ رہا ہے جب تک وہ ٹھیک نہیں ہو جاتی اسے یہی پر رہنے دیتے ہیں اور جس طرح وہ کہہ رہی ہے کہ تم اسے مار ڈالو گے اور اگر ہم ایسی صورت میں ہم اسے لے گئے تو مجھے ڈر ہے کہ وہ کچھ الٹا سیدھا نہ کر دے ایسے میں سانول چپ ہو گیا۔ اس نے رحمان کی بات مان لی اور پھر دونوں وہاں سے چلے گئے۔

تین ماہ ایسے ہی بیت گئے تین ماہ سانول تانیہ کی جدائی برداشت کرتا رہا اور تانیہ ان تین ماہ میں ان لوگوں سے مل گئی تھی وہ یہ تک بھول گئی تھی کہ سانول نام کا کوئی آدمی اس کی زندگی میں آیا بھی تھا کہ نہیں تانیہ اب احمد کو پسند کرنے لگی تھی مگر احمد نے کبھی ایسا نہیں سوچا تھا اس نے کبھی تانیہ کو ایسی نظر سے نہیں دیکھا تھا وہ تو یہ سوچ کر خوش ہو رہا تھا کہ تانیہ سانول کی امانت ہے وہ کب آئے اور آکر تانیہ کو یہاں سے لے جائے۔

سانول نے رحمان سے کہا۔ تین ماہ بیت گئے ہیں تانیہ ٹھیک ہو گئی ہوگی ہمیں جا کر تانیہ کو واپس لے آنا چاہیے رحمان نے سانول کی ہاں میں ہاں ملائی اور وہ تانیہ کو لینے چاند گھر کی طرف چل پڑے وہ دونوں امین کے گھر پہنچے تو تانیہ صحن میں بیٹھی ہوئی تھی سانول کو دیکھتے ہی تانیہ نے چیخا چلانا شروع کر دیا۔ تانیہ کے چیخنے کی آواز سن کر امین اور احمد وہاں آگئے تانیہ احمد کو دیکھتے ہی اس کی طرف بھاگی اور کہنے لگی۔

وہ وہ دوبارہ آ گیا ہے وہ مجھے مارنے آیا ہے مجھے اس سے بہت زیادہ ڈر لگ رہا ہے وہ پوری طرح خوفزدہ ہو گئی تھی۔ وہ وہ دیکھو وہ میری طرف بڑھ رہا ہے اس کو روکو کہ میرے قریب نہ آئے وہ زور زور سے رونے لگی۔

وہ سانول ہے تمہارا سانول۔ وہ تمہیں کچھ بھی نہیں کہے گا تم اس سے ڈرا بھی نہ ڈرو۔ نہیں نہیں اسے کہو کہ وہ یہاں سے چلا جائے مجھے اس سے کوئی بھی بات نہیں کرنا اور نہ ہی کچھ سن رہے وہ مجھے مار دے گا۔ سانول کے دل پر یہ الفاظ بجلی کی طرح گرے اور وہ وہاں سے اٹھ کر چلا گیا اور جنگل کی طرف نکل گیا رحمان بیٹھ کر امین سے باتیں کرنے لگا اور احمد تانیہ کو کمرے میں لے گیا رحمان نے امین سے پوچھا۔

مجھے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ تانیہ بیٹی کو ہوا کیا ہے وہ سانول کو پہچاننے سے انکار کیوں کر رہی ہے وہ زندگی تھا اس کی مگر اب یہ اسے پہچاننے سے انکار کر رہی ہے ایک ساتھ دونوں بڑھے ہیں اور تانیہ کے کہنے پر ہی وہ اس کو گھر لے کر آیا تھا لیکن اب یوں لگ رہا ہے کہ جیسے اسے کچھ ہو گیا ہے۔

پتہ نہیں پڑا اس بیٹی کو کیا ہو گیا ہے حالانکہ وہ بالکل ٹھیک ہو گئی تھی لیکن آج سانول کو دیکھنے کے بعد اسکی وہی حالت ہو گئی ہے لگتا ہے کہ اس کے ساتھ ضرور کوئی ایسا واقعہ ہوا جس نے اس کو سانول سے خوفزدہ کر دیا ہے۔

پتہ نہیں مجھے تو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہی ہے۔ رحمان نے کہا اور پھر اٹھ کر چلا آیا۔ جب وہ اپنے گاؤں پہنچا تو اس کو پتہ چلا کہ سانول ابھی تک گاؤں نہیں پہنچا ہے۔ وہ کہاں چلا گیا ہے۔

مجھے کیا پتہ کہ وہ کہاں چلا گیا ہے ہاں جب تانیہ نے اس کو پہچاننے سے انکار کر دیا تھا تو وہ غصہ سے گھر سے باہر نکل گیا تھا لیکن اب جب اس کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے گا تو وہ خود ہی آ جائے گا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔

سانول جنگل کی طرف بڑھتا چلا جا رہا تھا تانیہ کے نفرت بھرے الفاظ اس کے ذہن میں ہتھوڑے برسا رہے تھے اس کو کچھ بھی سمجھ نہیں

آئی تھی کہ وہ کیا کرے اس کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ وہ کہاں جا رہا ہے کس طرف جا رہا ہے انکھوں میں آنسو سجائے وہ چلتا ہی جا رہا تھا۔ پھر سے شام اور شام سے رات ہوئی مگر وہ تانیہ کی باتوں سے اس وقت باہر آیا جب اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔ اور اس کو آواز سنائی دی۔

سانول۔ اپنا نام کسی کی زبان سے سن کر وہ چونک اٹھا۔ مگر دیکھا تو سامنے ایک خوبصورت دوشیزہ کھڑی تھی۔ وہ حیران ہو رہا تھا کہ اتنی خوبصورت لڑکی کیل اس جنگل میں کیا کر رہی تھی۔ چاند کی روشنی کی طرف پھیلی ہوئی تھی اور اس لڑکی کا خوبصورت چہرہ اس کو دکھائی دے رہا تھا۔

تم کون ہو کہاں سے آئی ہو اور اس وقت میں کیا کر رہی ہو۔ اس نے ایک دم کئی سوال پوچھے۔ وہ مسکراتے ہوئے بولی۔

میرا نام سحر بانو ہے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ یہاں سے گزر رہی تھی نجائے میرے تمام ساتھی کہاں چلے ہیں میں ان کو ڈھونڈ رہی تھی کہ تم کھانے دکھائی دیئے لیکن تم نے اپنے بارے میں کچھ بتایا کہ تم کون ہو اور یہاں کیا کر رہے ہو۔

میرا نام سانول ہے اور میرا محبوب میرا پیارا بھائی ہے وہ کچھ گیسے میں اس کی پادوں میں کھویا ہوا تھوڑا سا پتہ چلا آیا ہوں مجھے سمجھ بھی پتہ نہیں چلا کہ اندھیرا کیا ہے لیکن میں تو چلا اب تم ڈھونڈو اپنے ساتھیوں کو وہاں سے لگا تو وہ بولی۔

میں ایک عورت ذات ہوں مجھے تو پہلے ہی پتہ تھا کہ میں اس سے خوف آ رہا تھا اور اب تم بھی اگر چلے آؤ تو میں ہوسکتا ہے کہ خوف سے ہی مرجاؤں۔ کیا تم اس وقت تک میرا ساتھ دو گے جب تک کہ میں اسے سمجھ نہیں لیتی جاتے۔ لڑکی باتیں سن کر سحر بانو گھبرا کر بولی۔

کہتی تو تم ٹھیک ہو کہ تم اس گھٹاؤ نے جنگل میں رات کی اس تاریکی میں ان کو کہاں تلاش کرو گی چلو میں تمہارا ساتھ دیتا ہوں میں تمہاری مدد کرتا ہوں اتنا کہہ کر وہ اس کے ساتھ چل دیا اور اس کے ساتھیوں کو تلاش کرنے لگا چلتے چلتے سانول بولا۔ تم کہاں سے آئی ہو یہاں تک کیسے پہنچی۔

میں ایک کالج میں پڑھتی ہوں اور ہم ساتھیوں کا پروگرام بنا تھا کہ جنگل کی سیر کو چلیں سو ہم لوگ یہاں آ گئے اور اپنا کیمپ لگا لیا۔ میں تنہی ہوئی تھی سو کیمپ میں سو گئی اب جب اچھی تو میں بالکل اکیلی تھی نجائے میرے ساتھی کہاں چلے گئے ہیں میں ان کی تلاش میں نکل پڑی اور اب میں یہ بھی بھول گئی ہوں کہ میرا کیمپ کس طرف لگا ہوا ہے میں جنگل میں ان کو تلاش کرتے کرتے کہاں تک آ گئی ہوں کس طرف آ گئی ہوں۔ اس لڑکی نے اپنی تمام کہانیاں مختصر اسنادی اور سانول نے بھی تانیہ کے بارے میں اسے سب کچھ بتا دیا۔ سانول کو خود بھی جنگل کے راستوں کا پتہ نہیں تھا لیکن اس کے باوجود بھی وہ اس کی مدد کر رہا تھا چلتے چلتے وہ بہت ہی دور نکل گئے تھے نجائے کس طرف چلے گئے تھے دونوں کو یہی پتہ نہ تھا۔

سانول میں تھک گئی ہوں مجھ سے مزید نہیں چلا جائیگا اتنا کہہ کر وہ ایک درخت کے تنے کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔ وہ بھی تھکا ہوا تھا وہ بھی اس سے کچھ دور بیٹھ گیا اور پھر لیٹ گیا لیٹتے ہی اس کو نیند آ گئی اور وہ سو گیا۔ جب وہ اٹھا تو اس نے دیکھا کہ سحر اس کے پاس نہیں ہے وہ کہاں چلی گئی تھی وہ سوچنے لگا اس نے ادھر ادھر دیکھا لیکن اس کو وہ کہیں بھی دکھائی نہ دی اس نے اس کو آوازیں لگائیں لیکن اس کو اس کی کسی بھی آواز کا جواب نہ ملا۔ وہ اٹھ کر ایک طرف چل دیا ابھی کچھ ہی دور گیا تھا کہ اس کو کسی کے ہنسنے کی آوازیں سنائی

دیں۔ جہاں ہنسنے کی آوازیں آ رہی تھیں وہاں کچھ روشنی بھی سانول اس روشنی کی طرف چل دیا۔ لیکن ارد گرد کا ماحول دیکھ کر اس کو یوں لگا جیسے یہ وہ جنگل نہیں ہے جہاں وہ موجود تھا یہ تو کوئی اور ہی جگہ تھی یہ کون سی جگہ تھی وہ بھی نہیں جانتا تھا وہ جوں جوں روشنی کی طرف بڑھ رہا تھا تو اسے روشنی تیز ہوتی جا رہی تھی اور یہ تو کوئی حویلی بھی جس میں وہ گھوم رہا تھا اور روشنی کسی کمرے سے دکھائی دے رہی تھی حیرانگی کے ساتھ ساتھ ڈر بھی اس کی رگوں میں سامنے لگا لیکن وہ اب کچھ بھی نہیں کر سکتا تھا ماسوائے اس کے کہ وہ پتہ کرے کہ کمرے میں روشنی کیوں ہے اور ہنسنے کی آوازیں کس کی ہیں۔ وہ چلتا ہوا کمرے کے پاس جا پہنچا۔ اس نے اندر جھانک کر دیکھا تو اندر اگلو سر دکھائی دی۔ وہ اکیلی نہ تھی اس کے ساتھ کوئی اور بھی تھا۔ اور دونوں ہی باتوں کے دوران ہنس بھی رہے تھے اس کو ان کی باتوں کی سمجھ نہیں آ رہی تھی وہ چاہتا تھا کہ وہ ان کی باتیں سنے اور جانے کہ وہ کون ہیں اور یہ کس جگہ پر ہیں وہ یہ سوچ کر اور قہر بہ ہو گیا اب اس کو ان کی آوازیں صاف سنائی دے رہی تھیں اسے سحر کی آواز سنائی دی۔

میں اس لڑکی کے عاشق کو بھی یہاں لے آئی ہوں اچانک زور زور سے ہنسنے کی آواز آنے لگی بابا بابا۔ تو جواب میں کسی مرد کی آواز سنائی دی۔

سحر بانو تم نے بہت اچھا کام کیا ہے اس کے لیے تم کو ہم ایک بہت بڑا انعام دیں گے۔

سانول یہ سن کر دھتک رہ گیا یہ کیا باتیں ہو رہی ہیں جب اس آدمی نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو مارے ڈر کے سانول کی پیچ نکلتے نکلتے رو گئی کیونکہ اس کی شکل اتنا بھیانک تھی کہ کوئی کمزور دل والا ہوتا تو وہ اسے دیکھ کر وہیں خوف سے مر جاتا اس کی شکل اتنی بھیانک تھی کہ اس کی بھنویں بڑی بڑی

آنکھوں سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے زبان دو شاخہ باہر کو نکل رہی تھی اور خون اس کی زبان سے ٹپک رہا تھا جیسے ابھی ابھی کسی کا خون پی کر آیا ہو پورے جسم کے ساتھ پچھو اور دوسرے کئی قسم کے حشرات ارض چپکے ہوئے تھے دونوں بازوؤں کے ساتھ دودھ فالتو ہاتھ یعنی اس نے چار ہاتھ تھے اچانک روشنی کی ایک بہت بڑی اور تیز دھار آئی اور اس نے دوبارہ بولنا شروع کر دیا۔ سحر بانو جیسا کہ ہم نے اس کی محبوبہ کے ساتھ کیا وہ اب اس کو پہچاننے سے انکار کر رہی ہے اب اس کا بھی ہم یہی حال کریں گے اور اس طرح ہم پورے بریم نگر اور چاند نگر کو اپنا شکار بنالیں گے اس جن نے کہا کہ جا کر دیکھو سحر بانو اس کو ہوش آیا ہے کہ نہیں سحر نے ادب سے سر ہلایا اور کہا۔

جو حکم بادشاہ سلامت میں جا کر دیکھتی ہوں اور سحر دروازے کی طرف چل دی ادھر باہر سانول جو یہ سب باتیں سن کر دھتک کھڑا تھا اسے کچھ بھی ہوش نہ تھا کہ اس کے ساتھ کیا ہو رہا ہے وہ وہی بت بنا کھڑ رہا اتنے میں سحر نے دروازہ کھولا تو دیکھا کہ سانول بت بنا کھڑا تھا سحر سانول کو دروازے کے پاس کھڑا دیکھ کر حیران سی رہ گئی۔ کہ اس نے ہماری باتیں سن تو نہیں لیں وہ جلدی سے پیچھے مڑی اور تیز قدموں سے چلتی ہوئی اس جن کے پاس آئی اور کھڑی ہوئی سانول سے کہنے لگی۔

بادشاہ سلامت۔ وہ۔ وہ۔ وہ۔

کیا ہوا۔ یہ۔ وہ۔ وہ۔ کیا لگا رکھی ہے کیا تمہیں کسی سانپ نے سونگھ لیا ہے اس سے آگے بھی کچھ بولو۔ سحر نے اپنی سانول کو درست کرتے ہوئے کہا۔

وہ۔ وہ۔ وہ۔ سانول۔ اس نے ہماری باتیں سن لی ہیں وہ باہر ہی کھڑا تھا۔

تو پھر کیا ہوا اس کو اندر لے کر آؤ۔۔۔ میں

دیکھتا ہوں اس کو کہ وہ کیا کر سکتا ہے۔۔۔ وہ انہیں قدموں واپس مڑی اور سانول کے پاس چلی گئی۔

چلو اندر۔ وہ تم کو بلارہے ہیں

وہ کچھ بولنے لگا تھا کہ اس نے زبردستی اس کو اندر کی جانب دھکا دیا۔ وہ بہت ڈرا ہوا تھا اچانک کا چہرہ تہل ہونے لگا اور وہ دیکھتے ہی دیکھتے ایک بھیانک شکل کی چڑیل بن گئی۔ دیکھ کر سانول کا دل بند ہونے لگا اس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر اس سے بھاگنا نہ گیا کیونکہ اس کے پاؤں منوں بھاری ہو گئے تھے اچانک اس جن نے کہا۔

دیکھ لڑکے ہم نے تیری محبوبہ کے ساتھ برا سلوک کیا ہے کہ وہ تجھے پہچاننے سے انکار کر رہی ہے اب تیری باری ہے اور اس طرح ہم دونوں گاؤں کو تباہ کر دیں گے وہ تو اس کی قسمت اچھی تھی کہ وہ بچ گئی جب سانول نے یہ سنا تو وہ اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا وہ اس جن کو مارنے کے لیے آگ بڑھا لیکن اسے خود ایک زوردار پتھر پڑا جس سے اس کے ہوش اڑ گئے وہ پتھر مارنے والی سحر چڑیل تھی اس نے چلاتے ہوئے کہا۔

تو ہمارے بادشاہ جن کو مارے گا ہم تیرا وہ حال کریں گے کہ تیرے گھر والے بھی تجھے پہچاننے سے انکار کر دیں گے اچانک سانول کو اس کمرے سے بہت ساری چڑیلوں کے بین کرنے کی آوازیں سنائی دینے لگیں کبھی کسی کے ہنسنے کی آواز آئی تو کبھی رونے کی سانول نے دیکھا کہ کمرے کے ایک کونے میں فرش پھٹا اور اس میں سے عجیب و غریب قسم کے حشرات ارض نکل کر سانول کی طرف بڑھنے لگے جن میں سانپ پچھو پچھلی لال بیگ اور نجانے کیا کیا جن کی شکلیں بہت عجیب قسم کی تھیں سانول انہیں دیکھ کر بہت ڈر گیا وہ وہاں سے بھاگنا چاہ رہا تھا مگر اس سے بھاگنا نہ گیا وہ جیسے ہی سانول کے نزدیک پہنچے تو اچانک ایک زوردار دھکا ہوا

جس نے زلزلہ آنے لگا اچانک سانول کے سر پر کوئی بھاری چیز گئی جس سے اس کو ہوش نہ رہا اور وہ بے ہوش ہو گیا۔ جب سانول کو ہوش آیا تو خود کو گھاس نے ایک چھوٹی سی جھوپڑی میں پایا سر پر چوٹ لگنے کی وجہ سے اسے کچھ بھی نہ یاد نہ رہا تھا کہ اس کے ساتھ کیا کچھ ہوتا رہا تھا۔ اس کا سر درد سے بٹھا جا رہا تھا اس نے جھوپڑی کا جائزہ لیا جو بہت چھوٹی تھی وہ اٹھا اور جھوپڑی سے باہر نکل آیا جھوپڑی سے باہر ایک چار پائی کچھی ہوئی تھی اور اس پر ایک بزرگ بابا تشریف فرما تھے بہت ہی نورانی صورت والے تھے داڑھی کے بال سفید تھے اور وہ ہاتھ میں تسبیح لیے ہوئے ورد کر رہے تھے سانول ان کے نزدیک گیا اور بابا سے کہا۔

بابا آپ کون ہیں۔

بابا نے آنکھیں کھولیں۔ بیٹا تم کو ہوش آ گیا۔

جی بابا لیکن۔

دیکھو سانول بیٹا۔ اپنا نام ان کے منہ سے سن کر اس کو مزید حیرانگی ہوئی بولا۔

بابا آپ میرا نام کیسے جانتے ہیں۔

بیٹا ادھر آؤ میں تم کو بتاتا ہوں۔ بابا نے اس کو اپنے پاس بٹھالیا۔ ہاں اب پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو ان کی بات سن کر وہ بولا۔

بابا جی۔ یہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔

ہاں بیٹا جانتا ہوں میں نے تم کو اس جن اور چڑیل سے چھٹکارا دلایا ہے اگر میں کچھ لیٹ ہو جاتا تو ہو سکتا تھا کہ وہ تم کو مار ڈالتے۔

لیکن بابا۔ وہ مجھے کیوں مارتا چاہتے تھے پتہ نہیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ تانیہ کے ساتھ کیا ہوا بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ تانیہ اب اس دنیا میں نہیں ہے ان دونوں نے مل کر تانیہ کو مار دیا ہے اب تانیہ کے وہپ میں وہ کالی ڈائن ہے جو چاند کی چودھویں کو

ایک بھیا تک روپ دھارے گی اور چاند نگر اور پریم نگر کو تباہ و برباد کرے گی چاند کی چودھویں پورے

ایک مہینے کے بعد ہے اور وقت بہت کم ہے اس جن کو سحر نام کی چڑیل کو تو میں نے ختم کر دیا ہے اب اس کالی ڈائن کا خاتمہ تم ہی کرو گے جو تانیہ کے روپ میں چاند نگر میں رہ رہی ہے سانول کے اندر یہ سن کر انتقام کی آگ بھڑک اٹھی اور اسے اپنے پیار کا بدلہ بھی تو لینا تھا۔

اس نے کہا باباجی میں ضرور اپنے دونوں گاؤں کو بچاؤں گا اس کے لیے چاہے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے گا میں کروں گا۔

باباجی بولے ہاں میں تم کو سب کچھ بتا دوں گا کیونکہ اس کالی ڈائن کو ہر روز ایک عجیب و غریب قسم کی چڑیل ملنے کے لیے آتی ہے اب ان دونوں گاؤں کو بچانا تمہارے ہاتھ میں ہے سانول پر جوش لہجے میں بولا۔

میں ضرور بچاؤں گا آپ مجھے بتائیں کہ مجھے کیا کرنا ہوگا بابا نے کہا۔

تمہارا عمل بہت مشکل ہے تمہیں ایک ایسے کنوین کا پانی لانا ہوگا۔ جو کسی قسم کے کسی سائے میں نہ ہو یعنی اس کنوین کے پانی پر صبح سے شام تک دھوپ پڑتی ہو یعنی اس کنوین کے پانی پر صبح سے لے کر سورج غروب ہونے تک قدرتی طور پر دھوپ رہتی ہے بابا نے یہ بھی بتایا کہ یہ کنواں شاکی طرف ایک بہت بڑے صحرا میں ہے اور اس صحرا میں اس کالی ڈائن نے اپنا جادو چھوڑ رکھا ہے اور وہاں پہنچنا بہت ہی مشکل ہے اس کے لیے پہلے تمہیں پانچ دن کا ایک چلہ کرنا ہوگا۔

باباجی میں چلہ کرنے کے لیے تیار ہوں۔ بس مجھے بتا دیں کہ چلہ کروں کیسے۔ باباجی اسے چلہ بتانے لگے کہ یہ چلہ تمہیں ایک قبرستان میں کرنا ہوگا اور بابا نے اس کو ورد بھی یاد کروادیا سانول نے وہ

ورد یاد کر لیا بابا نے کہا۔

میںارات ہونے والی ہے تم اب جاؤ اور قبرستان میں بیٹھ کر چلہ شروع کرو اور چلہ شروع کرنے سے پہلے اپنے گرد حصار کھینچنا مت بھولنا۔

سانول نے باباجی سے اجازت لی اور کسی قبرستان کی تلاش میں چلا گیا تو چلتے وقت بابا نے کہا۔

سانول تمہیں بہت سارے طریقوں سے ڈرایا جائے گا مگر تم حصار سے باہر نہ نکلنا ورنہ بے موت مارے جاؤ گے سانول وہاں سے نکلا اور

قبرستان میں پہنچ گیا وہاں پہنچ کر سانول نے ایک پرانی قبر کے پاس حصار کھینچا اور اس میں بیٹھ کر ورد پڑھنے لگا پہلے کے کچھ گھنٹے تو آرام سے گزر گئے مگر جب آدھی رات کا وقت ہوا تو ایک زوردار دھماکہ ہوا اور اس نے آنکھیں کھولیں اور دیکھا کہ پاس والی قبر بھٹ گئی ہے اور اس کے اندر سے سرخ رنگ کا لاوا نکلنے لگا اور اس کی طرف بہنے لگا سانول یہ

دیکھ کر ڈر گیا مگر پھر ہمت پیدا کر کے آنکھیں بند کر کے پڑھنے لگا اچانک سانول کو چپخنے چلانے کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ اس نے آنکھیں کھولیں

تو باہر کا منظر دیکھ کر ڈر گیا اس لاوے میں عجیب قسم کی شکلیں دکھائی دے رہی تھیں جو بہت زیادہ

بھیا تک تھیں اچانک اس قبر سے مردہ اٹھا اور سانول کو دھمکی دینے لگا کہ چلہ چھوڑ دے ورنہ حیرا

بہت ہی برا حشر کروں گا۔ ایک تو سانول کا دل کہہ رہا تھا کہ چلہ چھوڑ کر بھاگ جائے مگر پھر اس نے خود

میں ہمت پیدا کی اور بابا کی باتوں کو یاد کر کے ورد پڑھنے لگا۔ خدا خدا کر کے وہ رات بھی گزر گئی

سانول فجر کی آذانوں کے وقت چلے سے باہر نکلا اس نے فجر کی نماز پڑھی اور واپس باباجی کی

جھوپڑی میں چلا گیا۔ اندر باباجی عبادت میں مصروف تھے سانول وہاں سے باہر آیا اور باہر کبھی

ہوئی چار پانی پر لیٹ گیا ساری رات جاگنے کی وجہ

سے اسے سخت نیند آرہی تھی اسے پتہ ہی نہ چلا کہ کب اسکی آنکھ لگی اور وہ کب سو گیا۔

چاند نگر سے ہر روز ایک لڑکی غائب ہو جاتی تھی کسی کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ماجرہ ہے

سارے چاند نگر کے لوگ بہت ہی پریشان تھے اور یہ بات پریم نگر گاؤں والوں کو بھی پتہ چلی تو وہ

بھی پریشان ہو گئے ادھر رحمان الگ پریشان تھا کہ اس کا بیٹا سانول پتہ نہیں کہاں چلا گیا۔ سانول کی

ماں اس کی جدائی میں زور دے کر الگ پریشان تھی تانیہ کے روپ میں وہ کالی ڈائن بہت ہی خوش تھی مگر کسی

کو کیا پتہ تھا کہ تانیہ کے روپ میں کیا ہے وہ۔

سانول کی آنکھ اس وقت کھلی جب اس کو کوئی پکار رہا تھا اس نے آنکھیں کھولیں تو اس کے سامنے

باباجی کھڑے تھے باباجی کو دیکھ کر سانول چونک کر اٹھا اس نے ادھر ادھر دیکھا تو شام کا وقت تھا بابا نے

سانول سے کہا۔

بیٹا تم چونک کیوں گئے تمہارے چلے کا نام نزدیک آ رہا تھا اس لیے تمہیں اٹھایا ہے اب تم یہ

کھانا کھا لو اور چلے کے لیے تیار ہو جاؤ سانول نے کھانے کی ٹرے باباجی کے ہاتھوں سے لے لی اور

کھانا کھانے لگا اس نے کل رات سے کچھ بھی نہ کھایا تھا کھانے سے فارغ ہو کر اس نے کل والی

جگہ پر جا کر چلہ شروع کر دیا۔ ابھی کچھ ہی دیر گزری تھی کہ ایک بہت ہی بھیا تک شکل چڑیل آئی اور وہ

سانول کو دھمکیاں دینے لگی۔

اے لڑکے یہ چلہ چھوڑ کر بھاگ جاو ورنہ میں تیرا وہ حشر کروں گی کہ یاد رکھے گا۔ مگر سانول نے

اس کی ایک نہ سنی اور اپنا چلہ جاری رکھا وہ چڑیل اب اس کے نزدیک آنے لگی مگر جیسے ہی وہ حصار سے ٹکرائی اسے آگ نے اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

اور وہ وہی جل کر راکھ بن گئی کچھ دیر آرام سے گزر گئی پھر اس نے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور چلہ

شروع کر دیا۔ کچھ دیر گزر جانے کے بعد اس کو چیخ و پکار کی آواز سنائی دی اس نے آنکھیں کھولیں تو اس

نے دیکھا کہ تانیہ کو ایک بہت ہی بد صورت شکل والے جن نے پکڑ رکھا تھا اور تانیہ اس کے ہاتھوں

میں تڑپ رہی تھی اور سانول کو بلارہی تھی اور کہہ رہی تھی۔

سانول مجھے بچالو ورنہ یہ مجھے مار ڈالے گا۔ دیکھو سانول میں زندہ ہوں مجھے بچالو سانول مجھے

بچالو یہ مجھے مار ڈالے گا۔

سانول تانیہ کو جن کے ہاتھوں میں دیکھ کر تڑپ اٹھا اس کے اندر آگ بھڑک اٹھی اور چلے

سے باہر نکلنے لگا تو اسے بابا کی آواز سنائی دی۔

بیٹا چلہ جاری رکھو یہ سب نظر کا دھوکہ ہے۔ بابا کی آواز سن کر سانول دوبارہ بیٹھ گیا

اور چلہ شروع کر دیا تانیہ بولی۔

سانول اس بڑھے بابا نے تمہارے ساتھ دھوکہ کیا ہے وہ مجھے مارنا چاہتا ہے پلیز سانول مجھے

اس جن سے بچالو۔ اس جن نے تانیہ کو بالوں سے پکڑا ہوا تھا اور ایک زوردار پھنڑ اس کے منہ پر دے

مارا سانول یہ دیکھ کر تڑپ اٹھا وہ اس کی باتوں میں آ گیا۔ وہ بھلا اپنے پیار کو مرتے ہوئے کیسے دیکھ

سکتا تھا اس پر پیار کا بھوت سوار تھا اور اٹھا اور حصار سے باہر نکل گیا جیسے ہی وہ چلے سے باہر نکلا دیکھتے

ہی دیکھتے تانیہ ایک بد صورت شکل والی چڑیل بن گئی۔ سانول یہ دیکھ کر ڈر گیا مگر اب کیا ہو سکتا تھا

اس جن اور چڑیل نے سانول کو پکڑ لیا اور تڑپا تڑپا کر مار دیا۔ ادھر باباجی کو اپن علم کے ذریعے معلوم ہو گیا تھا کہ انہوں نے سانول کو مار دیا ہے وہ بہت

پریشان ہوئے انہیں غصہ آنے لگا کہ اگر مجھے پہلے معلوم ہوتا تو میں اس لڑکے سے یہ چلہ کبھی بھی نہ

کروا تا وہ تو مر گیا ہے اب کالی ڈائن کا خاتمہ کون کرے گا بابا نے ایک ورد پڑھنا شروع کر دیا۔ اور انہیں اپنے علم کے ذریعے معلوم ہوا کہ چاند مگر میں ایک ایسا لڑکا ہے جو یہ کام کر سکتا ہے وہ سوچنے لگے کہ اگر اس نے بعد سانول کی طرح حماقت کی تو پھر کیا ہوگا لیکن ہو سکتا ہے کہ اس کو سمجھانے سے ایسی نوبت نہ آئے میں اس سے ضرور ملوں گا اور اس کو اس کام کے لیے راضی کر لوں گا۔

دوسرے دن صبح سویرے ہی بابا جی چاند مگر کی طرف نکل پڑے اور دونوں کی مسافت کے بعد وہ چاند مگر پہنچ گئے بابا جی کو یہ معلوم تھا کہ تانیہ کے روپ میں وہ کالی ڈائن گاؤں کے سردار امین کے گھر رہتی ہے بابا سیدھے امین کے گھر پہنچے اور امین کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا دروازہ احمد نے ہی کھولا۔ اس نے بابا جی کو سلام کیا بابا جی نے کہا۔

کیا امین صاحب گھر میں ہی ہیں۔
جی وہ تو گھر میں ہیں مگر آپ کون ہیں۔
مجھے بس امین سے ملنا ہے۔ میں کون ہوں
سب کچھ ان کو بتا دوں گا۔

ٹھیک ہے بابا جی آپ اندر آ جائیں اور بیٹھے میں ان کو بلا کر لاتا ہوں۔ اتنا کہہ کر وہ بابا جی کو اندر لے آیا اور ایک چار پائی پر بیٹھایا۔ اور خود کمرے میں چلا گیا۔ ٹھوڑی دیر کے بعد امین ایک کمرے سے باہر آئے اور بابا جی کو سلام کیا۔ اور ساتھ ہی بابا جی کے پاس ہی بیٹھ گیا۔

جی بابا جی آپ کون ہیں اور مجھ سے کیوں ملنا چاہتے ہیں۔ اسے میں احمد ایک ٹھنڈے شربت کا گلاس لے آیا اور بابا جی کو دیا۔ بابا جی نے وہ شربت پیا اور پھر ان دونوں کی طرف دیکھا اور کہا۔

میں تم لوگوں کو جو بات بتانے والا ہوں اسے مذاق مت سمجھنا اور دھیان سے سنتا۔ بابا جی کی یہ بات سن کر وہ دونوں پوری طرح ان کی طرف متوجہ

ہو گئے۔ بابا جی بولے تم لوگوں کے گھر میں ایک کالی ڈائن رہتی ہے۔

کیا کیا۔ دونوں ہی چونک گئے۔ بابا جی یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔
ہاں میں ٹھیک کہہ رہا ہوں وہ کالی ڈائن تانیہ کے روپ میں ہے میں نے اپنے علم سے اس کا پتہ کر لیا ہے تانیہ ہمیں کچھ تو سنی جی ناں۔
ہاں ہاں۔ احمد نے جلدی سے کہا۔

دراصل وہ تانیہ نہیں ہے تانیہ کے روپ میں وہ کالی ڈائن ہے تانیہ کو اس نے مار ڈالا تھا اور اس کے روپ میں وہ خود ہی آگئی تھی۔ اس کے جسم پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔ اور اس کو ہر روز تمہارے گھر میں عجیب و غریب چڑیلوں لے کو آتی ہیں۔ اور چاند کی چودہ تاریخ کو یہ چاند مگر اور پریم مگر میں جا ہی جاتا جانتی ہیں جو تمہارے گاؤں میں ہر روز ایک لڑکی غائب ہوتی ہے وہ اسی کی وجہ سے ہوتی ہے اور میں اپنے علم کے ذریعے سے معلوم کیا ہے کہ اس کو صرف تم ہی ختم کر سکتے ہو۔ امین بولا۔

بابا جی یہ کیسے ہو سکتا ہے وہ تو چند ماہ سے ہمارے ساتھ رہ رہی ہے ہم نے تو اس میں ایسی کوئی بات نہیں دیکھی جو ہمیں ظاہر کرے کہ وہ انسان نہیں ہے انسانی روپ میں کوئی چڑیل ہے۔

ہاں لیکن تم کچھ بھی نہیں جانتے ہو جبکہ میں بہت کچھ جانتا ہوں چاند کی چودہ تاریخ کو کچھ ہی دن باقی رہ گئے ہیں اس لیے ہمیں دیر نہیں کرنی چاہیے ورنہ چاند مگر اور پریم مگر مکمل طور پر تباہ ہو جائیں گے۔ ان کی باتیں سن کر احمد بولا۔

بابا جی میں اس گاؤں میں کچھ بھی نہیں ہونے دوں گا بس مجھے یہ بتادیں کہ میں اس کو کیسے ختم کر سکتا ہوں۔ وہ جذباتی ہو رہا تھا۔

بیٹا تم کو ایسے کنویں سے پانی لانا ہوگا جس کی قدرتی طور پر صبح سے شام تک دھوپ پڑتی ہو اور یہ

کنواں تمہیں شمال کی جانب ایک بہت بڑے صحرا میں ملے گا۔

میں اس کنویں سے پانی ضرور لاؤں گا اور چاند مگر اور پریم مگر کو تباہ ہونے سے بچاؤں گا۔ لیکن بیٹا تم سے پہلے ایک نوجوان یہ کام کر چکا ہے مگر وہ جنات کے بہکاؤ سے میں آکر جان کی بازی ہار گیا ہے۔
وہ کون تھا۔ بابا جی۔

وہ پریم مگر کے سردار کا بیٹا سانول تھا۔ سانول کا نام سن کر احمد اور امین حیران سے رہ گئے بابا نے احمد سے کہا کہ میں تم بھی اس کی طرح اس کی باتوں میں نہ آ جانا اگر ایسا ہی کرو گے تو تم بھی زندہ نہیں بچو گے۔

بابا جی اب تو میں یہ کام ہر حال میں کروں گا مجھے بتائیں کہ مجھے اب کیا کرنا ہوگا۔
بیٹا تم کو صحرا میں جانا ہوگا کیونکہ ہمارے پاس وقت بہت ہی کم ہے اور یہ لاکھ تم اپنے گلے میں ڈال لو تا کہ تم کو کوئی نقصان نہ ہو۔

تانیہ جو چھپ کر ان کی باتیں سن رہی تھی بابا جی نے اس کو دیکھ لیا اور کچھ بڑھ کر اس پر پھونک ماری تو وہ چیختے لگی اور ان کے سامنے آگئی۔ وہ تانیہ سے کالی ڈائن کے روپ میں آگئی تھی اسے دیکھ کر سب ہی خوفزدہ ہو گئے۔ وہ چلا تے ہوئے بولی۔

براہر دوں گی میں سب کو اگر تم لوگوں نے کچھ بھی کرنے کی کوشش کی تو۔ اتنا کہہ کر وہ غائب ہو گئی۔ اب ساری حقیقت مکمل کر سامنے آچکی تھی بابا جی نے کہا۔

احمد بیٹا یہ کالی ڈائن بہت ہی خطرناک ہے تم بلا میرے ساتھ تاکہ اس کا خاتمہ کر سکیں۔
بابا جی۔ میں تیار ہوں۔

ہاں بابا جی۔ میں اس کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ کام مکمل کرے جو سانول ادھورا چھوڑ گیا ہے

اگر تانیہ کی وجہ سے ہی گاؤں میں قتل ہو رہے ہیں تو پھر اس کا خاتمہ ضروری ہے جاؤ بیٹا جاؤ خدا کی مدد تمہارے ساتھ ہے۔ امین نے کہا۔

وہ فوری تیار ہو گیا اور دونوں گھر سے نکل کر جنگل کی طرف چل دیئے۔ جنگل میں بابا جی نے جہاں اپنی جھونپڑی لگا رکھی تھی وہاں وہ پہنچ گئے بابا جی نے احمد کو سمجھایا۔

بیٹا کسی سے بھی ڈرنا نہیں ہے بس اپنا کام کرتے جانا ہے میں تم کو وہاں تک پہنچا دیتا ہوں اتنا کہہ کر بابا جی نے کچھ بڑھ کر احمد پر پھونک ماری تو احمد کو اپنا جسم ہواسے بھی لپکا محسوس ہوا کچھ دیر بعد احمد کو بابا جی کی آواز سنائی دی۔

بیٹا اپنی آنکھیں کھول دو۔ احمد نے اپنی آنکھیں کھولیں تو سامنے صحرا تھا جہاں ہر طرف ریت ہی ریت تھی۔ بیٹا اب سیدھے ہی چلتے جاؤ تمہیں وہ کنواں مل جائے گا۔ احمد سیدھا چلنے لگا ابھی وہ ٹھوڑی ہی آگے گیا تھا کہ اس کو ایک بہت ہی ڈرؤانی شکل والی چڑیل دکھائی دی جس کے بالوں کی جگہ بڑے بڑے پنچو تھے اس کی دو شاخہ زبان باہر کو لٹک رہی تھی اس کی آنکھیں باہر کو ابلی ہوئی تھیں احمد اس کو دیکھتے ہی ڈر گیا۔ وہ چڑیل بولی۔

میرے ہوتے ہوئے تو اس کنویں سے پانی کبھی بھی نہیں لے سکتا۔ اگر تم کو اپنی جان پیاری ہے تو واپس چلے جاؤ ورنہ میرے ہاتھ سے زندہ نہیں بچاؤ گے اس کی باتیں سن کر احمد بولا۔

اگر تم میں ہمت ہے تو میرا راستہ روک کر دکھا۔ میں اس کنویں سے پانی لینے آیا ہوں اور لے کر ہی جاؤں گا آگے۔ چڑیل اس کی دھمکی سن کر اس کی طرف بڑھی اور احمد پر حملہ کر دیا۔ لیکن وہ جیسے ہی احمد کے جسم سے ٹکرائی تو اس کو آگ لگ گئی۔ وہ بری طرح چیختے لگی ادھر ادھر بھاگنے لگی احمد کی نظریں اس کی طرف ہی تھیں آگ نے اس کو سر سے پاؤں

تک جلا کر رکھ دیا اور پھر کچھ ہی دیر میں وہاں چل کی بجائے راگھ کا ایک ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ احمد نے یہ سب کچھ دیکھا اور پھر آگے کی طرف چل دیا۔ لیکن ابھی وہ کچھ ہی دور گیا تھا کہ اس کو سامنے سے سانول آتا ہوا دکھائی دیا۔ اس کو دیکھتے ہی احمد چونک کر رہ گیا۔ سانول اس کی طرف بڑھتا چلا آ رہا تھا۔

سانول تم اور یہاں۔

ہاں میں۔ اس بوڑھے نے مجھے دھوکے سے چلے کروائے تھے جب میں چلے میں کامیاب ہو گیا تو بوڑھے نے مجھے اس ویرانے میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیا۔ میں سارا دن اب ادھر ادھر بھٹکتا رہتا ہوں کہ مجھے کہیں سے کوئی بھی آبادی مل جائے لیکن ایسا نہیں ہو رہا ہے گھوم پھر کر یہاں ہی آ جاتا ہوں۔ مجھے لگتا ہے کہ تم کو بھی میری طرح بوڑھے اپنے مقصد کے لیے یہاں بھیجا ہے وہ تم سے بھی یہاں سے پانی منگوانا چاہتا ہے اور پھر تم سے چلے کروائے گا۔ اور میری طرح تم بھی وہی کچھ کرتے جاؤ گے جو بابا کہتا جائے گا۔ کیوں ایسا ہی ہے ناں۔

ہاں ایسا ہی ہے لیکن باباجی نے تو کہا تھا کہ تم کو کالی ڈائن نے مار دیا تھا۔ احمد نے اس کی باتیں سن کر کچھ حیران اور کچھ پریشان ہوتے ہوئے کہا۔ جھوٹ بولتا ہے وہ بڑھا۔ سراسر جھوٹ بولتا ہے ایک بار مجھے وہ مل جائے دیکھنا ایک ایک بات کا حساب لوں گا اس سے۔ وہ باتیں بھڑک رہا تھا اور احمد اس کی تمام باتیں فور سے سن رہا تھا اور اس کو یقین آ رہا تھا کہ جیسے وہ سچ کہتا ہو لیکن جب اس کی نظر سانول کے پاؤں پر پڑی تو کانپ سا گیا۔ کیونکہ اس کے پاؤں اٹلے تھے بالکل جن بھوتوں کی طرح وہ سمجھ گیا کہ سانول جھوٹ بول رہا ہے یہ سانول نہیں ہے سانول کے روپ میں کوئی اور ہے

لیکن اس نے سانول پر کچھ بھی ظاہر نہ ہونے دیا بولا۔

یار سانول میرے دوست تم مجھے مل گئے میں تو تمہاری ہی تلاش میں یہاں آیا تھا مجھے پتہ تھا کہ بابا جھوٹ بول رہا ہے آؤ میرے گلے لگ جاؤ۔

یہ سن کر وہ احمد کی طرف بڑھنے لگا سانول کو کچھ بھی معلوم نہ تھا کہ احمد کے گلے میں لاکٹ ہے وہ جیسے ہی احمد کے ساتھ بچ ہوا اس کو بجلی کی طرح

ایک شدید جھٹکا لگا اور دور جا گیا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کو آگ لگ گئی۔ اور وہ احمد کے سامنے ہی

ترنے لگا اور ترچے ترچے وہی ٹھنڈا ہو گیا اور اس کا جسم بھی راگھ کا ایک ڈھیر بن گیا۔ وہ وہاں سے چل

دیا اور کنویں کو تلاش کرنے لگا لیکن اتنی تلاش کے بعد بھی اس کو کنواں نہ ملا وہ تھک ہار کر ایک جگہ بیٹھ

گیا۔ اور پریشان ہو گیا کہ اسے کنواں کہاں ملے گا تھوڑی دیر بعد وہ آرام کرنے کے بعد اٹھا اور ایک

بار پھر اس نے تلاش شروع کر دی اور اسے وہ کنواں نظر آ گیا۔ وہ آگے اس کے نزدیک پہنچا اور یہ دیکھ کر

اس کو حیرت ہوئی کہ وہ کنواں بہت ہی عجیب و غریب قسم کا تھا اور اس کنویں کے پانی پر قدرتی

طور پر دھوپ پڑ رہی تھی اس کنویں کے پاس ہی ایک رسی اور لوٹا پڑا ہوا تھا جیسے اس کنویں سے کوئی

پانی بھرتا ہوا احمد نے اس کی مدد سے کنویں سے پانی نکالا اور اسے ایک بوتل میں بھر لے گا جیسے ہی اس

نے پانی بوتل میں بھرا تو اس کے سامنے ایک دھماکہ ہوا اس سے وہی کالی ڈائن سامنے آگئی اور اس نے

آتے ہی احمد پر حملہ کر دیا مگر خوشی کی بات یہ کہ احمد کے گلے میں لاکٹ ہونے کے باوجود اسے چھو بھی

نہ سکی احمد کو باباجی کی آواز سنائی دی بیٹا وہ کنویں کا پانی اس کالی ڈائن پر ڈال دو وہ مر جائے گی۔ احمد

نے ایسا ہی کیا پھر کنویں کے ساتھ وہ پانی اس چیل پر اٹھیل دیا۔ پانی پر نے کی دیر بھی کہ اس کالی ڈائن کو

آگ لگ گئی اور وہ وہی ڈھیر ہو گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہاں صرف راگھ کا ڈھیر تھا اچانک دور سے احمد کو باباجی آتے ہوئے دکھائی دیئے انہیں دیکھ کر احمد کو روحانی سی خوشی ملی وہ سوچ رہا تھا کہ اس کے ہاتھوں میں کتنا اہم کام سرانجام ہو گیا ہے اور یہ سب باباجی کی وجہ سے ہوا ہے اگر باباجی ہمیں کچھ بھی نہ بتاتے تو ہوسکتا تھا کہ ان کے گاؤں تباہ و برباد ہو جاتے۔ باباجی چلتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئے۔

بیٹا تم کو مبارک ہو تم نے اس کالی ڈائن کو ختم کر دیا ہے اب تمہارے گاؤں کو کوئی بھی خطرہ نہیں

ہے آؤ اب یہاں سے چلتے ہیں تم آنکھیں بند کر لو میں تمہیں تمہارے گاؤں میں پہنچا دیتا ہوں احمد نے

آنکھیں بند کیں تو اسے ایسے لگا جیسے ہوا اس کو لیے ہوئے اڑ رہی ہے کچھ ہی دیر میں وہ گاؤں جا پہنچے

تھے آنکھیں کھولتے ہی اس کے سامنے وہ ویرانہ تھا بلکہ اس کا اپنا گاؤں چاند نگر تھا۔ جہاں امین اور

رحمان اس کا انتظار کر رہے تھے۔ اس نے کالی ڈائن کو مارنے کی خبر ان کو سنائی تو وہ بہت ہی خوش

ہوئے اور جب اس نے سانول کے مرنے کی خبر سنائی تو رحمان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے مگر اسے

خوشی بھی تھی کہ چاند نگر اور پریم نگر ایک بہت بڑی تباہی سے بچ گئے۔ انہوں نے باباجی کا بھی شکریہ ادا

کیا کہ ان کی وجہ سے یہ سب ہوا ورنہ کچھ بھی ہوسکتا تھا۔

آج اس واقعہ کو پندرہ سال بیت گئے ہیں اور چاند نگر اور پریم نگر کے درمیان وہ ندی سوکھ چکی

ہے اور وہاں کافی آبادی ہو چکی ہے اور دو گاؤں ایک بن گئے ہیں اور اس کا ایک نیا نام رکھا ہے احمد

کی شادی ہو چکی ہے اور ایک دن احمد بازار کسی کام سے گیا تو اسے ایک ایسا آدمی ملا جو بالکل سانول کی

شکل و صورت کا تھا احمد نہ چاچے ہوئے بھی اس کے پاس گیا اور اس سے اس کا نام پوچھا۔ تو اس نے

کالی ڈائن

سانول نام بتایا جسے سن کر احمد دھتک رہ گیا۔ اور سوچوں میں ڈوب گیا جب کافی دیر وہ سوچوں کی دنیا سے باہر آیا تو اس کے سامنے کوئی نہیں تھا احمد نے اس بارے میں کافی سوچا مگر اس دن کے بعد وہ سانول نام کا آدمی اسے کہیں بھی دکھائی نہیں دیا۔ قارئین کرام کیسی مگی میری یہ کہانی اپنی قیمتی رائے سے نوازئیے گا۔ میں آپ کی رائے کا انتظار کروں گا۔

غزل

پھولوں نے ہاتھ زخمی کیے کانٹوں سے شکوہ کیا کریں جب پھولوں نے ٹھکرا دیا غیروں سے شکوہ کیا کریں ہم ہمیں تھے آزاد فضا کے اپنوں نے ہم کو قید کیا پر کاٹ کے ہم کو آزاد کیا اب ہوا سے شکوہ کیا کریں ہم آگے آگے چلتے تھے کبھی پیچھے مڑ کر دیکھا نہ تھا جب منزل ہم سے دور ہوئی رستوں سے شکوہ کیا کریں نہ واقف تھے ساگر کی گہرائی سے آنکھیں بند کر کے کود گئے

موجوں نے ہم کو اچھال دیا سمندر سے شکوہ کیا کریں اک چمن سے ہم نے پھول چنا پھولوں سے الگ وہ لگتا تھا اس پھول نے ہی لب زخمی کیے اب چمن سے شکوہ کیا کریں

ہم تھا تھے تمہاری رہ کر کسی اپنے نے اپنا یا نہیں کسی اپنے کا نہ ساتھ ملا تھا نیوں سے شکوہ کیا کریں

کشور کرن۔ چوکی

دل جب جب ٹوٹ کے روتا ہے کیا درد اسے بھی ہوتا ہے خواب حقیقت ہو جائے تمہی اپنے جیسے سنگدل سے ہے کشش محبت ہو جائے زرخیز ناز۔ بکھر

کالا جادو

۔۔ خواجہ عاصم۔ سرگودھا۔ آخری قسط

چلو مجھے لے چلو میری روپ کے کمرے میں اس جگہ جہاں اس کے پاکیزہ سانس بے ہوئے ہیں اس کے قدموں کی آہٹیں دفن ہیں اس کے بدن کی مہک رچی ہوئی ہے بدن ہاں ارے ایک دم وہ جینے میں آگئے سانشی دیوی یہ کہو تم نے میری روپ کے بدن کا کیا کیا اسے آگ تو نہیں دے دی اس پھول کو جلاتو نہ دیا تم نے نہیں سہ۔۔ سانشی کے ہونٹوں پر بڑی زخمی مسکراہٹ ابھری یہ ستم میں کیسے کر سکتی تھی وہ جودن میں بار بار منہ ہاتھ دھوئی تھی میں جانتی تھی کہ وہ وضو کرتی ہے وہ جو کمرے میں بند ہو کر اشلوک پڑھتی تھی ناں میں واقف تھی کہ وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتی ہے پھر پھر میں اسے آگ کے حوالے کیسے کر دیتی سر میں جان چکی تھی وہ مسلمان ہو چکی ہے اور اگر میں اسے آگ کے حوالے کر بھی دیتی تو میں وشواس سے کہہ سکتی ہوں کہ آگ اسے کبھی نہ جلاتی سر آپ مسلمانوں کا اللہ بڑی حفاظت کرتا ہے اپنے بندوں کی یہ میں جانتی ہوں میں رات کی خاموشی میں اسے مسلمانوں کے قبرستانوں میں لے جا کر زمین کے سپرد کر دیتا تھا۔ الحمد للہ۔ پروفیسر نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسا کر ٹھوڑی پر پھینکی اور آنکھیں موند کر بے ساختہ کہا میرے اللہ تو رحیم ہے تو کریم ہے تو اپنے بندوں کی ہر جگہ خبر رکھتا ہے کیلاش اور سانشی نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔ چلو سانشی دیوی چلو مجھے میری روپ کے معبد میں لے چلو جلدی لے چلو بابا یہ تمہارا بھج پر دوسرا احسان ہو گا ایک احسان تم نے روپ کو دفن کر کے مجھ پر کیا ہے دوسرا مجھے اس کی عبادت گاہ میں پہنچا کے کر ڈالو۔ چلیں سر۔ چلیں۔ روپ۔ پنگوں کے انداز میں پروفیسر نے کہا۔ میں آ رہا ہوں میں آ رہا ہوں۔ تم نے میرا انتظار نہیں کیا۔ کیلاش نے پروفیسر کا دایاں اور سانشی نے پایاں باز اپنے کندھے پر رکھ کر گلے میں جامل کر لیا اور اس کے کانپتے ہوئے بدن کو سہارا دے کر یونچلے جیسے کسی بیمار محبت کو سینا کے در پر لے جا رہے ہوں۔ وہ اپنی روپ کے پاس پہنچ گئے۔ کیلاش اور سانشی ان کے مردہ جسم کو دیکھ رہے تھے جو ان کے ہاتھوں میں بے جان ہو گیا تھا۔ ان دونوں کی آنکھوں میں آنسو بہہ نکلے اور پھر انکو بھی اس کے ساتھ والی قبر میں اتار دیا گیا۔ ایک سنسنی خیز اور خوفناک کہانی۔

پندرہ منٹ میں وہ پروفیسر کے فلیٹ کے دروازے پر پہنچ گئے پہلی ہی دستک پر دروازہ کھل گیا پروفیسر عبدالرحیم ابھی جاگ رہے تھے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے بٹا کر انہوں نے چائے پلائی پھر روم بھر ان کو دیا اور تینوں مندرے پر لطف اور کھل اوڑھ کر یوں بیٹھ گئے جیسے ایک ہی خاندان کے افراد ہوں سانشی کو پروفیسر کے چہرے پر کوئی تھکان کوئی بیزاری یا گزرے وقت کا کوئی منفی نشان ڈھونڈنے سے بھی نہ ملا۔

سراٹیک بات پوچھوں۔ اس نے پروفیسر کی جانب دیکھا پوچھو بابا۔ اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ چونکری مارے بیٹھے تھے اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔ گل آپ نے کالی کے مندر جانے سے پہلے مجھ سے ایک وعدہ کیا تھا۔ کیسا وعدہ۔ وہ اسے استغہامیہ انداز میں دیکھنے لگے۔



بات تو ذاتی ہی ہے سرگرمیر سے دل سے محسوس نہیں ہو رہا آپ نے کہا تھا کہ بیٹیوں کے بارے ہاں۔۔۔ پر دھیس نے اس کی بات اچک لی۔۔۔ چھوڑو بابا وہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ تمہارا وقت ضائع کیا جائے۔

بات کتنی اہم ہے اس کا معیار آپ کے نزدیک کچھ اور ہے سرگرمیر ہاں لیے آپ کے لبوں سے نکلا ہوا ہر شہداء ہم بھی ہے اور پوتر بھی اس لیے آپ ہماری منو کا منو ہماری نظر سے دیکھئے سر کیوں کیلاش ساسٹی نے اسے بھی اپنا ہونا چاہا۔

بالکل سر۔ میں اس معاملے میں ساسٹی کا ساتھ دوں گا میں بھی اس بات کو جاننے کے لیے سجدے بے کل ہوں

اچھا۔ وہ مسکرائے تم دونوں نے تو محاذ بنا لیا میرے خلاف تو ٹھیک ہے میں کم سے کم لفظوں میں بتاتا ہوں انہوں نے ایک گہرا سانس لیا اور لحاف میں لپٹے لپٹے دیوار کے ساتھ رکھے فوم کے ٹکٹے سے فیک لگائی۔ کیلاش اور ساسٹی ہر تن ہو گئے دونوں کسی انوکھی داستان کے سامعین کی طرح پر دھیس کے سامنے بچوں کی سی معصومیت اور یکسوئی کے ساتھ سیدھے ہو بیٹھے۔ پر دھیس نے دونوں ہاتھ سینے پر باندھ لیے آنکھیں بند کر لیں چند لمبے خاموشی میں گزر گئے یوں جیسے وہ اپنی یادوں اور گزرے لمحوں کو ترتیب دے رہے ہوں پھر جب ان کی کھمبیر آواز کمرے کی پر سکون فضا میں گھری تو دیوار تک سر تا پا کان بن گئیں وہ ایک اپنے جادوئی حصار میں جکڑتا چلا گیا۔ یادوں کی پرچھائیاں کمرے میں رقص کرتاں تھیں۔ بھولے ہرے لکھے معطر وقت کو جلو میں لیے فضا میں تیرتے پھرتے پھرتے تھے گزرے ہوئے ہر پہلو کی تصویر پر دھیس صاحب یوں ان کے سامنے کھینچتے چلے جا رہے تھے جیسے وہ مصوری کے فن میں بھی یکتہ و ماہر تھیں۔

میں ان دنوں دہلی یونیورسٹی میں اسلامیات کا ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ تھا ہاں نہ باپ بہن نہ بھائی کوئی نہیں تھا اکیلی جان معقول نوکری اور مناسب تنخواہ ہر مہینے کی پانچ تاریخ کو جب مجھے ملتی تو میں اکثر سوچنے لگتا کہ اتنے پیسوں کا کیا کروں میرے اخراجات شاہانہ نہیں تھے بڑے اچھے علاقے میں والدین کی چھوڑی ہوئی ذاتی کوٹھی بھی صرف ایک ملازم تھا جو گھر کے سارے کام کرتا تھا شبیر نام تھا اس کا بوڑھا آدمی تھا مجھے اپنے بچوں کی طرح عزیز رکھتا تھا اس کے ہوتے ہوئے مجھے گھر اور اپنے بارے میں کوئی فکر نہ تھی چونکہ ایک ہندو تھا ہمیشہ خان میں نے اپنی تنخواہ کے فاضل حصے کا ایک اچھا مصروف تلاش کیا اور اس پر خاموشی سے عمل شروع کر دیا یونیورسٹی میں ایسے طلبہ اور طالبات کو ڈھونڈنا کالنا کوئی مشکل نہیں تھا کہ جو کپڑے کے عالم میں اپنی تعلیم جاری رکھے ہوئے تھے میں نے لڑکوں کی نسبت لڑکیوں کو ترجیح دی اور چند ایسی لڑکیوں کو چن لیا جو متوسط یا غریب گھرانوں سے تعلق رکھتی تھیں اور اپنے پرہیز سے بات کر کے میں نے ان کی فیسوں اور دوسرے تعلیمی اخراجات کا بوجھ بانٹ لیا یہ پانچ لڑکیاں اور دو لڑکے تھے ان کو پرہیز صاحب کے کمرے میں وقتاً فوقتاً بلا کر میں نے اس انداز میں اپنی خدمت کے لیے راضی کر لیا کہ ان کی عزت نفس کو قطعاً نہیں نہ گئے وہ میرے ممنون بھی ہوئے اور خوش بھی ان کا پردہ رہ گیا اور میں نے ایک عجیب سی طمانیت محسوس کی کہ میرے اللہ نے مجھے اپنے رستے میں کچھ کرنے کے لیے منتخب کر لیا تھا۔ ان لڑکیوں میں ایک لڑکی تھی روپا روپا گرجیویشن کر رہی تھی اس کی ماں مرچکی تھی برہمن خاندان سے تھے اس کا باپ ایک حادثے میں ناگھوں سے معذور ہو گیا تھا اور اب روپا گھر پر بچوں کو ٹیوشن وغیرہ پڑھا کر گھر اور تعلیم کی گاڑی کھینچ رہی تھی مگر یہ

میں جانتا تھا کہ چند یوسٹوں کے بل پر ہر بار چلانا تاہم جاسکے کر نامعذور باپ کا علاج کرانا مشکل ہی نہیں ناممکن تھا وہ بچاری نہ جانے کس معیبت سے گزر رہی تھی کہ جب پرہیز صاحب کے کمرے میں بلا کر اسے میری خدمات کے بارے میں آگاہ کیا گیا تو اس کا ہنسا مسکراتا چہرہ ایک دم زرد پڑ گیا شجیدگی نے جیسے اس کا سارا خون نچوڑ لیا۔

سر۔ میں آپ کی آفر نہیں مان سکتی۔ اس نے بڑے سپاٹ لہجے میں کہا۔

مگر کیوں روپا۔ اس کی کوئی خاص وجہ۔ پرہیز صاحب نے اسے گھور کر دیکھا۔

ایک منٹ سر۔ میں نے پرہیز کو مزید کچھ کہنے سے روک دیا اگر آپ اجازت دیں تو میں روپا سے اکیلے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

ضرور۔ انہوں نے سائیڈ روم کے دروازے کی جانب اشارہ کر دیا۔

آئیے روپا دیوی۔ ہم ادھر بیٹھتے ہیں

مگر سر۔ اس نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

دیکھئے روپا دیوی آپ میری اسٹوڈنٹ نہیں ہیں مگر میں بہر حال ایک استاد ہوں ہمیں کھل کر بات کر لینی چاہیے اگر میں آپ کو قائل کر سکا تو ٹھیک ہے ورنہ زبردستی تو میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ وہ مجبوری ہوئی اور میرے ساتھ دوسرے کمرے میں چلی آئی ہم دونوں نے ایک میز پر آئے سانسے کر لیں

سنبھال لیں آرام سے بیٹھنے کے بعد میں نے خود بات شروع کی۔

مس روپا۔ مذہب کوئی بھی ہو بھلائی اس کا بنیادی عنصر ہوتی ہے اس لیے ہم ہندو مسلم کے امتیاز کو ایک طرف رکھ کر بات کریں گے بولے ٹھیک۔

جی۔ اس نے پہلی بار اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے مجھ کو دیکھا اور میں آج بھی اس اعتراف میں کوئی شرمندگی یا اندامت محسوس نہیں کرتا کہ میں اس پہلی ہی نظر میں اس کا گھٹاں ہو گیا اس کی مدد بھری آنکھوں نے مجھے یوں جذب کر لیا جیسے قطرہ سمندر میں غرق ہو جاتا ہے۔

آپ کیسے میں سن رہی ہوں۔ اس کی آواز نے مجھے ہوش کے سائل پر لا پھینکا۔ میں نے خود کو سنبھالا اور اس کے چہرے پر نظریں جمادیں۔

مس روپا۔ میں اس بھرے پرے جہاں میں بالکل اکیلا ہوں نہ کوئی آگے نہ پیچھے مالی آسودگی نے مجھے یوں بے چین کر دیا ہے کہ پچھلے دنوں ایک طالب علم کا فیس نہ دے سکنے کے باعث یونیورسٹی سے نام خارج کر یا گیا یہ ایک ایسا جھکا تھا جس نے مجھے بہت کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا یونیورسٹی میں اور بھی بے شمار اسٹوڈنٹ ہوں گے جو فیس دینے یا وقت پر نہ دے سکنے کی سکت نہیں رکھتے میں نے زیادہ نہیں سوچا میں نے اپنے اخراجات کے بعد کی فاضل رقم اپنے ادارے اپنی درسگاہ کے اسٹوڈنٹس پر خرچ کرنے کا فیصلہ کیا اور اپنے طور پر معلومات حاصل کر کے چند افراد کو سلیکٹ کر لیا ان میں سے ایک آپ بھی ہیں۔

جن پر آپ اپنے احسان کو بوجھ ڈالنا چاہتے ہیں۔ اس نے میری بات اچک لی۔

احسان۔ میں نے اس کا لفظ دہرایا۔ میں مس روپا کوئی احسان نہیں یہ تو میری اپنی ضرورت ہے میرے اندر کی ضرورت میرے دل اور ضمیر کی تسکین کا ذریعہ۔

سر یہ بتائیے کہ جن اسٹوڈنٹس کو آپ نے چنا ان میں سے کتنے مسلمان ہیں۔

سر یہ بتائیے کہ جن اسٹوڈنٹس کو آپ نے چنا ان میں سے کتنے مسلمان ہیں۔

چار مسلمان دو ہندو اور ایک کرچمن۔ میں نے صاف کوئی سے بتادیا۔

یعنی آپ کی نظر میں کوئی مذہب بھی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔

رکھتا ہے مس روپا۔ میرا اپنا مذہب۔ اسلام مگر میرا مذہب مجھے کسی دوسرے مذہب کے پیروکار سے بھلائی کرنے سے نہیں روکتا اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ میرے آقا و مولا نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ ساری دنیا ساری کائنات کے لیے رحمت اللعالمین ﷺ بن کر آئے ہیں ان کے دامن رحمت میں کسی بھی دین اور مذہب کا پیروکار پناہ لے سکتا ہے وہ مرتے دم تک میرے نبی پاک ﷺ کا چاکلہ نہ پڑھے تب بھی وہ میرے آقا ﷺ کی رحمت و محبت اور شفقت کا اتنا ہی حقدار ہے جتنا کوئی بھی مسلمان۔

گو آپ لبرل مائنڈ ہیں۔ روپا جو بڑے غور سے میری باتیں سن رہی تھی سچ میں بول پڑی۔

ہرگز نہیں۔ میں ایک سیدھا سادھا مگر اپنے مذہب پر اذلی وابدی حقیقت کی طرح پوری سچائی کے ساتھ قائم مسلمان ہوں جو اپنے دین کی تعلیمات کی روشنی میں ہر بات کو دیکھتا پرکھتا جانچتا اور پھر اس پر عمل پیرا ہو جاتا ہے۔

ظاہر ہے سر آپ اسلامیات کے پروفیسر ہیں ہیڈ آف دی ڈیپارٹمنٹ آپ کو یونہی تو نہیں بتادیا گیا ہو گا مگر سر۔ کیا آپ جانتے ہیں کہ میں ایک برہمن خلی سے ہوں۔

بالکل جانتا ہوں مس روپا میں نے مسٹر اگر جواب دیا آپ ہندو دھرم میں ویسے ہی مقام کی حامل ہیں جیسے ہمارے ہاں دینی پیشواؤں کے خانوادے ہوتے ہیں۔

پھر آپ یہ بھی جانتے ہوں گے کہ برہمن کسی کی سہائیت خصوصاً مشکل سے میں ایکسپیٹ نہیں کرتے۔

جانتا ہوں۔ میں نے سر ہل کر جواب دیا مگر مس روپا ایک غلط روایت کو آگے بڑھاتے رہنا اور اس پر خود بھی پکا ہو جانا کہاں تک صحیح ہے۔

یہ میں نہیں جانتی سر میں تو اتنا جانتی ہوں کہ میرے پتائی بھی اس صورت حال سے مطمئن نہیں ہوں گے

دوسرے لفظوں میں آپ یہ کہنا چاہتی ہیں کہ اگر آپ صرف اپنی مرضی کرنا چاہیں یا اپنے پتائی کو الگ کر کے صرف اپنے دماغ سے کوئی فیصلہ کرنا چاہیں تو آپ کے لیے میری پیشکش میں کوئی برائی نہیں۔

برہمن نے کب کہا۔ وہ جلدی سے بولی ظاہر ہے میرے پتائی کی مرضی میری بھی مرضی ہے

یہ کیسے ہو سکتا ہے مس روپا میں نے بے اعتباری سے کہا آپ کل کو اپنے پتائی کے کہنے پر کسی لنگڑے لوے یا بھدے اور بد مزاج شخص سے شادی کر لیں گی کیا وہاں بھی تو آپ کی اپنی مرضی دم توڑ دے گی کیا

جی ہاں سر۔ وہ بڑے اعتماد سے بولی میں اپنے پتائی کی ایک ہی بیٹی ہوں بیٹوں کی طرح میں ان کی خدمت کرنے کی کوشش کر رہی ہوں اول تو وہ میرے لیے کوئی ایسا شے لیں گے نہیں جو میرے لیے برا ہو اور اگر بھول سے ایسا ہو بھی گیا تو میں اسے اپنا بھاگ جان کر سینہ دور کی جگہ مانگ میں سجالوں گی۔

یہ تو اٹھائے ہیں مس روپا جو آپ اپنے ساتھ کریں گی میں نے بے اختیار کہہ دیا۔

نہیں سر۔ آپ نے ابھی کہا کہ آپ کے ماں باپ بہن بھائی کوئی بھی نہیں ہے شادی آپ کی ہوئی نہیں اس لیے آپ کے ہاں اولاد بھی کوئی نہیں ہے خصوصاً بیٹی کے رشتے سے آپ بالکل انجان ہیں سر میں ایک بیٹی ہوں مجھے پنے پتائی میں بھگوان دکھتا ہے میں ایک پل کو بھی یہ وچار چرن میں نہیں لاسکتی کہ کبھی انکو

بچاؤ دھوکا دے گا۔ جو کوئی کہتا ہے میں اسے مرے پاپوں سے لے کر ایک لمحے کے لیے اس پر کسی خرابی یا نیرداری کی جتنی جاگتی موت کو حیرت سے دیکھا سوچا اور ہتھیار ڈال دیئے۔

ٹھیک ہے مس روپا۔ مجھے لگ رہا ہے کہ آپ سے بحث فضول ہے آپ کے پاس سب سے بڑا ہتھیار آپ کی خرابی یا نیرداری ہے اور آپ کے پتائی کا نام ہے اس کے باوجود اگر میں کسی بھی حوالے سے کسی بھی آپ کے کا پناہ سکوں تو مجھے بے حد خوشی ہوگی۔

ٹھیکس۔ بڈل آف ٹھیکس سر۔ آپ سے پہلی بار کی یہ گفتگو مجھے چون بھر یاد رہے گی آپ نے میری عزت نفس کو قائم رکھتے ہوئے میرا کوئی ایمان کسے بغیر جو آخر کی وہ شاید کوئی دوسرا مسلمان یا میرا اپنا ہم

مذہب بھی اس انداز میں بھی نہ کرنا تاکہ آپ کا بے حد دھننے واداس نے ہاتھ جوڑ دیئے۔

نہیں مس روپا۔ مجھے بھی بے حد خوشی ہوئی کہ اچھی روایتوں نے پابند ہر ہر مشکل میں سر اٹھا کر جینے والے لوگ اب بھی موجود ہیں یقین کیجئے اگر آپ میری آخر قبول کر لیتیں تو شاید مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی جتنی

آپ کے اس مدلل انکار کے بعد محسوس ہوئی ہے۔

یہ بھی آپ کا بڑا پین ہے سر ویسے ایک بات کہوں اگر آپ براندہ مائن تو اس نے پھر مجھے اپنی بڑی بڑی آنکھوں سے بے خود کر دیا۔

برا کیوں مانوں گا مس روپا۔ آپ سے میرا استاد شاگرد کا نہ سہی ایک دوست کا ناطہ تو ہو سکتا ہے ناں آپ بے فکر ہو کر کیسے میں نے جان بوجھ کر تکلف کی دیوار گرانا چاہی۔

سر۔ آپ جو رقم ہم جسے سنوڈنٹس پر خرچ کر رہے ہیں اگر وہ رقم آپ اپنی کسی مسجد یا مدر سے میں دان کر دیتے تو کیا آپ زیادہ پین نہ کیا لیتے۔

نہیں مس روپا۔ میں سنجیدہ ہو گیا میرے دین میں حقوق العباد یعنی انسان کے ایک دوسرے پر حقوق کی اہمیت پہلے ہے اور حقوق اللہ یعنی اللہ کے اپنے بندوں پر حقوق بعد میں میرا اللہ تو فرماتا ہے کہ اگر تیرا ہمسایہ

بھوکا ہے اور تو پیٹ بھر کر کھا رہا ہے تو تجھ پر جنت یعنی سورگ حرام کر دی جائے گی اگر تیرا دشمن بھی بیمار ہو تو تجھے اس کی بیمار پرسی کو جانا چاہیے تو دوسروں کے بول کر ہرگز براندہ کہہ تا کہ کوئی تیرے اللہ کو گالی نہ دے اس

صورت حال کے پس منظر میں ذرا غور کیجئے مس روپا میں کسی مسجد میں چندہ دے دوں تو کیا ہوگا وہاں بجلی کا بل ادا ہو جائے گا مرمت کا کام ہو جائے گا نیوٹ لائٹ یا پنکھا لگ جائے گا لیکن یہ کام تو وہاں نماز پڑھنے کے

لیے نہ آنے والا بھی کوئی صاحب حیثیت مسلمان کر ڈالا گا اور اگر صاحب حیثیت نہ بھی ہوا تو کسی نہ کسی طرح مل جل کر ایسے کاموں کی تکمیل ہوئی جایا کرتی ہے سوچنے والی بات تو یہ ہے مس روپا کہ میرے اس ادارے

اس درس گاہ اس تربیت کے گہوارے میں جو لوگ تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں ان میں سے کسی ایک کی معمولی سی مشکل دور کر کے میں اس کا بوجھ ہلکا کر سکوں اس کی فیس یا کتابوں کے اخراجات میں ہاتھ میاؤں تو اس

مسجد کے پین مین حصہ ڈالنے سے کیا اچھا نہیں ہے کہ وہاں تو لاؤڈ سپیکر پر مولوی صاحب اعلان کر کے چندہ اکٹھا کر لیں گے مگر یہاں۔ یہاں تو وہ سنوڈنٹ جو فیس نہ بھر سکتے مشکل میں پھنسا ہوا ہے وہ اپنے بے تکلف

ترین دوست سے بھی اس بات کا ذکر نہیں کر سکتا اس کی عزت نفس اسے زبان کھولنے کی اجازت ہی نہیں دے گی۔ وہ یونیورسٹی سے نام کنوالے کا تعلیم کے میدان سے نابود ہو جائے گا زندگی بھر کڑھ کڑھ کر اس وقت

کو یاد کر کے آنسو بہاتا رہے گا جب اس کے پاس فیس اور کتابوں کے لیے پیسے نہیں تھے اس کا جیون

نا کامیوں کی سمجھت چڑھ جائے گا وہ جو بننا چاہتا ہے کبھی نہ بن سکے گا پھر یہ ناکامی اور مایوسی اسے یونیورسٹی سے نکال کر یا تو ایک قومی اور ناکامیاب کلرک بنادے گی مزدور بنادے گی چیرا سی بنادے گی یا پھر وہ اٹلے ہاتھ صوم جائے گا اور برا انسان بن کر ساج سے اپنی عمرومیوں کا بدلہ لینا شروع کر دے گا اب اس ساری صورت حال کو سامنے رکھئے اور کہیے کہ میں اپنے اللہ اور رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق پہلے بندوں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کروں یا اللہ کے وہ حقوق جن کے لیے اور بھی بے شمار لوگ موجود ہیں میرا اللہ تو مسلمان کا حج بھی قبول نہیں کرتا مس روپا جو غریب ہمسائے کی جوان بیٹی کو بیاہ سکتا ہو مگر اسے نظر انداز کر کے حج کرنے کو کہا جلا جائے اگر وہ اپنے غریب ہمسائے یا رشتہ دار کی بیٹی کو سرخ جوڑے میں لپیٹ کر رخصت کر دے تو میرا اللہ شاید اسے ایک سے زیادہ حج کرنے کا ثواب عطا کر دے میں جذبات کی رو میں دور تک بہتا چلا گیا سانس لینے کو رکھ کر روپا نے زبان کھولی۔

سر۔ وہ بے حد متاثر نظر آرہی تھی آپ کا مذہب تو بہت زیادہ منہ پرست ہے۔
منہ پرست نہیں روپا۔ میں نے ہاتھ اٹھا کر اسے روک دیا منہ نواز۔ ہے اور اس میں کسی مسلم یا غیر مسلم کی تخصیص نہیں ہے۔

سر۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولی۔ اگر آپ مانع نہ کریں تو ایک بنتی ہے۔
ہاں ہاں۔ میں ہر خدمت کے لیے حاضر ہوں میں نے خوش دلی سے کہا۔
تو سر آپ مجھے بھی کبھی وقت دیا کریں میں آپ کے دین اسلام کے بارے میں مزید جاننا چاہوں گی۔
یہ تو میری خوش قسمتی ہے مس روپا۔ میرے اندر خوشگوار سا جھوٹا لہرا گیا آپ جب چاہیں جہاں چاہیں۔

روزانہ تو نہیں سر ہاں آپ سنڈے کو اگر مجھے کچھ سے دے سکیں تو۔
موسٹ ویلکم مس روپا۔ جلد آپ طے کر لیں میں دل و جان سے حاضر ہوں میں اپنی خوشی چھپانہ سکا۔
آپ مجھے گھر کا ایڈریس دے دیں سر میں ہر سنڈے کو دس بجے آپ کے ہاں آ جا یا کروں گی زیادہ نہیں بس ایک آدھ گھنٹہ کافی ہوگا۔ اور میں نے اسے اپنا ڈیننگ کارڈ دے دیا جس پر فون نمبر بھی تھا اور میرا شکریہ ادا کر کے وہ اٹھ گئی۔ میں پرنسپل صاحب سے رخصت ہو کر کمرے سے نکلا تو روپا کی شخصیت روشنی کے ہالے کی طرح میرے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھی پھر سنڈے کی ملاقاتیں شروع ہوئیں پہلے تو صرف رگی طور پر بات چلی بعد میں اعلق نے پر پھیلائے اور ہم ایک سال کے عرصے میں ایک ایسے مقام پر آ کھڑے ہوئے جہاں روپا اندر سے سو فیصد مسلمان ہو گئی صرف زبان سے اقرار باقی تھا اور میں۔۔۔ اسی طرح اس کے بغیر خود کو ادھر اُدھر خیال کرنے لگ گیا۔ جیسے وہ خود کو میرے بغیر نامکمل جانتی تھی۔ یہ محبت تھی۔ لیکن اتنی پاکیزہ کہ ہم نے کبھی ایک دوسرے کو چھو کر نہیں دیکھا تھا پہروں پاس پاس بیٹھے رہتے مذہبی بحثیں کرتے معلومات کا تبادلہ ہوتا اکٹھے سیر کرتے کھاتے پیتے بارہا وہ رات کو دس بجے تک میرے کمرے کی مگر ایک لمحے کو بھی کبھی شیطان کو ہمارے درمیان گھس آنے کی جرات نہ ہوئی ہم نے بارہا ایک دوسرے پر محبت کا اظہار کیا لیکن دل اور ذہن میں یہ حقیقت موجود تھی کہ روپا کے پتاجی کی زندگی میں ہم دونوں بھی ایک نہیں ہو سکتے وہ ان کو کبھی یہ نہ کہہ سکتی تھی کہ وہ مسلمان ہونے جا رہی ہے اور ایک مسلمان سے شادی کرنا چاہتی ہے اور اسے اس کے باپ سے چھیننے یا اس کے سامنے لا کھڑا کرنے کے بارے میں کبھی میں سوچ بھی نہ سکتا تھا۔ بس دو متوازی لکیریں

تھیں ندی کے دو کنارے تھے جو ساتھ ساتھ چل رہے تھے یہ جاننے بوجھتے ہوئے بھی کہ ان کا ملاپ کبھی نہیں ہو سکتا جہاں وہ ملیں گے وہاں عشق کی ندی کا پانی ٹھہر جائے گا رک جائے گا اس میں روانی کی جگہ کچھ بھرا آئے گا اور یہ ہم دونوں کو منظور نہیں تھا۔ پھر وہ دن آیا جس سے ہم دونوں اکٹھے سمجھ جاتے تھے مگر محبت والوں پر اگر یہ لمحہ نہ آئے تو شاید محبت کا مفہوم ان پر آشکارا ہی ان ہو محبت کی خوشبو اڑی اور رقیبوں کی زہریلی زبانوں پر ڈیک بن کر ٹھہر گئی روپا کے پتا کو ہم دونوں کے بارے میں سب یہ چل گیا۔ روپا امتحان سے فارغ ہو چکی تھی رزلٹ میں کچھ دیر بھی وہ مفتے میں دو تین بار مجھ سے مل گئی تھی مگر جو بھی اس کے باپ کو اس کے میرے ساتھ اعلق کا علم ہوا اس کی رگوں میں کڑیر ہمن خون نے آگ لگا دی اس نے فوری طور پر روپا کے باہر جانے آنے پر قہر لگا دی۔ روپا نے اف نہ کی۔ وہ ایک بے حد فرمانبردار بیٹی تھی اس نے فون کر کے مجھے صورت حال بتائی اور گھر بیٹھ لی۔ میں اسے فون کہاں کرتا۔ اس کے گھر میں فون تھا ہی کہاں کسی اور کے ذریعے میں اسے کوئی سند یہ سمجھا سکتا تھا نہ وصول کر سکتا تھا۔ ایک مہینہ گزر گیا۔ میں بیمار پڑ گیا روپا تندرست ہو گئی مجھے اس کا قطعاً یقین نہیں تھا پھر ایک روز اس کا فون آیا۔

سر۔ وہ دو سال کے اس جان لیوا اعلق کے بعد بھی مجھے سر ہی کہا کرتی تھی۔ روپا بول رہی ہوں اس کی افسردہ سی آواز ابھری۔

روپا۔۔۔ میں بے تاب ہوا تھا۔ کیسی ہو جان۔ ٹھیک تو ہوناں۔

آپ کیسے ہیں سر۔ اس نے آہستہ سے کہا۔

کیا زبان سے کہنا ہو گا میں تڑپ سا گیا۔

نہیں۔ مگر آپ کو کچھ سننا ہو گا سر۔ اس کا لہجہ بھرا گیا۔

کیا۔ میرا دل زور سے دھڑکا۔

رات پتاجی سے دو ٹوک بات ہو گئی سر۔

پھر۔۔۔ میں چونکا۔

مجھے کیا کرنا چاہیے تھا سر۔ اس نے عجیب سے لہجے میں پوچھا۔

میں۔۔۔ میں کیا کہوں روپا۔ میری آواز ہلکا گئی۔ خوف سے میرا رنگ سفید پڑ گیا۔

میں نے انکار نہیں کیا سر۔

کیا۔ میرا دل اچھل کر حلق میں آ گیا۔

ہاں سر۔۔۔ میں نے مہلت مانگ لی۔

مہلت۔ میں کچھ نہ سمجھ پایا۔

جی ہاں۔ رزلٹ آنے تک کی مہلت۔

اور اس کے بعد۔

سوچیں گے آپ ہاں نہ ہوں ورنہ میری ہمت ابھی سے ٹوٹ جائے گی۔

روپا۔ تم جانتی ہو میں تمہارے بغیر مر جاؤں گا۔ میری آواز بھگ گئی۔

اور میں۔۔۔ میں کیا زندہ رہ جاؤں گی سر۔ وہ چٹک پڑی۔

پھر انہوں نے کیا کہا۔ میں اس کی سسکی کا زخم نہ سہہ سکا۔

انہوں نے صاف صاف کہہ دیا ہے تم اس مسلمان پر وفیر سے شادی نہیں کرو گی میرے لئے رشتے سے بھلے انکار کرو۔

روپا۔ میں لڑکھا گیا۔

وہ میرے پتائی ہیں سر۔ آپ کو علم ہے کہ میں ان کو دکھ نہیں دے سکتی میری اس حرکت سے وہ پہلے ہی ٹوٹ سے گئے ہیں۔ میں جواب میں خاموش رہا میرا حلق سوکھ کر کاٹھا ہو چکا تھا داغ ماؤف ہو گیا تھا کیا کہوں کیا نہ کہوں کچھ سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔

سر۔ آپ سن رہے ہیں ناں۔ اس کی آواز سنائی دی

ہاں روپا۔ میں بڑی مشکل سے بولا۔ تم کہو۔

اور کچھ نہیں سر آپ اپنا خیال رکھئے گا میں پھر فون کروں گی اس نے رابطہ منقطع کر دیا میں یوں بت بنا کتنی ہی دیر بے حس و حرکت بیٹھا رہا جیسے اس نے میری روح اور بدن کا رشتہ کاٹ دیا ہو۔

صبح اٹھا تو تیز بخار نے مجھے توڑ پھوڑ کر رکھ دیا تھا شیر میرے علاج کے لیے ڈاکٹر پڑھ کر بدل رہا تھا مگر میرا بخار تھا کہ ٹوٹنے کا نام ہی نہ لے رہا تھا۔ ڈاکٹر تو دوائیں دے سکتا تھا وہ دے رہا تھا ان کو یہ علم کب تھا کہ یہ پیش بخاری نہیں اس فراق کی ہے جو عشق کے نصیب میں ازل سے لکھ دیا گیا ہے چوتھے دن نیم بے ہوشی کے عالم میں شیر نے مجھے بتایا کہ روپا کے والد دم توڑ گئے ہیں۔ بیماری کے ہاتھوں وہ بے چارے پہلے ہی لاچار تھے اس تنازعہ میں نے ان کو مزید کمزور کر ڈالا تھا وہ جان ہائے ایک مل کو مجھے یوں محسوس ہوا کہ جیسے انکی موت کا کچھ کچھ دم دار میں بھی ہوں مگر پھر بخار کی مدد ہوشی نے مجھے دنیا و مافیہا سے بے خبر کر دیا۔ شیر نے فون پر روپا کو جواب میں میری بیماری سے آگاہ کر دیا تھا باپ کے گریبا کرم سے فارغ ہو کر تیسرے دن وہ مجھ سے ملنے آئی میں نحیف و زار بستر پر ہوش و حواس سے بیگانہ پڑا تھا۔ شیر اسے میرے کمرے میں چھوڑ کر اس کے لیے چائے بنانے چلا گیا۔ وہ میرے بستر کے قریب ہی کرسی پر بیٹھ گئی۔

سر۔ دھیرے سے اس نے مجھے پکارا۔ میں نے خواب کے عالم میں اس کی آواز سنی۔

روپا۔ بے خودی کی حالت میں میرے لبوں سے نکلا۔

سر۔ میں یہاں ہوں آپ کے پاس۔ وہ اسی لہجے میں بولی۔

میرے پاس۔ یہاں میرے شعور اور لاشعور میں جیسے اگر بتیاں سلگ اٹھیں بڑا زور لگا کر میں نے آنکھیں کھولیں اس کی کمزور اور تھرکتی ہوئی شبیہ نظروں میں لرز تے لرز تے اتری۔ روپا۔ ہولے سے میں نے پکارا۔

سر۔ ہائی ہار۔ ہاں دل و جان کے اس تعلق کے سارے عرصے میں پہلی بار اس نے مجھے چھوا۔ اس نے اپنا نرم و گداز ہاتھ میری پیشانی پر رکھ دیا۔ یوں محسوس ہوا جیسے میری روح تک سیراب ہو گئی ہو جتنی دیر میں تپتے مریض پر کسی نے جنم کا چھینٹاؤ دے دیا ہو۔ ساری پیش ساری جلن ساری آگ یوں بجھ گئی جیسے بھی فراق اور جگر کے شعلے بجھ کر ہی نہ تھے۔

روپا۔ میں نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا میری آنکھیں پوری طرح کھل گئیں وہ سراپا یا سراپا حزن غم و اندوہ کی تصویر میرے سامنے خاموش بیٹھی تھی۔

بس کیجئے سر۔ بہت ہو گیا۔ ہوش میں آئیے۔ اس نے ہولے سے میری پیشانی کو دبا یا۔

روپا۔ میری آنکھوں سے گرم گرم آنسوؤں کا ٹپکنا۔

سر۔ اس نے سفید ساڑھی کا آٹھل آنکھوں پر رکھ لیا کتنی ہی دیر دوڑا وہ لپوڑتے رہے سکتے رہے صدیوں کا غبار آنسوؤں کے سنگ بہہ نکلا۔ شیر چائے لے آیا تو ہم سنبھلے۔ مجھے بے حد فاقہ تھوڑی سی تھی میں تنکے کے سہارے بستر پر بیٹھا اس سرسوں کی کلی کو دیکھ رہا تھا جو تین دن ہی میں بالکل بے زور ہو گئی تھی۔ ہم دونوں نے چائے پی شیر برتن لے گیا اور ہم سنبھل کر بیٹھ گئے۔ پھر روپا نے میری آنکھوں میں جھانکا۔

سر۔ میں آسے سے رخصت ہونے آئی ہوں۔

میں سمجھا نہیں روپا۔ سہم کر میں نے پوچھا۔

سر پتائی کی خواہش تھی کہ میں ان کے مرنے کے بعد اپنی موسی گیتا کے پاس چلی جاؤں۔

کہاں روپا۔ کہاں رہتی ہیں تمہاری موسی۔ میں نے اضطراب میں پوچھا۔

یہیں۔ دہلی ہی میں سر۔

ادھ۔ میرے لبوں سے اطمینان بھری آواز نکلی تو اس نے کہا۔

میں اب شاید آپ سے بھی نکل سکوں سر۔

کیوں روپا۔ میں چلا۔ کیا یہ بھی تمہارے پتائی کی شرط تھی۔

نہیں سر۔ اس نے سر جھکا لیا۔ مگر میں آپ سے ملوں گی تو اس سے میری اور آپ کی رسوائی میں اضافہ ہوگا۔

روپا۔ میں نے لرز تے ہوئے کہا۔

خود کو سنبھالے سر۔ وہ ذرا جذبات کے محور سے باہر نکلی۔ میں جس فرض کی تکمیل کے لیے آپ کے پاس آئی ہوں مجھے اس میں دیر سے بچائے۔

فرض۔ کیسا فرض۔ میں نے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

مجھے کلمہ پڑھائیے سر۔ اس نے ایک عزم سے کہا۔

روپا۔ میں حیرت زدہ رہ گیا۔

سر۔ میں اپنے اندر کی آواز کو نہیں دے سکتی۔ میں اپنے پتائی کی ہر آگیا کا پالنہ کر سکتی ہوں مگر اس دنیا کی حد تک میرا دل میری روح میرا ضمیر برسوں سے اس فرض کی تکمیل کے لیے بے چین ہے اسے آسودگی

کر دیجئے سر میں اپنے طور پر مسلمان ہو چکی ہوں مگر میں آپ کے ہاتھوں اسلام قبول کرنا چاہتی ہوں پلیز سر

مجھے کلمہ پڑھائے۔ اور مجھے یوں لگا جیسے میں کبھی بیمار تھا ہی نہیں میری ساری کلفت سارے مرض ساری فاقہ

دم زنگی میں بستر سے اتر اے ہاتھ دم میں لایا خود بھی وضو کیا اسے بھی وضو کر لیا پھر ہم کمرے میں لوٹ آئے

میں نے جائے نماز چھاپا دو نفل شکرانے کے پڑھے اور پھر اسے سامنے بٹھایا اور کلمہ پڑھا دیا۔ اسے اسلام

کے بنیادی ارکان ہی سے نہیں باقی معاملات سے بھی بڑی تفصیلی آگاہی تھی وہ گزرے برسوں میں اسلام کے

بارے میں مجھ سے بڑی لمبی لمبی بحثیں کرنی اور معلومات لیتی رہی تھی پھر وہ لکھ آ گیا جس کے تصور سے چند

منٹ پہلے مبتلا رہا ہر اندام تھا مگر اب مجھے اس کا سامنے کرنے میں دکھ تو ہو رہا تھا اذیت تو محسوس ہو رہی

تھی بچھتاؤ کوئی نہیں تھا۔

اچھا سر۔ اجازت دیجئے۔ اس نے میرے مد مقابل کھڑے ہو کر سر جھکا دیا۔

آج سے تمہارا نام روپ ہوگا صرف ایک حرف کم کروینے سے تمہارے نام پر سے کفر کی ظلمت چھٹ

ٹی۔

سر آپ نے جو کہا درست کہا اس نے سہر نہ اٹھایا۔

روپ۔ میرے دل میں یہی سی اٹھی کیا بھی ملنے کی کوئی صورت ہے

اللہ پر چھوڑ دیجئے سر میں اپنے بتائی سے کہے ہوئے وعدے کو توڑنا نہیں چاہتی میں ایک بیٹی ہوں سر

نی نا فرمائی پر اپنی خوشیوں کا کھل تمیر کرنا میرے بس سے باہر ہے۔

ٹھیک ہے روپ۔ تم اپنا وعدہ نبھاؤ میں زندگی کے آخری سانس تک تمہارا انتظار کروں گا۔

میں آپ کو یہ کہہ کر بے وفا کی کار تک نہیں ہونے دوں گی کہ سر کہ آپ شادی کر لیجئے گا میں چاہوں گی کہ آپ بھی میرے علاوہ کسی اور کو اپنی زندگی میں شریک کرنے کا بھی سوچنے کا بھی مت سنا ہے بندھن آسانوں پر بنتے ہیں پھر میں اور آپ اسے کیسے توڑ سکتے ہیں لیکن شاید اسی وہ وقت دور رہے سر شاید ہمارا ملاپ اس دنیا میں ممکن نہیں ہے۔

ٹھیک کہتی ہو روپ میں نے اس کے جذبہ پر تسلیم خم کر دیا مجھ اسکے حق جتانے پر ایک انجانی سی خوشی ہوئی تھی سب کچھ اللہ پر چھوڑ دو دیکھتے ہیں ہمارا غلط اس کی رضا سے کب اور کہاں ہوتا ہے۔

اللہ حافظ روپ۔ میں نے اس کی پیشانی کو چوما۔

اللہ حافظ سر۔ وہ مجھے نظر بھر کر دیکھ رہی تھی اور کمرے سے نکل گئی۔ روپ چلی گئی میں بے روپ ہو گیا

بشکل ایک سال بعد میں نے یونیورسٹی سے ریٹائرمنٹ لے لی ہر کوئی لگا لگے سے بجائے شبیر اور میش خان کے حوالے کیا جو بوڑھے ان سے یہ فلیٹ خریدواؤ آسن جہا کر بیٹھ گیا اللہ اللہ کرنے کا اس سے اچھا وقت شاید

مجھے بھی پھر بھی نہ ملتا میں اپنے رب کی طرف ایک قدم بڑھا دے مجھے پذیرائی دینے کے لیے بھاگ کر میری طرف آیا اس کی ذات صفات نے مجھے وہ انعامات عطا فرمائے کہ میں نہال ہو گیا کئی مشکلوں میں چھپنے کا لے

جادو اور مطلق علوم کے شکار لوگوں کو اللہ نے اس فکری دعا سے نجات دی میں نے بھی خاص طور پر روپ کو تلاش کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ میں اپنے اللہ کی رضا پر راضی ہوں مجھے پورا یقین ہے ایک دن اچانک ہی

میری روپ سے میرا سامنا ہو جائے گا میری محبت کا خزانہ ایک دن ہلک جھپٹے میں میری نظروں کے سامنے آ رہے گا اسے کھونچنے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی مجھے اسی لیے میں نے اس دن بھی کہا تھا بار بار

کہتا ہوں اور آج بھی کہہ رہا ہوں کہ یہ جو بیٹیاں ہوتی ہیں ناں ان کا دکھ دیکھنا بڑے دل گردے کا کام ہے یہ اپنے اندر غم کا زہریلے اتار لیتی ہیں جیسے سخت گرمی میں برف کا سرد پانی پی رہی ہوں۔ یہ اپنے جزم دینے

والوں کو ستا ہی نہیں سکتیں یہ خود مت جالی ہیں بھی اپنے ماں باپ سے کیا ہوا وعدہ خواب میں بھی توڑنے کا نہیں سوچتیں میری باتوں سے آج تک تم نے یہی اندازہ لگایا ہوگا کہ شاید میری کوئی بیٹی بھی جس کا دکھ میری

باتوں میں چھلک اٹھتا ہے نہیں بابا نہیں یہ تو روپ کا دکھ ہے اس فرمانبردار بیٹی کا دکھ ہے جو اپنے باپ سے کئے ہوئے وعدے پر جیتے جی مصلوب ہو گئی اسے سولی سے اتانے کے لیے میں کب جاؤں گا آج باغ

سال سے میں اسی انتظار میں ہوں مگر ابھی تجا نے وہ وقت کتنی دور ہے وہ ساعت کب آئے گی جب میں اپنی روپ کا فراق اور جہر کے زخموں سے اہل بو بدن وعدے اور انتظار کی سولی سے اتار پاؤں گا جانے ابھی کئی

فرق کی صدیاں میری تنہائی کا تماشا دیکھنے کے لیے باقی ہیں۔ پروفیسر عبدالرحیم خاموش ہو گئے۔ کمرے

میں تیرتی پھرتی یادوں کی پرچھائیں تھم گئیں کیلاش اور ساسکی نے نظروں کے سامن چھائی ہلکی دھند کے پار غور سے دیکھا پروفیسر کی آنکھیں بند تھیں ٹپکیں ہلکی ہوتی تھیں۔ رخسار تر تھے ساسکی نے آنکھیں میچ کر بیچے ہوئے آنسو بھی باہر نکال دئے پھر سکارف کے پلو سے آنکھیں اور چہرہ خشک کیا کیلاش نے بھی رومال سے یہی فریضہ انجام دیا اور دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔

سرتب ساسکی نے پروفیسر پر نظریں جمادیں۔

ہوں۔ انہوں نے آہستہ سے آنکھیں کھولیں سرخ اور متورم آنکھوں نے ان کے داڑھی سے بچے چہرے کو عجیب سا حسن بخش دیا تھا۔ ہتھیلیوں سے آنکھیں اور چہرہ خشک کرنے کے بعد ان کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔

سر میں بھی چند فکروں میں ایک چھوٹی سی کہانی آپ کو سناتی ہوں سنیں گے آپ۔

ضرور سنیں گے بابا لگتا ہے آج کہانیوں ہی کی رات ہے جی کہانیوں کی رات۔ وہ سنبھل کر بیٹھ گئے کیلاش بھی اس کی طرف متوجہ ہو گیا۔

میں کالج میں پڑھتی تھی جب بری سوسائٹی کا شکار ہو گئی دور کی ایک موسیٰ تھی جو ایک روز ہمارے ہاں رہنے کو چلی آئی بڑی خوبصورت جوان اور سن موٹی بے چاری۔ تھم ہوئی تھی میری ماں نے اسے یوں سینے سے لگایا جیسے اس کے دکھ میں برابر کی شریک ہو موسیٰ بے حد سندر ہونے کے باوجود ہر وقت جب جب رہتی گھر سے باہر نکلتے تو بھی میں نے اسے دیکھا ہی نہیں تھا پھر جب ماں کا دیہانت ہو گیا تو وہ اور بھی گوشہ نشین ہو گئی نہ وہ کسی بھگوان کو مانتی اور نہ ہندو جاتی بس دن رات اپنے کمرے میں بند پڑی تجا نے کیا اشلوک سے پڑھتی رہی۔ دن میں کئی کئی بار منہ ہاتھ دھوئی جیسے وہم کی بیماری ہو گئی ہو اسے اس کی خاطر مجھے گھر میں ایک دس بارہ سالہ لڑکی ملازم رکھنا پڑی اس کی شخصیت میں ایسا جادو تھا کہ میں اس کی غلام ہو کر رہ گئی۔ اس سے دور جانے یا اسے خد سے دور کرنے کا خیال بھی مجھے ترپا دیتا میں ہفتوں گھرن جاؤں مجھے کچھ نہیں ہوتا مگر یہ سوچ کر ہی میرا دم گھٹ جاتا کہ اگر موسیٰ کہیں چلی گئی تو میرا کیا ہوگا۔ آج میں اپنے سب سے بڑے راز سے پردہ اٹھا دوں سر میں بھی کسی کو اپنے ساتھ گھر نہیں لے گئی۔ یہ موسیٰ کی ضد تھی کہ وہ کسی غیر مرد کا گھر میں آنا پسند نہیں کرتی تھی خاندان والے بھی کم کم آتے تھے کہ موسیٰ اس سے ملتا ہی نہیں چاہتی تھی اور میرے پاس وقت ہی نہیں تھا میں جس سوسائٹی میں جس حیثیت سے موو کرتی ہوں موسیٰ کو اس کا علم نہیں تھا وہ تو گائے بھی گائے بڑی بڑی آنکھوں والی سیدھی سادی بالکل آپ کی روپ جیسی فرقت گزیدہ وصال کی منتظر۔ وہ ایک بل کور کی پروفیسر اور کیلاش پوری توجہ سے اس کی بات سن رہے تھے آخری فقرے پر پروفیسر نے آنکھیں آٹھائیں اور ساسکی کی جانب دیکھا دونوں کی نظریں ٹکرائیں۔

شاید اس نے بھی کسی سے محبت کی تھی پروفیسر نے دھیرے سے کہا۔

شاید۔ شاید نہیں سریقینا۔ جیسی محبت اس نے کی ہے ویسی تو صرف آپ کی روپ نے کی ہے بس اور کسی کے بس کی بات نہیں ہے۔

اچھا بڑی بات ہے پروفیسر مسکرائے دنیا میں دیوانوں کی کیا کمی ہے بابا۔

پھر ایک دن موسیٰ کو بہت تیز بخار ہوا ساسکی نے بات کا سلسلہ وہی سے جوڑا جہاں سے توڑا تھا پروفیسر اور کیلاش پھر اس کی جانب متوجہ ہوئے۔ بخار کیا تھا آگ بھی آگ کم ہوتا ہی نہ تھا جب بھی موسیٰ کو ذرا ہوش

آبادہ کسی کا نام لیتی زور لگا کر آنکھیں کھولتی ادھر ادھر دیکھتی اور پھر غش کھا جاتی میں اتفاق سے اس روز گھر پر ہی غشی ملازم لڑکی سحر امیں موسیٰ کو دوا نہیں چلاتے چلاتے اور اس کے جلتے ہوئے ماتھے پر برف کی پٹیاں کرتے کرتے ہلکان ہو گئے مگر بخار کم نہ ہوا شام کے وقت موسیٰ نے ذرا سرت سنبھالی۔

شکو۔ اس نے اپنے لرزے گرم گرم ہاتھوں میں میرا ہاتھ تھام لیا۔
موسیٰ۔ میں رو پڑی۔

نہ شکو نہ رومت میری بات دھیان سے سن میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے سن۔
موسیٰ۔ میں اس کا ہاتھ ہونٹوں سے لگا لیا۔ ایسی باتیں مت کرو موسیٰ میں اکیلی بڑ جاؤ گی بھرے جہان میں۔۔۔ سب کو ایک دن جانا ہے شکو سب کو ایک دن اکیلا ہونا ہے کسی کو آج کسی کو کل مجھے دیکھا تین سال سے اکیلی پڑی ہوں مگر اب مجھ سے یہ تنہائی برداشت نہیں ہوتی شکو۔ میں جارہی ہوں تجھ سے ایک بات کہنا ہے بس۔

ہاں موسیٰ ہاں کہو۔۔۔ میرا کچھ پٹنا جا رہا تھا۔

شکو اس گھر میں کسی کی غیر مرد کو نہ آنے دینا یہ میرا کسی سے اور اپنے آپ سے بھی وعدہ تھا اسے ٹوٹے نہ دینا ہاں ایک دن وہ آئیں گے صرف ان کو جان لانا میرے کمرے میں کسی اور مرد کے چیر نہ پڑنے دینا شکو بول ایسا کر سکتے کی موسیٰ کی حالت پھر بگڑنے لگی تھی۔

موسیٰ میں جی جان سے ایسا کروں گی مگر وہ کون ہیں جن کے انتظار میں تو نے یہ حال کر لیا وہ کون ہیں کہاں ہیں میں ابھی ان کو جا کر نہ آؤں۔ نہ شکو نہ موسیٰ نے بڑی طاقت لگا کر آنکھیں کھولیں اس کی بڑی بڑی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں ایسا حسن میں نے زندگی میں اس سے پہلے دیکھا نہ تھا نہ بعد میں جو اس وقت موسیٰ کے چہرے پر روشنی کی طرح برس رہا تھا

کیوں موسیٰ۔ میں اس کے سینے پر سر رکھ کر ہچکیاں لینے لگی

ابھی نہیں شکو ابھی نہیں مگر ایک دن وہ یہاں ضرور آئیں گے۔ موسیٰ کا سانس اکھڑ گیا۔

موسیٰ مجھے انکا نام بتاؤ میں ان کو خود لے آؤں گی ضد نہ کرو موسیٰ تمہاری آتما کو شانتی نہیں ملے گی ایسے ان کا نام بتاؤ موسیٰ۔ میں نے سراٹھا کر موسیٰ کا چہرہ ہاتھوں میں لے لیا اور دیوانوں کی طرح ضد کرنے لگی۔ شکو ابھی نہیں۔ وہ ضرور آئیں گے ایک دن میرے سر میرے سر اور موسیٰ کی بڑی بڑی آنکھیں مدھ بھری فراق کی آگ میں جلتی ہوئی سرخ آنکھیں کھلے دروازے پر جم کر رہ گئیں اس کے ہونٹوں پر سر کا لفظ شہد کی طرح تیر رہا تھا چہرے پر سکون ہی سکون تھا اور۔۔۔ کیا کہا تم نے۔۔۔ پروفسر نے پاگلوں کی طرح سانس کی جھجھوڑ ڈالا۔ سر۔۔۔ سر کہا تھا اس نے وہ میری روپ بھی ناں۔۔۔

ہاں ہاں۔۔۔ سر ہاں۔ سانس کی آواز اتر کر رہی وہ آپ کی روپ تھی ہماری روپ آپ کی روپ۔

او۔۔۔ پروفسر نے ماتھا پیٹ لیا یہ تم نے کیا کیا روپ یہ تم نے کیا کیا ارے تین سال ہو گئے تمہیں میری جان چھوڑے اور میں اب تک سانس لے رہا ہوں کیوں۔ وہ دیوانوں کی طرح بڑبڑائے اور اٹھ کھڑے ہوئے کیلاش اور سانس بھی ساتھ ہی اٹھ گئے۔

سر۔۔۔ سانس نے اس ک جانب دیکھا خود کو سنبھالے سر۔ کیلاش اس ساری صورت حال میں ہونے بنان دونوں دیکھ رہا تھا اس ک سمجھ میں بات تو آگئی تھی مگر یہ سمجھ نہ آ رہا تھا کہ وہ کیا کہہ کیا کرے۔ چلو مجھے

لے چلو میری روپ کے کمرے میں اس جگہ جہاں اس کے پاکیزہ سانس بے ہوئے ہیں اس کے قدموں کی آہٹیں دفن ہیں اس کے بدن کی مہک رچی ہوئی ہے بدن ہاں ارے ایک دم وہ جیسے میں آگے سانس دیتی یہ کہو تم نے میری روپ کے بدن کا کیا کیا اسے آگ تو نہیں دے دی اس بھول کو جلاؤ نہ دیا تم نے۔

نہیں سر۔۔۔ سانس کی ہونٹوں پر بڑی زخمی مسکراہٹ ابھری یہ قسم میں کیسے کر سکتی تھی وہ جو دن میں بار بار منہ ہاتھ دھوتی تھی میں جانتی تھی کہ وہ وضو کرتی ہے وہ جو کمرے میں بند ہو کر اشلوک پڑھتی تھی ناں میں واقف تھی کہ وہ قرآن پاک کی تلاوت کرتی ہے پھر پھر میں اسے آگ کے حوالے کیسے کر دیتی سر میں جان چکی تھی وہ مسلمان ہو چکی ہے اور اگر میں اسے آگ کے حوالے کر بھی دیتی تو میں دشواں سے کہہ سکتی ہوں کہ آگ اسے بھی نہ جلائی سر آپ مسلمانوں کا اللہ بڑی حفاظت کرتا ہے اپنے بندوں کی یہ میں جانتی ہوں میں رات کی خاموشی میں اسے مسلمانوں کے قبرستانوں میں لے جا کر زمین کے سپرد کر دیتا تھا۔

الحمد للہ۔۔۔ پروفسر نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں پھنسا کر ٹھوڑی پر رکھی اور آنکھیں موند کر بے ساختہ کہا میرے اللہ تو رحیم ہے تو اگر کرم ہے تو اپنے بندوں کی ہر جگہ خبر رکھتا ہے کیلاش اور سانس نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا۔۔۔

چلو سانس دیتی چلو مجھے میری روپ کے معبد میں لے چلو بابا یہ تمہارا بھو بر دوسرا احسان ہو گا ایک احسان تم نے روپ کو دفن کر کے مجھ پر کیا ہے دوسرا مجھے اس کی عبادت گاہ میں پہنچا کے کر ڈالو۔

چلیں سر۔۔۔ چلیں۔ روپ۔۔۔ پگلوں کے انداز میں پروفسر نے کہا۔ میں آ رہا ہوں میں آ رہا ہوں۔ تم نے میرا انتظار نہیں کیا۔ یہ تم نے مجھ سے بڑی زیادتی کی مگر اب مجھ سے انتظار نہیں ہوتا روپ میں آ رہا ہوں میں آ رہا ہوں۔

کیلاش نے پروفسر کا دایاں اور سانس نے بائیں بازو اپنے کندھے پر رکھ کر گلے میں حائل کر لیا اور اس کے کانچے ہوئے بدن کو سہارا دے کر بوچھلے جیسے کسی بیمار محبت کو سجا کے در پر لے جا رہے ہوں۔ وہ اپنی روپ کے پاس پہنچ گئے۔ کیلاش اور سانس ان کے مردہ جسم کو دیکھ رہے تھے جو انکے ہاتھوں میں بے جان ہو گیا تھا۔ ان دونوں کی آنکھوں میں آنسو بہہ نکلے اور پھر انکو بھی اس کے ساتھ والی قبر میں اتار دیا گیا۔

کیلاش۔ سانس نے ایک گہری کیلاش پر ڈالی۔ وہ صرف اس کو دیکھ سکا۔ جاؤ نہ ملتا تمہارا انتظار کر رہو ہوگی۔ جانتے ہو محبت کیا ہوتی ہے میں نے دیکھ لیا ہے ہاں تم نے بھی دیکھ لیا ہے یہ دونوں قبریں سے پریموں کی ہیں۔ تم بھی اپنی نرملہ کے پاس جاؤ میں جانتی ہوں کہ تمہارے دل میں اس کے لیے بہت محبت۔ اور وہ بھی تم کو ایسے ہی جانتی ہے جیسے تم اسے چاہتے ہو۔

اور تم۔۔۔ کیلاش نے اسے دیکھا۔ میں۔۔۔ میں اس نے ایک سرد آہ بھری۔ میں بھی آج سے روپ بن جاؤں گی وہ کچھ گروں کی جو روپ نے کیا تھا میں بھی ایسا ہی اشلوب بڑھا کروں گی جو وہ پڑھتی تھی میں بھی مسلمان ہو کر وہ زندگی جیوں گی جو روپ نے جی میں بھی اب کی سرد آہ اپنے گھر میں نہیں آنے دوں گی ہاں میں بھی ویسی ہی بن جاؤں گی۔ تم جاؤ اور آج کے بعد مجھے بھول جانا کیلاش نے اسے کچھ کہنا چاہا لیکن اس نے اس کو روک دیا اور یوں وہ چل دیا سانس اسے جاتا ہوا دیکھتی رہ گئی۔ وہ چلتے چلتے اس کی نظروں سے غائب ہو گیا۔۔۔ ختم شد۔

پھول اور گلیاں

افوال زریں

* دانا سوچ کر بات کرتا ہے اور بے وقوف بات کر کے سوچتا ہے۔

* اللہ کی بنائی ہوئی چیز غلط نہیں ہوتی، ہاں اُس کا کردار غلط ہو سکتا ہے۔

* تخلیق کائنات کے کل رنگ خالق عرض و کالے ہیں۔

* دوستی پر غلوں ہو تو خوشبو کی مانند ہوتی ہے۔

* اچھا دوست ایک انمول تحفہ ہوتا ہے۔

* مال و اولاد ایک آزمائش کے سوا کچھ بھی نہیں۔

* محبت کر تو اس طرح سے کہ تم ایک مثال بن جاؤ۔

عمران انجم راہی - سید پانی

لطیفہ

ایک عورت کے سر میں درد ہو رہا تھا، اس کے پاس ایک اور عورت آئی، اس نے اس کو بولا کیا بات ہے، کیوں پریشان ہو؟ اس نے جواب دیا سر کو درد ہو رہا ہے۔

دوسری عورت: پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں میرے سر میں بھی درد تھا اور میرے شوہر نے میرا سر اپنی گود میں رکھ کر میرے سر کی مالش کی اور میرا سر درد ختم ہو گیا تھا۔

پہلی عورت: باجی! آپ کے شوہر صاحب کب گھر پر ہوں گے؟

دوسری عورت: رات کو۔

پہلی عورت: باجی! میں ضرور رات کو آؤں گی۔

(آفتاب احمد عباسی - سعودی عرب)

معلومات

* ہمارے ملک کے چار صوبے ہیں۔

* جنت کا ٹکڑا سوات شہر کو کہتے ہیں۔

* سب سے زیادہ بے حیائی اٹھانے والے ملک میں ہے۔

* قرآن پاک میں 114 سورتیں ہیں۔

* قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورت کوثر ہے۔

* اردو ہماری قومی زبان ہے۔

پردیز اقبال - دریا خان شہر

گلدستہ

□ اللہ کا ذکر ہی بہترین چیز ہے۔

□ مشکل کشا صرف اللہ کی ذات ہے۔

□ ہر کام میں ایمان داری کو اپناؤ۔

□ ہر کام، بسم اللہ سے شروع کرو۔

□ کسی کو بھی کوئی تکلیف نہ دو۔

□ اے اللہ ہمارے ملک کی حفاظت فرما۔

□ زندگی میں معصیت اور دکھ آتے رہتے ہیں۔

□ سب سے زیادہ دعا مانگنی چاہئے۔

پردیز اقبال - دریا خان

دکھ کیا ہے؟

● دکھ وہ گل ہے جو صحراؤں میں کھلتے ہیں۔

● دکھ وہ آنسو ہیں جو آنکھوں میں رہتے ہیں۔

● دکھ وہ امرت ہے جو دریاؤں میں پلتے ہیں۔

● دکھ وہ موتی ہیں جو ہر اک آہ سے جھڑکتے ہیں۔

● دکھ وہ ساتھی ہیں جو ہر بل ساتھ رہتے ہیں۔

● دکھ وہ موسم ہیں جو بدل بدل کر آتے ہیں۔

● دکھ وہ نغمے ہیں جو ہر بل ہونٹوں پر بچے رہتے ہیں۔

● دکھوں کا ہم جیسے بعض لوگوں سے ایسا تعلق ہے جیسے ماں کی مانتا کا ایک بیٹے سے ہوتا ہے۔

سپاہی ہیر انجم - رسول پور

انمول موتی

* آزادی کی بھوک اسیری کی امیری سے بہتر ہے۔

* کارخانہ قدرت میں فکر کرنا بھی عبادت ہے۔

* ہزار دوست کی دوستی کو ایک شخص کی عداوت کے بدلے نہ

خریدو۔

* اگر تو گناہ پر آمادہ ہے تو کوئی ایسا مقام تلاش کر جہاں خدا

نہ ہو۔

* اللہ کا ذکر دل سے گھر دھم دور کرتا ہے۔

* بہت بڑا گناہ یہ ہے کہ تم وہ بات کہو جو تم نہیں جانتے ہو۔

* ظالموں کو معاف کرنا مظلوموں پر ظلم کرنا ہے۔

* نیکی ایک ایسی شمع ہے جو دوست اور دشمن دونوں کے گھر

اجالا کرتی ہے۔

* محبت ایک ایسا نشہ ہے جو دانا اور نادان کو ایک ہی مکرور کرتا

ہے۔

* ہر ناکامی آپ کے لئے کامیابی کی راہ تلاش کرتی ہے۔

محمد نعیم خان - مونا لوالی ضلع بارغ

جنت میں لے جانے والے اعمال

* جب بات کر دو تو جھوٹ نہ بولو۔

* جب وعدہ کرو تو اس کے خلاف نہ کرو۔

* جب کوئی امانت رکھے تو خیانت نہ کرو۔

* اپنی نگاہوں کو ہمیشہ نیچا رکھو۔

* اپنے ہاتھ پاؤں وغیرہ کو حرام سے بچائے رکھو۔

تو اپنے رب کی جنت میں سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ گے۔

عبدالرشید آؤڈ - عبدالکلیم

محبت کی عبادت

جب بھی وہ شخص اسد مجھ سے خفا ہو جاتا جائے ایک سوہنی مرے سینے میں پھل ہو جائے

دل میں پھر کچھ بھی نہیں ہو گا غلاؤں کے سوا تو کسی روز اگر مجھ سے جدا ہو جائے

وہ بہت رکھتا ہے چاہت کی نمازوں کا حساب وہ تو اک عمدہ نہ بننے جو قضا ہو جائے

چمکیاں دے کے سلاتی ہے تیری یاد ہمیں نیند جس رات بھی آنکھوں سے خفا ہو جائے

یہ طریقہ ہے محبت کی عبادت کا اسد اُس کو چھو لینے سے اک زکَن ادا ہو جائے

اسد حسین - بلی، آزاد کشمیر

مسکراہٹ

* مسکراہٹ ایک ایسا پھول ہے جو کبھی بھی نہیں مرجھاتا۔

* مسکراہٹ زندہ دلوں کی بچکان ہے؟

* مسکراہٹ روح کا دروازہ کھول دیتی ہے؟

رابعہ محمد اسلم - سرگودھا

لطیفہ

* ایک دن ایک چور غریب آدمی کے گھر آیا اور اس سے پوچھا۔ ارے بڑھے تمہارے گھر میں سونا کہاں ہے۔ اُس

نے جواب دیا۔ میرے بیٹے سارا گھر خالی ہے جہاں مرضی سو جاؤ۔

* ایک شخص سکول گیا اور ماسٹر صاحب سے درخواست کی کہ ان بچوں کو کہیں کہ میرے لئے دعا کریں، میرے حالات ٹھیک ہو جائیں۔ ماسٹر صاحب نے جواب دیا اگر میری کلاس

کے بچوں کی دعا قبول ہوتی تو میں آج اس سکول میں نہیں بلکہ قبرستان میں ہوتا۔

رابعہ محمد اسلم - سرگودھا

میری رائے

بے وفائی کرنے والے کو معاف نہیں کرتا چاہئے کیوں کہ اکثر محبت کرنے والے بے وفائی ہی کی وجہ سے خود کشی کر

لیتے ہیں اور اپنی زندگی کی بازی ہار کر اپنی آخرت بھی خراب کر لیتے ہیں۔ بے وفائی کرنے والے کا دوسرے کی زندگی کی

خوشیاں لوٹنے کا بڑا عمل دخل ہوتا ہے۔ اگر بے وفا کو معاف کر دیں گے تو اُس کا ہمیشہ کا یہ شیوہ بن جائے گا کہ وہ ہر کسی کے

دل کے ساتھ کھیلے، ہر کسی کی زندگی خراب کرے۔ بہتر یہی ہے بلکہ میری دلی رائے ہے کہ بے وفا کو دنیا اور آخرت میں ضرور مراٹے تاکر کسی کے دل کے ساتھ کوئی بھی بے وفائی کا

کھیل نہ کھیلے۔

ع - کالا باغ

سوالات و جوابات

س: اس مقدس پتھر کا کیا نام ہے جو خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہے؟

ج: حجر اسود۔

س: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتنے حج کئے؟

ج: آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ہی حج کیا، وہی پہلا اور آخری تھا۔

س: سب سے پہلے مکمل ہونے والی سورۃ کا نام بتائیے۔

رج: سورہ الفاتحہ۔

س: حروف مقطعات سے کیا مراد ہے؟

رج: وہ الفاظ جن کے معانی خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا مثلاً الم۔

س: ذوالنورین کس صحابی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لقب ہے؟

رج: ذوالنورین یعنی دو نوروں والا حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے۔

س: دین کا پہلا (پرانا) نام کیا تھا؟

رج: دین منیف۔

اختر عباس آکاش۔ ہیکر

معلومات

- شاعر مشرق علامہ ذاکر سرمد اقبال نے 1893ء میں گجرات سے بنجرے ہیکر کا امتحان پاس کیا تھا۔
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کو "حکیم اللہ" کہتے ہیں۔
- دنیا کا سب سے کم گہرا سمندر بحیرہ بالک ہے۔
- دنیا کی سب سے اونچی ریلوے لائن ہیر و شہر جنوبی امریکہ کی قوی ریلوے ہے۔
- سندھی زبان میں ڈراسے کی ابتداء مرزا طبع بیگ نے کی۔ مختیار علی کیانی۔ گاؤں تلی

لطیفہ

ایک صاحب کے گھر مہمان آیا جو گھر کا سارا کھانا کھا گیا۔ ایک بچہ رونے لگا کہ اے کھانا دیجئے۔ اے نے بچے کو چپ کراتے ہوئے کہا۔ "بیٹا! نہ وہ مہمان کے جانے کے بعد ہم سارے گھر والے اکٹھے ہو کر روئیں گے۔"

مختیار علی کیانی۔ گاؤں تلی

نظم

آزاد بچی ہوں، مجھے اڑنے دو..... نہ دو، مجھے اڑنے دو
وقت چلا جائے گا، مجھے اڑنے دو..... چچا کا میرا مقدر بن جائے گا، مجھے اڑنے دو..... دیکھو مجھے جانے دو نہ رو مجھے
میرے ساتھی جا رہے ہیں، مجھے اڑنے دو..... دوستوں پر دریائی آگئی ہے باروا..... کتنے خوش تھے پہلے ہم..... آزاد بچی ہوں، مجھے اڑنے دو..... کوئی شام کی اداسی میں میرا

انتظار کر رہا ہوں..... کوئی صبح کی روشنی میں، مجھے جانے دو..... اچھا نہیں کیا تو نے میرے پر کاٹ کر..... آزاد بچی آزاد مجھے لگتے ہیں..... قید میں رہ کر بھی یاد کرتے ہیں..... اپنے بیٹے دنوں کو مجھے اڑنے دو

سازہ ارم

غم ہی غم

تیرے آنے سے پہلے کوئی غم نہ تھا مجھے..... تو آئی تو غم آئے
ہر لمحے میں میرے..... خوشی نام کی چیز نہیں ہے میرے مقدر میں..... غم میرے غم ہیں دوستو..... یہ میری آنکھیں غم کرتے ہیں دوستو..... غم میری زندگی میں ابھی سہانے روپ میں آئے..... جیسے کسی کی زندگی میں کبھی خوشیاں آتی ہیں..... کیا سوچا زندگی میں بھی کسی نے..... کہ خوشی کا تعلق ہمیشہ غم سے ہوتا ہے..... مجھے غم سے پیار ہے میں غم کا عاشق ہوں کبھی میں بھی کس کا غم تھا..... کبھی کوئی میری آس میں ترچا تھا لیکن آج میں ہوں میرا غم ہے..... غم کو میں نے دل میں بسایا ہے..... مجھے غم دے کر خوشی ہی ہے تم نے..... فقہ میری تنگ دعا میں تیرے ساتھ ہیں..... میری بقیہ زندگی بھی لگ جائے تجھے..... تیرے آنے سے پہلے کوئی غم نہ تھا مجھے

سازہ ارم

عشق کی تپش میں مجلس میا ہے فراز
دو شخص جو آگ کے نام سے ڈرتا تھا

انتخاب: سازہ ارم

زندگی

زندگی اک سفر ہے..... ایک ایسا سفر جس میں..... ایک نئی راہ پر..... ایک نئی سوچ پر..... مسافر ہے وہ ہے اپنے مقصد کے حصول کے لئے..... بھٹک جاتا ہے دشمن رستوں میں..... جو محل کر روشنی دیتی ہے..... خود تو پھل جاتی ہے لیکن..... کچھ لمبا کچھ لمبے جاہت کے بھاتی ہے..... زندگی اک امتحان ہے..... زندگی جیسے کا نام ہے زندگی..... صبح ڈھنگ سے جیو یا..... مشکلات میں گرے ہو..... یہ تو زندگی ہے کچھ بالو گے..... اور کچھ کو بھی دے..... اسی کا نام زندگی ہے..... زندگی ایک سفر ہے

سازہ ارم

بہترین شعرا بچے پیاروں کے نام

تو نے..... میں میں ہی نہیں..... آخری حوالہ ہم سے
شعبان شیرازی۔ جوہر آباد

عزیز شہیدی شاہد را کھو کے نام

نہیں یہ ہو نہیں سکتا کہ تیری یاد نہ آئے
تا تیرے نہیں یہ دل کہیں بھی اب چین نہ پائے
تجھے بھولے..... سے پہلے بھری جان چلی جائے
سید عبادت علی۔ ڈی آئی خان

ایم لاہور کے نام

فیروں سے کچھ گھر نہیں ابوں سے کچھ ملا نہیں
میں وہ غم کی کتاب ہوں جسے کسی نے پڑھا نہیں
تیرے..... مصوم دامن کی قسم اے بھڑکنے والے
بہت مجھ بھڑکتا ہوں تو رو لیتا ہوں
عثمان غنی۔ رحیم یار خان

ایس جڑانوالہ کے نام

تیرے چہرے کو مہنگام گھر دیا
ہر شاخ دل چہ تیرا نام گھر دیا
گزارا ہو کوئی لڑکھیری یاد کے سوا
"گھر" خود پہ حرام گھر دیا
مڈلواڑ۔ جڑانوالہ

ایس کھٹانہ کے نام

مجھ کو نہیں لگا کہ آج کی رات بھی میں سو پاؤں گا
دیکھ تیری یاد پھر اتر رہی ہے میری آنکھوں میں پانی بن کر
مڈلواڑ۔ جڑانوالہ

ساجد پریکشی جڑانوالہ کے نام

خوشیوں کا سنار لے کر آئیں گے
پت جھڑ میں بھی بہار لے کر آئیں گے
جب بھی پکارو گے پیار سے ہمیں
موت سے بھی سانس امداد لے کر آئیں گے

SA کے نام

منسوب ہے جو لوگ ہماری زندگی کے ساتھ
اکڑ دی لے ہیں یوں بے رخی کے ساتھ
میں تیرے آنے کی امید رکھتا ہوں مگر
مجھ کو فضا کا پیار ہے اس دُش کے ساتھ
عبدالستار نیاز۔ زریں بک

A کے نام

کتنی خاموشی ہے..... کتنا دُش ہے وہ
ساری باتیں فضول ہیں مجھے
اشارہ تو مد کا کر رہا تھا ڈوبنے والا
مگر یاروں سائل نے سلام سے الوداع سمجھا
محمد طارق نور۔ کرمان

ریکس ارشد۔ سعودی عرب کے نام

تیرے ہنسنے سبھی اہل درد حتی بزم شعر
اے دوست اب پڑھوں میں فزل کس کو دیکھ کر
ریکس ساجد کاوش۔ خان پبل

ریکس ساجد کاوش۔ خان پبل کے نام

اک بھول بھی اکڑ باغ سا دیتا ہے
اک ستارہ دیا چکا دیتا ہے
جہاں کام نہیں آتے دنیا بھر کے رشتے
وہاں اک دوست زندگی بنا دیتا ہے
ریکس ارشد۔ سعودی عرب

رجب شہیدی شاہد را کھو کے نام

ہم ہیں وفا کے عادی ہر دم وفا کیا کریں گے
اک جان ہے جو باقی تم پہ فدا کریں گے
عبادت علی۔ ڈی آئی خان

AG حافظ آباد کے نام

ز عشق بھی تیرے نام کے چمچ ہوئے

اسے رحیم یار خان کے نام

تو شمع نہ ہوتی میں پروانہ نہ ہوتا
تو نظر نہ آتی میں تیرا دیوانہ نہ ہوتا
مذہب خان - ساک

اپنے کسی چاہنے والے کے نام

اپنا ہاتھ میرے ہاتھوں میں تو دو، مجھے دنیا سے کچھ اور نہیں اپنے
مجھے اس محبت کی قسم، مجھے صرف تیرا ساتھ چاہئے
محمد واصف - واہ کینٹ

ہائو کراچی کے نام

سننے کے لئے کوئی وجہ تو چاہئے نہیں
اور تم کہتی ہو زندگی ہی وجہ ہے
نازنین - حاجی کوٹ

زیلہ لاہور کے نام

میری دوستی کی تم کیا آزمائش کر سکو
جان سے زیادہ کیا فرمائش کر سکو
میری دوستی ہے سمندر کے پانی کی طرح
کیا کبھی اس پانی کی پیمائش کر سکو
محمد عثمان - لیہ

ایس لاہور کے نام

کہاں تلاش کرو گے مجھ جیسا شخص حسن
جو اپنی ذات سے زیادہ تیرا خیال رکھتا ہو
محمد عثمان - لیہ

بصیر احمد علی پور کے نام

چپ ہو کس وجہ سے ہمیں معلوم نہیں دوست
دل ڈوب جاتا ہے جب تم یاد نہیں کرتے
ایم فاروق - رحیم یار خان

کسی اپنے کے نام

کلی آنکھوں سے ساری عمر دیکھا
اک ایسا خواب جو اپنا نہیں تھا
ہے اچھ آج تک وہ شخص دل میں

جو اس وقت بھی مرا نہیں تھا
یاسین سلیم قادری - کراچی

ایس کے نام

دل کی دوستی کے نام ہوتی ہے
دلدار دوستی کی شان ہوتی ہے
کہیں بھی رہو پر رہو مجھے میرے دل میں
بھی کبھی دوستی کی پہچان ہوتی ہے
یاسین سلیم قادری - کراچی

کسی اپنے کے نام

تیرے میں جو کسی اور کی چاہت ابھرے
بھول کے مجھے یہ بات بتانا نہ کہی
یہ نہیں کہتے کہ ہر لمحہ مجھے یاد رکھو ساقی
پر ہمیشہ کے لئے مجھ کو بھلانا نہ کہی
محمد ثاقب رفیق

کسی اپنے کے نام

جب سے تیرے نام کر دی زندگی اچھی تھی
تیرا غم اچھا لگا تیری خوشی اچھی تھی
تیرا ہنسنے کا تیرا خوشبو تیرا لہجہ تیری بات
دل کو تیری محبت کی سادگی اچھی تھی
یاسین سلیم قادری - کراچی

K ملتان کے نام

لے کی دل میں اک آس رکھنا
کبھی نہ خود کو میری جان اداس رکھنا
خوشی لے گی اک روز بارش کی طرح
ان آنکھوں میں تھوڑی سی پیاس رکھنا
محمد زبیر شاہ - ملتان

ایس کے نام، جہلم کے نام

جاتے ہوئے لوگوں کو کون روک سکتا ہے
یہ تو وہ اندھیرے ہیں جو سج جاتے ہیں
ہونے سے پہلے ختم ہو جاتے ہیں
جانے سے پہلے اتنا سوچ لینا اے ایس
عدنان حیدر - جہلم

کسی اپنے کے نام

وہ میرے ظاہر کو دیکھتے رہے ہرے خور کے ساتھ
کوئی اندر سے بل گیا اور اسے خبر بھی نہ ہوئی
محمد حسین نذر - اسلام پورہ جبر

بھائی اطہر خاں مرحوم کے نام

یوں تیرے دیوار کے لئے ترستے رہے
آنسو بھی آنکھوں سے ترستے رہے
بہت یاد آئے گی اطہر تیری بے لوث محبت
میرے آنسو وہ خرید سکیں گے
سردار اقبال خان مستوئی - سردار گڑھ

آرناز، درمی خیل کے نام

بھولی ہوئی صدا ہوں مجھے یاد آتی ہے
تم سے کہیں ملا ہوں مجھے یاد کیجئے
منزل نہیں ہوں خضر نہیں ہوں راہزن نہیں ہوں
منزل کا راستہ ہوں مجھے یاد کیجئے
سیح اللہ سیحی - درمی خیل

اک اپنے کے نام

کل رات میں نے خواب میں دیکھا تھا آپ کو
کل رات میرے واسطے تو چاند رات تھی
مس صاحبہ کلر سیدان

زیلہ سرگودھا کے نام

ظہرنے کے بعد کبھی ملے اگر زندگی میں
دیکھ کر یوں نظر نہ جمکا لینا
دیکھا ہے کہیں شاید آپ کو
بھی سوچ کر ہاتھ ملا لینا
سراج خان - کرک

AK، چکی کھنکی کے نام

خوش ہو جاؤ میں آ رہا ہوں
تم میرے پاس آ جاؤ میں کہیں اور جا رہا ہوں
امجد علی کوروڈانہ - کلونا نوالہ
کالا باغ میں معمم کسی اپنے نام

سافر تو چھوڑتے ہیں رفاقت کب بلی ہے
محبت زندہ رہتی ہے محبت کب بلی ہے
ہم حسی کو چاہتے ہیں نہیں سے بیا کرتے ہیں
محمد افضل جواد - کالا باغ

K، خانوالہ کے نام

مجھے بھلانے کا فیصلہ وہ روز کرتا ہے شاید
مگر اس کا کوئی بس نہیں چٹا میری وفا کے سامنے
شاہد اقبال خٹک - کرک بندر کی

کسی اپنے کے نام

پکڑا کے مگر نہ جاؤں میں اس تیز دھوپ میں
مجھ کو ذرا سنبھال بڑی تیز دھوپ ہے
تویر احمد گوندل - لالہ موسیٰ

انسب، ساہیوال کے نام

عرش پر خاک نشینوں کا بیڑا نہ کرو
جو نہ پوری ہو کبھی ایسی تمنا نہ کرو
حسن کو تم نے جدا سمجھا ہے لیکن اے گلزار
خود بتائے ہوئے مسعود کی پوجا نہ کرو
ساگر گلزار کنول - فورٹ عباس

رابعہ سکندر زمان، ابوظہبی کے نام

غربت نے آ کے ڈالے کچھ اس طرح سے ابرے
رشتے غلوں کے سارے آخر نکھر گئے
رابعہ فیصل مجید - کراچی

KK، محضہ قریشی کے نام

”مجھ سے چھڑ کر خوش ہے تو اے خوش فانی رہنے“
”میرے ساتھ رہ کر اس رہے یہ مجھے اچھا نہیں لگتا“
مذہب سیدتیسم - انک

دوستوں کے نام

مٹی میری قبر سے چھا رہا ہے کئی
مر کے بھی مجھے یاد آ رہا ہے کئی
”ہل کی زندگی اور رہے“
اواس میری قبر سے چھا رہا ہے کئی
صابر اقبال - قصور

مجھے یہ شعر پسند ہے

خون ہوا ہے بے وفا کا وفا کے ہاتھوں
 ۱۔ عیدان خان۔ ڈی آئی خان
 وہ مجھ کو بھول بیٹھا ہے نہیں حیرت مجھے حسن
 وہ اپنی عام سی چیزوں کو اکثر بھول جاتا ہے
 ۲۔ عبدالوحید۔ بندیل
 تڑپ کے دیکھو کسی کی چاہت میں تو پتہ چلے کہ پیار کیا ہوتا ہے
 یونہی دل جائے اگر کوئی بنا تڑپ تو کیسے پتہ چلے کہ پیار کیا ہوتا ہے
 ۳۔ رئیس صداسا۔ ساحل
 دوستوں سے چھڑ کر یہ حقیقت کھلی فرار
 دنیا حسین ہے مگر دوستوں کے ساتھ
 ۴۔ محمد عثمان۔ لہ
 ابھی جب میت میری تو رونے والوں میں کوئی اپنا نہ تھا دوستو!
 میرے قاتل ہی رو پڑے مجھے تنہا دیکھ کر
 ۵۔ ایم فاروق۔ رحیم یار خان
 بات تو صرف چاہت اور غلوں نیت کی ہوتی ہے ساقی
 ورنہ دوست اور دشمن شروع ایک ہی حرف سے ہوتے ہیں
 ۶۔ محمد عاقب۔ رئیس
 ایک مدت سے میری سوچ کا محور تو ہے
 ایک مدت سے میری ذات کے اندر تو ہے
 میں تیرے پیار کے ساحل پہ کھڑی ہوں تنہا
 میری چاہت میری الفت کا سمندر تو ہے
 ۷۔ یاسین سلیم قادری۔ کراچی
 تو تو سراپا بہشتی ہے میرا ذکر ہی کیا
 ہم تو دشمن کو بھی اسے دوست دعا دیتے ہیں
 ۸۔ محمد فیضان شاہ۔ رحیم یار خان
 تم پہ بیٹے گی تو جان جاؤ گے فرار
 کوئی نظر انداز کرے تو کتنا درد ہوتا ہے
 ۹۔ عبادت علی۔ ڈی آئی خان
 چلو کہ بہت طبع ہوئی اب لوٹا ہے مجھے
 کہ میرے گھر میں خنجر ہے تنہائی میری
 ۱۰۔ مدثر نواز۔ جڑانوالہ

ایک غزل حافظ آباد کے نام
 تیری نیم سہل تھیں تیرا ذرا لب نیم
 یونہی اک اوائے سستی یونہی اک فریب ساہ
 سلم شیرازی۔ جوہر آباد
 کسی لپٹے کے نام
 انسان تو کبھی مکمل اپنا بھی نہیں ہوتا
 اس نے خدا میں لکھا ہے کہ میں صرف تیری ہوں
 عثمان غنی۔ رحیم یار خان
 اہم بلا دور کے نام
 غیروں سے کچھ گٹا نہیں انہوں سے کچھ ملا نہیں
 میں وہ غم کی کتاب ہوں جسے کسی نے پڑھا نہیں
 تیرے مصوم دامن کی قسم اسے بھرنے والے
 بہت کچھ ہوتا ہوں تو رو لیتا ہوں
 عثمان غنی۔ لاہور

شاہد حسین بھولے والا ملتان کے نام
 تیری دوستی نے سب کو سکھا دیا
 غصوں دنیا کو بھر سے بچا دیا
 قرض دار ہوں میں اپنے رب کا
 جس نے تم سے دوست سے ملا دیا
 شاہن جیو لے والا۔ ملتان
 راج کمار میٹھی بھاؤ لکھنؤ کے نام
 ہم سر بھی گئے تو ہماری یادیں تم سے وفا کریں گی اسد
 یہ مت کچھ ہم نے تمہیں چاہا صرف بھڑو دینے کے لئے
 اسد شہزاد۔ کوچرہ
 سندھ کبیر جی نقوی کراچی کے نام
 کہا میں نے لڑا میں ہوں مٹی میں کیوں اتروں
 جواب آیا کہ سب کو یہ سندھ پار کرنا ہے
 یوسف زہرا اکٹر واہد گیلوی۔ کراچی
 جو بھول چکے ہیں ان کے نام
 بھی نہ بھی تو بھاروں کے بھول رہا جائیں گے
 بولے بھی کبھی ہم تمہیں یاد آئیں گے
 احسان ہو گا تمہیں ہماری دوستی کا
 جب ہم بھول رہے ہوں چلے جائیں گے
 محمد اسحاق انجم۔ گلشن پور

اپنی پارو لالہ موٹی کے نام
 پارو! پاس آؤ اک اچھا سن لو
 پیار ہے تم سے ہے ہوا سن لو
 پارو! اک تم ہی کو تو خدا سے مانگا ہے
 جب بھی مانگی کوئی دعا سن لو
 صداس حسین۔ کھلا سکہ
 ایس کراچی کے نام
 غم کے کھلے ہوئے پیارے ہوتے ہیں دین
 اگر تم سے نہیں ملے تو بھڑتے کس سے
 دین محمد کٹی۔ کراچی

دور اک ہستی آباد کریں گے
اس ہستی کے لوگ ہمیں یاد کریں گے
جب ہم اقبال اس کی محفل میں نہ ہوں گے
تو تجیں گے فریاد کریں گے

محمد اقبال رحمن۔ سہیلی بالا ہزارہ

سنا ہے درد کا احساس اپنوں کو ہوتا ہے آکاش
جب درد ہی اپنے دیں تو احساس کے ہو آکاش

چوہدری سعید آکاش۔ مظفر آباد

ماتا کہ ہماری ذات میں سو عیب ہیں مگر
کہتے نہیں خدا کی قسم کبھی ہم فقیر لوگ

محمد فضل جواد۔ کالا باغ

برسوں بعد جو بیٹے ہوئے اس چہرے کو دیکھا اداں
بری طرح سے لرز کے وہ مٹی میرے دل کی زمین

نصیر احمد اینڈ اداں۔ مظفر آباد

میری محبت کو بدلت کے ترازو میں مت تول اے دوست
میں نے وہ زخمی کھائے ہیں جو قسمت میں نہیں تھے

سفر اداں موہری۔ مظفر آباد

ہوتا ہے اپنی آنکھ کا آنسو بھی بے وفا شاید
وہ بھی لکھتا ہے تو کسی اور کی خاطر

شاہد اقبال خٹک۔ کرک

دلوں میں نفرت ہے محبت کس سے مانتے ہیں
بیالے زہر کے بھرے ہیں شربت کدو سے مانتے ہیں

شاہد اقبال خٹک۔ جندری، کرک

عجب شام کھڑی ہے کہیں سے آ جاؤ
بڑی اداں کھڑی ہے کہیں سے آ جاؤ

زمانہ جس کو سمجھتا ہے موتیوں کی چمک
وہ آنسوؤں کی لڑکی ہے کہیں سے آ جاؤ

پرنس مظفر شاہ۔ پشاور

کوئی مہر نہیں کوئی تہ نہیں پھر چا شعر سنائیں کیا
اک بھر جو ہم کو لاحق ہے تا دیر اسے دہرائیں کیا

محمد اقبال رحمن۔ سہیلی بالا

مگر تیرے سامنے پرچم کفر بلند ہو
یا لا اللہ نہ کہہ یا اسے تار تار کر دے

محمد اعظم۔ عارف والہ

اندھ کی ٹوٹ پھوٹ نے دیران کر دیا نہیں
درد ناز تھا ہم کو کہ آفتاب ہیں ہم

خضر علی۔ گنڈا کس

خوف آیا نہیں سانپوں کے مجھے جنگلوں سے
مجھے محفوظ رکھا میری ماں کی دعا نے

نبیل نیک بندھو۔ سہیلی پانی

اک قطرہ تو کیا سمندر ہی اس کے نام کر دیتا
وہ کہتی تو سہی اک بار پیاسے کچھ میں

چانگیر اسلم گوندل۔ منڈی بہاؤ الدین

مٹ جاتے ہیں وہ لوگ ریت کی دیواروں کی طرح الطاف
اپنے سے زیادہ جو کسی سے پیار کرتے ہیں

چوہدری الطاف حسین دکنی۔ بمبئی

جب کبھی جی میں آئے تو آزما لیتا اے دوست
لو بھی دیں گے چرخوں میں جلانے کے لئے

چوہدری الطاف حسین دکنی۔ بمبئی

چاندنی رات میں چاند گوارا نہ ہوا مجبور
ہم تو سبھی کے تھے مگر کوئی ہمارا نہ ہوا

دین محمد مجبور۔ یولان

کیوں کروں میں یہ دعا کہ اسے بری مرگ جائے الطاف
ہو سکتا ہے آج آخری دن ہو میری زندگی کا

چوہدری الطاف رحمن۔ کھڑوہ

وہ مجھ کو بے وفا کا لقب دیتا ہے
سانس پلاتی ہے مگر مردہ بنا دیتا ہے

مت پوچھ اس کے بیٹھانے کا پتہ
اس کے تو شہر کا پانی بھی نشہ دیتا ہے

چوہدری الطاف حسین دکنی۔ کھڑوہ

قبروں میں نہیں ہم کو کتابوں میں اتارو
ہم لوگ محبت کی کہانی میں مرے ہیں

فیض اللہ جاوید۔ جی سرور شریف

ہم تیرے شہر میں یونانی پھرتے رہے وہی
نہ کسی نے چاہ پوچھی نہ کسی

عمر علی شہزاد۔ بیکر

ترب اے دل تیرے تپنے میں بڑی شکنیں ہوتی ہے
جدائی اپنے پیاروں کی بڑی شکنیں ہوتی ہے

نصیر الدین نصیر۔ جھکوت

آنکھ کا گنا بھی اک قیامت ہے
نہ مٹی آنکھ جب سے آنکھ مٹی ہے

جاوید عباس حمزہ۔ سرگودھا

دیتا ہوں ہر اک کو پیار کی نظر سے
کہیں بچھڑا ہوا وہ میرا محبوب ہی نہ ہو

شاہد نسیم راز۔ بڈانی

قدیم بن جائے گی اس خدا کو یاد تو کر
وہ سب کچھ دیتا ہے اس کا شکر ادا تو کر

سید عارف شاہ۔ جہلم

اے حسین! خود پر ناز کرنا چھوڑ دو
عاشقوں کا خون پی کر مسکراتا چھوڑ دو

سید عارف شاہ۔ جہلم

بہت دنوں کے بعد عائشہ تمہاری تحریر آئی
خوشی ہوئی تم کو عارف کی یاد آئی

سید عارف شاہ۔ جہلم

میرا لکھنے کا انداز شاید تمہیں پسند نہ ہو
پر زبان ساتھ نہ دے تو کیا کروں

ظفر نور بھٹو۔ اوابوڑہ

انتقام مجھ کو وہ درد وفا مجھ کو دے جائے گا
زخم لے کر اک دل درد کیا خبر تھی

جائے جاتے وہ دعا دے جائے گا
احمد مہدی۔ کالا باغ

کانٹوں کے بدلے پھول کیا دو گے
آنسوؤں کے بدلے خوشی کیا دو گے

ہم چاہتے ہیں آپ سے عمر بھر کا پیار
ہمارے اس سوال کا جواب کیا دو گے

احمد مہدی۔ پٹکلاں

کسی کے بچھڑ جانے سے مر کوئی نہیں جاتا اے دہی
مگر زندگی کے انداز بدل جاتے ہیں

میاں محمد عرف دکنی۔ پنڈی گھیب

میں اس بے بسی کی دنیا میں کیسے جیوں اے زید
یہاں سکون تو ملتا ہے مگر سب کچھ لٹ جانے کے بعد

ایم زید اے۔ بول۔ جلاب گوٹھ

خود ہی اپنے سامنے کے آگے کھڑا ہوں ہاتھ پھیلائے
طلب دنیا سے کیا کرتا ہوں میں سائل ہوں فقط اپنا

بابر سوانی۔ میانوالی

محبت زندگی کے فیصلوں سے لڑ نہیں سکتی
کسی کو کھونا پڑتا ہے اور کسی کا ہونا پڑتا ہے

ملک افضل ساگر۔ شی مندر آباد

۱۔ ایم اے ایم خان - ایسٹ آباد
 ۲۔ کچھ لوگ کسی کے پیار کی قدر کرتے ہیں
 ۳۔ کہیں کوئی مرنے جائے تمہیں یاد کرتے کرتے
 ۴۔ محمد میر ظہری - سبکیاں
 ۵۔ جب بھی مشکل آئے علم کو اٹھا کے رکھنا
 ۶۔ اپنے ہنوں میں حسین کی محبت کو بسا کر رکھنا
 ۷۔ محمد اصف - واہ کینٹ
 ۸۔ تمہیں اداس، روح پریشان، دل بڑھال
 ۹۔ برپا ہوئی ہے ایک قیامت کہاں کہاں
 ۱۰۔ محمد اسحاق انجم - مگن پور
 ۱۱۔ مجھے بکھرنے نہ دینا میرے مقدر کی طرح
 ۱۲۔ یہ تیری زلف نہیں جو پل بھر میں سنور جائے
 ۱۳۔ قمر شاہزاد گوئل - گوجرہ
 ۱۴۔ چلتے چلتے پینے آ گیا
 ۱۵۔ سامنے دیکھا تو مدینہ آ گیا
 ۱۶۔ محمد انان - رکن ٹی
 ۱۷۔ بڑی گستاخیاں کرنے لگا ہے میرا دل مجھ سے
 ۱۸۔ یہ جب سے تیرا ہوا ہے میری سلتا ہی نہیں
 ۱۹۔ محمد قاسم احمد جی - سبکی آباد
 ۲۰۔ اک ہستی ہے جو جان سے بھی بڑھ کر ہے میری
 ۲۱۔ جو جان سے بھی بڑھ کر ہے میری
 ۲۲۔ خدا حکم کرتے تو سمجھ کر دوں
 ۲۳۔ کیونکہ وہ کوئی اور نہیں ہے
 ۲۴۔ ساجد حسین - لاہور
 ۲۵۔ ہونٹ چہرے پہ ہیں اس کے نظر آتے ہیں
 ۲۶۔ دودھ میں رکھی ہوں جیسے دو پتیاں گلاب کی
 ۲۷۔ اسد شہزاد - گوجرہ
 ۲۸۔ شعلوں میں گر گیا ہوں شاید
 ۲۹۔ دھوئیں سے بھر گیا ہوں شاید
 ۳۰۔ بھگ رہا ہوں جا بجا آوارہ
 ۳۱۔ میرے دل سے اتر گیا شاید
 ۳۲۔ راجہ کنگڑا - لاہور
 ۳۳۔ تیرے آنے کی خوشبو میرے دل میں بس جاتی ہے

تیرے قدموں کی آہٹ میرے دل میں سا جاتی ہے
 تیرا چاند سا چہرہ آنکھوں میں بس جاتا ہے
 جیسے تیرا نام میرے نام کے ساتھ ج جاتا ہے
 ۴۔ محمد اصف - دہلی نئی
 ۵۔ عمر گزر گئی ہے میری یہ سوچتے سوچتے فرار
 ۶۔ کہ ہر کو کیا موبائل آن ہونے پر کون ہاتھ ملائے ہیں
 ۷۔ انعام علی - چنڈ
 ۸۔ الزام محبت کے ڈر سے چھوڑ دیا شہر اپنا اے دوست
 ۹۔ ورنہ یہ چھوٹی سی عمر پردیس کے قابل تو نہ تھی
 ۱۰۔ لعل شاہ رخ خان - کرک
 ۱۱۔ ٹوٹے ہوئے بیٹھانے پر جام نہیں آتا
 ۱۲۔ عشق کے مریض کو آرام نہیں آتا
 ۱۳۔ اے دل توڑنے والے تو نے یہ تو سوچا ہوتا
 ۱۴۔ ٹوٹا ہوا دل کسی کے کام نہیں آتا
 ۱۵۔ مفید مندیب - علی پور چنڈ
 ۱۶۔ موت سے نہ ڈراے بندے موت تو ایک دن آتی ہے
 ۱۷۔ ڈرتا ہے تو اس سے ڈر جس نے موت لائی ہے
 ۱۸۔ محمد انان - رکن ٹی
 ۱۹۔ کاش میں ایک کیڑا ہوتا
 ۲۰۔ اڑتا چلتے آسمانوں میں
 ۲۱۔ پیار کی ہاڑی لگاتا میں
 ۲۲۔ بھرتا میرے دکانوں میں
 ۲۳۔ راجہ کنگڑا - لاہور
 ۲۴۔ غور تو ہونا تھا ان کو ہماری محبت کی شدت دیکھ کر
 ۲۵۔ غمزدہ اپنی قدر کی سوچ میں ہماری قیمت ہی بھول گئے
 ۲۶۔ اسد شہزاد - گوجرہ
 ۲۷۔ رسوا کر دیا مجھے زمانے بھر میں
 ۲۸۔ تیری جاہت نے یہ حال کر دیا زمانے میں
 ۲۹۔ اب تو خوشی پاس نہیں آتی مگر
 ۳۰۔ غموں نے گھیر لیا مجھے زمانے بھر میں
 ۳۱۔ دہلی منٹل
 ۳۲۔ میں اس کا ہوں یہ راز تو وہ جان گیا راجہ
 ۳۳۔ وہ کس کا ہے یہ سوال مجھے سونے نہیں دیتا
 ۳۴۔ راجہ کنگڑا - لاہور

ہم سے پہچنی ہے تو ستاروں کی بات پر چھو تاز
 خواہوں گی بات تو وہ کرتے ہیں جنہیں نیند آتی ہے
 ۲۔ عظیم ساجد - سندھ آباد
 ۳۔ ہم نے دیکھا ہے زمانے کی ہر رت کو
 ۴۔ ضد و خود غرضی کے بارے ہر بہت کو
 ۵۔ پروفسر ڈاکٹر زاہد گیلانی - کراچی
 ۶۔ ہنوں سے دل لگانے کی عادت نہیں رہی
 ۷۔ ہر وقت مسکرانے کی عادت نہیں رہی
 ۸۔ یہ سوچ کے کہ کوئی مٹانے نہیں آئے گا
 ۹۔ اب ہمیں روٹھ جانے کی عادت نہیں رہی
 ۱۰۔ محمد اسحاق انجم - مگن پور
 ۱۱۔ میرے لفظ کی گہرائی میں عکس جہاں اس کا تھا
 ۱۲۔ غزل میری تھی مگر دل میں مستوی خیال اس کا تھا
 ۱۳۔ سردار محمد اقبال خان - مستوی - سردار گڑھ
 ۱۴۔ مانا کبھی نہیں ہوئے ہم تیری دوستی کے قابل
 ۱۵۔ اپنا نہ سہی انجان سمجھ کر حال پوچھ لیا کہ
 ۱۶۔ شمس الرحمن عرف - احمد - واہ کینٹ
 ۱۷۔ پیار کی عظمت کو رسوا نہ کیا ہم نے
 ۱۸۔ دھوکے تو بہت کھائے پر دھوکا نہ دیا ہم نے
 ۱۹۔ انعام علی - چنڈ
 ۲۰۔ کوئی ایسا اہل دل ہو کہ فسانہ محبت
 ۲۱۔ میں اسے بنا کر روؤں وہ مجھے بنا کر روئے
 ۲۲۔ ارم مصطفیٰ - راولپنڈی
 ۲۳۔ رات گہری تھی ڈر بھی سکتے تھے
 ۲۴۔ ہم جو کہتے تھے کہ بھی سکتے تھے
 ۲۵۔ تم جو چھڑے تو یہ بھی نہ سوچا کہ
 ۲۶۔ ہم تو پاگل تھے مگر بھی سکتے تھے
 ۲۷۔ شعیب شیرازی - جوہر آباد
 ۲۸۔ زندگی اس کی جس کی موت ہے زمانہ انہوں کرے غالب
 ۲۹۔ یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے

ہوں تو ہر شخص آتا ہے اس دنیا میں مرنے کے لئے
 ۲۔ محمد فاروق - رحیم یار خان
 ۳۔ کس قدر مصوم سا لہجہ تھا اس کا
 ۴۔ دیر سے جان کہہ کر بے جان کر دیا
 ۵۔ شہباز - گوجرہ
 ۶۔ اتنی محبت نہ کر کہ بکھر جائیں ہم
 ۷۔ تھوڑا ڈانٹا بھی کر کہ سدھر جائیں ہم
 ۸۔ اگر ہو جائے ہم سے خطا تو ہو جانا تھا
 ۹۔ مگر اتنا بھی نہیں کہ مر جائیں ہم
 ۱۰۔ لعل شاہ رخ خان - کرک
 ۱۱۔ ٹھوکر سی مار کر محفل سے غائب ہیں مجھے
 ۱۲۔ اور اک پاؤں سے دامن بھی دبا رکھا ہے
 ۱۳۔ حفیظ حبیب - علی پور چنڈ
 ۱۴۔ اس کو تو کھو دیا ہے اب نہانے کس کو کھنا ہے
 ۱۵۔ لکیروں میں جہان کی علامت ابھی باقی ہے
 ۱۶۔ محمد قاسم احمد جی - سبکی آباد
 ۱۷۔ مت دے دعا کسی کو اپنی زندگی لگ جانے کی
 ۱۸۔ یہاں کچھ لوگ اور بھی ہیں جو تیری زندگی کی دعا کرتے ہیں
 ۱۹۔ اے ڈی کنول - کپورہ
 ۲۰۔ برسوں بعد اس شخص کو دیکھا اوس اور پریشان
 ۲۱۔ شاید اُسے مجھ سے چھڑنے کا غم آج بھی ہے
 ۲۲۔ سونیا قادر - لاہور
 ۲۳۔ چند لکھوں کے لئے ساتھ بھانے والے
 ۲۴۔ تو نے مجھے منزل سے بہت دور چھوڑ دیا
 ۲۵۔ مجھ کو منزل سے چھڑنے کا نہیں ہے غم
 ۲۶۔ تیرے اٹناؤ وفا نے میرا دل توڑ دیا
 ۲۷۔ اسحاق علی - سیٹ پور
 ۲۸۔ میری آوارگی میں کچھ قصور اُس کا بھی ہے اتنی
 ۲۹۔ کہ اُس کی یاد آتی ہے تو گھر اچھا نہیں لگتا
 ۳۰۔ یہ شعر مجھے کیوں پسند ہے

غزل

غزل

سوچا تھا عمر بھر ساتھ چلیں گے
کیا خبر تھی بدل جاؤ گے موسموں کی طرح
کیا تھا ہمیں اس شخص سے کیا رشتہ تھا
جو مجھ میں سا گیا پر یوں طرح
جس کو سینے میں صدیاں گزر گئیں سعید
وہ شخص بکھر گیا خوشبو کی طرح
کس کو اتنا نہ چاہو کہ بعد بھلا نہ سکو
یہاں مزاج بدلتے ہیں موسموں کی طرح
ہم تو تھا تھے اور تھا ہی رہے سعید
وہ بدل رہا موسموں کی طرح
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولپور

غزل

نہیں ملتا دل کو سکون تیرے بغیر
زندگی میں کچھ حرا نہیں تیرے بغیر
ایک لکھتے ہیں تیری یادیں ہوتی ہیں
کئی محفل میں دل نہیں لگتا تیرے بغیر
تھ سے دور ہوں مجبور ہوں میں
اک پل کو سکون نہیں ملتا تیرے بغیر
سوئی سی گئی ہے ہر چیز تیرے بغیر
دل کی ہستی وہاں ہے تیرے بغیر
صد دل اب کیسے اک ملتا ہے
گسٹا نہیں ہے اس کا رزم تیرے بغیر
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولپور

مخمل منہ موڑ جانا تھا
ہم نے تب سے مخمل میں جانا ہی چھوڑ دیا
تو نے سمجھا نہ کبھی جواب کے قابل
ہم نے عمر کا قاصد رونے ہی چھوڑ دیا
ملتا ہم سے نہ تو نے گوارہ سمجھا
ہم نے رو روہو آنا ہی چھوڑ دیا
تو نے نظر سے جب چہا نہیں نظریں
ہم نے نظریں اٹھانا ہی چھوڑ دیا
تو نے سمجھا انگوٹوں کو سفید پانی
ہم نے آنسو بہانا ہی چھوڑ دیا
تو نے محفل کے قابل نہ سعید سمجھا
ہم نے سارا زمانہ ہی چھوڑ دیا
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولپور

غزل

اب کے یوں دل کو سزا دی ہم نے
اس کی ہر بات بھلا دی ہم نے
ایک ایک پھول بہت یاد آیا
شاخ گل جب وہ جلا دی ہم نے
شہر جہاں راکھ سے آباد ہوا
آج پھر وہ بہت یاد آیا
آج پھر اسی کو دعا دی ہم نے
کئی تو بات ہے اس میں سعید
یہ خوشی ہیں پر لگا دی ہم نے
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولپور

بول جاتے ہیں کسی کو ایسا بگڑا نہیں

باد کرتے ہیں کسی کو مگر اتنا بھی نہیں
نہ بھول آج شب بھر کس قدر ہے اداس
کہیں کہیں کوئی تارا ہے اور کچھ بھی نہیں
ایک مدت سے تیری یاد بھی آئی نہیں
اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں
رواں دواں ہیں سینے تلاش میں جس کی
وہ اک شکست کنارہ ہے اور کچھ بھی نہیں
یوی تو ہر شخص اکیلا ہے بھری دنیا میں
پھر بھی ہر دل کے مقدر میں تنہائی نہیں
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولپور

غزل

یاد آیا وہ لمحہ جو ہمارا تھا
جو تم سنگ وہ دن گزارا تھا
تیری یاد نے مسکراتا سکھایا مجھے
تیری یاد میرے واسطے سارا تھا
تیرے غم میں جو آنکھ سے نکلا
تمہارے نام کا دمکا ستارہ تھا
جھوم ہی تو اٹھی تھی میں کہ
ردھ کر بھی تم نے مجھے پکارا تھا
انسوؤں بخش دیا کسی اور کو
اس دل نے تیری چاہ میں کیا گزارا تھا
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولپور

غزل

چلو ہم مان لیتے ہیں تمہیں فرصت نہیں ملتی
کبھی گھر کی صفائی سے کبھی اپنی پڑھائی سے
تمہیں سکول بھی جانا ہے وہاں سکھوں سے ملنا ہے
چلو ہم مان لیتے ہیں تمہیں فرصت نہیں ملتی
کبھی کھانا پکانے سے کبھی جھاڑو لگانے سے
کبھی دھن بنانے سے کبھی بازار جانے سے
ایس ایف محمد سعید ملک۔ بھاولپور

چلو ہم مان لیتے ہیں تمہیں فرصت نہیں ملتی
کبھی بہنوں کی چنگل سے کبھی بھائی کے کاغذوں سے
کبھی ای کی خدمت سے کبھی بابا کی باتوں سے
چلو ہم مان لیتے ہیں یہ سب کچھ مان لیتے ہیں
مگر اب آرزو دل کی تمہیں سے بتاتے ہیں
کہ جب فرصت ملے تو اک لمحے کے لیے آجانا
تمہیں ہم سے محبت ہے تمہیں ہم یاد آتے ہیں
تمہاری نیند میں اب بھی میرے خواب آتے ہیں
یقین جانو یہ اک لمحہ ہر اک دیوار ڈھادے گا
تمہیں ہم سے ملا دے گا ہمیں خوشیاں دکھا دے گا
ارسلان علی۔ رینالہ خورد اوکاڑہ

غزل

اس طرح سے مجھے ستایا نہ کرو
اس طرح سے میرے خوابوں میں آیا نہ کرو
تمہارا یوں آنا اور مجھے ستانا
میرے دل کی ہڑکنوں کو بے قرار کرنا
ایسے میری جان مجھے ترپایا نہ کرو ایسے
میری یادوں میں آنا اور آنسو دے جانا
ایسے میرے دل کو ستایا نہ کرو
ایسے میرے خوابوں میں آیا نہ کرو
دھڑکتا ہے دل جب بھی تیرا نام لیتا ہے سویرا
ایسے میرے دل کو دھڑکایا نہ کرو
اس طرح میری جان مجھے ستایا نہ کرو
اس طرح میرے خوابوں میں آیا نہ کرو
سویرا شیخ شجاع آباد

غزل

مجھے کچھ کہتا ہے
وہ پیار بھری باتیں
چند لمحوں کی ملاقاتیں
دسمبر 2013

غزل

رخصت ہوا تو آنکھ ملا کر نہیں گیا
وہ کیوں گیا ہے بتا کر نہیں گیا
یوں لگ رہا ہے جیسے ابھی لوٹ آئے گا
جاتے ہوئے چراغ بجھا کر نہیں گیا
وہ یوں گیا کے باد صبا یاد آگئی
احساس تک بھی ہم کو دلا کر نہیں گیا
بس ایک کلیر کھینچ گیا درمیان میں
دیوار راستے میں بنا کر نہیں گیا
شاید وہ مل ہی جائے مگر جستجو ہے شرط
وہ اپنے نقش پا تو مٹا کر نہیں گیا
برباد ہم کو چھوڑ گیا اضطراب میں
لوٹے گا کب کبھی وہ بتا کر نہیں گیا
چپ چاپ اس نے ہم کو گرایا نگاہ سے
وہ آسمان تو سر پر اٹھا کر نہیں گیا
بے رنگ سی ہمیں نظر آتی ہے کائنات
اب کے وہ کوئی رنگ دکھا کر نہیں گیا
گھر میں آج بھی وہی خوشبو بسی ہوئی
لگتا ہے یوں کے جیسے کہ وہ آ کر نہیں گیا
تب تک تو پھول جیسی ہی تازہ تھی اس کی یاد
جب تک وہ چپوں کو جدا کر نہیں گیا
رہنے دیا نہ اس نے کسی کام کا مجھے
اور خاک میں بھی مجھ کو ملا کر نہیں گیا
عمران یہ گلہ ہی رہا اس کی ذات سے
جاتے ہوئے وہ کوئی گلہ کر نہیں گیا

عمران اللہ ساحل۔ میانوالی

شب وصال ہے گل کر دو ان چراغوں کو
خوشی کی بزم میں کام کیا بٹنے والوں کا
(محررق طائر نگہ نشن والا)

یہ کوئی منزل ہے یہ کون سا مقام ہے
آنکھوں میں کوئی چہرہ ہونٹوں پہ کوئی نام ہے
ہزاروں منزلیں ہوں گی ہزاروں کارواں ہوں گے
لگا ہیں ہم کو دھوئیں گی نچانے ہم کہاں ہوں گے
اے ستارو بے بسوں پر مسکرانا چھوڑ دو
جس کی دنیا لٹ چکی ہو اسے ستانا چھوڑ دو
محبت ترک کی میں نے گریباں سی لیا میں نے
زمانے اب تو خوش رہو زہر یہ پی لیا میں نے
حسین وعدہ تو کرتے ہیں بھانا بھول جاتے ہیں
لگا کر آگ سینے میں بھجنا بھول جاتے ہیں
یہ دنیا غم تو دیتی ہے شریک غم نہیں ہوتی
کسی کے دور رہنے سے محبت کم نہیں ہوتی
دل چڑ کیا ہے جاناں یہ جاں بھی تمہاری ہے
تیری باتوں میں دل نکلے حسرت یہ ہماری ہے
سمجھ کر چاند جس کو آسمان نے دل میں رکھا ہے
میرے محبوب کی ٹوٹی ہوئی چوڑی کا ٹکڑا ہے

عمیر ممتاز مینوا احمد پور۔ جھنگ

غزل

پتھر سے دل لگا کر اچھا نہیں کیا ہے
یوں خود کو آزما کر اچھا نہیں کیا ہے
ممكن تھا یہ کبھی تو وہ مہربان ہوتا
جذبات کو مٹا کر اچھا نہیں کیا ہے
ہرگز یقین نہیں تھا اس کو میری وفا پہ
مخفل میں اس کی آ کر اچھا نہیں کیا ہے
یقین وفا ملے گی بازار میں کہاں سے
ہم نے اسے لٹا کر اچھا نہیں کیا ہے
آئے گا آج کون اس اجڑے ہوئے گھر میں
شع وفا جلا کر اچھا نہیں کیا ہے
وہ بے وفا رہا ہے بے وفا رہے گا
ایس کو اپنا بنا کر اچھا نہیں کیا ہے

جدائی کے غم سے تو رویا کر ڈی ہوگی
گزار دیں زندگی ندیم تیری یادوں میں
دل کے کسی کونے سے پکار تو اٹھتی ہوگی
اس کی یادوں میں صدیاں گزار دینا بھی کم لگتا ہے
اب تو ہر افسانہ ہر کہانی غم لگتی ہوگی
شاید اب اک پل بھی نہ رہ سکیں تم سے جدا
اپنی سانسوں سے ہمارا رشتہ باندھ بیٹھی ہوگی
اگر قسمت نے ملا دیا تو ملے گیں اک دن ندیم
بھی سوچ کر دل کو سہارا اپنے دینی ہوگی

ایم ندیم اعوان۔ منڈی بھانوالہ الدین

غزل

وہ جس دن سے میرا دلبر بنا ہے
اسی دن سے یہ دل شاعر بنا ہے
تیرے ہونٹوں پہ یہ ہلکا سا تبسم
محبت کا میری محور بنا ہے
بدلتا ہے میرے آگے کا موسم
کسی دیوار میں جب آگے بنا ہے
دل تھا جو کبھی پیار کا پیکر
تکسی کے پاؤں کی ٹھوکر بنا ہے
کبھی احساس ہوتا تھا میرا دل
وہی سینے میں اب ٹھوکر بنا ہے
وہ بہت خوش ہیں پڑھ کر غزلیں
میرا ہر شعر جاوہر بنا ہے

ناصر پریدیسی۔ راجہ پور

غزل

چوم لوں ہونٹ تیرے دل کی بھی خواہش ہے
بات ہی میری نہیں پیار کی فرمائش ہے
سندر ہاتھ سنہری زلفیں کوئی تو ان کو چھوتا ہوگا
پھول سے لب کچھ کہتے ہوں گے قسمت والا سنتا ہوگا

پھر بے قرار ہو کے
نہارا مجھ سے کہنا
میری زندگی ادھوری ہے
تمہارے بغیر سویرا
مجھے کچھ کہنا ہے
تمہاری خوشی ہے میری خوشی
تمہارے غم ہے سارے میرے
بس اک بار کہہ دو تم
کہ تم میری ہو جاناں ایس
سویرا شیخ۔ شجاع آباد

غزل

میرے دل پر میرا کوئی اختیار نہیں وہ نہ میں اسے یوں ترانے
نہیں دیتا یوں آہیں بھرنے نہیں دیتا یوں بے قرار ہونے نہ دیتا
یوں تجھے پکارنے نہ دیتا یوں اسے اضطراب نہ ہونے نہ دیتا
کردن یہ جب جب ہڑکتا ہے صرف تیرا نام لیتا ہے
انسوس میرا اس پر کوئی اختیار نہیں ہے

ایم ندیم اعوان۔ منڈی بھانوالہ الدین

غزل

تو بھی ہر روز مجھے یاد کرتی ہوگی
میری طرح دل بے قرار کرتی ہوگی
اکیلے میں بیٹھ کر یونہی اکثر
تصور میں مجھ سے بات کرتی ہوگی
جب بھی بھولے میرا نام تیرے ہونٹوں پر آتا ہوگا
رو کر دعا میں خدا سے مجھے مانگا کرتی ہوگی
آنسوؤں کی لڑی تیری آنکھوں کے سارے پہنکتی ہوگی
جب جب تجھے میری یاد آتی ہوگی
ٹپ ٹپ سے آنسو گرتے ہوں گے
بوند گرتی ہوگی دل پہ ہڑکن بیگ جاتی ہوگی
ادھر ترپتے ہیں ہم اس وقت جب

ہیں جلتی شمع کے اٹختے شعلے
تم اپنے دامن کو خود بجانا
یہ دل ہے میرا بحر کی صورت
ہے کتنا گہرا یہ کس نے جانا
ہے کیاس ناصر یہ شوق تیرا
ہے درد لوگوں سے دل لگانا
ناصر اعوان۔ طارق آباد۔ مظفر آباد

غزل

یہ دنیا ہی محفل میرے کام کی نہیں
کس کو سناؤں حال دل بے قرار کا
بجھتا ہوا چراغ ہو اپنے مزار کا
اے کاش بھول جاؤں اے کو نگر بھولتا نہیں
اپنا پتہ ملے نہ ملے خیر یار کی لے
دشمن کو بھی نہ ایسی سزا پیار کی لے
ان کو خدا ملے خدا کی جنہیں تلاش ہے
مجھ کو بس ایک جھلک میرے یار اے کی لے
نصر اللہ خان مگسی۔ بوچلستان

غزل

فنا کے بعد مجھ کو سنا رہا ہے کوئی
نقش میری قبر کا مٹا رہا ہے کوئی
میرے خدا مجھے تھوڑی سی زندگی دے
اداس میرے جنازے سے جا رہا ہے کوئی
خدا کی سوتی ہے آنسو بہا رہا ہے کوئی
فرشتوں عرش سے گلاب کے پھول برساؤ
میری قبر کو دہن بنا رہا ہے کوئی
میرے خدا مجھے تھوڑی سی زندگی دے
نصر اللہ خان مگسی۔ بوچلستان

غزل

میرے ہم نفس میرے ہموا مجھے بھول جائے بھولا جا
یہ دکھوں کی لمبی مسافتیں کبھی نفرتیں کبھی چاہتیں
یہ ذرا ذرا سی رنجش شکایتیں کہیں کر نہ دے پھر ہمیں جدا
میرے ہم نفس میرے ہموا مجھے بھول جائے بھولا جا
میں غریب غفلت بے اماں میرے ساتھ تو جائے گی کہاں
میری بات لگی تو مان لے ذرا سوچ لے ذرا جان لے
تجھے دے سکوں گا میں کیا بھلا مجھے بھول جا
میرے ہم نفس میرے ہموا مجھے بھول جائے بھولا جا
تو ہے خوب صورت دل نہیں تجھے مل ہی جائے گا ہم نہیں
تو تلاش کر نیا ہمسفر مجھے پھرنے دے یونہی دور بدر
میرے پاس دکھوں کے سوا کیا میرے ہم نفس میرے ہموا
میرے ہم نفس میرے ہموا مجھے بھول جائے بھولا جا
رانو بابر علی ساغر۔ مبارک پور

غزل

پتھر سے وفا بت سے صدا مانگ رہا ہوں
کیوں آج میں صحرا سے گھٹا مانگ رہا ہوں
مدت سے کوئی دل کو دکھانے نہیں آیا
آجاؤ کوئی زخم نیا مانگ رہا ہوں
ہے دور بہت دور میرے دوس رسا سے
جو گھر میں بٹے ایسا دیا مانگ رہا ہوں
جو جرم محبت میں تجھے میری بنا دے
ایسی ہی کوئی پیاری سزا مانگ رہا ہوں
معلوم ہے کہ تم غیر کی ہو جاؤ گی صنم
پھر بھی تمہیں پانے کی دعا مانگ رہا ہوں
رانو بابر علی ساغر۔ مبارک پور

غزل

سب مر مر سے تراشا ہوا یہ دلش بیکر
میرا بھگوان ہے یہ کس نے کہا ہے تم سے
صرف اس واسطے اس بت سے عقیدت ہے مجھے

میں جلتی شمع کے اٹختے شعلے
تم اپنے دامن کو خود بجانا
یہ دل ہے میرا بحر کی صورت
ہے کتنا گہرا یہ کس نے جانا
ہے کیاس ناصر یہ شوق تیرا
ہے درد لوگوں سے دل لگانا
ناصر اعوان۔ طارق آباد۔ مظفر آباد

غزل

یہ دنیا ہی محفل میرے کام کی نہیں
کس کو سناؤں حال دل بے قرار کا
بجھتا ہوا چراغ ہوں اپنے مزار کا
اے کاش بھول جاؤں اے کو نگر بھولتا نہیں
اپنا پتہ ملے نہ ملے خیر یار کی لے
دشمن کو بھی نہ ایسی سزا پیار کی لے
ان کو خدا ملے خدا کی جنہیں تلاش ہے
مجھ کو بس ایک جھلک میرے یار اے کی لے
نصر اللہ خان مگسی۔ بوچلستان

غزل

فنا کے بعد مجھ کو سنا رہا ہے کوئی
نقش میری قبر کا مٹا رہا ہے کوئی
میرے خدا مجھے تھوڑی سی زندگی دے
اداس میرے جنازے سے جا رہا ہے کوئی
خدا کی سوتی ہے آنسو بہا رہا ہے کوئی
فرشتوں عرش سے گلاب کے پھول برساؤ
میری قبر کو دہن بنا رہا ہے کوئی
میرے خدا مجھے تھوڑی سی زندگی دے
نصر اللہ خان مگسی۔ بوچلستان

غزل

سب مر مر سے تراشا ہوا یہ دلش بیکر
میرا بھگوان ہے یہ کس نے کہا ہے تم سے
صرف اس واسطے اس بت سے عقیدت ہے مجھے

میرے ہم نفس میرے ہموا مجھے بھول جائے بھولا جا
یہ دکھوں کی لمبی مسافتیں کبھی نفرتیں کبھی چاہتیں
یہ ذرا ذرا سی رنجش شکایتیں کہیں کر نہ دے پھر ہمیں جدا
میرے ہم نفس میرے ہموا مجھے بھول جائے بھولا جا
میں غریب غفلت بے اماں میرے ساتھ تو جائے گی کہاں
میری بات لگی تو مان لے ذرا سوچ لے ذرا جان لے
تجھے دے سکوں گا میں کیا بھلا مجھے بھول جا
میرے ہم نفس میرے ہموا مجھے بھول جائے بھولا جا
تو ہے خوب صورت دل نہیں تجھے مل ہی جائے گا ہم نہیں
تو تلاش کر نیا ہمسفر مجھے پھرنے دے یونہی دور بدر
میرے پاس دکھوں کے سوا کیا میرے ہم نفس میرے ہموا
میرے ہم نفس میرے ہموا مجھے بھول جائے بھولا جا
رانو بابر علی ساغر۔ مبارک پور

غزل

پتھر سے وفا بت سے صدا مانگ رہا ہوں
کیوں آج میں صحرا سے گھٹا مانگ رہا ہوں
مدت سے کوئی دل کو دکھانے نہیں آیا
آجاؤ کوئی زخم نیا مانگ رہا ہوں
ہے دور بہت دور میرے دوس رسا سے
جو گھر میں بٹے ایسا دیا مانگ رہا ہوں
جو جرم محبت میں تجھے میری بنا دے
ایسی ہی کوئی پیاری سزا مانگ رہا ہوں
معلوم ہے کہ تم غیر کی ہو جاؤ گی صنم
پھر بھی تمہیں پانے کی دعا مانگ رہا ہوں
رانو بابر علی ساغر۔ مبارک پور

غزل

سب مر مر سے تراشا ہوا یہ دلش بیکر
میرا بھگوان ہے یہ کس نے کہا ہے تم سے
صرف اس واسطے اس بت سے عقیدت ہے مجھے

نہ رات میں بڑا درد سہا ہے اس نے
رائو بابر علی ساغر۔ مبارک پور

غزل

کہاں آنسوؤں کی یہ سوعات ہوگی
نئے لوگ ہوں گے نئی بات ہوگی
میں ہر حال میں مسکراتا رہوں گا
تمہاری محبت اگر ساتھ ہوگی
اداس ہو تم بھی اداس ہوں میں بھی
کہیں نہ کہیں تو کوئی بات ہوگی
مسافر ہو تم بھی مسافر میں بھی
کس موڑ پر پھر ملاقات ہوگی
کسی موڑ پر بے وقافتی نہ کرنا صنم
ورنہ زندگی ہماری درد سے ڈوبی ہوگی
ناصر پرندیس۔ راجہ پور

غزل

روپے اجنبی سے غم اور درد انجان لگتے ہیں
ہم اپنے گھر رنج ہیں مگر مہمان لگتے ہیں
نہ منظر میں تبدیلی نہ منظر بدلتے ہیں
قصہ ایک ہی ہے مگر کئی عنوان لگتے ہیں
سماعت سے پہلے ہی اگر سزا تجویز کی جائے
دلائل بے گناہی کے پھر بے جان لگتے ہیں
ناصر پرندیس۔ راجہ پور

غزل

دل کی جو بات بھی زبان پر لا نہ سکے
ہاتھ اس کا بھی ساتھ تھا ہاتھ ہم ملا نہ سکے
اس کاتب تقدیر نے کچھ ایسا لکھ دیا
تکے بھی موجود تھے آشیاں بنا نہ سکے
زندگی نے درد ایسے دیے ہم کو

سر ایسا جھکایا کہ سر اٹھا نہ سکے
حقیقت میں وہ خار تھے جن کو پھول مانا
وہ مجھے چھوڑ گئے دوستی نبھانہ سکے
بارغ میری امید کے تو تھے بے شمار ناصر
جب بہار آئی تو وہ بھی مسکرا نہ سکے
ناصر پرندیس۔ راجہ پور

غزل

لڑکپن ہے میرا جوانی نہیں ہے
میں شاعر ہوں کیا تیری مہربانی نہیں ہے
حال دل پوچھا آج اس نے میرا
اسے کسی بات کی بدگمانی نہیں ہے
پیاسی ہیں آنکھیں تیری دید کو
عشق صحرا ہے اس میں پانی نہیں ہے
کیسے سریارت ہوگی فصل الفت کی
دریا عشق میں وہ پہلی سی روانی نہیں ہے
لے گیا اپنے ساتھ رزق شہر
کہتے ہیں ہر سو پھر بھی دریائی نہیں ہے
لفظوں کو زباں تو مل سکتی نہیں
تو پیار ہے میرا یہ کہانی نہیں ہے
اکثر چونک گیا اہل دنیا کی باتیں یہ
دل کہتا ہے عشق نادانی نہیں ہے
پاگل جو بن گئے جس کے لیے ہم
وہ میری کبھی بھی دیوانی نہیں ہے
نہ توڑنا تا الفت کا آکاش
سنگ دل ہر چائی نے بات مانی نہیں ہے
محمد اظہر سعید آکاش۔ فیصل آباد

غزل

اس شہر کے دریاں دل سے ہم نکلے
بنائے جو گھر شیشے کے وہ مٹی نکلے

قطرہ قطرہ جوڑا ہم نے پانی کے لیے
جج کیے جو قطرے وہ سوکے ہی نکلے
اس لگائی ہم نے کیا کیا اس زمانے سے
جن کو مانا اپنا وہ بے گانے ہی نکلے
کرتے تھے دعا جس ہوا کے چلنے کی
مانگی ہوا تھی پر وہ طوفان نکلے
جو بیت گیا اس کو کیا روگ لگانا پردیسی
بوئے محبت کے چ پر نہرت کے انہار نکلے
ناصر پرندیس۔ راجہ پور

غزل

وہ جب بھی ملتا ہے خواب لگتا ہے
دل سارا میرا سراب سا لگتا ہے
جس کسی سے کوئی سوال کرتا ہوں
وہ ہی مجھے لاجواب لگتا ہے
ہر نئے سال تیری سوچ نئی نئی
تو بھی مجھ کو بہت بے قرار لگتا ہے
تیری خوشبو جس کے ساتھ نہ آئے
وہ جھوٹا مجھے عذاب لگتا ہے
ایس ناصر پرندیس۔ راجہ پور

غزل

وہ مسکراہٹ جس کا میں دیوانہ تھا
وہ ایک خواب تھا جھروکا تھا
میں نے تجھے ہر لمحہ چاہا
پھر تو کیوں کسی اور کی بنی
جب تم کسی جگہ ملنے آتی تھی
کیوں وعدے کیے تھے
مگر میں نے محبت کو بلند کر دیا
تجھ میں خود کو قید کر دیا
تیرے سوا کسی کو نہ چاہوں گا
کیا ہو گیا ہے زمانے کے موسموں کو بلال

غزل

یوں میرے خط کا جواب آیا
لفافے میں بعد اک گلاب آیا
نضام میں خوشبو بکھر رہی ہے
لگتا ہے ان کا آداب آیا
دہک نے جانے یہ دل ہمارا
یہ ان پر کیسا شباب آیا
محبت جن سے کی تھی بلال نے
آنکھیں میں اتار آئی تصویر کی
بڑی دیر کے بعد انہیں ہماری محبت کا یقین آیا
بلال احمد۔ شیکم انک

غزل

تیری نظروں میں پیار دیکھا ہے
ہم نے آج اپنا وقار دیکھا ہے
ہوش آتا نہیں تجھ کو پل بھر بھی
کیا غضب کا سنگھار دیکھا ہے
موت ساحل سے کھیلنے والوں
کبھی دریا کے پار دیکھا ہے
زخ ہو گئے سب کافور
آج سرطور ہم نے یار دیکھا ہے
جن کو شوق رفو گری تھا بہت
ان کا دامن بھی تار دیکھا ہے
مگر میں نے محبت کو بلند کر دیا
تجھ میں خود کو قید کر دیا
تیرے سوا کسی کو نہ چاہوں گا
کیا ہو گیا ہے زمانے کے موسموں کو بلال

غزل

نام جب بھی آئے گا تیرے نام کے ساتھ
یاد میری آپ کو آئے گی ہر کام کے ساتھ
میں تو بے چین جدائی میں رہوں گا لیکن
آپ بھی کہیں سو نہ سکیں گے آرام کے ساتھ
آج لگتا تھا تیرا قاصد پریشان
شاید نام کسی اور کا لکھا تھا میرے نام کے ساتھ
سے کئی سے انہیں میں مجھے لیکن
یاد کرتا ہوں تیری آنکھوں کو ہر جام کے ساتھ
بلال احمد۔ شینکھ انک

غزل

دوست کیا خوب وفاؤں کا صلہ دیتے ہیں
ہر نئے موز پر زخم اک نیا دیتے ہیں
تجھ سے تو میری گھڑی بھر کی ملاقات رہی
لوگ تو صدیوں کی رفاقت کو بھلا دیتے ہیں
کیسے ممکن ہے حواں بھی نہ ہو اور دل بھی نہ بے
چوٹ پڑتی ہے تو پتھر بھی صدا دیتے ہیں
اب کیوں وہ ہم سے ناراض اپنے لگے ہیں
ہم تو وہ جوان کے قدموں میں دل کو بچھا دیتے ہیں
بلال احمد۔ شینکھ انک

غزل

کسی کی آنکھ سے پہنے چرا کر کچھ نہیں ملتا
ہر اک کو داستان سنا کر کچھ نہیں ملتا
نجانے کون سے جذبوں کی تسکین کرتا ہوں
بظاہر تو تمہارے خط جلا کر کچھ نہیں ملتا
یہ اجڑا ہے کہ آپس کے بھرم نہ ٹوٹنے پائیں

ہزاروں خواب آنکھوں میں سجا کر کچھ نہیں ملتا
مجھے اکثر ستاروں سے یہی آواز آتی ہے
کس کی جبر میں فیندیں گوا کر کچھ نہیں ملتا
میں راز کی ساری باتیں تم سے ہی کرتا تھا
بلال احمد۔ شینکھ انک

غزل

اتنے خاموش بھی رہا نہ کرو
غم جدائی میں یوں کہا نہ کرو
خواب ہوتے ہیں دیکھنے کے لیے
ان میں جا کر مگر رہا نہ کرو
کچھ نہ ہوگا گلہ کرنے سے
خالموں سے مگر گلہ نہ کیا کرو
ان سے نکلیں دکائیں شاید
حرف لکھ کر مٹا دیا نہ کرو
اپنے رتبہ کا بھی کچھ خیال کرو
ذیشان عتیق یار سب کو بتایا نہ کرو
بلال عتیق ذیشان۔ شینکھ انک

غزل

انہوں نے کر تیری زندگی ہی چھوڑ دیں گے
گریہ بھی منظور نہیں تو تیری دنیا ہی چھوڑ دیں گے
تجھے روتے ہوئے اچھا لگتے ہیں ہم تو
کہنے یہ تیرے ہنسا بھی چھوڑ دیں گے
ساتھ چلنا مگر ہمارا گوارہ نہیں میں تو
حکم ملنے پہ تیرے وہ راستہ ہی چھوڑ دیں گے
نہیں ہیں ہم بے وفا لوگوں میں سے
کیا جانے کے بعد تجھے یاد کرتا ہی چھوڑ دیں
کیا ہے بلال کے پاس کہ چھوڑ دے تجھے
یہ نہ سمجھ کہ تجھ سے محبت ہی چھوڑ دیں گے
بلال احمد ذیشان عتیق۔ شینکھ انک

آپ کے خطوط

اگست کا تازہ شمارہ خریدنا بہت ہی اچھا لگا اسلامی صفحہ سے اس کی ابتدا کرنا بہت ہی سکون دہ ثابت ہوئی ایسا ہی کیا کریں اسلامی صفحہ ضرور شائع کیا کریں اور خطوط کے صفحات بھی زیادہ کیا کریں کیونکہ تمام کہانیوں کا نچوڑ خطوط میں ہوتا ہے اور پھر ہر کوئی اپنے دل کی بھڑاس خطوط میں ہی نکالتا ہے مجھے رسالے پڑھنے کا ذرا بھی شوق نہ تھا لیکن میرے ساتھ خود ایک واقعہ پیش آیا تھا سو میں نے اس شاک کو بھلانے کے لیے رسالے کی مدد لی تاکہ میرا خوف ختم ہو سکے یہ چند ماہ پہلے کی ہی بات ہے کہ میں آفس میں اپنی ڈیوٹی دے رہا تھا اور تقریباً سب سا بھی جا چکے تھے میں اپنے کسی دوست کے انتظار میں تھا اور پھر باہر موسم بھی گرد آلود تھا۔ جو چند گھنٹوں میں کسی بہت بڑے طوفان کا سندیرہ دے رہا تھا اور ایسا ہی ہوا تھا کہ ہر طرف تیز طوفان برپا ہوا اور میرے آفس کی کھڑکیاں ایسے بجے لگیں کہ میں حیران سا رہ گیا اور پھر مجھے یوں لگا کہ جیسے کوئی ہاتھ میں گیا ہے یہ میرا دم نہ تھا کوئی گیا تھا لیکن وہاں میرے علاوہ کوئی اور نہ تھا پھر یہ ایسا کیوں ہوا تھا میں سیٹ سے اٹھا اور ہاتھ روم کے دروازے کو ہاتھ لگایا تو مجھے ایک تیز دھکا لگا میں لڑکھڑا گیا بس اس کے بعد جو کچھ میرے ساتھ ہوا یہ میں ہی جانتا ہوں پوری پوری اپنے ہی گھر اپنے ہی کمرے سے ڈرتا رہنے لگا اور میری بیوی نے مجھے کہا کہ میں اپنے ڈر کو ختم کرنے کے لیے خوفناک رسالہ پڑھوں تاکہ میرا خوف بالکل ہی ختم ہو جائے تب میں نے ایسا ہی کیا اس سے نہ صرف میرا ڈر ختم ہونے لگا بلکہ میں رسالے کا دیوانہ بھی بن گیا اور اس کو پڑھنے لگا اب اس میں دیکھتے دیکھتے کھینچنے کا بھی جنون طاری ہوا سو لکھ بیٹھ گیا۔ اس میں سب رانٹروں نے بہت ہی خوب اور بہت ہی خوفناک لکھا ہے کالا جادو سلسلہ بہت ہی اچھے انداز سے آگے بڑھتا جا رہا ہے رانٹر ہر کردار کے ساتھ خوف انصاف کر رہا ہے اس میں گو کہ خوف نہیں ہے لیکن سنس ہے جو کہانی کو شروع سے اینڈ تک پڑھنے میں مجبور کر دیتا ہے اس کے رانٹر کو میری طرف سے بہت بہت مبارکباد قبول ہو موت کی منزل بھی سپر ہٹ جا رہی ہے ایک بہن کا بھائی کی مدد کرنا بہت ہی اچھا لگ رہا ہے اور بہن سے بہن کی دشمنی خیر یہ بھی تو ہوتا ہے پیار میں۔ دھند کے پار ایک اچھا موضوع تھا اس میں بہت ہی دلچسپی موجود تھی اس کو بھی پڑھنے میں خوف نہیں آیا تھا لیکن مزا ضرور آیا ہے ایک انوکھا تھا موضوع تھا ایسے موضوع پر قلم کو چلانا چاہیے ساحل کو خصوصی مبارکباد قبول ہو اس کا اینڈ انہوں نے بہت ہی اچھا کیا اب ان کی اگلی سنوری کا انتظار ہے امید ہے کہ وہ ہمیشہ کی طرح ہمیشہ ہی خوفناک میں ہفتی رہیں گی۔ کشور کرن کی بہت ہی اچھی سنوری ہے۔ سارہ آنکھیں نے اس میں جارچا نہ لگا دئے واہ کیا کہنے آپ کے بہت ہی خوب رہی اس کی رانٹر کو مبارکباد قبول ہو۔ پلیز خوفناک کو لٹ نہ کیا کریں اس کو جتنی جلدی ہو سکے ہم تک پہنچایا کریں ہم اس کا انتظار ہی کرتے رہتے ہیں۔ خطوط کی محفل خوب رہی میرا خط بھی اس میں شامل تھا بہت شکریہ مجھے شامل کرنے کا بانی

-----راجیل احمد - سیالکوٹ-----

☆ نومبر کا خوفناک پڑھا بہت ہی اچھا لگا۔ ٹائٹل بھی پسند آیا اس میں خوبصورت لڑکی کے ساتھ ساتھ چند ہی ڈروائی شکلیں دیکھ کر اچھا لگا اور سنو ریاں بھی خاص کر جن سنو ریاں نے مجھے اپنے سحر میں جکڑے رکھا ان میں کالا جادو سلسلہ وار کہانی ہے اس کہانی میں مجھے ہر بار ایک سنس نظر آتا ہے یہ ایسی کہانی ہے کہ اس کو پڑھنے کے لیے مجھے اگلے رسالے کا انتظار کرنا پڑتا ہے عاصم بھائی کو میں دلی طور پر مبارکباد پیش کرتا ہوں باقی کی سنو ریاں بھی بہت اچھی ہیں خاص کر سحرانہ آنکھیں بہت ہی بہترین کہانی تھیں اور اسی کہانی کی مطابقت سے نمبر بھی سحرانہ آنکھیں تھا عائنہ سحر نے اپنا سحر چھوڑ ہی دیا اپنے نام کی طرح دلی مبارکباد اس کہانی میں ایک سنس دکھائی دیا ہے ایسا سنس جو مجھے اس کہانی کو پڑھنے میں ڈبوئے رہا بہت ہی اچھا لگتا ہے اور یہی اچھے رائٹر کی پہچان ہوتی ہے کہ کہانی کا اینڈ اس انداز میں کرے کہ پڑھنے والے کو اس کی تحریروں کا شدت سے انتظار رہے۔ اور موت کی منزل کہانی بھی بہت اچھے انداز میں آگے بڑھتی جا رہی ہے سسما اب جو کہ جادو کرنی بن چکی ہے دیکھنا یہ ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہوتی ہے یا نہیں اس نے اپنے بھائی کی جس طرح مدد کی اچھا لگا۔ اور دھند کے پار ایک لاجمہ اب موضوع تھا جو اینڈ ہوا۔ ساحل صلابہ کے ہاتھوں میں تو ایک سحر ہے اور وہ اپنے ہی سحر میں ڈوب کر کھتی ہیں اور دوسرے کو بھی اسی سحر میں ڈبوئے رکھتی رہتی ہیں ان سے گزارش ہے کہ وہ اسی طرح کھتی رہیں تاکہ ہمیں خوفناک سے اسی طرح محبت اور جنون رہے۔ باقی کی تحریروں میں بھی بہت اچھی ہوتی ہیں لیکن یہ تین رائٹر مجھے بہت متاثر کر رہے ہیں۔

-----عمر دراز بادشاہ - جڑانوالہ-----

☆ خوفناک ڈائجسٹ میرا پسندیدہ رسالہ ہے اور میں کافی عرصہ سے پڑھتی چلی آ رہی ہوں پہلے میں اس میں لکھا کرتی تھی لیکن پھر مجھ پر یوں کی بنا پر یا پھر یوں سمجھ لیں کہ ٹائم نہ ملنے کی وجہ سے اس میں کچھ لکھ نہ پائی تھی لیکن آخر میں کب تک چھپی بیٹھی رہتی مجھے بھی تو لکھنا تھا اپنا آپ منوانا تھا سو سحرانہ آنکھیں لکھ دی جو ادارے کی کرم نوازی سے نہ صرف شائع ہوئی بلکہ اسی کہانی کا نمبر بھی دے دیا یہ میرے لیے اعزاز کی بات ہے اور اس سے میری بہت ہی حوصلہ افزائی ہوئی ہے مزید لکھنے کا جنون سوار ہے اور میں بہت جلد اس میں اور بھی ایسا ہی کچھ لکھ کر بھیجوں گی جو آپ قارئین کو اپنے سحر میں ڈبوئے رکھے جیسا کہ میں نے اپنے پہلے خط میں لکھا تھا کہ خوفناک ڈائجسٹ میں دورانہ مجھے بہت ہی پسند ہیں ان میں ایک عمران رشید - راولپنڈی - جنہوں نے کئی قسط وار کہانیاں لکھ کر رسالے میں نہ صرف اپنا ایک مقام بنایا تھا بلکہ قارئین کے دلوں پر بھی قبضہ کر لیا تھا لیکن میں نے دیکھا تھا کہ ان پر قارئین کچھ زیادہ ہی تنقید کرنے لگے تھے جس وجہ سے انہوں نے لکھنا ہی چھوڑ رکھا ہے اگر ایسی ہی بات ہے تو میں ان کو یہ کہنے پر مجبور ہو جاؤں گی کہ وہ بزدل رائٹر تھے جو تنقید کو برداشت نہ کرتے ہوئے اس سے دور ہو گئے تنقید ہی انسان کے قلم میں نکھار پیدا کرتی ہے رائٹر خود اتنا اچھا رائٹر نہیں ہوتا ہے جتنا تنقید کا اس کو رائٹر بنا دیتے ہیں وہ بہادری کا مظاہرہ کریں اور پھر سے خوفناک ڈائجسٹ میں لکھیں تاکہ قارئین کے دلوں میں جو سوال اٹھ رہے ہیں وہ ختم ہو سکیں اور دوسرے ریاض احمد ایسے رائٹر تھے جو رسالے میں اپنا ایک مقام پیدا

کئے ہوئے تھے ان کی قسط وار کہانیاں رسالے کی جان ہوتی تھیں اور پھر ہر کوئی ان کو پڑھنا بہت پسند کرتا تھا ریاض احمد کو تو ہر کوئی کنگ آف خوفناک کہا جاتا تھا۔ ریاض احمد کی تحریروں میں پڑھ کر مجھے میں لکھنے کا شوق پیدا ہوا تھا اور میری کوشش ہی رہی تھی کہ میں ریاض احمد جیسا انداز اپناؤں ان جیسا لکھوں ان جیسا لکھنے کے لیے مجھے ان کے ناول تک خریدنے پڑے ان کا مطالعہ کرنا پڑا۔ تب جا کر میں کچھ کامیاب ہوئی ہوں اب دیکھنا یہ ہے کہ سحرانہ آنکھیں کے بارے میں قارئین کیا سمجھتے ہیں مجھے لیٹر کا انتظار ہے۔ ریاض احمد میں نے آپ کے ناول کو پڑھا تو بڑھا داد دینے کو جی چاہا وہ کیا کہنے جلتے تھے میں آپ نے ایک پری کو ایک عام سے انسان پر ایسا عاشق کیا کہ ایسا عاشق شاید کہیں بھی پڑھنے کو نہ ملے۔ اپنے محبوب کو بچانے میں وہ کیا کچھ کر گزری۔ واہ ریاض احمد آپ نے کمال کر دکھایا ہے اس میں مجھے مزید اپنا فین بنالیا ہے۔ آپ کوئی عام رائٹر نہیں ہیں رائٹر کی دنیا میں آپ کا ایک مقام ہے ایک نام ہے۔ اب کالا جادو موت کی منزل اور دھند کے پار میں مقابلہ جاری رہا اور شاید ساحل صلابہ کی تھک گئی تھیں کہ انہوں نے دھند کے پار کا اینڈ کر دیا اور یوں کالا جادو کو مزید آگے بھیج دیا لیکن وہ مقابلہ سے باہر نہیں ہوئی ہیں انہوں نے بہت ہی اچھے انداز میں دھند کے پار کا اینڈ کیا ہے اور مبارکبادوں کے خزانے اپنے نام کر لیے ہیں جبکہ کالا جادو دیکھتے ہیں کہ ابھی کتنا آگے جاتی ہے اس کا سنس کب تک برقرار رہتا ہے اور وہ کس رخ کی جھٹکتی ہے یہ بھی بہت جلد پتہ چل جائیگا۔ ساحل دعا بخاری ایک انداز سے کالا جادو سے دو قدم آگے رہیں کیونکہ وہ رائٹر کے ساتھ ساتھ شاعرہ بھی تھی کہانی میں ان ان جگہوں پر انہوں نے اپنی شاعری کے کمال دکھائے جہاں شعروں کا ہونا اچھا لگا۔ بلکہ بہت اچھا لگا۔ موت کی منزل پرنس صاحب پوری طرح چھائے ہوئے ہیں اپنی اس سنو ریا میں انہوں نے اس بار نہ صرف بھائی کی مدد کی بلکہ وہ کچھ کر دکھایا جو کرنا چاہیے تھا ان کو مبارکباد۔ باقی کہانیاں بھی لا جواب تھیں۔ میں ایک کہانی اور بھیج رہی ہوں اس کو بھی جلد شائع کرنا شکریہ آخر میں سب کو ہی دلی مبارکباد قبول ہو۔ سب کو ہی سلام۔

-----عائشہ سحر عرف فری - اسلام آباد-----

☆ خوفناک ڈائجسٹ میرا پسندیدہ رسالہ ہے میرے فیورٹ رائٹر ریاض احمد اس بار پھر غائب رہے میں ان سے گزارش کرتی ہوں کہ وہ رسالے کے لیے کوئی نہ کوئی تحریر جلدی لکھیں میں آپ کی تحریروں کا شدت سے انتظار کر رہی ہوں آپ تو رسالے سے ایسے غائب ہوئے ہیں جیسے گدھے کے سر سے سینگ آپ جہاں بھی ہیں ہمارے لیے کوئی قسط وار کہانی لکھ کر بھیجیں تاکہ ہم براہ آپی انٹری تو خوفناک میں رہے۔ اس کے علاوہ بہت سے سارنگی غائب سے لگتے ہیں ان سے بھی گزارش ہے کہ وہ بھی لکھیں رسالے میں پہلے والی روانی لے کر آئیں وہ مزہ واپس جو بھی ہمیں ملتا تھا امید ہے کہ میری رائے پر عمل کیا جائے گا اور تمام رائٹر جو اس سے دور ہو چکے ہیں وہ واپس آجائیں گے۔ اب چند ایک ہی رائٹر اس کو چلا رہے ہیں ان میں ساحل دعا بخاری۔ اور فتم نشاد ہیں جو اپنے قلموں کے ساتھ خوب انصاف کر رہے ہیں لیکن اب ایک نئی رائٹر کی آمد ہوئی ہے عائشہ سحر عرفی کی ان کے لیٹر اور سنو ریاں سے یوں لگا ہے جیسے انہوں نے ریاض احمد کا انداز اپنا لیا ہے یہ تو بہت ہی اچھی بات ہے کیونکہ میں جانتی ہوں کہ وہ اس انداز سے بہت ہی جلد اپنی منزل کو پائیں گی جلد ہی قارئین کو اپنی تحریروں کی طرف مائل کر لیں گی میری دعا میں ان کے ساتھ ہیں اور کالا جادو موت کی منزل بہت اچھے سلسلے میں لیکن اب ان کو ختم ہو جانا چاہیے ان کی

میں کالا جادو نہیں پڑھ سکی یہ نہیں کیوں دل نہیں کیا باقی شارکٹ محمد قیصر کالی وادی کا غفریت عثمان غنی قبر کا بیٹا کا مران احمد زبردست کہانی تھی اہلی کا چیز ایسا صادق خونی نہر محمد عارف بھیا تک مخلوق تم تم نشاد اور کمال کی کہانی ایک تازہ حکایت ہے ہر ایک کہانی کا اپنا تاثر تھا پر اسرا جو لی میں نے نہیں پڑھی موت کی منزل پر نس کریم میں نے رائٹر کا نام ہی دیکھ کر کہانی پڑھنی شروع کی تھی مختصر میں پہلے کا شائع شدہ منتظر ہی اچھا لگا۔ میں نے اپنے بھائی کو بھی پڑھایا اور کافی دیر بیٹھے رہے باقی بات غزلوں کی تو یہ نہیں لوگوں کی پسند بھی کیسی ہوتی ہے بکواس ترین شعر اور غزلیں تھیں بس یہی اچھی تھیں ۵-۱۳-۱۲-۱۵-۲۵-۶۳- ٹھیک تھیں بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام میں بھی کوئی شعر خاص نہ تھا شعیب شرازی آپ نے میرے نام لکھا ناول ای تھا۔ سید عارف شاہ پریمی آپ کی تعریف کا شکر یہ اب آتے ہیں مٹی کی شمارے کی طرف رسالے نے فل ذیل کروایا مگر شکر ہے مل گیا۔ کالا جادو پہلے بھی بتایا تھا پڑھی نہیں موت کی منزل کا میاں کی ساری میڑھیاں آسانی سے طے کر رہی ہے قاتل حسینہ تم تم نشاد۔ دھند کے پار ساحل دعا بخاری۔ شیطان دیوتا۔ ایم ڈاکر سی۔ حسن پری ریاض احمد درندے۔ وارث آصف خان بے نیازی آواگون۔ نور محمد اسلم یہ ساری کہانیاں مزہ ہی دے گئیں۔ ساری ہی ایک سے بڑھ کر ایک تھیں ریاض بھائی پلیز اپنا موضوع تبدیل کریں اور نور محمد اسلم آپ پہلی کہانی ہمشکل پڑھ کر آپ کی میں فین ہوتی تھی آپ بھی انگلش لفظ استعمال نہ کیا کریں اس میں بھی کتنے شعر اچھے تھے باقی سب بکواس گلدستہ بہت اچھا تھا غزلوں میں تین غزلیں تھیں بس باقی کافی غزلیں میری تھیں وہ قارئین کو یہ ہو کہ کسی تھیں بہترین شعر اپنے پیاروں کے نام میں پہلا شعر ہی کمال تھا باقی خطوط اچھے تھے۔ یکم جون آیا وہیں بازار چکر لگانے لگی تیں جون ہو گیا مگر رسالہ نہیں ملا اور پھر بائیس جولائی تک چکر لگانے تب کہیں جا کر جولائی کا شمارہ ملا پہلے تو بات ہونے غلام کی سجاد بھائی غلط حرکت یہ کہانی ایم اے راحت کی ہے جو تادیہ کے نام سے اخبار جہاں میں شائع ہوئی تھی اور مجھے بہت پسند آئی تھی تم تم نشاد ضروری نہیں حسنینا میں ہی بے وفا ہوں اچھی کہانی تھی آپ کی موت کی منزل اور دھند کے بار بھی ٹھیک ٹھاک جاری ہیں پر اسرا قبرستان خوشبو سلیم قادری شیطانی طاقت۔ داؤد احمد بے قرار روح ملک اسد یاسین۔ آستینی جال اس شہزاد پر اسرا رنگ ملک محمد رمضان۔ زندہ لاش کا مران نکیل بہت مزہ آیا یہ کہانیاں پڑھ کر خاص کر آستینی جال بہت اچھی تھی شعر بھی ٹھیک ہی تھے پھول اور کلیاں پڑھ کر بہت مزہ آیا۔ لطائف بہت اچھے تھے غزلوں میں پانچ غزلیں اچھی تھیں خطوط بچھلے ہی تھے قارئین کرام یہ تھے پچھلے تین رسالوں کے احوال۔ یار یہ نائل پر صرف حسینہ ہی جج سکتی ہیں آپ لوگوں کے لیے خوبصورت لڑکیوں کی تصویریں لگا سکتے ہیں تو لڑکیوں کے لیے خوبصورت لڑکے ختم ہو گئے ہیں یار کسے سوچنے منڈے دی تصویر لایا کرو اب آپ اس سے شاہ رخ سلمان خان میری مراد نہ لینا سمجھتے زہر لگتے ہیں مجھے ایکٹرز۔ ریاض بھائی آپ کا شکر یہ کہ آپ نے پھر سے وعدہ کیا ہے ہمیں رسالے میں وہی مقام دینے کا میں آپ کی دل سے شکر گزار ہوں پلیز میری دونوں کہانیاں شائع کر دیں چاہت اور محبت کی بھی مہربانی ہوگی۔ محمد منیر سحری آپ بھی واپس آ جائیں کہاں رہ گئے اس بار عبداللہ اور فرید علی بھی غائب تھے پلیز اچھی اچھی کہانیوں کے ساتھ زبردست انٹری دیں۔ یاسین جی آپ بھی۔ رابی خان پلیز کم بیک۔

انلا غزل۔ حافظ آباد۔

☆ اگست کا شمارہ چوبیس اگست کو ملا اپنی کوئی بھی تحریر نہ پا کر کافی دکھ ہوا کہانیوں میں کالا جادو ہے حد شاندار تحریر تھی اس تحریر نے تو ہمیں اپنے سحر میں جکڑ رکھا ہے بندہ کہانی میں کھوسا جاتا ہے ویلڈن عاصم بھائی موت کی منزل حد درجہ بکواس اور ایک دم فضول کہانی ہے کہانی پڑھ کر ایسے لگتا ہے کہ گویا سار پلس پر بھابھو والا چل رہا ہے دھند کے پار ساحل دعا بخاری آپ نے جو یہ افسانہ لکھ کر بھیجا ہے اسے ہم کیا نام دیں۔ آپ کی پوری قسط خط ایک افسانہ ہی نہیں تھی بلکہ ہر پڑھنے والے کے دماغ پر ہتھوڑے برسا رہی تھیں کیا اس کو کہانی کہتے ہیں تو پھر کہانی کس کو کہتے ہیں کیا خط ورق سیاہ کر کے افسانے لکھ مارنا اور ہمارا نام اور ڈائجسٹ کے اوراق ضائع کرنا کیا یہ کہانی ہے عمران رشید کو ہم لاکھ برا کہیں مکران کی کہانی آپ کی اس منحوس افسانہ نگاری سے لاکھ درجہ بہتر ہوتی تھی۔ مجھے حیرانگی ہے ان لوگوں پر جو آپ کو نہ صرف اپنا پسندیدہ رائٹر کہتے ہیں بلکہ آپ کی افسانہ نگاری کی جھوٹی تعریف کرتے ہیں پورے ڈائجسٹ میں آپ سے زیادہ پورا اور بکواس تحریر نہیں تھی بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ آپ نے تو یہ تحریر لکھ کر اگلے پچھلے ریکارڈ برابر کر دیئے ہیں ایک بات مائیں گی آپ ایسا کریں کہ بس اپنے خطوط میں وارث آصف کی تعریفوں کے پل ہی باندھا کریں اپنے افسانے اپنے ہی پاس رکھیں۔ مہربانی ہوگی۔ اور خدا کے لیے ہماری جان چھوڑیں حسن پری ریاض بھائی امیزنگ سنوری تھی آپ کی میرے پاس اس کہانی کی تعریف کے لیے الفاظ نہیں ہیں آپ کے دم سے تو یہ ڈائجسٹ آباد ہے افراباجی ویکم ان خوفناک اب جلدی سے بنا کوئی انتظار کرانے تحریر لے کر حاضر ہوں ذرا سی بھی تاخیر برداشت نہیں کی جائے گی آنکھ ترس گئیں ہیں آپ کی تحریر پڑھنے کو تم نشاد یہ کیسا نام ہے بھلا۔ پلیز اپنا اصل نام تو لکھیں اگر نہیں لکھنا تو کم از کم اچھا سا لکھیں ہی لکھ چکی ہیں بٹ پلیز دس از ناٹ۔ غزلوں کا معیار اچھا تھا خطوط سبھی بورنگ تھے کوئی بھی چٹ پٹا نہیں تھا آخر میں میری وارث آصف۔ عمران رشید۔ عبداللہ حسن اور دیگر تمام رائٹرز سے گزارش ہے کہ پلیز کم بیک اور خاص کروارث آصف صاحب تو لازمی۔ اوکے۔

----- نوشین خان۔ کوٹ مظفر۔ دھاڑی

☆ جولائی کا شمارہ زندہ لاش نمبر لیٹ ملا نائل شاندار تھا اسلامی صفحہ دیکھ کر خوشی ہوئی سنوریز آلسٹ میں نگاہ دورانی تو کچھ پرانے رائٹر کا کم بیک دیکھ کر خوشی ہوئی ابھی تک صرف سنگل سنوریز ہی پڑھی ہیں سجاد حسن کی سنوری غلام شاندار تھی پر اسرا قبرستان خوشبو سلیم قادری کی پہلی کوشش اچھی تھی موت کے فاصلے ابھی نہیں پڑھیے وفا حسینہ تم تم نشاد نے بہتر لکھا باقی سب رائٹرز نے بھی اچھا لکھا میری اپنی سنوری زندہ لاش کیسی تھی اس کا اندازہ قارئین کی رائے سے ہی ہوگا۔ میں اقراء کی کمی کو محسوس کر رہا ہوں ریاض احمد اور عمران رشید بھی غائب تھے عمران بھائی پلیز سائل صبح کر کے دوبارہ سے لکھنا شروع کر دیں مس اقراء آپ بھی جلدی سے واپس آ جائیں پھول کلیاں میں زیادہ تحریریں ڈاکٹر واجد گنونی کی تھیں پلیز اب بہت لمبے لمبے نام نہ لکھا کریں اس سے تحریر بورنگ ہو جاتی ہے اشعار اور خطوط اچھے اور زبردست تھے سب کو میری طرف سے سلام۔

----- کا مران نکیل۔ واہ گارڈن۔ واہ کینٹ۔

☆ امید ہے کہ آپ سب خیریت سے ہوں گے میں آپ کے رسالے خوفناک کا پرانا قاری ہوں بعد میں جواب عرض بھی پڑھنے لگا میرا ایک عدد خط جواب عرض میں بھی شائع ہوا ہے جولائی کے شمارے کا

پائل واقعی خوفناک تھا زندہ لاش نمبر تھا سو ثابت بھی کر دیا۔ کہانیوں میں نمبروں کا لاجاد دوسرے نمبر پر زندہ لاش۔ تیسرے نمبر پر پراسرار قبرستان تھی اسلامی صفحہ تو خوفناک کی جان ہوتا ہے پھول کلیاں بہت ہی اچھا اور بہترین کالم ہے شعروں اور غزلوں میں آنسہ کنول شاہدہ اینڈ حسینہ محمد حسن جان۔ ساجد گجر کا کلام بہت پسند آیا۔ خطوط کی محفل میں خوفناک کی تعریف پڑھ کر اچھا لگا۔ شہزادہ انش بھائی میں ایک معمولی سا کہانی نو لیس ہوں امید ہے آپ مجھے خوفناک کی محفل میں خوش آمدید کہیں گے تاکہ میں آئندہ بھی لکھ سکوں دعا ہے کہ خوفناک اور جواب عرض دونوں دن دینی رات چوگنی ترقی کریں آمین۔

محسن علی جٹ۔ ایم اے ساگر۔ ساہیوال

☆ ماہ نومبر کا خوفناک ملا۔ آپ سب کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے یاد رکھا ہوا ہے اور میں بھی رسالے سے دور نہیں ہوئی ہوں ہاں البتہ کچھ گھریلو کاموں میں پھنس کر رہ گئی ہوں شادی کے بعد دوسرے گھر جانا اور پھر وہاں کے معاملات سنبھالنا کچھ وقت تو لیتا ہے لیکن میں کوشش کروں گی کہ پہلے کی طرح خوفناک میں لکھوں اور بہت جلد ایسا کروں گی میں اب مس اقراء سے اقراء راجیل بن چکی ہوں۔ ساحل دعا بخاری۔ تم تم نشاد۔ یہ تو رسالے کی جان بن چکی ہیں ان کے بغیر رسالہ ادھور سا دکھائی دیتا ہے اور میں دیکھ رہی ہوں کہ رسالہ ویسے ہی اپنا نام بنائے ہوئے ہاں کچھ سانی غائب ہیں امید ہے کہ وہ بھی واپس آجائیں گے کیونکہ میں خود بھی دوبارہ واپس آنے والی ہوں ایک قسط وار کہانی تیار کر رہی ہوں یہ کہانی بھی آپ کے دلوں پر ویسا ہی راج کرے گی جیسا کہ پہلی کہانیوں نے کیا ہے۔ بس کچھ انتظار کرنا۔ عائشہ سحر فری۔ سحرانہ آنکھیں کے ساتھ شاید نئی لکھاری انٹر ہوئی ہیں انہوں نے بہت ہی اچھا لکھا ہے امید ہے کہ وہ اب خوفناک کی محفل میں شامل رہیں گی اور اس کے وقار کو بلند کریں گی۔ سحرانہ آنکھیں لکھنے پر ان کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد قبول ہو بانی کالا جادو اور موت کی منزل اقساط اپنے سحر کو ساتھ لے کر چلتی جا رہی ہیں دھند کے پار تو ساحل دعا نے مکمل کر دی ہے لیکن یہ کب مکمل ہوتی ہیں اس کا انتظار ہے۔

اقراء راجیل۔ سیالکوٹ

☆ خوفناک کا تازہ شمارہ ملا پڑھ کر سکون ملا ایسے ہی خوفناک کو وقت سے پہلے مارکٹ میں لے آیا کریں تاکہ ان لوگوں کے منہ بند ہو جائیں جو یہ کہتے ہیں کہ خوفناک ڈائجسٹ اور جواب عرض بند ہو گئے ہیں بھلا یہ رسالے کیسے بند ہو سکتے ہیں یہی تو وہ رسالے ہیں جن کا ہمیں شدت سے انتظار ہوتا ہے یہ ہمارے جسم میں دل کی دھڑکن کی طرح دھڑکتے ہیں۔ ساحل دعا بخاری۔ تم تم نشاد۔ اور عائشہ سحر فری کو اچھی کہانیاں لکھنے پر مبارک باد قبول ہو ابھی اتنی ہی کہانیاں پڑھی تھیں اب مزید پڑھوں گی تو اس پر بعد میں تبصرہ کروں گی۔ میری کہانی کو پسند کرنے کا بہت بہت شکریہ میں مزید لکھوں گی کالا جادو۔ موت کی منزل اپنی مخصوص رفتار سے آگے بڑھ رہی ہیں اور شاید بڑھ چکی ہیں اب اینڈ کے مراحل میں ہیں ان کے راہزوں کو بھی دل کی گہرائیوں سے مبارک باد قبول ہو۔ سب کو سلام۔ خطوط کی محفل خوب رہی اور شعر و شاعری کا سلسلہ بھی اچھا لگا۔ اسلامی صفحہ تو خوفناک کی جان ہے میں نے بھی کچھ اسلامی صفحات بھیجے ہوئے ہیں ان کو بھی شائع کر دیں شکریہ۔

یاسمین سلیم قادری۔ کراچی